عظمتِ صحابیت
اور
حقیقتِ خلافت

مكانة الصحبة وحقيقة الخلافة

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

عظمتِ صحابیت
اور
حقیقتِ خلافت

مكانة الصحبة وحقيقة الخلافة

عظمتِ صحابیت
اور
حقیقتِ خلافت

مكانة الصحبة وحقيقة الخلافة
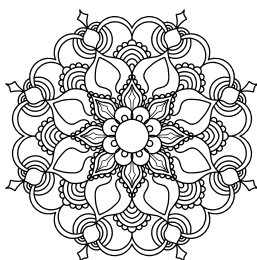
شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

تالیف: شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

معاونینِ ترجمہ و تخریج : اَجمل علی مجددی، محمد ضیاء الحق رازی

نظرِ ثانی : محمد علی قادری، محمد اِقبال چشتی

زیرِ اِہتمام : فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ - Research.com.pk

مطبع : منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1 : نومبر 2018ء [1,100 - پاکستان]

اِشاعت نمبر 2 : دسمبر 2018ء [1,100 - اِنڈیا]

قیمت : -/570 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف و تالیفات اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔

fmri@research.com.pk

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب ومن عجم

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

فہرس

﴿صحابہ کرام ﷡ کے فضائل اور ان کی تعظیم میں اِرشاداتِ نبوی ﷺ﴾

اَلْبَابُ الرَّابِعُ

اَلْبَابُ الْخَامِسُ

اَلْبَابُ السَّادِسُ

اَلْبَابُ السَّابِعُ

اَلْبَابُ الثَّامِنُ

پیش لفظ

علم ایک نورِ ہدایت ہے جو اللہ رب العزت کی توفیق سے طالبِ ہدایت ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ یہ وہ نعمتِ عظمٰی ہے جس کے سبب حضرت آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائک بنایا گیا۔ یہی وہ آفتاب ہے، جس کی تابانیوں نے سارے عالم کو بقعۂ نور بنا دیا۔ یہ نورِ علم ہی تھا، جس کی بدولت انسان کے سر پر اشرف المخلوقات کا تاج سجایا گیا۔ اللہ رب العزت نے ہدایتِ انسانی کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، تو انہیں علم و حکمت کا نور عطا فرمایا۔ یہ ہادیانِ برحق اپنے اپنے دور میں نورِ حق سے جہالت کی ظلمتوں کو تار تار کرتے رہے۔ جب انسان جہالت اور پستی کی انتہا پر پہنچا تو اللہ رب العزت نے خیر البشر، خیر الخلائق اور ہادیِ برحق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلمِ انسانیت بنا کر مبعوث فرمایا۔ معلمِ کائنات نے انسانیت کے بنیادی اُصولوں سے نابلد اہلِ عرب کو تہذیب و اَخلاق اور معاشرت کے بہترین اُصول سکھائے، جس سے وہ دنیا کی مہذب ترین قوم بن گئے اور ظلمتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے اٹا ہوا زمانہ نورِ نبوت کی تابانیوں کے بعد خیر القرون بن گیا۔

معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اِنقلابی، آفاقی اور جاودانی تربیت کے ذریعے وہ افراد تیار کیے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہلائے۔ یہ مردانِ حق ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ﴾ کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ یہ پیکرانِ عزم و وفا تاریخِ انسانی کے مربیِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت سے قندیلوں کا روپ دھار کر دنیا بھر میں نورِ ہدایت کی تجلیاں بکھیرنے لگے۔ ان مردانِ حق کا کمال ملاحظہ فرمائیے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چند برس بعد ہی اُس وقت کی دو عالمی طاقتوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے تابع کر دیا۔ یہ وہ عظیم المرتبت رجال ہیں، جنہیں ہر شخص رشک آمیز نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ یہ وہ صاحبانِ کرامت ہیں، جنہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ بابرکات میسر آئی۔ اس عظیم نسبت نے انہیں صحابیت کے گراں قدر اعزاز

سے سرفراز کر دیا۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے بعد جیسے قیامت تک کے لیے نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، بعینہٖ صحابیت کا باب بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک آنے والے مردانِ حق دینِ متین کی سربلندی کے لیے خواہ کتنی ہی جدوجہد کر لیں، مگر صحابہ کرام ﷡ کے مقام و مرتبے کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ حدیثِ رسول ﷺ کے مصداق اگر کوئی کلمہ گو اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ رب العزت کی راہ میں صدقہ کر دے، تو پھر بھی وہ صحابہ کرام ﷡ جیسا مقام و مرتبہ حاصل کرنا تو درکنار، اُن کی غبارِ راہ تک پہنچنے سے بھی قاصر رہے گا۔

اِن اَصحابِ رسول نے صاحبِ قرآن ﷺ سے براہِ راست قرآنی افکار کو اپنے قلوب و صدور میں جاگزیں کیا۔ یہ وہ بے مثال شخصیات ہیں، جنہوں نے نزولِ وحی کا قریب سے مشاہدہ کیا اور ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ سے متصف دہنِ مصطفیٰ ﷺ سے احادیث مبارکہ کے گہر ہائے گراں مایہ کو وارد ہوتے دیکھا۔ اِنہوں نے ان انوارِ احادیث کو اپنی متاعِ حیات سمجھا اور محدود ذرائع کے باوجود انہیں دنیا بھر میں پھیلا کر قیامت تک اہلِ حق کی ہدایت کا بیش قدر سرمایہ فراہم کیا۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے خود اپنے حبیب مکرم ﷺ کی صحبتِ بابرکات کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ بلند پایہ ہستیاں علم و حکمت اور دینِ متین کے لیے مینارۂ نور ہیں، جن سے قیامت تک اہلِ حق ہدایت کی تابانیاں حاصل کرتے رہیں گے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک ہشت پہلو علمی و فکری شخصیت کے مالک ہیں۔ اس دورِ پُرفتن میں ان کا وجودِ مسعود بلا مبالغہ علم و آگہی کے ایک آفتاب کی مانند کرنیں بکھیر رہا ہے۔ دینِ اسلام کا وہ کون سا گوشہ ہے جو ان کی نگاہِ دور بین، فکرِ رسا، کلامِ معتبر اور قلمِ سبک رَو کی دست رَس میں نہیں! ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا خصوصی فضل و احسان ہے، جس کی بدولت وہ خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اس دورِ فتن میں اُمت مسلمہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ دنیا کی ہر شے نئی اور اعلیٰ پائے کی خریدو لیکن عقیدہ ہمیشہ وہی پرانا رکھو جو قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہے، جو عقیدہ اَہلِ سنت و جماعت ہے۔ جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی قرابت کی محبت و مودت بھی واجب ہے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ﷡ کا ادب و احترام بھی لازم ہے۔ حضرت

شیخ الاسلام کی اِسی کاوش کا منہ بولتا ثبوت زیرِنظر تصنیف ہے جس میں انہوں نے صحابہ کرام ﷡ جیسی عظیم المرتبت شخصیات کے تذکار، اَفکار اور اَنوار کی تجلیات کو علمی و تحقیقی انداز سے قلم بند کیا ہے۔ قبل ازیں اَہلِ بیت اَطہار ﷩ کے مقام و مرتبہ پر آپ کی اسی نوعیت کی ایک تصنیف **قَرَابَةُ النَّبِي** ﷺ کے عنوان سے زیورِقلم سے آراستہ ہو چکی ہے۔

''عظمتِ صحابیت اور حقیقتِ خلافت (**مَكَانَةُ الصُّحْبَة وَحَقِيْقَةُ الْخِلَافَة**)'' کے عنوان سے اس تصنیف کو آٹھ مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے پہلے باب میں صحابہ کرام ﷡ کے فضائل کو قرآنِ مجید کی آیات کی مدد سے بیان کرتے ہوئے ان کی مبارک زندگیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ دوسرے باب میں ارشاداتِ نبوی سے صحابہ کرام ﷡ کی عظمت کو واضح اور بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اس باب میں احادیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام ﷡ کی شان میں بیان کردہ اہلِ بیت اَطہار ﷩ کی مرویات کو بھی صفحات کی زینت بنایا ہے۔ اس پر مستزاد مناقبِ صحابہ ﷡ کے حوالے سے صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین کے اقوال بھی درج کیے گئے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تیسرے باب میں ائمہ کرام کے نزدیک صحابہ کرام ﷡ کے مقام و مرتبہ کی معرفت اور ان کے طبقات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس حوالے سے اولین طور پر صحابی کی تعریف پر علمی اور تحقیقی انداز سے بحث کرتے ہوئے تمام پہلوؤں کو موضوعِ تحریر بنایا گیا ہے۔ اس باب کے آخر میں اوّلین اور آخرین صحابہ کرام ﷡ پر تحقیقی رائے کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ چوتھے باب کا موضوع خلافتِ عامہ و خاصہ پر استوار ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس پیچیدہ اور دقیق موضوع کو سہل انداز میں واضح فرما دیا ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ قائم رہی۔ پانچویں باب میں خلافتِ راشدہ کی لازمی صفات کا ذکر کیا گیا ہے اور خلفاے راشدین ﷡ کی خلافت کے حوالے ضروری اَبحاث درج کی گئی ہیں۔

چھٹے باب میں صحابہ کرام ﷡ کے مابین تنازعات کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے

اُمت کو معتدل، متوازن اور مناسب رویہ اختیار کرتے ہوئے طعن سے اجتناب کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ساتویں باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی تنازعہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اُس وقت موجود اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حمایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی، جو معتبر شخصیات اُس وقت آپ کا ساتھ نہ دے سکیں اُنہوں نے بھی بعد ازاں آپ کی حمایت نہ کر سکنے پر ندامت اور افسردگی کا اظہار کیا۔ آٹھویں باب میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے وجوبِ تعظیم اور لعن وطعن کی سخت ممانعت کے حوالے سے اَقوالِ ائمہ پیش کیے گئے ہیں۔

اس تحقیقی کام کا جائزہ لیں تو واضح ہوتا ہے کہ یہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی عظیم تاریخی کاوش ہے۔ اس اہم، پیچیدہ اور دقیق موضوع پر قلم اٹھانا اور پھر راہِ اِعتدال سے سرِ مُو اِنحراف نہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ عہدِ حاضر میں اِس موضوع کا حق ادا کرنا حضرت شیخ الاسلام کے قلم کے شایانِ شان ہی تھا، جو کہ انہوں نے نہایت شان دار انداز سے ادا کیا ہے۔ اس اعتبار سے انہوں نے افراط وتفریط سے بالاتر اور وابستگی وتعصب کو پسِ پشت ڈال کر حقائق کو روایت و درایت کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے اسلام کے حقیقی نظریے کو واضح کیا ہے۔ اس حوالے سے یہ تاریخی کاوش بالخصوص نسلِ نو کی نظریاتی آب یاری کرے گی۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں تحریر کردہ یہ عظیم کاوش ایک اہم سنگِ میل ہے، جسے آنے والے ہر دور میں قدر و اَہمیت کی نظر سے دیکھا جاتا رہے گا۔ جیسے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے اعلیٰ، اَن مِٹ اور تاریخی کارناموں کی وجہ سے تاریخ میں ایک جاوداں مقام پا چکے ہیں، ایسے ہی یہ تاریخی کاوش بھی ہر دور میں اپنی اَہمیت و اِفادیت میں اپنی مثال آپ رہے گی۔

اِس عظیم اور تاریخی کارنامے کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے اس کی آخری مراجعت شدید علالت کے دوران فرمائی ہے۔ انہوں نے 22 اکتوبر 2018ء کو major surgery کے لیے اسپتال جانے سے قبل آخری مسودے کا جزوی نظر ثانی شدہ حصہ تصحیح کے بعد FMRi میں بھجوایا۔ رات گئے اسپتال سے واپسی کے بعد علی الصبح یعنی 23 اکتوبر 2018ء کو مسودات پر نظر ثانی کا سلسلہ وہیں سے شروع کر دیا، جہاں اسپتال

جانے سے قبل منقطع ہوا تھا۔ اِس طرح تحقیق وتصنیف کا یہ سلسلہ صحت کے شدید مسائل اور سخت علالت کے دوران بھی جاری رہا۔علم و آگہی کے اس عظیم پیام بر جیسی مثال بھی چشمِ فلک نے کم ہی دیکھی ہوگی۔ نقاہت کا شکار جسم کہ بائیں ہاتھ پر گلوکوز کی ڈرپ جاری تھی، جب کہ دائیں ہاتھ سے مسودے کی اِصلاح کے لیے حضرت شیخ الاسلام حفظہ اللہ تعالیٰ کا سبک رَوقلم، قرطاس پر علم و آگہی کے گہر ہائے گراں مایہ بکھیر رہا تھا۔ یوں بفضلہٖ و بتوفیقہٖ تعالیٰ آج 25 اکتوبر 2018ء کو وقتِ ظہر حضور شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے راقم کو فون پر نوید سنائی کہ الحمد للہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے کتاب کے ٹائٹل ڈیزائن کی منظوری مرحمت فرماتے ہوئے طباعت کے حوالے سے بھی ضروری ہدایات سے نوازا۔آپ کا یہ عمل اَصحابِ رسول کی بارگاہ سے آپ کے تعلقِ حبی کو بھی واضح کر رہا ہے۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کو افراط وتفریط سے بالاتر ہو کر اسلام کے حقیقی عقائد ونظریات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور دینِ اِسلام کے اس عظیم خدمت گار حضور شیخ الاسلام مدظلہ العالی کو شفاء عاجلہ وصحت کاملہ کے ساتھ عمرِ خضر عطا فرمائے۔[آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ]

(محمد فاروق رانا)

ڈائریکٹر FMRi

25 اکتوبر 2018ء

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ

فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ ﷺ وَتَعْظِيْمُهُمْ فِي الْقُرْآنِ

باب نمبر 1

﴿قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور تعظیم کا بیان﴾

مدخل

إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ قَدِ اخْتَصَّهُمُ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى بِمَزِيَّةٍ لَا يُوَازِيْهِمْ فِيْهَا غَيْرُهُمْ، وَهِيَ أَنَّ اللهَ تَعَالَى اخْتَصَّهُمْ لِإِقَامَةِ دِيْنِهِ وَإِعْلَاءِ كَلِمَتِهِ. فَأَهْلُ الْقَرْنِ الْأَوَّلِ خَصَّهُمْ بِخُصُوْصِيَّةٍ لَا سَبِيْلَ لِأَحَدٍ أَنْ يَلْحَقَ غُبَارَ أَحَدِهِمْ فَضْلًا عَنْ عَمَلِهِ؛ لِأَنَّ اللهَ تَعَالٰى خَصَّهُمْ بِرُؤْيَةِ نَبِيِّهِ ﷺ، وَصُحْبَتِهِ، وَنُزُوْلِ الْقُرْآنِ عَلَيْهِ غَضًّا طَرِيًّا يَتَلَقَّوْنَهُ مِنْ فَمِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ يَتَلَقَّاهُ مِنْ جِبْرِيْلَ ﷺ، وَبِالْقِتَالِ بَيْنَ يَدَيْهِ ﷺ، وَنُصْرَتِهِ، وَحِمَايَتِهِ، وَإِذْلَالِ الْكُفْرِ وَإِخْمَادِهِ، وَرَفْعِ مَنَارِ الْإِسْلَامِ وَإِعْلَائِهِ، وَحِفْظِهِمُ الْقُرْآنَ الَّذِي كَانَ يَنْزِلُ نُجُوْمًا نُجُوْمًا، فَأَهَّلَهُمُ اللهُ لِحِفْظِهِ حَتّٰى لَمْ يَضِعْ مِنْهُ حَرْفٌ وَاحِدٌ فَجَمَعُوْهُ وَيَسَّرُوْهُ لِمَنْ بَعْدَهُمْ، وَفَتَحُوا الْبِلَادَ وَالْأَقَالِيْمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَمَهَّدُوْهَا لَهُمْ، وَحَفِظُوْا أَحَادِيْثَ نَبِيِّهِمْ ﷺ فِي صُدُوْرِهِمْ، وَأَثْبَتُوْهَا عَلٰى مَا يَنْبَغِي مِنْ عَدَمِ اللَّحْنِ وَالْغَلَطِ وَالسَّهْوِ وَالْغَفْلَةِ. ثُمَّ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُتَأَسِّيًا فَلْيَتَأَسَّ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا أَبَرَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قُلُوْبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، وَأَقْوَمَهَا هَدْيًا، وَأَحْسَنَهَا حَالًا.

تمہید

بے شک حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی خصوصیت سے نوازا ہے کہ اس میں کوئی اور ان کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دین کی اقامت اور اس کی سر بلندی کے لئے خاص فرما لیا تھا۔ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی صدی کے اہل (مراد صحابہ کرام) کو ایک ایسی خصوصیت کے ساتھ نوازا تھا کہ (بعد میں آنے والے لوگوں میں سے) کسی کی بھی مجال نہیں ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی غبار راہ کو پا سکے چہ جائیکہ اس کے عمل کو پا سکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی مکرم ﷺ کے دیدار اور صحبت اور (انہی کے زمانہ میں) آپ ﷺ پر تازہ بہ تازہ اس قرآن کے نزول کے ساتھ خاص فرمایا جسے وہ بالمشافہ حضور نبی اکرم ﷺ کے دہن مبارک سے (سن کر) حاصل کرتے تھے جب کہ آپ ﷺ اسے حضرت جبرائیل امین سے براہ راست حاصل فرماتے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے قتال کرنے کے ساتھ، اور آپ ﷺ کی حمایت و نصرت کے ساتھ، اور کفر کو ذلیل و رسوا کرنے کے ساتھ اور مینارِ اسلام کو بلند کرنے کے ساتھ، اور اس قرآن کے حفظ کرنے کے ساتھ جو تدریجاً نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی حفاظت کا بھی اہل بنایا یہاں تک کہ اس کا کوئی ایک حرف بھی ضائع نہ ہو پائے، پس انہوں نے اسے (ایک مصحف کی شکل میں) جمع کیا اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے اسے آسان بنا دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے بلاد وأمصار کو فتح کیا اور ان کے لئے ان ممالک کی راہ ہموار کی۔ انہوں نے اپنے سینوں میں اپنے نبی مکرم ﷺ کی احادیث کو محفوظ کیا اور مناسب حد تک ان احادیث کو لحن، غلطی، سہو اور غفلت سے پاک کر دیا۔ پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کوئی اقتداء کرنا چاہتا ہے تو وہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب کی اقتدا کرے کیونکہ وہ اس امت میں سے سب سے زیادہ نیک دل، سب سے زیادہ گہرا علم رکھنے والے، سب سے کم تکلف کرنے والے، سب سے زیادہ مضبوط ہدایت والے، اور سب سے بہتر حال والے ہیں۔

اخْتَارَهُمُ اللهُ تَعَالٰى لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ ﷺ وَإِقَامَةِ دِيْنِهِ، فَاعْرِفُوْا فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ فِي آثَارِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ. فَلَهُمُ الرُّتْبَةُ الْعُلْيَا، وَالْمَنْزِلَةُ الْكُبْرٰى، وَالْمَنْقَبَةُ الْقُصْوٰى، وَالصُّحْبَةُ الْفُضْلىَ الَّتِي لَا تُقَاسُ بِكُلِّ دَرَجَةٍ وَقُرْبَةٍ.

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی مکرم ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چن لیا تھا، پس ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو کیونکہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔ بے شک ان کے لئے بلند مقام و مرتبہ اور اعلیٰ منقبت اور انتہائی فضیلت والی صحبت ہے جس کو کسی قسم کے درجہ اور قربت سے ناپا نہیں جا سکتا۔

فَصُلٌ فِيُمَا جَاءَ مِنُ فَضُلِهِمُ ﷺ وَعُلُوِّ مَكَانَتِهِمُ

إِنَّ أَصُحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوُا أَفُضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعُمَقَهَا عِلُمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا. اِخُتَارَهُمُ اللهُ لِصُحُبَةِ نَبِيِّهٖ ﷺ، وَلِإِقَامَةِ دِيُنِهٖ،(١) وَقَدُ أَثُنٰى اللهُ ﷻ عَلَيُهِمُ، وَرَضِيَ رَسُوُلُ اللهِ ﷺ عَنُهُمُ. وَقَدُ أَثُنٰى رَسُوُلُ اللهِ ﷺ عَلَيُهِمُ فِي أَحَادِيُثَ كَثِيُرَةٍ، مِنُهَا مَا جَاءَ عَامًّا فِي بَيَانِ فَضُلِ كُلِّ مَنُ صَحِبَهٗ ﷺ، وَمِنُهَا مَا خَصَّ بِهٖ بَعُضَ أَصُحَابِهٖ بِأَوُصَافِهِمُ؛ كَالْأَنُصَارِ وَالْمُهَاجِرِيُنَ وَأَهُلِ بَدُرٍ وَغَيُرِهِمُ. كُلُّ ذٰلِکَ مَحَبَّةً مِنُهُمُ لِلّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى وَلِرَسُوُلِهٖ ﷺ. كَانَ اللهُ ﷻ وَرَسُوُلُهٗ ﷺ آثَرَ عِنُدَهُمُ مِنُ جَمِيُعِ مَنُ ذَكَرُنَاهُ بِإِيُمَانٍ صَادِقٍ، وَعُقُوُلٍ مُؤَيَّدَةٍ، وَأَنُفُسٍ كَرِيُمَةٍ، وَرَأْيٍ سَدِيُدٍ، وَصَبُرٍ جَمِيُلٍ بِتَوُفِيُقٍ مِنَ اللهِ ﷻ.

١. قَالَ اللهُ تَعَالٰى فِيُهِمُ: ﴿رَضِيَ اللهُ عَنُهُمُ وَرَضُوُا عَنُهُ ط أُولٰٓئِکَ حِزُبُ اللهِ ط أَلَآ إِنَّ حِزُبَ اللهِ هُمُ الْمُفُلِحُوُنَo﴾ [المجادلة، ٥٨/٢٢].

٢. فَقَالَ اللهُ ﷻ فِيُهِمُ: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوُلُ اللهِ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩]. أَخُبَرَ ﷻ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا ﷺ رَسُوُلُهٗ حَقًّا مِنُ غَيُرِ شَکٍّ وَلَا رَيُبٍ.

(١) البغوي في معالم التنزيل، ٢/٤٥٣، والقرطبيفي الجامع لأحكام القرآن، ١/٦٠۔

﴿صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور علو مرتبت کا بیان﴾

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام اِس اُمت کے اَفضل ترین نفوسِ قدسیہ ہیں۔ وہ نہایت پاکیزہ و سلیم قلوب کے حامل تھے۔ وہ علم میں بہت زیادہ درک اور گہرائی کے ساتھ ساتھ نہایت سادہ طرزِ زندگی اپناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور اپنے دینِ متین کی خدمت و نصرت کا شرف عطا کیا، (اپنے پاک کلام میں) ان کی تعریف و توصیف بیان فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے راضی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بے شمار اَحادیث میں اپنے صحابہ کے اَوصاف بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے بعض اَحادیث مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل بیان کرتی ہیں جب کہ دیگر اَحادیث مبارکہ وہ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخصوص طبقات کے فضائل بیان کرتی ہیں، جیسا کہ اَنصار و مہاجرین اور اَہلِ بدر وغیرہم۔ یہ سب کچھ ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے باعث وقوع پذیر ہوا۔ ان کے یہ تمام احوال جن کا ہم ذکر کر آئے ہیں، اس وجہ سے تھے کہ انہوں نے ایمان کی سچائی، عقلوں کی پختگی، نفوس کی شرافت و بزرگی، اصابت رائے اور صبرِ جمیل کی توفیق ایزدی کے سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاں (باقی سب اُمور پر) ترجیح دی تھی۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿اللہ اُن سے راضی ہوگیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بے شک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہےo﴾۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔﴾ اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر شک و شبہ کے اس کے رسولِ برحق ہیں۔

ثُمَّ أَتٰى بِالثَّنَاءِ عَلٰى أَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩]. فَوَصَفَهُمْ بِالشِّدَّةِ وَالْغِلْظَةِ عَلَى الْمُتَمَرِّدِيْنَ مِنَ الْكُفَّارِ، وَالرَّحْمَةِ وَالْبِرِّ بِالْأَخْيَارِ. ثُمَّ أَتٰى عَلَيْهِمْ بِكَثْرَةِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ مَعَ الصِّدْقِ وَالإِخْلَاصِ، بِقَوْلِهٖ: ﴿تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩]، فَمَنْ نَظَرَ إِلَيْهِمْ أَعْجَبَهُ سَمْتُهُمْ وَهُدَاهُمْ، لِخُلُوْصِ نِيَّاتِهِمْ، وَحُسْنِ أَعْمَالِهِمْ.

قَالَ الْإِمَامُ مَالِكٌ: بَلَغَنِي أَنَّ النَّصَارٰى كَانُوْا إِذَا رَأَوُا الصَّحَابَةَ الَّذِيْنَ فَتَحُوا الشَّامَ يَقُوْلُوْنَ: وَاللهِ، لَهٰؤُلَاءِ خَيْرٌ مِّنَ الْحَوَارِيِّيْنَ فِيْمَا بَلَغَنَا. وَقَدْ صَدَقُوْا فِي ذٰلِكَ فَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ خُصُوْصًا الصَّحَابَةُ لَمْ يَزَلْ ذِكْرُهُمْ مُعَظَّمًا فِي الْكُتُبِ، كَمَا قَالَ ﷻ: ﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩].[١] وَقَدْ وَعَدَهُمُ اللهُ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيْمًا، وَوَعْدُ اللهِ حَقٌّ وَصِدْقٌ لَا يُخْلِفُ، وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.[٢]

٣. قَالَ اللهُ ﷻ: ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

(١) ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/٢٠٥۔

(٢) الهيتمي في الصواعق المحرقة، ٢/٦٠٧۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔﴾ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرکش کفار پر شدت وسختی اور اَخیار (نیکو کاروں) کے ساتھ رحمت ونرمی کے اوصاف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صدق و اخلاص کے ساتھ ان کے بکثرت اَعمالِ صالحہ کی اس فرمان کے ساتھ توصیف بھی کی ہے: ﴿آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔﴾ لہٰذا جو شخص بھی ان کی طرف دیکھے گا تو ان کے خلوصِ نیت اور حسنِ اعمال کے باعث ان کی سیرت اور رہنمائی اسے بھلی لگے گی۔

امام مالک نے فرمایا ہے: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ملکِ شام فتح کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب وہاں کے نصرانی دیکھتے تھے تو کہتے تھے: اللہ کی قسم! جہاں تک ہمارا علم ہے یہ لوگ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) حواریوں سے بھی بہتر ہیں۔ بلاشبہ ان لوگوں نے سچ کہا (کیونکہ) اُمتِ محمدیہ کا تذکرہ بالعموم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بالخصوص کتبِ سماوی میں تعظیم سے بیان ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔﴾ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ بھی فرما رکھا ہے۔ اور اللہ کا وعدہ حق اور سچ پر مبنی ہوتا ہے کہ وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتا اور اس کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿پھر ان کے ربّ نے ان کی دعا قبول فرما لی (اور فرمایا) یقیناً میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو، پس جن لوگوں نے (اللہ کے لیے) وطن چھوڑ دیے اور (اسی کے باعث) اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور (میری خاطر)

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ○﴾

(آل عمران، ٣/١٩٥)

٤. وَقَالَ اللهُ ﷻ: ﴿لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○﴾

(التوبة،٩/٨٨-٨٩)

٥. وَأَخْبَرَ فِي آيَةٍ أُخْرٰى بِرِضَاهُ عَنْهُمْ وَرِضَاهُمْ عَنْهُ، فَقَالَ: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ [التوبة، ٩/١٠٠]. ثُمَّ بَشَّرَهُمْ بِمَا أَعَدَّ لَهُمْ، فَقَالَ: ﴿وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○﴾ [التوبة، ٩/١٠٠].

٦. وَقَالَ اللهُ ﷻ: ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا○﴾

(الفتح، ٤٨/١٨)

وَقَالَ الله ﷻ: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی

لڑے اور مارے گئے تو میں ضرور ان کے گناہ ان (کے نامۂ اعمال) سے مٹا دوں گا اور انہیں یقیناً ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ اللہ کے حضور سے اجر ہے اور اللہ ہی کے پاس (اس سے بھی) بہتر اجر ہے○﴾

۴۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’لیکن رسول (ﷺ) اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لیے سب بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں○ اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے○‘

۵۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیتِ مبارکہ میں یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ ان جمیع اَصحابِ رسول ﷺ سے راضی ہے اور وہ اُس سے راضی ہیں۔ فرمایا: ﴿اور مہاجرین اور ان کے مددگار (انصار) میں سے سبقت لے جانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور درجۂ احسان کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والے، اللہ ان (سب) سے راضی ہوگیا اور وہ (سب) اس سے راضی ہوگئے۔﴾ پھر جو کچھ اس نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے اس کی اُنہیں خوش خبری سنائی۔ ارشاد فرمایا: ﴿اور اس نے ان کے لیے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی زبردست کامیابی ہے○﴾۔

۶۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، سو جو (جذبۂ صدق و وفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کر لیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتحِ (خیبر) کا انعام عطا کیا○﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی

الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ج وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الفتح، ٤٨/ ٢٩)

٧. وَقَالَ اللهُ عزوجل: ﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ م بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى ط وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (الحديد، ٥٧/ ١٠)

٨. وَقَالَ اللهُ عزوجل: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔ وہ (صحابہ ہمارے محبوبِ مکرّم کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے (سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (اور جب سرسبز و شاداب ہو کر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی (اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ اِن کے ذریعے وہ (محمد رسول اللہ ﷺ سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے○﴾

۷۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالاں کہ آسمانوں اور زمین کی ساری ملکیت اللہ ہی کی ہے (تم تو فقط اس مالک کے نائب ہو)، تم میں سے جن لوگوں نے فتحِ (مکّہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) خرچ کیا اور (اپنے دفاع میں) قتال کیا وہ (اور تم) برابر نہیں ہو سکتے، وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا ہے، اور قتال کیا ہے، مگر اللہ نے حسنِ آخرت (یعنی جنت) کا وعدہ سب سے فرما دیا ہے، اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُن سے خوب آگاہ ہے○﴾

۸۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور انہیں اپنی روح (یعنی فیضِ خاص) سے تقویت بخشی ہے، اور انہیں (ایسی) جنتوں میں داخل

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (المجادلة، ٥٨/ ٢٢)

٩. وَقَالَ اللهُ ﷻ: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللهَ ؕ یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا۝﴾ [الفتح، ٤٨/ ١٠]،

١٠. ثُمَّ قَالَ ﷻ: ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۝﴾.
(الفتح، ٤٨/ ١٨)

فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اُس سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بے شک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہےo﴾

۹۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿(اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گاo﴾۔

۱۰۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، سو جو (جذبۂ صدق و وفا) ان کے دلوں میں تھا اللہ نے معلوم کر لیا تو اللہ نے ان (کے دلوں) پر خاص تسکین نازل فرمائی اور انہیں ایک بہت ہی قریب فتحِ (خیبر) کا انعام عطا کیاo﴾

فَصْلٌ فِيْمَا جَاءَ مِنْ مَدْحِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ رضي الله عنهم

فَالصَّحَابَةُ رضي الله عنهم هُمُ الَّذِيْنَ اخْتَارَهُمُ اللهُ عز وجل لَهُ ﷺ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَهُ وَأَصْهَارَهُ وَأَنْصَارَهُ وَخُلَفَاءَهُ مِنْ بَعْدِهِ فِي أُمَّتِهِ. وَهُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ. أَمَّا الْمُهَاجِرُوْنَ رضي الله عنهم فَإِنَّهُمْ آمَنُوْا بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَصَدَّقُوا الْإِيْمَانَ بِالْعَمَلِ، صَبَرُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةٍ، آثَرُوا الذُّلَّ فِي اللهِ عز وجل عَلَى الْعِزِّ فِي غَيْرِ اللهِ، وَآثَرُوا الْجُوْعَ فِي اللهِ عز وجل عَلَى الشِّبَعِ فِي غَيْرِ اللهِ، عَادُوْا فِي اللهِ عز وجل الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ، وَهَاجَرُوْا مَعَ الرَّسُوْلِ ﷺ وَفَارَقُوا الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ وَالْأَهْلَ وَالْعَشَائِرَ، وَتَرَكُوا الْأَمْوَالَ وَالدِّيَارَ وَخَرَجُوْا فُقَرَاءَ.(١)

١. وَأَمَّا الْأَنْصَارُ رضي الله عنهم فَهُمْ قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللهُ عز وجل لِنُصْرَةِ دِيْنِهِ وَاتِّبَاعِ نَبِيِّهِ ﷺ. فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنُوْا بِهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَبَايَعُوْهُ، وَصَدَقُوْا فِي بَيْعَتِهِمْ إِيَّاهُ وَبَلَّغُوا الإِسْلَامَ إِلٰى مَنْ وَرَاءَهُمْ. فَأَحَبُّوْهُ، وَنَصَرُوْهُ كَمَا قَالَ اللهُ فِيْهِمْ: ﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ [الأعراف، ٧/١٥٧].(٢)

---

(١) الآجري في الشريعة، ٤/١٦٢٤.

(٢) الآجري في الشريعة، ٤/١٦٢٤.

﴿مہاجرین و اَنصار ﷡ کی تعریف وتوصیف﴾

صحابہ کرام ﷡ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب فرمایا، ان میں سے بعض کو آپ ﷺ کے وزراء، سسرالی رشتہ دار، معاونین اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی اُمت میں آپ ﷺ کے خلفاء بنایا۔ یہ صحابہ کرام ﷡ مہاجرین اور انصار (پر مشتمل) ہیں۔ مہاجر صحابہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، عمل کے ذریعے (اپنے) ایمان کی تصدیق کی، اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہر مشکل (وقت) میں ثابت قدم رہے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر (ظاہری) رسوائی کو غیر اللہ (دشمنانِ اسلام) کے ہاں (جھوٹی) عزت پر، اللہ تعالیٰ کی خاطر فاقہ مستی کو دشمنانِ اسلام کے ہاں شکم سیری پر ترجیح دی۔ انہوں نے (محض) اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر نزدیک و دور (کے مخالف اسلام رشتہ دار) سے دشمنی مول لی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت کی اور اپنے آباء و اجداد، جگر گوشوں، اہل و عیال اور خاندان کو (اقامتِ دین کی خاطر) چھوڑ دیا اور اپنے اموال، گھر بار بھی (پیچھے مکہ میں) چھوڑ دیئے اور بے سر و سامانی کے عالم میں (گھروں سے ہجرتِ مدینہ کے لیے) نکل پڑے۔

۱۔ اَنصار صحابہ کرام ﷡ وہ (خوش نصیب) لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت اور اپنے نبی کی اتباع کے لیے چن لیا۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو مکہ مکرمہ آ کر آپ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی بیعت کی۔ وہ آپ کے ساتھ کی گئی اپنی بیعت میں سچے رہے۔ اور انہوں نے اپنے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کی۔ اور انہوں نے آپ سے محبت کی اور آپ کے دین کی مدد و نصرت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں○﴾۔

٢. وَقَالَ اللهُ ﷻ لِنَبِيِّهٖ ﷺ: ﴿هُوَ الَّذِىْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ○ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰـكِنَّ اللهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ط اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○﴾ [الأنفال، ٨/٦٢-٦٣].

٣. قَالَ ﷻ: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِىَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○﴾.

[التوبة، ٩/١٠٠]

٤. وَقَالَ ﷻ: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓـئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ○﴾

[الأنفال، ٨/٧٤]

٥. وَقَالَ ﷻ: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِىْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے (اسی تناظر میں یہ بھی) فرمایا ہے: ﴿وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد کے ذریعے اور اہلِ ایمان کے ذریعے طاقت بخشیo اور (اسی نے) ان (مسلمانوں) کے دلوں میں باہمی الفت پیدا فرما دی۔ اگر آپ وہ سب کچھ جو زمین میں ہے خرچ کر ڈالتے تو (ان تمام مادی وسائل سے) بھی آپ ان کے دلوں میں (یہ) الفت پیدا نہ کر سکتے، لیکن اللہ نے ان کے درمیان (ایک روحانی رشتے سے) محبت پیدا فرما دی۔ بے شک وہ بڑے غلبہ والا حکمت والا ہےo﴾۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اور مہاجرین اور ان کے مددگار (انصار) میں سے سبقت لے جانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور درجۂ احسان کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والے، اللہ ان (سب) سے راضی ہوگیا اور وہ (سب) اس سے راضی ہوگئے اور اس نے ان کے لیے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی زبردست کامیابی ہےo﴾

۴۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کر دینے والوں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مسلمان ہیں، ان ہی کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہےo﴾

۵۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿(مذکورہ بالا مالِ فَے) نادار مہاجرین کے لیے (بھی) ہے جو اپنے گھروں اور اپنے اموال (اور جائیدادوں) سے باہر نکال دیے گئے ہیں، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضاء وخوشنودی چاہتے ہیں اور (اپنے مال و وطن کی قربانی سے) اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہی سچے مؤمن ہیںo (یہ مال اُن انصار کے لیے بھی ہے) جنھوں نے اُن (مہاجرین) سے پہلے ہی شہرِ (مدینہ) اور ایمان کو گھر بنالیا تھا۔ یہ لوگ اُن سے محبت کرتے ہیں جو اِن کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اور یہ اپنے سینوں میں اُس

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ م بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌO﴾.

[الحشر، ٥٩/٨-١٠]

٦. وَقَالَ ﷻ: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ م بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌO﴾ [التوبة، ٩/١١٧]

٧. وَقَالَ ﷻ: ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ م بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللهِ ط وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًاO﴾.

[النساء، ٤/١٠٠]

٨. وَقَالَ ﷻ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ج وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللهُ.﴾ [الأعراف، ٧/٤٣]

٩. وَقَالَ ﷻ: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَO وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰـكِنَّ اللهَ اَلَّفَ

(مال) کی نسبت کوئی طلب (یا تنگی) نہیں پاتے جو اُن (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اِنہیں شدید حاجت ہی ہو، اور جو شخص اپنے نفس کے بُخل سے بچالیا گیا پس وہی لوگ ہی با مراد و کامیاب ہیںo اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہےo﴾۔

۶۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یقیناً اللہ نے نبی (معظم ﷺ) پر رحمت سے توجہ فرمائی اور ان مہاجرین اور انصار پر (بھی) جنہوں نے (غزوۂ تبوک کی) مشکل گھڑی میں (بھی) آپ (ﷺ) کی پیروی کی اس (صورتِ حال) کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل پھر جاتے، پھر وہ ان پر لطف و رحمت سے متوجہ ہوا، بے شک وہ ان پر نہایت شفیق، نہایت مہربان ہےo﴾

۷۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے (راستے میں ہی) موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ثابت ہوگیا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہےo﴾

۸۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور ہم وہ (رنجش و) کینہ جو ان کے سینوں میں (دنیا کے اندر ایک دوسرے کے لیے) تھا نکال (کے دور کر) دیں گے ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہیں گے: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں یہاں تک پہنچا دیا، اور ہم (اس مقام تک کبھی) راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ فرماتا﴾۔

۹۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد کے ذریعے اور اہلِ ایمان کے ذریعے طاقت بخشیo اور (اسی نے) ان (مسلمانوں) کے دلوں میں باہمی الفت پیدا فرما

بَيْنَهُمْ ط اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○﴾. [الأنفال، ٨/٦٢-٦٣]

١٠. وَقَالَ ﷻ: ﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ○ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ○﴾ [النحل، ١٦/٤١-٤٢]

١١. وَقَالَ ﷻ: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْئًا.﴾ [النور، ٢٤/٥٥]

١٢. وَقَالَ ﷻ: ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○﴾. [التوبة، ٩/٤٠]

دی۔ اگر آپ وہ سب کچھ جو زمین میں ہے خرچ کر ڈالتے تو (ان تمام مادی وسائل سے) بھی آپ ان کے دلوں میں (یہ) الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے درمیان (ایک روحانی رشتے سے) محبت پیدا فرما دی۔ بے شک وہ بڑے غلبہ والا حکمت والا ہے o﴾

۱۰۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر (طرح طرح کے) ظلم توڑے گئے تو ہم ضرور انہیں دنیا (ہی) میں بہتر ٹھکانا دیں گے، اور آخرت کا اجر تو یقیناً بہت بڑا ہے، کاش! وہ (اس راز کو) جانتے ہوتے o جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کیے رکھتے ہیں o﴾

۱۱۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل اُمت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی اَمانتِ اِقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (غلبہ و اقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لیے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)﴾۔

۱۲۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ ﷺ کی غلبہ اسلام کی جد و جہد میں) مدد نہ کرو گے (تو کیا ہوا) سو بے شک اللہ نے ان کو (اس وقت بھی) مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے انہیں (وطنِ مکہ سے) نکال دیا تھا درآنحالیکہ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جب کہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے فرما رہے تھے غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے

قَالَ الْإِمَامُ الآجُرِّيُّ فِي الشَّرِيْعَةِ: فَقَدْ وَاللهِ، أَنْجزَ اللهُ الْكَرِيْمُ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ مَا وَعَدَهُمْ بِهِ. جَعَلَهُمُ الْخُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ الرَّسُوْلِ، ...... وَكَانُوْا بَرَكَةً عَلٰى جَمِيْعِ الْأُمَّةِ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ﷺ. وَقَالَ: ﴿رَضِىَ اللهُ عَنهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط أُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللهِ﴾ [المجادلة، ٥٨/٢٢].

يُقَالُ: مَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ فَقَدْ أَقَامَ الدِّينَ، وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ ﷺ فَقَدْ أَوْضَحَ السَّبِيْلَ، وَمَنْ أَحَبَّ عُثْمَانَ ﷺ فَقَدِ اسْتَنَارَ بِنُوْرِ اللهِ ﷻ، وَمَنْ أَحَبَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى. وَمَنْ قَالَ الْحُسْنٰى فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا لَا يُحْصٰى كَثْرَةً.(١)

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الْإِعْتِقَادِ: عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ فَقَالَ: أَخْبَرَنَا اللهُ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ قَدْ

(١) الآجري في الشريعة، باب ذكر ما مدح الله به المهاجرين والأنصار في كتابه، ٤/١٦٣٧-١٦٣٨.

ساتھ ہے پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرما دی اور انہیں (فرشتوں کے) ایسے لشکروں کے ذریعہ قوت بخشی جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور اس نے کافروں کی بات کو پست و فروتر کر دیا، اور اللہ کا فرمان تو (ہمیشہ) بلند و بالا ہی ہے، اور اللہ غالب، حکمت والا ہےo﴾

امام آجری اپنی کتاب **الشریعة** میں کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار صحابہ کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں رسولِ اکرم ﷺ کے (وصال کے) بعد (زمین میں آپ ﷺ کے) خلفاء بنایا...... اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جمیع اُمت کے لیے باعث برکت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے (ان صحابہ ہی کے متعلق) فرمایا ہے: ﴿اللہ اُن سے راضی ہوگیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے﴾۔

کہا جاتا ہے: جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کی اقامت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے راہِ دین کو واضح کیا۔ اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی وہ نورِ الٰہی سے مستنیر ہوا اور جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کی پختہ رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔ جس شخص نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں کلماتِ خیر کہے وہ نفاق سے بری ہوگیا۔ ان صحابہ میں سے ہر ایک کے اتنے فضائل ہیں جو اپنی کثرت کے باعث حدِ شمار سے باہر ہیں۔

امام بیہقی نے **'الاعتقاد'** میں حضرت عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں خبر دی ہے کہ وہ (حدیبیہ

رَضِيَ عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوْبِهِمْ، فَهَلْ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَخِطَ عَلَيْهِمْ بَعْدُ؟ وَكَذٰلِكَ رَوٰى مُسْلِمٌ(١) عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ حَفْصَةَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا.(٢)

وَقَالَ الإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ: وَأَثْنٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمْ، وَشَبَّهَهُمْ بِالنُّجُوْمِ، وَنَبَّهَ بِذٰلِكَ أُمَّتَهُ عَلَى الْإِقْتِدَاءِ بِهِمْ فِي أُمُوْرِ دِيْنِهِمْ، كَمَا يَهْتَدُوْنَ بِالنُّجُومِ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فِي مَصَالِحِهِمْ.(٣)

---

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أصحاب الشجرة أهل بيعة الرضوان رضي الله عنهم، ٤/١٩٤٢، الرقم/٢٤٩٦۔

(٢) البيهقي في الاعتقاد إلى سبيل الرشاد، باب القول في أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وعلى آله ورضي عنهم/٣١٧-٣٢٣۔

(٣) البيهقي في الاعتقاد، باب القول في أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وعلى آله ورضي عنهم/٣١٨۔

میں) درخت (کے نیچے بیعت کرنے) والوں سے راضی ہو گیا ہے، سو وہ اُن کے دلوں کی حقیقت سے باخبر تھا تو (اس نے اپنی رضا کی خبر دی اور) کیا اس نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ بعد میں اُن سے ناراض ہو گیا تھا؟ (یقیناً نہیں، لہٰذا ہم اب بھی اللہ کی رضا میں ہیں)۔ اسی طرح امام مسلم نے حضرت اُمِّ مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اِن شاء اللہ تعالیٰ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کرنے والے اصحاب میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔

امام بیہقی نے کہا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے اور انہیں ستاروں سے تشبیہ دی ہے۔ اس تشبیہ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اُن کے اُمورِ دین میں (حصولِ رہنمائی کے لیے) صحابہ کی اقتداء پر اُبھارا ہے جیسے کہ وہ اپنے دنیاوی اُمور میں اپنی ضروریات کے لیے بحر و بر کی تاریکیوں میں (راستہ جاننے کے لیے) ستاروں سے رہنمائی لیتے ہیں۔

اَلْبَابُ الثَّانِي

مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي فَضْلِ الصَّحَابَةِ ﷺ وَتَعْظِيمِهِمْ

باب نمبر 2

﴿صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل
اور ان کی تعظیم میں اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

فَصْلٌ فِي كَوْنِ قَرْنِ الصَّحَابَةِ ﷺ خَيرَ الْقُرُوْنِ

١. عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِي: أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً. ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ. (١)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢. عَنْ عَبْدِ اللهِ ﷺ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. (٢)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ٣/١٣٣٥، الرقم/٣٤٥٠، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ٤/١٩٦٤، الرقم/٢٥٣٥ـ

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأيمان والنذور، باب إذا قال أشهد بالله أو شهدت بالله، ٦/٢٤٥٢، الرقم/٦٢٨٢، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ٤/١٩٦٣، الرقم/٢٥٣٣ـ

﴿صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ سب سے بہترین زمانہ ہے﴾

۱۔ حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بہترین اُمت میرے زمانہ کی ہے، پھر اُن سے متصل زمانہ کے لوگ اور پھر ان سے متصل زمانہ کے لوگ۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین زمانوں کا۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) پھر تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی، وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ وہ نذریں مانیں گے مگر ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو گا (یعنی آرام طلب ہو جائیں گے)۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا: (یا رسول اللہ!) کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے زمانے کے لوگ، پھر جو اُن سے متصل ہیں، پھر جو اُن سے متصل ہیں۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٣. عَنْ عَائِشَةَ ﵂، قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيْهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ.(١)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

٤. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﵁ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ ﷿ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ.(٢)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ.

٥. عَنْ جَابِرٍ ﵁، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَآى مَنْ رَآنِي.(٣)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالدَّيْلَمِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

---

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، ٤/١٩٦٥، الرقم/٢٥٣٦، وأحمد بن حنبل في المسند، ٦/١٥٦، الرقم/٢٥٢٧٢، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٠٤، الرقم/٣٢٤٠٩، وابن أبي عاصم في السنة، ٢/٦٢٩، الرقم/١٤٧٥۔

(٢) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ١/٦٩، الرقم/٥٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٤٥٨، الرقم/٤٣٧٩۔

(٣) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل من ـــــ

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: (یا رسول اللہ!) کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر لوگ اس زمانے کے ہیں جس میں، میں موجود ہوں، پھر (اس سے ملحق) دوسرے زمانے کے لوگ، پھر اس کے بعد تیسرے زمانے کے لوگ۔

اِسے امام مسلم، احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قبل جس نبی کو بھی کسی اُمت میں مبعوث فرمایا تو اس کی اُمت میں سے اس کے حواری اور اصحاب بھی ضرور ہوئے جو اس نبی کی سنت کو سیکھتے اور اس کے احکام کی پیروی کرتے تھے۔

اِسے امام مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس مسلمان کو جہنم کی آگ ہرگز نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے (یعنی میرے صحابی) کو دیکھا۔

اِسے امام ترمذی نے، بخاری نے 'التاریخ الکبیر' میں اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

.... رأى النبي ﷺ، ٥/٦٩٤، الرقم/٣٨٥٨، والبخاري في التاريخ الكبير، ٤/٣٤٧، الرقم/٣٠٨٢، والديلمي في مسند الفردوس، ٥/١١٦، الرقم/٧٦٥٩، والقزويني في التدوين في أخبار قزوين، ٢/٢٦٥۔

٦. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِهِ. فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيِّءٌ.(١)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّيَالِسِيُّ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ. وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

وَفِي رِوَايَةِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ، اغْفِرْ لِلصَّحَابَةِ وَلِمَنْ رَآى مَنْ رَآنِي. قَالَ: قُلْتُ: وَمَا قَوْلُهُ: وَلِمَنْ رَآى. قَالَ: مَنْ رَآى مَنْ رَآهُمْ.(٢)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَرِجَالُهُ

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٧٩، الرقم/٣٦٠٠، والبزار في المسند، ٥/٢١٢، الرقم/١٨١٦، والطبراني في المعجم الأوسط، ٤/٥٨، الرقم/٣٦٠٢، وأيضًا في المعجم الكبير، ٩/١١٢، ١١٥، الرقم/٨٥٨٢، ٨٥٨٣، والبيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى، ١/١١٤، الرقم/٤٩، والطيالسي في المسند/٣٣، الرقم/٢٤٦، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ١/٣٧٥، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ١/١٧٧-١٧٨، والعسقلاني في الأمالي المطلقة/٦٥۔

(٢) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٦/١٦٦، الرقم/٥٨٧٤، وابن ←

۶۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کی طرف نظر کی تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا دل تمام لوگوں کے دلوں سے بہتر پایا تو اسے اپنے لیے چن (کر خاص کر) لیا اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل کو (صرف اپنے لیے) منتخب کرنے کے بعد دوبارہ بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سب بندوں کے دلوں سے بہتر پایا تو انہیں اپنے نبی مکرم ﷺ کا وزیر بنا دیا جو ان کے دین کے لیے جہاد کرتے ہیں۔ جس شے کو سب مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بھی) اچھی ہے اور جسے وہ بُرا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بُری ہے۔

اسے امام اَحمد، بزار، طبرانی، بیہقی اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: اس کے رجال ثقہ ہیں۔ امام عسقلانی نے بھی اسے حسن کہا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ! (میرے) صحابہ کو بخش دے اور اسے بھی بخش دے جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا (یعنی تابعی کو)۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان: 'وَلِمَنْ رَأَی (اور جس نے دیکھا) سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے انہیں (صحابہ کو) دیکھا (یعنی تابعین)۔

اِسے امام طبرانی، ابن حبان اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی

.... حبان في الثقات، ۷/۱۳۵، الرقم/۹۳۴۵، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ۳/۲۵۴، والدولابي في الكنى والأسماء، ۳/۱۱۹۴، الرقم/۲۰۹۸، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ۱۰/۲۰، والهندي في كنز العمال، ۱۱/۲۴۳، الرقم/۳۲۴۹۰۔

رِجَالُ الصَّحِيْحِ. غَيْرُ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ أَبِى حَازِمٍ وَقَدْ ذُكِرَ عَبْدُ الْجَبَّارِ فِي الثِّقَاتِ، وَقَالَ الْمُتَّقِي الْهِنْدِيُّ: وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

وَفِي رِوَايَةِ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي، وَاللهِ، لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَآى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي.(١)

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

(١) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٠٥، الرقم/٣٢٤١٧۔

نے فرمایا: اس کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔ سوائے عبد الجبار بن اَبی حازم کے اور (ابن حبان نے) انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ متقی ہندی نے بھی کہا: اس کے رجال ثقات ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اُس وقت تک خیر پر رہو گے جب تک تم میں وہ شخص باقی ہے جس نے مجھے (حالتِ ایمان میں) دیکھا اور میری صحبت اختیار کی (پھر فرمایا:) اللہ کی قسم! تم اس وقت تک خیر پر رہو گے جب تک تم میں وہ شخص باقی ہے جس نے اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا اور اس کی صحبت اختیار کی جس نے میری صحبت اختیار کی (مراد تابعین)۔

اِسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

فَصْلٌ فِي أَنَّ الصَّحَابَةَ ﷡ أَمَنَةٌ لِأُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

١. عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ، قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ جَلَسْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ. قَالَ: فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هٰهُنَا؟ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ قُلْنَا: نَجْلِسُ حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ. قَالَ: أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ: اَلنُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتٰى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتٰى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ.(١)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلٰى.

٢. عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان أن بقاء النبي ﷺ أمان لأصحابه وبقاء أصحابه أمان للأمة، ٤/١٩٦١، الرقم/٢٥٣١، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤/٣٩٨، الرقم/١٩٥٨٤، وأبو يعلى في المسند، ١٣/٢٦٠، الرقم/٧٢٧٦.

صحابہ کرام ﷡ کا اُمتِ محمدی کے لیے سببِ امان ہونے کا بیان

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷜ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم یہیں بیٹھے رہیں اور نمازِ عشاء بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی پڑھیں (تو یہ بہتر ہو گا)۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم (وہیں انتظار میں) بیٹھے رہے پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: تم ابھی تک یہیں ہو؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی اور پھر ہم نے سوچا کہ ہم یہیں بیٹھے رہیں تا کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ ہی پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا یا فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور آپ ﷺ اکثر سر انور آسمان کی طرف اٹھاتے تھے، پھر فرمایا: تارے آسمان کے لیے بچاؤ کا باعث ہیں اور جب تارے ختم ہو جائیں گے تو جس چیز سے خوف دلایا گیا ہے (یعنی قیامت) وہ آسمان پر آ جائے گی، میں اپنے صحابہ کے لیے باعثِ امان ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر بھی وہ (فتنوں کا) وقت آئے گا جس سے انہیں خوف دلایا گیا ہے، میرے صحابہ میری اُمت کے لیے باعثِ امان ہیں اور جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری اُمت پر وہ وقت آئے گا جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے۔

اِسے امام مسلم، احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

۲۔ حضرت بُریدہ ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے جو

يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(١)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَتَمَّامٌ الرَّازِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ.

٣. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄، قَالَ: رَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَلنُّجُوْمُ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ، وَأَنَا أَمَانٌ لِأَصْحَابِي، وَأَصْحَابِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي.(٢)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

٤. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﵄: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَثَلُ أَصْحَابِي مَثَلُ النُّجُوْمِ يُهْتَدٰى بِهَا فَأَيُّهُمْ أَخَذْتُمْ بِقَوْلِهِ اهْتَدَيْتُمْ.(٣)

رَوَاهُ ابْنُ حُمَيْدٍ.

---

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب فيمن سبّ أصحاب النبي ﷺ، ٥/٦٩٧، الرقم/٣٨٦٥، وتمام الرازي في الفوائد/١٠٧، الرقم/٢٥١، وابن عبد البر في الاستيعاب، ١/١٨٦، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، ١/١٢٨، والديلمي في مسند الفردوس، ٣/٥٠٦، الرقم/٥٥٦٨، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٢/٤١٦۔

(٢) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٧/٦، الرقم/٦٦٨٧، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ١٠/١٧، والعسقلاني في الأمالي المطلقة/٦٢۔

(٣) أخرجه عبد بن حميد في المسند، ١/٢٥٠، الرقم/٧٨٣۔

صحابی جس زمین پر فوت ہو گا اسے قیامت کے دن اس خطّے کے لوگوں کے لیے قائد اور نور کے طور پر اٹھایا جائے گا۔

اِسے امام ترمذی، تمام الرازی، ابن عبد البر اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

۳۔ حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا: ستارے اہل آسمان کے لیے امان (کا باعث) ہیں۔ میں اپنے صحابہ کے لیے امان (کا باعث) ہوں، اور میرے صحابہ میری اُمت کے لیے امان (کا باعث) ہیں۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: اس کی سند عمدہ ہے۔

۴۔ حضرت (عبد اللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جن سے راستے تلاش کیے جاتے ہیں، سو تم میرے صحابہ میں سے جس کے قول کو بھی پکڑو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

اِسے امام عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔

٥. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: سَأَلْتُ رَبِّي فِيْمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي، فَأَوْحٰى إِلَيَّ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ أَصْحَابَکَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَضْوَءُ مِنْ بَعْضٍ.(١)

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

٦. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَصْحَابِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ، فَأَيُّمَا أَخَذْتُمْ بِهِ اهْتَدَيْتُمْ وَاخْتِلَافُ أَصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةٌ.(٢)

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْقُضَاعِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْخَطِيْبُ.

(١) أخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ٢/٣١٠، الرقم/٣٤٠٠۔

(٢) أخرجه البيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى، ١/١٦٢، الرقم/١٥٢، وابن عبد البر في التمهيد، ٤/٢٦٣، والخطيب البغدادي في الكفاية في علم الرواية/٤٨، والديلمي في مسند الفردوس، ٤/١٦٠، الرقم/٦٤٩٧۔

۵۔ ایک روایت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کے اُس اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد ہو گا تو اس نے میری طرف وحی کی: اے محمد! آپ کے اصحاب میرے نزدیک آسمان میں چمکتے ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے (ہر ایک کو ہدایت کی روشنی حاصل ہے لیکن) بعض بعض سے روشنی میں افضل ہیں۔

اِسے امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔

٦۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک میرے صحابہ کی مثال آسمان پر ستاروں جیسی ہے، اُن میں سے جس کو بھی تھامو گے ہدایت پا جاؤ گے اور میرے صحابہ کا اختلاف (بھی) تمہارے لیے باعثِ رحمت ہے۔

اِسے امام بیہقی، قضاعی، ابن عبد البر اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

فَصْلٌ فِي التَّوَسُّلِ بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْفَتْحِ

١. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ.(١)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُوْلُوْنَ: انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ، ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُوْلُوْنَ: هَلْ فِيْهِمْ مَنْ رَآى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ٣/١٣٣٥، الرقم/٣٤٤٩، ومسلم في الصحيح، ـــــ

﴿حصولِ فتح کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے توسّل کا بیان﴾

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہو؟ وہ لوگ کہیں گے: ہاں! اس پر اُنہیں (اِن صحابہ کی برکت سے) فتح دے دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت پائی ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں! پھر اُنہیں (ان تابعین کے توسل سے) فتح دے دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت پانے والوں (یعنی تابعین) کی صحبت پائی ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں! سو اُنہیں (ان تبع تابعین کے توسل سے) فتح دے دی جائے گی۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ ایک لشکر کو جنگ کے لیے روانہ کریں گے، لوگ کہیں گے کہ دیکھو کیا تم ان میں حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو پاتے ہو؟ پھر ایک شخص مل جائے گا تو انہیں اس کے توسل سے فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا لوگ کہیں گے: کیا ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہو؟

.... کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ٤/١٩٦٢، الرقم/٢٥٣٢۔

الثَّالِثُ، فَيُقَالُ: انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ مَنْ رَآى مَنْ رَآى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ: انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ أَحَدًا رَآى مَنْ رَآى أَحَدًا رَآى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ.(١)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٣. عَنْ جَابِرٍ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْرُجُ الْجَيْشُ مِنْ جُيُوْشِهِمْ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ أَحَدٌ صَحِبَ مُحَمَّدًا فَتَسْتَنْصِرُوْنَ بِهٖ، فَتُنْصَرُوْا؟ ثُمَّ يُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مُحَمَّدًا؟ فَيُقَالُ: لَا. فَمَنْ صَحِبَ أَصْحَابَهُ؟ فَيُقَالُ: لَا. فَيُقَالُ: مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَهُ؟ فَلَوْ سَمِعُوْا بِهٖ مِنْ وَرَاءِ الْبَحْرِ لَأَتَوْهُ.(٢)

وَفِي رِوَايَةٍ زَادَ: ثُمَّ يَبْقٰى قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يَدْرُوْنَ مَا هُوَ.

---

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ٤/١٩٦٢، الرقم/٢٥٣٢۔

(٢) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٤/١٣٢، ٢٠٠، الرقم/٢١٨٢، ←

پھر اس (تابعی) کے توسل سے انہیں فتح حاصل ہوجائے گی، پھر ایک تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا، کہا جائے گا: دیکھو کیا ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعی)، پھر ایک چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا پھر کہا جائے گا: دیکھو کیا ان میں سے کوئی ایسا شخص دیکھتے ہو، جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے دیکھنے والوں میں سے کسی شخص کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعی کو دیکھا ہو)۔ تو ایک شخص مل جائے گا، چنانچہ اس کے توسل سے انہیں فتح دے دی جائے گی۔

اِسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣۔ حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے لشکروں میں سے ایک لشکر جہاد کے لیے نکلے گا تو کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی (حضرت) محمد ﷺ کا صحابی ہے جس کے توسل سے تم (دشمن کے مقابلے میں) نصرت طلب کرو تو فتح یاب ہو جاؤ؟ پھر کہا جائے گا: کیا تم میں (حضرت) محمد ﷺ کا صحابی ہے؟ کہا جائے گا: نہیں۔ پھر کہا جائے گا: کوئی ان کے صحابہ کی صحبت پانے والا (یعنی تابعی) ہے؟ کہا جائے گا: نہیں۔ پھر کہا جائے گا: کوئی ایسا شخص جس نے ان کے صحابہ کی صحبت پانے والے (تابعی) کی زیارت کی ہے؟ (یعنی تبع تابعی ہے) کہا جائے گا: نہیں۔ اگر وہ اس کے متعلق سمندر کے اس پار سے بھی سنتے تو ضرور اس کے پاس (توسل کے لیے) آ جاتے۔

ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: پھر ایسی قوم باقی رہ جائے گی جو قرآن پڑھے گی (مگر یہ) نہیں جانتی ہو گی کہ وہ کیا ہے (یعنی اس کے اصل مطالب و مفاہیم سے نابلد ہو گی)۔

.... ٢٣٠٦، وعبد بن حميد في المسند، ١/٣١٣، الرقم/١٠٢٠، وذكره العسقلاني في المطالب العالية، ١٧/٧٩، الرقم/٤١٦٥، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١٠/١٨۔

رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ حُمَيْدٍ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى مِنْ طَرِيْقَيْنِ وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ، وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: وَهٰذَا الإِسْنَادُ صَحِيْحٌ.

اسے امام ابو یعلی اور ابن حمید نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: امام ابو یعلی نے اسے دو طریق سے روایت کیا ہے اور دونوں کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔ امام عسقلانی نے بھی فرمایا: یہ سند صحیح ہے۔

فَصْلٌ فِي أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمُحافَظَةِ عَلٰى أَصْحَابِهِ ﷺ وَنَهْيِهِ عَنْ سَبِّهِمْ وَإِهَانَتِهِمْ

١. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي. فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ.(١)

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَو أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ.(٢)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه.

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ: لو كنت متخذا خليلا، ٣/١٣٤٣، الرقم/٣٤٧٠، وأبو داود في السنن، كتاب السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول اللّٰه ﷺ، ٤/٢١٤، الرقم/٤٦٥٨، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب: (٥٩)، ٥/٦٩٥، الرقم/٣٨٦١۔

(٢) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سبّ الصحابة، ٤/١٩٦٧، الرقم/٢٥٤٠، والنسائي في السنن ـــ

﴿حضور ﷺ کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت و حرمت کی حفاظت کا حکم دینے اور انہیں سب و شتم کرنے سے روکنے کا بیان﴾

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تب بھی وہ (اجر و ثواب میں) اُن صحابہ میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث کو امام بخاری، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو، میرے صحابہ کو گالی مت دو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تب بھی وہ (اجر و ثواب میں) ان صحابہ میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث کو امام مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

.... الكبرى، ٥/٨٤، الرقم/٨٣٠٩، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل أهل بدر، ١/٥٧، الرقم/١٦١۔

٢. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.(١)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالرُّوْيَانِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيْرِ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

٣. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: أَكْرِمُوْا أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ...... الحديث.(٢)

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالطَّيَالِسِيُّ.

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٨٧/٤، الرقم/١٦٨٤٩، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النّبي ﷺ، ٦٩٦/٥، الرقم/٣٨٦٢، والروياني في المسند، ٩٢/٢، الرقم/٨٨٢، والبخاري في التاريخ الكبير، ١٣١/٥، الرقم/٣٨٩، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٢٨٧/٨۔

(٢) أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ٣٨٧/٥، الرقم/٩٢٢٢، والطبراني في المعجم الأوسط، ٢٠٤/٣، الرقم/٢٩٢٩، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ١٥٠/٤، والطيالسي في المسند، ٧/١، الرقم/٣١۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مُغَفَّل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد اُن کو اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا، کیوں کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی؛ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا؛ جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی (تو گویا) اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی؛ اور جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اس (دشمنِ صحابہ) کی گرفت فرمائے گا۔

اس حدیث کو امام احمد، ترمذی نے مذکورہ الفاظ میں اور رویانی اور بخاری نے التاریخ الکبیر میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۳۔ حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو۔ پھر اُن (تابعین) کی جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اور پھر اُن (تبع تابعین) کی جو اُن (تابعین) کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ پھر (تبع تابعین کے زمانے کے بعد) جھوٹ ظاہر ہوگا یہاں تک کہ آدمی قسم طلب کیے جانے سے پہلے ہی قسم اٹھالے گا اور گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دے دے گا۔

اس حدیث کو امام نسائی، طبرانی، طحاوی اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَكْرِمُوْا أَصْحَابِي؛ فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ. (١)

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

٤. عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﵄، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللهِ عَلٰى شَرِّكُمْ. (٢)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ.

٥. عَنْ عَطَاءٍ يَعْنِي: ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي كُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَافِظًا، وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ. (٣)

رَوَاهُ أَحْمَدُ.

٦. عَنْ نُسَيْرِ بْنِ ذُعْلُوْقٍ ﵁ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ ﵄ يَقُوْلُ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهٗ. (٤)

---

(١) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ١١/٣٤١، الرقم/٢٠٧١٠۔

(٢) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل من رأى النّبي ﷺ، ٥/٦٩٧، الرقم/٣٨٦٦، والطبراني في المعجم الأوسط، ٨/١٩١، الرقم/٨٣٦٦، والديلمي في مسند الفردوس، ١/٢٦٣، الرقم/١٠٢٢۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة ، ١/٥٤، الرقم/١٠، ٢/٩٠٨، الرقم/١٧٣٣۔

(٤) أخرجه ابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل أهل بدر، ١/٥٧، ←

امام عبد الرزاق کے طریق سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکرام کیا کرو کیونکہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔

اسے امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

۴۔ حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم (اُن سے) کہو: تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

اسے امام ترمذی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۵۔ حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ کے معاملہ میں میری (نسبت کا لحاظ رکھا) حفاظت کی تو قیامت کے دن میں اس کا محافظ ہوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

۶۔ حضرت نُسیر بن ذعلوق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب کو برا مت کہو، کیونکہ صحابہ میں سے کسی ایک کا (حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں گزرا ہوا) ایک لمحہ تمہاری زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔

اِس حدیث کو امام ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔

.... الرقم/۱٦۲، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٠٥، الرقم/٣٢٤١٥، وابن أبي عاصم في كتاب السنة، ٢/٤٨٤، الرقم/١٠٠٦، واللالكائي في اعتقاد أهل السنة، ٧/١٢٤٩، الرقم/٢٣٥٠، وذكره ابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، ١٧/٦١، الرقم/٤١٥٧۔

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

٧. عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ بِي أَصْحَابًا، فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.(١)

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ.

٨. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ، وَإِنَّ أَصْحَابِي يَقِلُّوْنَ، فَلَا تَسُبُّوْهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعَنَةُ اللهِ.(٢)

رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

٩. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي.(٣)

---

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، كتاب معرفة الصحابة، ذكر عويم بن ساعدة ﷺ، ٣/٧٣٢، الرقم/٦٦٥٦، والطبراني في المعجم الأوسط، ١/١٤٤، الرقم/٤٥٦، وأيضًا في المعجم الكبير، ١٧/١٤٠، الرقم/٣٤٩، وابن أبي عاصم في السنة، ٢/٤٨٣، الرقم/١٠٠٠، وأيضًا في الآحاد والمثاني، ٣/٣٧٠، الرقم/١٧٧٢۔

(٢) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٤/١٣٣، الرقم/٢١٨٤، والطبراني في المعجم الأوسط، ٢/٤٧، الرقم/١٢٠٣، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ←

۷۔ حضرت عُوَیم بن ساعدہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے (تمام رسولوں میں سے) مجھے چنا اور میرے واسطہ سے (پوری امت میں سے) میرے صحابہ کو چنا۔ سو اس نے ان میں سے میرے لیے وزراء، معاونین و مددگار اور سسرالی رشتہ دار بنائے۔ لہٰذا جس نے انہیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا۔

اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ ﷠ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک (زمانہ گزرنے کے ساتھ) لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا جبکہ میرے صحابہ کی تعداد (ان کے دنیا سے رخصت ہونے کے سبب) کم ہو جائے گی۔ لہٰذا اِن کی (قدر کرو اور) اہانت نہ کرو، جو ان کی اہانت کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اس حدیث کو امام ابو یعلی اور طبرانی نے روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر ﷠ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ کو سب و شتم کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے۔

....

۳/۳۵۰، والديلمي في مسند الفردوس، ٤/٣٠١، الرقم/٦٨٨٤۔

(٣) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٧/١١٤-١١٥، الرقم/٧٠١٥، وأيضًا في المعجم الكبير، ١٢/٤٣٤، الرقم/١٣٥٨٨، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ١٠/٢١۔

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

١٠. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: لَا تَذْكُرُوْا مَسَاوِئَ أَصْحَابِي فَتَخْتَلِفُ قُلُوْبُكُمْ عَلَيْهِمْ، وَاذْكُرُوْا مَحَاسِنَ أَصْحَابِي حَتّٰى تَأْتَلِفَ عَلَيْهِمْ قُلُوْبُكُمْ.[1]

ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ.

(١) أخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ٥/٣١، الرقم/٧٣٦٢۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی خامیاں اور برائیاں بیان نہ کیا کرو کہ ان کے حوالے سے تمہارے دل باہم اختلاف کا شکار ہو جائیں؛ بلکہ میرے صحابہ کے محاسن اور خوبیوں کا تذکرہ کیا کرو یہاں تک کہ تمہارے دل ان کی نسبت باہم اکھٹے ہو (کر متفق ہو) جائیں۔

اسے امام دیلمی نے بیان کیا ہے۔
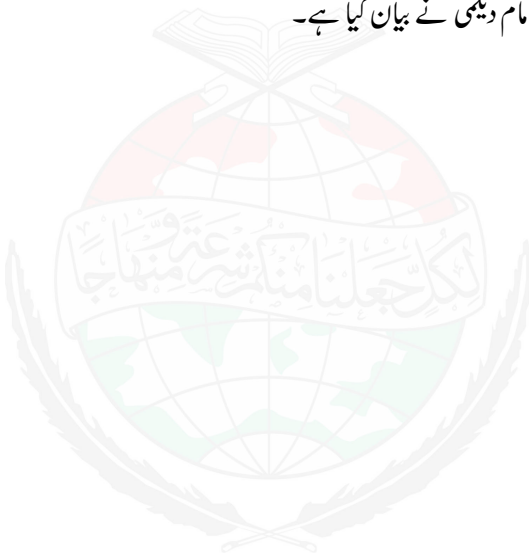
فَصْلٌ فِيمَا رُوِيَ فِي فَضْلِهِمْ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الْأَطْهَارِ عليهم السلام

☆ قَوْلُ الإِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رضي الله عنهما

١. عَنِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قِيْلَ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ: كَيْفَ كَانَتْ مَنْزِلَةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: كَمَنْزِلَتِهِمَا الْيَوْمَ وَهُمَا ضَجِيْعَاهُ.(١)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

☆ قَوْلُ الإِمَامِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رضي الله عنهم

٢. عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما فَقَالَا لِي: يَا سَالِمُ، تَوَلَّهُمَا وَابْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا، فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى.(٢)

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاللَّالَكَائِيُّ.

---

(١) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول علي بن الحسين رضي الله عنهما، ٧/١٢٩٩، الرقم/٢٤٦٠، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ١/٣٣٤، الرقم/٢٠٠۔

(٢) أخرجه البيهقي في الاعتقاد، ١/٣٥٨، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن النبي ﷺ من الوعيد على من لعن الصحابة أو تنقصهم أو نال منهم وتتبع عوراتهم، ٧/١٢٥٢، ←

﴿فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے باب میں اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے ائمہ کی مرویات﴾

﴿امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا قول﴾

۱۔ ابنِ ابی حازم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امام علی بن حسین زین العابدین سے پوچھا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا کیا مقام تھا؟ انہوں نے فرمایا: جس طرح آج ان کا مقام (ہر ایک پر واضح) ہے کہ وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

﴿امام محمد الباقر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کا قول﴾

۲۔ سالم بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر اور امام جعفر بن محمد الصادق سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا، تو اِن دونوں نے مجھ سے فرمایا: اے سالم! تم اِن دونوں سے دوستی رکھو اور اِن کے دشمن سے تعلق توڑ لو؛ کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے۔

اسے امام بیہقی اور لالکائی نے روایت کیا ہے۔

.... الرقم/۲۳۵۸، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ۲۸۵/۵٤، وذكره المزي في تهذيب الكمال، ۱٤۰/۲٦، والذهبي في تاريخ الإسلام، ۹۰/۹۔

٣. وَرَوٰى أَبُو عَقِيْلٍ، يَحْيَى الْحَذَّاءُ، عَنْ كَثِيْرِ النَّوَّاءِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ، أَرَأَيْتَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما هَلْ ظَلَمَاكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ مِنْ شَيءٍ أَوْ ذَهَبَا بِهٖ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا، مَا ظَلَمَانَا مِنْ حَقِّنَا شَيْئًا. قَالَ: قُلْتُ: جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ، فَأَتَوَلَّاهُمَا؟ قَالَ: وَيْحَكَ، تَوَلَّاهُمَا، لَعَنَ اللهُ مُغِيْرَةَ وَبَنَانَ؛ فَإِنَّهُمَا كَذَبَا عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ.(١)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٤. وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، هَلْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ تَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما؟ وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ: يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما؟ قَالَ: لَا. ثُمَّ قَالَ: أَحِبَّهُمَا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمَا وَتَوَلَّاهُمَا.(٢)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

---

(١) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول محمد بن علي بن الحسين رضي الله عنه، ٧/١٣٠٠، الرقم/٢٤٦٢، والنميري في أخبار المدينة، ١/١٢٥، الرقم/٥٥٩، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٥٤/٢٨٨، وذكره ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، ١/١٥٩۔

(٢) أخرجه اللالكائي في اعتقاد أهل السنة، قول محمد بن علي بن الحسين رضي الله عنه، ٧/١٣٠٠، الرقم/٢٤٦٣۔

۳۔ ابو عقیل یحییٰ الخذاء نے کثیر النواء سے روایت کیا ہے کہ میں نے امام ابو جعفر محمد بن علی (الباقر) سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ کا جاں نثار بنائے، آپ کا کیا خیال ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے آپ اہلِ بیت اطہار کے حق میں کسی ناانصافی سے کام لیا ہے یا ان کا کوئی حق غصب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے حق و باطل میں فرق اور فیصلہ کرنے والا قرآن اپنے (محبوب و مقرب) بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو جائے، ان دونوں نے ہمارے حق میں کوئی ناانصافی نہیں کی۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ کا جاں نثار بنائے، کیا میں ان دونوں حضرات سے محبت کرتا رہوں؟ انہوں نے فرمایا: تم پر افسوس ہے! (بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے)، ان سے تعلق قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ مغیرہ اور بنان پر لعنت کرے کہ ان دونوں نے ہم اہلِ بیت کی طرف جھوٹ منسوب کیا۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۴۔ محمد بن سعید الاصبہانی، شریک سے اور وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو جعفر (الباقر) سے عرض کیا: میری جان آپ پر قربان! کیا آپ میں سے کوئی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بیزار ہوا تھا؟ ابن الاصبہانی کی حدیث میں ہے: (کیا آپ میں سے کوئی) ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو (العیاذ باللہ) سب وشتم کرتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ پھر فرمایا: تم ان دونوں سے محبت کیا کرو، ان کے لیے طلبِ مغفرت کیا کرو اور ان سے دوستی رکھو۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

☆ قَوْلُ الإِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ ﵇

٥. عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، قَالَ: قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَبُوْ بَكْرٍ جَدِّي، فَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا، وَأَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا.(١)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاللَّالَكَائِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

٦. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَأُرَاهُ، قَالَ مِنْ أَجْلِي اَللّٰهُمَّ، إِنِّي أُحِبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ﵄ وَأَتَوَلَّاهُمَا. اَللّٰهُمَّ، إِنْ كَانَ لِي يَعْنِي خِلَافَ هٰذَا، فَلَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(٢)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٧. وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ: مَا

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة، ١/١٧٥، الرقم/١٧٦، وعبد اللّٰه بن أحمد في السنة، ٢/٥٥٨، الرقم/١٣٠٣، والبيهقي في الاعتقاد/٣٥٨، وااللالكائي في اعتقاد أهل السنة، قول جعفر بن محمد ﵇، ٧/١٣٠١، الرقم/٢٤٦٥۔

(٢) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول جعفر بن محمد ﵇، ٧/١٣٠١، الرقم/٢٤٦٦، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٥٤/٢٨٦، وذكره ابن حجر الهيتمي في الصواعق المحرقة، ١/١٥٨۔

﴿امام جعفر بن محمد الصادق ؓ کا قول﴾

۵۔ سالم بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ امام جعفر بن محمد الصادق نے فرمایا: حضرت ابو بکر ؓ میرے دادا ہیں، تو کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دے گا؟ مجھے (میرے نانا) حضرت محمد ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہو اگر میں ان دونوں (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ؓ) سے محبت نہ رکھوں اور ان کے دشمنوں سے الگ نہ ہو جاؤں۔

اسے امام احمد، بیہقی اور لا لکائی نے مذکورہ الفاظ میں روایت کیا ہے۔

۶۔ سالم بن ابی حفصہ ہی سے مروی ہے کہ میں امام جعفر بن محمد الصادق کی خدمت میں ان کی مرض کے دوران عیادت کے لیے حاضر ہوا۔ انہوں نے میری خاطر فرمایا: اے اللہ! بے شک میں ابو بکر اور عمر ؓ سے محبت کرتا اور ان سے دوستی رکھتا ہوں۔ اے اللہ! اگر میرے دل میں (جو کچھ میں کہہ رہا ہوں) اس کے خلاف ہو تو قیامت کے دن مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہو۔

اسے امام لا لکائی نے روایت کیا ہے۔

۷۔ جعفر بن غیاث سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر بن محمد الصادق کو فرماتے ہوئے

أَرْجُوْ مِنْ شَفَاعَةِ عَلِيّ شَيْئًا إِلَّا وَأَنَا أَرْجُوْ مِنْ شَفَاعَةِ أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ، وَلَقَدْ وَلَدَنِي مَرَّتَيْنِ. مَعْنٰى هٰذَا الْكَلَامِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَدُّهُ مَرَّتَيْنِ؛ وَذٰلِكَ أَنَّ أُمَّ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ هِيَ أُمُّ فَرْوَةَ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَهِيَ زَوْجَةُ أَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَأُمُّ أُمِّ فَرْوَةَ هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَأَبُوْ بَكْرٍ جَدُّهُ مِنْ وَجْهَيْنِ.(١)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

☆ قَوْلُ الإِمَامِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما

٨. عَنْ هِشَامِ بْنِ الْبَرِيْدِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ إِمَامُ الشَّاكِرِيْنَ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَيَجْزِى اللهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [آل عمران، ٣/١٤٤].(٢)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٩. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: الْبَرَاءَةُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ الْبَرَاءَةُ مِنْ عَلِيٍّ رضي الله عنهم.(٣)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

---

(١) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول جعفر بن محمد رضي الله عنه، ٧/١٣٠١، الرقم/٢٤٦٧.

(٢) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول زيد بن علي رضي الله عنه في أبي بكر، ٧/١٣٠٢، الرقم/٢٤٦٨، وابن عساكر في تاريخ ←

سنا: جس طرح مجھے (اپنے بابا) حضرت علی ﷺ سے شفاعت کی امید ہے ویسے ہی مجھے حضرت ابو بکر ﷺ سے شفاعت کی امید ہے۔ اور میں دو جہتوں سے ان کی اولاد ہوں۔ ان کے کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر ﷺ دو واسطوں سے میرے نانا ہیں؛ اس طرح کہ حضرت جعفر بن محمد کی والدہ اُمّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ﷺ ہیں، وہ حضرت جعفر کے والد امام محمد بن علی بن الحسین ﷺ کی زوجہ ہیں اور حضرت اُمّ فروہ کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق ﷺ ہیں۔ سو ان دونوں جہتوں سے حضرت ابو بکر ﷺ ان کے نانا ہیں۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

﴿امام زید بن علی ﷺ کا قول﴾

۸۔ ہشام بن البرید، حضرت زید بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر الصدیق ﷺ شکر گزاروں کے امام ہیں۔ پھر انہوں نے آیتِ مبارکہ پڑھی: ﴿وَسَيَجْزِى اللهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ ’اور اللہ عنقریب (مصائب پر ثابت قدم رہ کر) شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا۔‘

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۹۔ ہشام بن البرید ہی سے مروی ہے کہ حضرت زید بن علی ﷺ نے فرمایا: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے ناتا توڑنا (دراصل) حضرت علی ﷺ سے ناتا توڑنا ہے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

مدينة دمشق، ١٩/٤٦٠، وأيضًا، ٣١٨/٣٠۔

(٣) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول زيد بن علي ﷺ في أبي بكر، ١٣٠٢/٧، الرقم/٢٤٦٩، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٦٢/١٩، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ٣٨٤/١، الرقم/٢٩٦۔

☆ **قَوْلُ الإِمَامِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ**

١٠. رَوٰى يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: نا أَبُو خَالِدٍ، يَعْنِي الْأَحْمَرَ، قَالَ: سُئِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ﷺ، فَقَالَ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمَا، وَلَا صَلّٰى عَلٰى مَنْ لَا يُصَلِّي عَلَيْهِمَا.(١)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

(١) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، قول عبد اللّٰه بن الحسن بن الحسن، ١٣٠٢/٧، الرقم/٢٤٧٠، والخطيب البغدادي في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، ١٠٦/٢، الرقم/١٣١٥، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٣٧٣/٢٧۔

﴿امام عبد اللہ بن الحسن المثنیٰ بن امام الحسن المجتبیٰ علیہم السلام کا قول﴾

۱۰۔ یعلی بن عبید کہتے ہیں کہ ہم سے ابو خالد الاحمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ بن الحسن المثنی سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں پر نزولِ رحمت کی دعا نہ کرنے والے کو اپنی رحمت سے محروم رکھے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

فَصلٌ فِيمَا رُوِىَ فِي فَضْلِهِمُ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ رضي الله عنهم

١. رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: وَأَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ السَّوْدَاءِ (فَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَسْوَدِ) تَنَقَّصَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَدَعَا بِهٖ وَبِالسَّيْفِ فَهَمَّ بِقَتْلِهٖ، فَكُلِّمَ فِيْهِ. فَقَالَ: لَا يُسَاكِنِّي بَلَدًا أَنَا فِيْهِ، فَنَفَاهُ إِلَى الشَّامِ.(١)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٢. رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَنَّهُ جَلَدَ ثَلاثِيْنَ سَوْطًا مَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها.(٢)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٣. عَنْ وَائِلٍ عَنِ الْبُهِيِّ قَالَ: سَبَّ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ، فَهَمَّ عُمَرُ رضي الله عنه بِقَطْعِ لِسَانِهٖ، فَكَلَّمَهُ فِيْهِ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَ: ذَرُوْنِي أَقْطَعُ لِسَانَ ابْنِي، حَتّٰى لَا يَجْتَرِىءَ أَحَدٌ مِنْ بَعْدِي أَنْ يَسُبَّ أَحَدًا مِنْ

---

(١) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سبّ الصحابة، ٧/١٢٦١۔

(٢) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها ←

﴿فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے باب میں صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین سے مروی اقوال﴾

۱۔ امام ابراہیم النخعی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ابنِ سوداء (یعنی عبد اللہ بن الاسود) نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں تنقیص کی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور تلوار بھی منگوائی۔ آپ نے اسے (بطور سزا) قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ (جب) اس کی جان بخشی کی استدعا کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس (بد زبان) کو اس شہر میں نہ رہنے دیا جائے جس میں میرا قیام ہو، چنانچہ آپ نے اسے شام کی طرف علاقہ بدر کر دیا۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۲۔ حضرت عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بغاوت کرنے والے کو تیس کوڑے لگائے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۳۔ وائل نے البهی سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو (کسی بات پر) گالی دی۔ (اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا تو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو اس معاملہ میں (نرمی اختیار کرنے کا) مشورہ دیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اپنے بیٹے کی زبان کاٹنے دو تاکہ میرے بعد کسی کو بھی سیدنا

.........علی من سب الصحابة، ۷/۱۲۶۲، ومازن بن محمد بن عیسیٰ في الإصابة في الذّبِّ عن الصحابة، ۱/۳۱۵۔

أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَبَدًا.[1]

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٤. عَنْ مُغِيرَةَ، قَالَ: تَحَوَّلَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَحَنْظَلَةُ، وَعَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ مِنَ الْكُوفَةِ إِلٰى قَرْقِيسِيَا، وَقَالُوا: لَا نُقِيمُ بِبَلَدٍ يُشْتَمُ فِيهِ عُثْمَانُ.[2]

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٥. عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسٰى قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ رضي الله عنه يَقُولُ: مَنْ سَبَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ؛ يَقُولُ اللهُ عزوجل: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا.﴾ (الحشر، ٥٩/٨) الْآيَةَ. هٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِيْنَ هَاجَرُوا مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ﴾ الْآيَةَ. هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ. ثُمَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْم بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ فَالْفَيْءُ لِهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ؛ فَمَنْ سَبَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَيْسَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ، وَلَا حَقَّ لَهُ فِي الْفَيْءِ.[3]

---

(١) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سب الصحابة، ٧/١٢٦٣-١٢٦٤، الرقم/٢٣٧٧۔

(٢) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سب الصحابة، ٧/١٢٦٥، الرقم/٢٣٨١۔

(٣) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي ←

محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی پر کبھی دشنام طرازی کی جرأت نہ ہو۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۴۔ مغیرہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: حضرات جریر بن عبد اللہ، حنظلہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم کوفہ سے قرقیسیا چلے گئے۔ انہوں نے کہا: ہم اس شہر میں قیام نہیں کریں گے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دی جاتی ہو۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۵۔ معن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو گالی دی، اس کا مالِ فے میں کوئی حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: '(مذکورہ بالا مالِ فَے) نادار مہاجرین کے لیے (بھی) ہے جو اپنے گھروں اور اپنے اموال (اور جائیدادوں) سے باہر نکال دیے گئے ہیں، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا و خوشنودی چاہتے ہیں' یہ رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرتِ مدینہ کا شرف حاصل کیا۔ پھر فرمایا: '(یہ مال اُن انصار کے لیے بھی ہے) جنہوں نے شہرِ (مدینہ) اور ایمان کو گھر بنا لیا تھا' یہ انصار صحابہ کا تذکرہ ہے۔ پھر فرمایا: 'اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے' مالِ فے ان تینوں طبقات کے لیے ہے۔ لہٰذا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو گالی دی وہ ان تینوں طبقات میں شامل نہیں ہے اور اس کا مالِ فے میں کوئی حق نہیں ہے۔

.... عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سبّ الصحابة، ٧/١٢٦٨-١٢٦٩، الرقم/٢٤٠٠، والبيهقي في السنن الكبرى، ٦/٣٧٢، الرقم/١٢٨٩٠، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٤/٣٩١۔

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٦. رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: شَتْمُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما مِنَ الْكَبَائِرِ.(١)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٧. عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّهُ ضَرَبَ مَنْ شَتَمَ عُثْمَانَ ثَلَاثِيْنَ سَوْطًا.(٢)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٨. رُوِيَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَأَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ: بُغْضُ بَنِي هَاشِمٍ نِفَاقٌ، وَبُغْضُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ نِفَاقٌ، وَالشَّاكُّ فِي أَبِي بَكْرٍ كَالشَّاكِّ فِي السُّنَّةِ.(٣)

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

---

(١) أخرجه اللالكائي في اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سبّ الصحابة، ١٢٦٢/٧، وذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤٨٧/١۔

(٢) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سبّ الصحابة، ١٢٦٢/٧۔

(٣) أخرجه اللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي ←

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۶۔ حضرت ابراہیم النخعی سے مروی ہے کہ کہا جاتا تھا: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سبّ وشتم کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۷۔ حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شتم کرنے والے شخص کو تیس کوڑے لگوائے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۸۔ حجاج بن اَرطاۃ، طلحہ بن مصرّف سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: (قرونِ اولیٰ میں) کہا جاتا تھا: بنو ہاشم سے بُغض رکھنا منافقت ہے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بُغض رکھنا بھی منافقت ہے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (کے اخلاص) پر شک کرنے والا سنتِ نبویہ میں شک کرنے والے کی طرح ہے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

.... عن السلف في أجناس العقوبات والحدود التي أوجبوها وأقاموها على من سب الصحابة، ۷/۱۲٦٦، الرقم/۲۳۸۹۔

فَصلٌ فِيْمَا رُوِيَ عَنْ سَيِّدِنَا الإِمَامِ عَلِيٍّ كرم الله وجهه الكريم فِي نَهجِ الْبَلاغَةِ

١. قَالَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﵁ فِي وَصفِ أَصحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: وَإِنِّي لَعَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَمِنْهَاجٍ مِنْ نَبِيِّي، وَإِنِّي لَعَلَى الطَّرِيْقِ الْوَاضِحِ أَلْقُطُهُ لَقْطًا. انْظُرُوْا أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ، فَالْزَمُوْا سَمْتَهُمْ، وَاتَّبِعُوْا أَثَرَهُمْ فَلَنْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ هُدًى وَلَنْ يُعِيْدُوْكُمْ فِي رَدًى. فَإِنْ لَبَدُوْا فَالْبُدُوْا، وَإِنْ نَهَضُوْا فَانْهَضُوْا، وَلَا تَسْبِقُوْهُمْ فَتَضِلُّوْا، وَلَا تَتَأَخَّرُوْا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوْا.

لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) فَمَا أَرٰى أَحَدًا مِنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ، لَقَدْ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ شُعْثاً غُبْرًا وَقَدْ بَاتُوْا سُجَّدًا وَقِيَامًا. يُرَاوِحُوْنَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُوْدِهِمْ وَيَقِفُوْنَ عَلٰى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ. كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبَ الْمِعْزَى مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ. إِذَا ذُكِرَ اللهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتّٰى تَبُلَّ جُيُوْبَهُمْ، وَمَادُوْا كَمَا يَمِيْدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرِّيْحِ الْعَاصِفِ، خَوْفاً مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ.[١]

---

(١) ذكره الشريف الرضي في نهج البلاغة، ١/١٨٩-١٩٠.

﴿نہج البلاغۃ میں سیدنا امام علی کرم اللہ وجھہ سے مروی رِوایات﴾

۱۔ حضرت امام سیدنا علی ﷺ نے نہج البلاغۃ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا وصف یوں بیان فرمایا ہے: بے شک میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل اور اپنے نبی کے منہاج پر ہوں اور یقیناً میں (ہدایت کے اس) واضح طریق پر ہوں جسے میں اچھی طرح حاصل کرتا ہوں۔ تم اپنے نبی کے اہلِ بیت کے کردار میں غور و خوض کرو اور ان کی سیرت کو تھام لو اور ان کے نقشِ قدم پر چلو تو وہ تمہیں ہرگز ہدایت (حاصل کرنے والوں کے زمرہ سے) سے خارج نہیں کریں گے اور نہ تمہیں ہلاکت کی طرف لوٹائیں گے۔ سو اگر وہ کسی کام میں اکٹھے ہوں تو تم بھی ان سے جڑ جاؤ اور اگر کسی کام کے لیے مستعد ہوں تو تم بھی اس کے لیے مستعد ہو جاؤ اور ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور ان سے پیچھے بھی نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

میں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہے، میں تم میں سے کسی ایک کو بھی ان جیسا نہیں پاتا۔ وہ غبار آلود بکھرے بالوں کے ساتھ صبح کرتے تھے جب کہ سجدوں اور قیام کی حالت میں راتیں بسر کرتے تھے۔ وہ (سجدوں کی حالت میں) کبھی اپنی پیشانی اور کبھی رخسار زمین پر رکھتے تھے۔ اور وہ محشر میں اپنے حاضر ہونے کو یاد کر کے یوں قیام کرتے جیسے آگ کے انگارے پر ہوں۔ طویل سجدوں سے ان کی آنکھوں کے درمیان پیشانیوں پر بکریوں کے گھٹنوں جیسے نشان بن گئے تھے۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں بہنے لگتیں حتی کہ وہ آنسو ان کے گریبان تر کر دیتے اور وہ عذاب کے خوف اور ثواب کی امید کے باعث یوں کپکپاتے جیسے تیز و تند ہوا کے دن درخت ہلتے ہیں۔

٢. وَقَالَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﵁: أَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ دُعُوْا إِلَى الْإِسْلَامِ فَقَبِلُوْهُ وَقَرَؤُوا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوْهُ. وَهِيْجُوْا إِلَى الْقِتَالِ فَوَلَهُوْا وَلَهَ اللِّقَاحِ إِلٰى أَوْلَادِهَا. وَسَلَبُوا السُّيُوْفَ أَغْمَادَهَا وَأَخَذُوْا بِأَطْرَافِ الْأَرْضِ زَحْفًا زَحْفًا وَصَفًّا صَفًّا. بَعْضٌ هَلَكَ وَبَعْضٌ نَجا، لَا يُبَشَّرُوْنَ بِالْأَحْيَاءِ وَلَا يُعَزَّوْنَ بِالْمَوْتٰى. مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ، خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ، ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ، صُفْرُ الْأَلْوَانِ مِنَ السَّهَرِ، عَلٰى وُجُوْهِهِمْ غُبْرَةُ الْخَاشِعِيْنَ، أُوْلٰئِكَ إِخْوَانِي الذَّاهِبُوْنَ. فَحَقَّ لَنَا أَنْ نَظْمَأَ إِلَيْهِمْ، وَنَعَضَّ الْأَيْدِيَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ. إِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَنِّي لَكُمْ طُرُقَهُ وَيُرِيْدُ أَنْ يَحُلَّ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً، وَيُعْطِيَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفُرْقَةَ، فَاصْدِفُوْا عَنْ نَزَغَاتِهِ وَنَفَثَاتِهِ وَاقْبَلُوا النَّصِيْحَةَ مِمَّنْ أَهْدَاهَا إِلَيْكُمْ، وَاعْقِلُوْهَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ.(١)

٣. وَقَالَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﵁: وَسَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ، وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ إِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ. وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالًا النَّمَطُ الْأَوْسَطُ فَالْزَمُوْهُ. وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ. وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ،

(١) ذكره الشريف الرضي في نهج البلاغة، ١/٢٣٤-٢٣٥.

۲۔ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: آج وہ قوم (صحابہ کرام ؓ) کہاں ہے جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور انہوں نے قرآن پڑھا اور اس کے مطابق فیصلے کیے۔ اُنہیں جہاد کی ترغیب دی گئی تو وہ اس کی طرف دیوانہ وار اس طرح بڑھے جیسے اونٹنی اپنی اولاد کے پاس جاتی ہے۔ انہوں نے (ظلم و استبداد کے خاتمہ کے لیے) تلواریں بے نیام کر لیں اور زمین کے اطراف میں (انتہائی منظّم انداز میں) گروہ در گروہ اور قطار در قطار پھیل گئے۔ ان میں سے کچھ نے (باطل قوتوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے) جامِ شہادت نوش کیا اور کچھ زندہ بچ (کر غازی بن) گئے۔ (ان کی اسلام کے ساتھ وفاداری کا یہ عالم تھا) وہ زندہ بچ جانے سے خوش نہیں ہوتے تھے اور شہادت کی صورت میں غمزدہ نہیں ہوتے تھے۔ وہ گریہ و بکاء کی کثرت کے سبب سفید آنکھوں والے تھے، کثرت سے روزے رکھنے کے سبب دبلے پیٹ والے تھے، دعاؤں کی کثرت کے سبب خشک ہونٹوں والے تھے، شب بیداریوں کے سبب زرد رنگت والے تھے، ان کے چہروں پر خشوع کرنے والوں کے آثار تھے، وہ مجھ سے جدا ہونے والے میرے ساتھی ہیں۔ ان کا یہ حق ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کے طالب و مشتاق ہوں اور ان سے جدائی پر اپنے ہاتھوں کو کاٹیں۔ شیطان تمہارے لیے اپنے راستے آسان بناتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور تمہاری جماعت کو فرقوں میں بانٹ دے، سو تم اس کے بہکاووں، وسوسوں اور پھونکوں سے دور رہو اور ہر وہ شخص جو تمہیں نصیحت کرتا ہے تم اس کی نصیحت قبول کرو اور اپنے آپ کو اس سے جوڑے رکھو۔

۳۔ سیدنا علی المرتضٰی ؓ نے فرمایا: میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے: (پہلا گروہ) حد سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والا، اس کی یہ محبت اسے راہِ حق سے ہٹا دے گی اور (دوسرا گروہ) حد سے زیادہ مجھ سے بغض رکھنے والا۔ یہ بغض اسے راہِ حق سے ہٹا دے گا۔ میرے ساتھ تعلق رکھنے والے بہترین لوگ معتدل رویہ رکھنے والے ہوں گے تم ان کے ساتھ جڑ جاؤ۔ اور سوادِ اعظم (امتِ مسلمہ میں سب سے بڑے گروہ) سے وابستہ ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کے ساتھ ہے۔ اور فرقہ بندی سے بچو کیونکہ عامۃ الناس سے جدا ہونے والا شیطان کا

كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ. أَلَا مَنْ دَعَا إِلٰى هٰذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوْهُ، وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي هٰذِهِ.(١)

٤. وَقَالَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﷺ: إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ، عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ، وَإِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ. فَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ إِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًا، فَإِنْ خَرَجَ عَنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ إِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ.(٢)

٥. وَقَالَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﷺ: قَدْ شَاوَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فِي الْخُرُوْجِ إِلٰى غَزْوِ الرُّوْمِ بِنَفْسِهِ: لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ إِلَيْهِ. فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلًا مِحْرَبًا، وَاحْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ. فَإِنْ أَظْهَرَ اللهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى كُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ.(٣)

٦. وَقَالَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﷺ– وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ ﷺ يَصِفُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

(١) ذكره الشريف الرضي في نهج البلاغة، ٢/١١-١٢۔

(٢) ذكره الشريف الرضي في نهج البلاغة، ٣/٨۔

(٣) ذكره الشريف الرضي في نهج البلاغة، ٢/٢٤-٢٥۔

حصہ بن جاتا ہے جیسے کہ ریوڑ سے جدا ہونے والی بکری بھیڑیئے کا شکار ہو جاتی ہے۔ خبردار! جو بھی تمہیں فرقہ پرستی کی دعوت دے اسے قتل کر دو اگرچہ وہ میری اس دستار کے نیچے ہی کیوں نہ ہو (یعنی بظاہر میرا حامی و وفادار ہونے کا دعویدار ہی کیوں نہ ہو)۔

۴۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ نے فرمایا: مجھ سے اُن ہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان ﷡ سے بیعت کی اور اُن ہی اُمور پر بیعت کی جن اُمور پر اُن سے بیعت کی تھی۔ سو کسی حاضر کو اس (میں ردّ و بدل) کا اختیار نہیں اور نہ کسی غائب کو اس کی تردید کا حق حاصل ہے۔ شوریٰ صرف مہاجرین اور انصار صحابہ پر مشتمل ہے۔ اگر وہ کسی شخص پر متفق ہو جاتے اور اسے (اپنا امیر) نامزد کرتے تو یہ اللہ کی رضا پر ہوتا اور اگر کوئی ان کے فیصلے کی مخالفت کرتا ہے تو وہ طعن (بلا جواز اعتراض) یا بدعت (بے بنیاد نئے امر) کے ساتھ مخالفت کرنے والا ہو گا۔ سو تم اسے واپس امرِ حق کی طرف لوٹا دو جس سے وہ باہر آ گیا تھا۔

۵۔ جب حضرت عمر بن الخطاب ﷛ نے سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ سے روم کی جنگ میں بذاتِ خود شرکت پر مشاورت کی تو سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ نے فرمایا: آپ (کی عساکرِ اسلامی کے ساتھ روانگی) کے بعد (ان مسلمانوں کا) کوئی مرجع نہیں ہو گا جہاں وہ اپنے مسائل کے حل کے لیے رجوع کریں۔ لہٰذا آپ ان کی طرف (اپنی جگہ) کسی جنگجو شخص کو بھیج دیں اور اس کے ساتھ جنگی مہارت و بصیرت رکھنے والے احباب کو روانہ کر دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے غلبہ دلایا تو یہی آپ چاہتے ہیں اور اگر کچھ اور ہوا تو لوگوں کے لیے آپ محفوظ پناہ گاہ اور مسلمانوں کے لیے مرجع (برقرار) رہیں گے۔

۶۔ سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ نے فرمایا - ان کا یہ کلام رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے وصف پر

وَذٰلِکَ يَوْمُ صِفِّيْنَ حِيْنَ أَمَرَ النَّاسَ بِالصُّلْحِ- وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ (ﷺ) نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا وَإِخْوَانَنَا وَأَعْمَامَنَا. مَا يَزِيْدُنَا ذٰلِکَ إِلَّا إِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا وَمُضِيًّا عَلَى اللُّقَمِ، وَصَبْرًا عَلٰى مَضَضِ الْأَلَمِ، وَجِدًّا فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ. وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا وَالْآخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا، يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ، يَتَخَالَسَانِ أَنْفُسَهُمَا، أَيُّهُمَا يَسْقِي صَاحِبَهُ كَأْسَ الْمَنُوْنِ، فَمَرَّةً لَنَا مِنْ عَدُوِّنَا وَمَرَّةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا. فَلَمَّا رَأَى اللهُ صِدْقَنَا أَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ حَتَّى اسْتَقَرَّ الْإِسْلَامُ مُلْقِيًا جِرَانَهُ وَمُتَبَوِّئًا أَوْطَانَهُ. وَلَعَمْرِي لَوْ كُنَّا نَأْتِي مَا أَتَيْتُمْ، مَا قَامَ لِلدِّيْنِ عَمُوْدٌ وَلَا اخْضَرَّ لِلْإِيْمَانِ عُوْدٌ.[1]

---

(١) ذكره الشريف الرضي في نهج البلاغة، ١/١٠٠-١٠١، ونقله العلامة المجلسي في بحار الأنوار، ٣٢٨/٣٠۔

مشتمل ہے جب انہوں نے جنگِ صفین کے موقع پر لوگوں کو صلح کرنے کا حکم دیا-: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہوتے تھے تو (دشمن صفوں میں موجود) اپنے (کافر) باپ دادا، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کے ساتھ قتال کرتے تھے۔ اس سے ہمارے ایمان، تسلیم و رضا کے جذبے، (اسلام کی) روشن شاہراہ پر چلنے کے عزم، رنج و اَلم کے درد کی ٹیسوں پر صبر اور دشمن کے ساتھ جہاد کی جدو جہد میں اضافہ ہوتا تھا۔ ایک شخص ہماری طرف سے اور دوسرا ہمارے دشمن کی طرف سے ہوتا تھا اور وہ دونوں سانڈوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی خواہش رکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے کون اپنے مدمقابل کو موت کا جام پلاتا ہے ۔سو کبھی ہم دشمن سے ہار جاتے اور کبھی ہمارا دشمن ہم سے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے صدق کو دیکھ لیا تو اس نے ہمارے دشمن کو شکست و ذلت سے دوچار کر دیا اور ہم پر فتح و نصرت اتار دی، یہاں تک کہ اسلام اپنے مضبوط قدموں پر کھڑا ہو گیا اور ہم وطنوں کے لیے ٹھکانہ بن گیا۔ مجھے میری عمر کی قسم! اگر ہم بھی یہی کچھ (فتنہ و فساد) لاتے جو تم لائے ہو، تو دین کا ستون یوں قائم نہ ہوتا اور نہ ایمان کی شاخ سرسبز و شاداب ہوتی۔

فَصْلٌ فِيمَا رُوِيَ فِي فَضْلِهِمْ ﷺ عَنْ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْبَيْتِ الْأَطْهَارِ ﷺ فِي كُتُبِ الشِّيْعَةِ الإِمَامِيَّةِ

١. رَوى الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْإِرْبِلِيُّ: وَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: مَوْعِدُكَ لِلْبَيْعَةِ الْعَشِيَّةَ فَلَمَّا صَلّى أَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ، أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ يَعْذِرُ عَلِيًّا بِبَعْضِ مَا اعْتَذَرَ بِهِ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ، فَعَظَّمَ مِنْ حَقِّ أَبِي بَكْرٍ وَذَكَرَ فَضِيْلَتَهٗ وَسَابِقَتَهٗ. ثُمَّ قَامَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهٗ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ عَلٰى عَلِيٍّ، فَقَالُوْا: أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ.(١)

٢. وَذَكَرَ الشَّيْخُ ابْنُ أَبِي الْحَدِيْدِ فِي شَرْحِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ: وَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: وَإِنَّا لَنَرٰى أَبَا بَكْرٍ ﷺ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا، إِنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ. وَإِنَّا لَنَعْرِفُ لَهٗ سِنَّهٗ وَلَقَدْ أَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ.(٢)

٣. وَذَكَرَ الشَّيْخُ ابْنُ أَبِي الْحَدِيْدِ فِي شَرْحِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ: (فِي رِسَالَةٍ بَعَثَهَا أَبُو الْحَسَنِ (عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ) ﷺ إِلٰى مُعَاوِيَةَ ﷺ يَقُوْلُ فِيْهَا:) وَذَكَرْتَ أَنَّ اللهَ تَعَالَى اجْتَبٰى لَهٗ ﷺ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَعْوَانًا أَيَّدَهُ اللهُ بِهِمْ، فَكَانُوْا فِي مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهٗ عَلٰى قَدْرِ فَضَائِلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ. فَكَانَ أَفْضَلَهُمْ –

---

(١) أخرجه الإربلي في كشف الغمة في معرفة الأئمة، ٢/١٠١۔

(٢) ذكره ابن أبي الحديد في شرح نهج البلاغة، حديث السقيفة، ٢/٥٠، وأيضًا في ما روى من أمر فاطمة مع أبي بكر ﷺ، ٦/٤٨۔

﴿کتبِ شیعہ امامیہ میں ائمہ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت پر مرویات﴾

۱۔ شیخ ابو الحسن الاربلی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: رات کے وقت میں آپ کی بیعت کروں گا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ ظہر پڑھ لی تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم رضی اللہ عنہ کے (بیعت کے فیصلہ میں تاخیر پر) اعتذار (توجیہ) کو قبول کرتے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں تعریفی کلمات کہے، آپ نے ان کی فضیلت اور سبقتِ اسلام کا تذکرہ کیا۔ پھر حضرت ابو بکر (صدیق) رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور ان کی بیعت کرلی۔ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے کہا: آپ نے صحیح فیصلہ کیا اور بہت بہتر کیا۔

۲۔ شیخ ابنِ ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم جانتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس خلافت کی ذمہ داری کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، کیونکہ وہ صاحبِ غار ہیں۔ اور ہم ان کی بزرگی بھی پہچانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

۳۔ شیخ ابنِ ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں بیان کیا ہے: (حضرت ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا، اس میں آپ فرماتے ہیں:) آپ کو یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مسلمانوں میں سے مددگار منتخب کیے اور اللہ نے ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی۔ وہ اسلام میں اپنے فضائل کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقام و منزلت رکھتے تھے۔ میرے خیال میں اسلام میں ان سب سے افضل اور ان سب

زَعَمْتُ – فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْصَحهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةُ (الصِّدِّيْقُ) وَخَلِيْفَةُ الْخَلِيْفَةِ (الْفَارُوقُ). وَلَعَمْرِي! أَنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ، وَإِنَّ الْمُصَاب بِهِمَا لَجُرْحٌ فِي الْإِسْلَامِ شَدِيْدٌ، فَرَحِمَهُمَا اللهُ وَجَزَاهُمَا أَحْسَنَ مَا عَمِلَا.[١]

٤ . قَالَ الشَّيْخُ الطُّوسِيُّ فِي "الْأَمَالِي": قَالَ (الْإِمَامُ عَلِيٌّ عليه السلام): فَبَايَعْتُ أَبَا بَكْرٍ كَمَا بَايَعْتُمُوْهُ. وَكَرِهْتُ أَنْ أَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ، وَأَنْ أُفَرِّق بَيْنَ جَمَاعَتِهِمْ. ثُمَّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَعَلَهَا لِعُمَرَ مِنْ بَعْدِهِ، فَبَايَعْتُ عُمَرَ كَمَا بَايَعْتُمُوْهُ. فَوَفَّيْتُ لَهُ بِبَيْعَتِهِ حَتّٰى لَمَّا قُتِلَ جَعَلَنِي سَادِسَ سِتَّةٍ، فَدَخَلْتُ حَيْثُ أَدْخَلَنِي. وَكَرِهْتُ أَنْ أُفَرِّقَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَشُقَّ عَصَاهُمْ. فَبَايَعْتُمْ عُثْمَانَ فَبَايَعْتُهُ. ثُمَّ طَعَنْتُمْ عَلٰى عُثْمَانَ فَقَتَلْتُمُوْهُ، وَأَنَا جَالِسٌ فِي بَيْتِي. ثُمَّ أَتَيْتُمُوْنِي غَيْرَ دَاعٍ لَكُمْ وَلَا مُسْتَكْرِهٍ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ، فَبَايَعْتُمُوْنِي كَمَا بَايَعْتُمْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضي الله عنهم.[٢]

---

(١) أخرجه ابن أبي الحديد في شرح نهج البلاغة، فصل في ذكر بعض مناقب جعفر بن أبي طالب، ١٥/٧٤، والمجلسي في بحار الأنوار، الباب السادس عشر: باب كتبه عليه السلام إلى معاوية واحتجاجاته عليه ومراسلاته إليه وإلى أصحابه، ٣٣/١١١، والبلاذري في أنساب الأشراف، ٢/٢٧٨.

(٢) أخرجه الطوسي في الأمالي، ندامة بعض أصحاب الجمل بعد الهزيمة ورجوعهم إلى علي عليه السلام/٥٠٧، والمجلسي في بحار الأنوار، ←

سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خیر خواہ خلیفہ (اوّل) ابو بکر الصدیق اور خلیفہ کے بعد خلیفہ عمر الفاروق رضی اللہ عنہما تھے۔ میری عمر کی قسم! ان دونوں کا اسلام میں عظیم مرتبہ ہے اور ان دونوں کا رحلت کر جانا (عالمِ) اسلام کے لیے شدید دکھ کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت فرمائے اور ان کے عمل کا انہیں احسن صلہ عطا فرمائے۔

۴۔ شیخ الطّوسی نے اپنے 'اَمالی' میں کہا ہے: حضرت امام علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جیسے کہ تم نے ان کی بیعت کی۔ میں نے مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے اور ان کی اجتماعیت میں تفرقہ ڈالنے کو ناپسند کیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اس امرِ (خلافت) کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، سو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جیسے تم نے ان کی بیعت کی۔ پھر میں نے ان کی بیعت کے ذریعے اُن کے حق کو پورا کیا حتی کہ انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے مجھے خلافت کے انتخاب کے لیے چھ ممبران میں سے چھٹا بنایا سو جیسے انہوں نے مجھے شامل کیا میں ویسے ہی شامل رہا۔ میں نے مسلمانوں کی اجتماعیت میں تفرقہ ڈالنے اور ان کی جمعیت کو توڑنے کو ناپسند کیا۔ پس تم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو میں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ پھر تم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر طعن (جھوٹا الزام عائد) کیا اور تم نے انہیں شہید کر دیا جبکہ میں اپنے گھر میں تھا۔ پھر تم میرے پاس آئے حالانکہ نہ میں نے تمہیں بلایا تھا اور نہ تم میں سے کسی ایک کو بھی مجبور کیا تھا، سو تم نے اسی طرح میری بیعت کی جیسے تم نے حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی۔

.... الباب الرابع: باب احتجاجه عليه السلام على أهل البصرة وغيرهم بعد انقضاء الحرب وخطبه عليه السلام عند ذلك، ۲۶۳/۳۲۔

٥. قَالَ الشَّيْخُ الطُّوْسِيُّ فِي "تَلْخِيْصِ الشَّافِي": عَنِ الْإِمَامِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ عَنْ أَبِيْهِ الْإِمَامِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، نَسْمَعُكَ تَقُوْلُ فِي الْخُطْبَةِ آنِفًا: اَللّٰهُمَّ، أَصْلِحْنَا بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ الْمُهْتَدِيْنَ، فَمَنْ هُمْ؟ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، ثُمَّ أَهْمَلَهُمَا. فَقَالَ: هُمْ حَبِيْبَايَ وَعَمَّاكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ ﷺ، إِمَامَا الْهُدٰى، وَشَيْخَا الْإِسْلَامِ، وَرَجُلَا قُرَيْشٍ. وَالْمُقْتَدٰى بِهِمَا، بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. فَمَنِ اقْتَدٰى بِهِمَا عَصِمَ، وَمَنِ اتَّبَعَ آثَارَهُمَا هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ، وَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللهِ، وَحِزْبُ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.[١]

٦. قَالَ الشَّيْخُ عَبَّاسٌ الْقُمِّيُّ فِي "مُنْتَهَى الْآمَالِ": وَكَانَ الْحَسَنُ يُجِلُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ﷺ حَتّٰى أَنَّهُ اشْتَرَطَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فِي صُلْحِهِ مَعَهُ أَنْ يَسِيْرَ بِسِيْرَتِهِمَا. فَمِنْ ضِمْنِ شُرُوْطِ مُعَاهَدَةِ الصُّلْحِ: إِنَّهُ يَعْمَلُ وَيَحْكُمُ فِي النَّاسِ بِكِتَابٍ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَسِيْرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ.[٢]

٧. ذَكَرَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْإِرْبِلِيُّ فِي "كَشْفِ الْغُمَّةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ" عَنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْبَاقِرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ،

---

(١) ذكره الطوسي في تلخيص الشافي، ٣/٣١٨۔

(٢) ذكره عباس القميّ في منتهى الآمال، ١/٢٣٠۔

۵۔ شیخ الطّوسی نے 'تلخیص الشافي' میں کہا ہے: امام جعفر الصادق اپنے والد امام محمد الباقر سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ایک قریشی شخص نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیر المومنین! ہم آپ کو خطبہ میں کبھی کبھار یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں: **اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْنَا بِمَا أَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔** 'اے اللہ! تُو ہمارے معاملات اس طرح درست فرما دے جیسے تو نے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے معاملات درست فرمائے تھے۔' وہ (خلفائے راشدین) کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں بھر آئیں، پھر انہوں نے آنسو ضبط کرتے ہوئے فرمایا: وہ میرے دو محبوب دوست تھے اور تمہارے چچا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، وہ دونوں ہدایت کے امام تھے اور خانوادۂ قریش کے عظیم فرد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ دونوں مقتدیٰ تھے (جن کی پیروی کی جاتی تھی)۔ جس نے ان دونوں کی پیروی کی وہ محفوظ ہو گیا۔ اور جو ان کے آثار پر چلا وہ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت پا گیا۔ اور جس نے ان دونوں کا دامن تھام لیا وہ اللہ کی جماعت سے ہے اور اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔

۶۔ شیخ عباس القمی نے 'منتهى الآمال' میں کہا ہے: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے، حتی کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی صلح میں ان پر یہ شرط عائد کی کہ وہ ان دونوں کے نقش قدم پر چلیں گے۔ صلح کے معاہدہ کی شرائط میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وہ کتاب اللہ، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرتِ خلفائے راشدین پر عمل کریں گے اور لوگوں میں ان ہی کے اسوہ کے مطابق فیصلے کریں گے۔

۷۔ شیخ ابو الحسن الاربلی نے '**كَشْفُ الْغُمَّةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ**' میں امام محمد بن علی بن الحسین الباقر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ عروہ بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے تلوار کی تزئین و آرائش کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا:

قَدْ حَلّى أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ سَيْفَهُ. قَالَ: قُلْتُ: وَتَقُولُ الصِّدِّيْقُ؟ فَوَثَبَ وَثْبَةً، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ: نَعَمْ، الصِّدِّيْقُ. فَمَنْ لَمْ يَقُلِ الصِّدِّيْقَ فَلَا صَدَّقَ اللهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنيا وَالْآخِرَةِ.(١)

٨. رَوَى الشَّيْخُ الطَّبْرَسِيُّ عَنِ الْإِمَامِ الْبَاقِرِ: قَالَ: وَلَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ ﵁ وَلَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ عُمَرَ ﵁، وَلٰكِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ.(٢)

٩. ذَكَرَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْإِرْبِلِيُّ فِي كَشْفِ الْغُمَّةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ: وَقَدِمَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالُوْا فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﵃، فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ كَلَامِهِمْ. قَالَ لَهُمْ: أَلَا تُخْبِرُوْنِي أَنْتُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ؟ ﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝﴾ (الحشر، ٥٨/٨)، قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ ﴿تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر، ٥٨/٩)، قَالُوا: لَا، قَالَ: أَمَا أَنْتُمْ قَدْ تَبَرَّأْتُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنْ أَحَدِ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكُمْ لَسْتُمْ مِنَ

(١) أخرجه الإربلي في كشف الغمة في معرفة الأئمة، في معاجز الإمام أبي جعفر الباقر ؈، ٢/٣٥٩۔

(٢) أخرجه الطبرسي في الاحتجاج، احتجاج أبي جعفر بن علي الثاني في الأنواع الشتى من العلوم الدينية، ٢/٢٤٨۔

اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو مزین کر رکھا تھا۔ میں نے کہا: آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ وہ تیزی سے مڑے اور اپنا رُخ قبلہ کی طرف کر کے فرمانے لگے: ہاں، میں انہیں صدیق کہتا ہوں۔ اور جو انہیں صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اس کی کسی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا نہ کرے۔

۸۔ طبرسی نے امام الباقر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اِنکاری ہوں لیکن حضرت ابو بکر حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ فضیلت والے ہیں۔

۹۔ شیخ ابو الحسن الاربلی نے کَشْفُ الْغُمَّةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ میں بیان کیا ہے: اَہلِ عراق میں سے کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق کچھ ناپسندیدہ بات کی۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تم مجھے اس بات کی خبر تو نہیں دے رہے کہ تم مہاجرین اوّلین ہو؟ (جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے:) ’جو اپنے گھروں اور اپنے اموال (اور جائیدادوں) سے باہر نکال دیے گئے ہیں، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا و خوشنودی چاہتے ہیں اور (اپنے مال و وطن کی قربانی سے) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہی سچے مؤمن ہیںo‘ انہوں نے کہا: ہم ان میں سے نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تم یہ لوگ ہو ’جنہوں نے اُن (مہاجرین) سے پہلے ہی شہرِ (مدینہ) اور ایمان کو گھر بنا لیا تھا۔ یہ لوگ اُن سے محبت کرتے ہیں جو اِن کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اور یہ اپنے سینوں میں اُس (مال) کی نسبت کوئی طلب (یا تنگی) نہیں پاتے جو اُن (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اِنہیں شدید حاجت ہی ہو‘ وہ کہنے لگے: نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم ان دونوں (مہاجرین اور انصار صحابہ کے) گروہوں میں سے کسی ایک میں سے بھی نہیں ہو، تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے متعلق

الَّذِيْنَ، قَالَ اللهُ فِيْهِمْ: ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحشر، ٥٨/١٠)، اُخْرُجُوْا عَنِّي، فَعَلَ اللهُ بِكُمْ.[١]

١٠. رَوَى الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْإِرْبِلِيُّ: اللهَ اللهَ فِي ذُرِّيَّةِ نَبِيِّكُمْ فَلَا تَظْلِمُوْا بَيْنَ ظَهْرَانِيْكُمْ، وَاللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِ نَبِيِّكُمْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَوْصٰى بِهِمْ.[٢]

١١. ذَكَرَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْإِرْبِلِيُّ فِي "كَشْفِ الْغُمَّةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ": وَقَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْأَخْضَرِ الْجَنَابِذِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: أَبُوْ عَبْدِ اللهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام الصَّادِقُ وَأُمُّهُ أُمُّ فَرْوَةَ وَاسْمُهَا قَرِيْبَةُ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه وَأُمُّهَا أَسْمَاءُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَلِذٰلِكَ قَالَ جَعْفَرٌ عليه السلام: وَلَقَدْ وَلَدَنِي أَبُوْ بَكْرٍ مَرَّتَيْنِ.[٣]

---

(١) أخرجه الإربلي في كشف الغمة في معرفة الأئمة، في فضائل الإمام زين العابدين، ٢/٢٩٠۔

(٢) أخرجه الإربلي في كشف الغمة في معرفة الأئمة، في وصايا أمير المؤمنين، ٢/٥٨۔

(٣) أخرجه الإربلي في كشف الغمة في معرفة الأئمة، في معاجز الإمام أبي جعفر الباقر عليه السلام، ٢/٣٥٩، وذكره التُستري في إحقاق الحق، ١/٢٩۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: 'اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔' تم مجھ سے دور ہو جاؤ، اللہ بھی تمہیں دھتکارے۔

۱۰۔ شیخ ابو الحسن الاربلی نے روایت کیا ہے (کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا): اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے درمیان ان پر (بے ادبی کی صورت میں) ظلم نہ کرو اور اپنے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔

۱۱۔ ابو الحسن الاربلی نے 'كَشْفُ الْغُمَّةِ فِي مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ' میں بیان کیا ہے کہ حافظ عبد العزیز بن الاخضر الجنابذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام ابو عبد اللہ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام صادق ہیں اور ان کی والدہ اُمِ فروہ ہیں، ان کا نام قریبہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ اور حضرت قریبہ کی والدہ حضرت اَسماء بنتِ عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ اسی لیے امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا: دو جہتوں سے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں۔

١٢. قَالَ الشَّيْخُ الشَّوْشَتَرِيُّ: عَنِ الْإِمَامِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما فَفِي الْخَبَرِ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْإِمَامَ الصَّادِقَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ، مَا تَقُوْلُ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ؟ فَقَالَ (عليه السلام): إِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ، كَانَا عَلَى الْحَقِّ، وَمَاتَا عَلَيْهِ، فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(١)

١٣. ذَكَرَ مِرْزَا تَقِيُّ الدِّيْنِ خَان، قَالَ الْإِمَامُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ أَخُو الْإِمَامِ الْبَاقِرِ وَعَمُّ الْإِمَامِ الصَّادِقِ: إِنَّ نَاسًا مِنْ رُؤَسَاءِ الْكُوْفَةِ وَأَشْرَافِهِمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا زَيْدًا، حَضَرُوْا يَوْمًا عِنْدَهُ، وَقَالُوْا لَهُ: رَحِمَكَ اللهُ، مَاذَا تَقُوْلُ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما؟ قَالَ: مَا أَقُوْلُ فِيْهِمَا إِلَّا خَيْرًا كَمَا أَسْمَعُ فِيْهِمَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي إِلَّا خَيْرًا، مَا ظَلَمَانَا وَلَا أَحَدًا غَيْرَنَا، وَعَمِلَا بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ.(٢)

١٤. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ أَبُوْ عَقِيْلٍ، عَنْ كَثِيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ، أَرَأَيْتَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما هَلْ ظَلَمَاكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا أَوْ ذَهَبَا بِهِ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا مَا ظَلَمَانَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ. قُلْتُ: جَعَلْتُ فِدَاكَ، فَأَتَوَلَّاهُمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَيْحَكَ تَوَلَّاهُمَا فِي الدُّنْيَا

(١) أخرجه التُستري في إحقاق الحق، ١/١٦.

(٢) أخرجه في ناسخ التواريخ تحت عنوان: أحوال الإمام زين العابدين.

۱۲۔ شیخ شوشتری حضرت امام جعفر الصادق سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ان سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال ہوا۔ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق سے سوال کیا، اس نے پوچھا: اے ابنِ رسول اللہ! آپ ابو بکر اور عمر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ دونوں عادل و منصف مزاج امام ہیں۔ وہ دونوں حق پر تھے اور اسی پر ان کا وصال ہوا، سو اُن دونوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو گی۔

۱۳۔ مرزا تقی الدین خان نے بیان کیا ہے کہ امام محمد الباقر کے بھائی اور امام جعفر الصادق کے چچا امام زید بن علی نے فرمایا: کوفہ کے جن سرداروں اور اشراف نے حضرت زید سے بیعت کی تھی، ایک دن ان میں سے کچھ لوگ حضرت زید کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت زید سے کہا: اللہ آپ پر رحمت فرمائے، آپ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں ان دونوں کے بارے میں صرف کلماتِ خیر ہی کہوں گا جیسے کہ میں نے اپنے بزرگانِ اہل بیت سے ان کے متعلق کلمۂ خیر سنا ہے: انہوں نے ہم پر کچھ ظلم نہیں کیا اور ہمارے علاوہ کسی اور پر بھی کوئی ظلم نہیں کیا۔ وہ دونوں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا رہے۔

۱۴۔ محمد بن صباح بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن متوکل ابو عقیل نے کثیر سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام ابو جعفر الباقر سے کہا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا رائے ہے، کیا انہوں نے آپ کے حق میں کچھ ظلم کیا یا آپ کا حق مارا؟ اُنہوں نے فرمایا: نہیں، اُس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی تا کہ وہ تمام جہانوں کو ڈر سنانے والی بن جائے! اُنہوں نے ہمارے حق میں رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں! تو کیا میں ان کی محبت اختیار کروں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، تیرا ستیاناس! دنیا و آخرت میں ان کی دوستی اختیار

وَالآخِرَةِ، وَمَا أَصَابَكَ فَفِي عُنُقِي.(١)

١٥. قَالَ الشَّيْخُ الشَّرِيْفُ الْمُرتَضٰى فِي "الشَّافِي فِي الْإِمَامَةِ": لَمَّا غُسِلَ عُمَرُ وَكُفِّنَ دَخَلَ عَلِيٌّ ﷺ فَقَالَ: مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِصَحِيْفَتِهِ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ.(٢)

١٦. وَقَالَ الشَّيْخُ الْقُمِّيُّ: قَالَ الْإِمَامُ عَلِيٌّ عليه السلام: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ، وَإِنَّ عُمَرَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ.(٣)

١٧. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ، وَإِنَّ عُمَرَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ وَإِنَّ عُثْمَانَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ الْفُؤَادِ، وَسَيَسْأَلُوْنَ عَنْ وَصِيِّي هٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.(٤)

١٨. وَقَالَ الشَّيْخُ الْقُمِّيُّ: قَالَ عَلِيٌّ ﷺ: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رضي الله عنهما.(٥)

---

(١) أخرجه عمر بن شبة النميرى في أخبار المدينة، ١/١٢٥، الرقم/٥٥٩، وابن أبي الحديد في شرح نهج البلاغة، ٤/٨٢۔

(٢) ذكره الشريف المرتضٰى في الشافي في الإمامة، ٣/٩٥۔

(٣) أخرجه في عيون أخبار الرضا/٢٤٤۔

(٤) أخرجه صدوق في عيون أخبار الرضا، ١/٢٤٤۔

(٥) أخرجه أبو جعفر محمد بن علي في عيون أخبار الرضا، ٢/١٨٤-١٨٥۔

کر اور اگر تمہیں کچھ خسارا ہو تو وہ میرے ذمے ہے۔

۱۵۔ شیخ شریف المرتضیٰ نے 'الشَّافِي فِي الْإِمَامَةِ' میں کہا ہے: (شہید ہونے کے بعد) جس وقت حضرت عمر ﷛ کو غسل دیدیا گیا اور کفن پہنا دیا گیا تو حضرت علی ﷛ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا: مجھے تمہارے درمیان روئے زمین پر اس وقت کوئی بھی اس کفن پوش (شخصیت) سے زیادہ محبوب نہیں کہ جس کے نامۂ اعمال کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی خواہش کروں (یعنی ان کا نامۂ اعمال میرے لیے اس قدر قابل رشک ہے۔)

۱۶۔ شیخ القمی نے کہا ہے: سیدنا امام علی ﷷ نے فرمایا: حضرت ابو بکر ﷛ میرے نزدیک بہ منزلہ سماعت اور حضرت عمر ﷛ میرے نزدیک بہ منزلہ بصارت ہیں۔

۱۷۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ابوبکر میرے نزدیک بہ منزلِ سماعت اور عمر میرے نزدیک بہ منزلِ بصارت اور عثمان میرے نزدیک بہ منزلِ دل ہے۔ عنقریب لوگ میرے اس وصی کے بارے میں پوچھیں گے اور آپ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب ﷛ کی طرف اشارہ فرمایا۔

۱۸۔ شیخ قمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ نے منبر پر فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد اس اُمت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر ﷠ ہیں۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ

مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ ﷺ وَطَبَقَاتُهُمْ عِنْدَ أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ

باب نمبر 3

﴿ائمہ حدیث کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معرفت اور ان کے طبقات﴾

هُنَاكَ بَعْضُ أُمُوْرٍ مُهِمَّةٍ فِي هٰذِهِ الْمَعْرِفَةِ وَهِيَ كَالآتِي:

اَلأَمْرُ الْأَوَّلُ: اَلْقَوْلُ فِي تَعْرِيْفِ الصَّحَابِيِّ

اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَنَّ الصَّحَابِيَّ مَنْ هُوَ؟ فَلِلْعُلَمَاءِ فِيْهِ أَقْوَالٌ:

اَلْقَوْلُ الْأَوَّلُ

وَهُوَ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الْمُحَدِّثِيْنَ: أَنَّ الصَّحَابِيَّ هُوَ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ رَآهُ وَلَوْ سَاعَةً وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِهٖ وَمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

١. وَأَخْرَجَ الإِمَامُ الْخَطِيْبُ أَيْضًا بِسَنَدِهٖ عَنِ الإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سَنَةً أَوْ شَهْرًا أَوْ يَوْمًا أَوْ سَاعَةً أَوْ رَآهُ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهٖ، لَهٗ مِنَ الصُّحْبَةِ عَلٰى قَدْرِ مَا صَحِبَهٗ.[1]

٢. وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْبُخَارِيُّ: وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهٖ.[2]

---

(١) ذكره الخطيب البغدادى في الكفاية في علم الرواية/٥١۔

(٢) البخاري في الصحيح، كتاب فضائل أصحاب النبى ﷺ، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ٣/١٣٣٥۔

اِس فن کی معرفت میں بعض اَہم اُمور کا تذکرہ کچھ یوں ہے:

پہلا اَمر: صحابی کی تعریف میں علماء کی آراء

لفظ 'صحابی' کا اطلاق کس پر ہوگا؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف واقع ہوا ہے۔ چنانچہ صحابی کی تعریف کے ضمن میں علماء کے اَقوال ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

صحابی کی تعریف میں پہلا قول

یہ قول وہ ہے جس پر جمہور محدّثین کا اجماع ہے کہ صحابی سے مراد وہ شخص ہے جس نے حالتِ ایمان میں حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو یا گھڑی بھر آپ ﷺ کی زیارت کی ہو اور پھر اسی حالتِ (ایمان) میں فوت ہو گیا ہو۔

۱۔ امام خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ امام احمد بن حنبل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو، ایک سال، یا ایک مہینہ، یا ایک دن یا ایک گھڑی، یا آپ ﷺ کو (صرف) دیکھا ہو، وہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ہے۔ اس کی صحبت کی فضیلت اسی قدر ہوگی جس قدر اس نے آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی۔

۲۔ امام ابو عبد اللہ بخاری نے فرمایا ہے: جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی، یا مسلمانوں میں سے جس نے آپ ﷺ کو (ظاہری حیات میں) دیکھا، وہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے۔

٣. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ: وَقَدْ وَجَدْتُ، مَا جَزَمَ بِهِ الْبُخَارِيُّ مِنْ تَعْرِيْفِ الصَّحَابِيِّ فِي كَلَامِ شَيْخِهِ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ، فَقَرَأْتُ فِي 'الْمُسْتَخْرَجِ' لِأَبِي الْقَاسِمِ ابْنِ مَنْدَه بِسَنَدِهٖ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ: مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَآهُ وَلَوْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. كَمَا فِي فَتْحِ الْبَارِي.(١)

٤. قَالَ الْحَافِظُ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِي 'التَّقْيِيْدِ وَالْإِيْضَاحِ: اَلصَّحَابِيُّ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ مُسْلِمًا ثُمَّ مَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ.(٢)

٥. وَكَذٰلِكَ قَالَ الْإِمَامُ الْآمِدِيُّ: الصَّحَابِيُّ هُوَ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَإِنْ لَمْ يُخْتَصَّ بِهِ اخْتِصَاصَ الْمَصْحُوْبِ يَعْنِي وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مُصَاحِبًا مُلَازِمًا، وَلَا رَوٰى عَنْهُ، وَلَا طَالَتْ مُدَّةُ صُحْبَتِهٖ لَهٗ؛ فَهُوَ صَحَابِيٌّ.(٣)

٦. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ: وَأَصَحُّ مَا وَقَفْتُ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الصَّحَابِيَّ: مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ.(٤) فَيَدْخُلُ فِي

---

(١) العسقلاني في فتح الباري، ٧/٥۔

(٢) زين الدين العراقي في التقييد والإيضاح/ ٢٩٢۔

(٣) الآمدي في الأحكام، ٢/١٠٣-١٠٤۔

(٤) العسقلاني في نخبة الفكر/ ٢٣٠۔

۳۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: امام بخاری نے صحابی کی جو قطعی تعریف بیان کی ہے وہ مجھے اُن کے شیخ علی بن المدینی کے کلام میں مل گئی ہے۔ میں نے ابو القاسم بن مندہ کی کتاب المستخرج میں انہی کی سند سے پڑھا ہے کہ علی بن المدینی نے فرمایا: جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہا یا جس شخص نے (محض) آپ کو دیکھا، اگرچہ دن کی ایک ساعت (گھڑی) ہی، وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام ﷢ میں سے ہے۔ جیسا کہ 'فتح الباری' میں ہے۔

۴۔ حافظ زین الدین العراقی نے 'التقیید والإیضاح' میں مذکورہ تعریفات اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے: صحابی کی تعریف میں اعتراض سے محفوظ عبارت یہ ہے کہ کہا جائے: صحابی سے مراد وہ شخص ہے جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں حضور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہو، پھر اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔ (یہ اس لیے کہا گیا) تاکہ صحابی کی تعریف سے وہ شخص نکل جائے جو اسلام سے منحرف ہوا اور کفر کی حالت میں مرا، جیسا کہ عبد اللہ بن خطل، ربیعہ بن اُمیہ، مقیس بن ضبابہ اور اِن کی مثل دوسرے لوگ۔

۵۔ اسی طرح امام آمدی نے کہا ہے: صحابی وہ ہے جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہو اگرچہ اس نے آپ ﷺ کی مصاحبت مستقلاً اختیار نہ بھی کی ہو اور نہ ہی آپ ﷺ سے کچھ روایت کیا ہو اور نہ ہی وہ طویل مدت آپ ﷺ کی صحبت میں رہا ہو، تاہم وہ صحابی ہے۔

۶۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا ہے: صحابیت کی تعریف میں زیادہ صحیح بات جو میرے علم میں آئی ہے وہ یہ ہے: بے شک صحابی وہ شخص ہے جس نے حضور نبی اکرم ﷺ سے حالتِ ایمان میں ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔ لہٰذا اِس میں وہ شخص بھی داخل ہوگا

ذٰلِکَ مَنْ طَالَتْ صُحْبَتُهٗ وَمُجَالَسَتُهٗ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْ مَنْ قَصُرَتْ، وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ وَمَنْ لَمْ يَرْوِ، وَمَنْ غَزٰى مَعَهٗ وَمَنْ لَمْ يَغْزُ، وَمَنْ رَآهُ رُؤْيَةً وَإِنْ لَمْ يُجَالِسْهُ، بَلْ وَمَنْ لَمْ يَرَاهُ لِعَارِضٍ كَالْعَمٰى كَعَبْدِ اللهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.

قَالَ الْحَافِظُ: وَيَدْخُلُ كُلُّ مُكَلَّفٍ مِنَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ إِذَا انْطَبَقَتْ عَلَيْهِ شُرُوْطُ التَّعْرِيْفِ، وَالصَّحَابِيُّ فِي إِطْلَاقِهٖ يَشْمَلُ الْحُرَّ وَالْعَبْدَ وَالْمَوْلٰى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى وَالْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ.(١)

وَيَخْرُجُ بِقَيْدِ الْإِيْمَانِ مَنْ لَقِيَهٗ كَافِرًا وَلَوْ أَسْلَمَ بَعْدَ ذٰلِکَ إِذَا لَمْ يَجْتَمِعْ بِهٖ مَرَّةً أُخْرٰى.

وَيَخْرُجُ بِقَوْلِنَا: 'وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ' مَنْ لَقِيَهٗ مُؤْمِنًا بِهٖ ثُمَّ ارْتَدَّ وَمَاتَ عَلٰى رِدَّتِهٖ كَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ وَكَعَبْدِ اللهِ بْنِ خَطَلٍ، وَرَبِيْعَةَ بْنِ أُمَيَّةَ وَمَقِيْسِ بْنِ ضَبَابَةَ وَنَحْوِهِمْ.وَيَدْخُلُ فِيْهِ مَنِ ارْتَدَّ وَعَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ، سَوَاءٌ اِجْتَمَعَ بِهٖ ﷺ مَرَّةً أُخْرٰى أَمْ لَا، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيْحُ الْمُعْتَمَدُ.

٧. وَقَالَا: فَلَوِ ارْتَدَّ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ لٰكِنْ لَمْ يَرَهٗ ثَانِيًا بَعْدَ عَوْدِهٖ،

---

(١) ابن حجر العسقلاني في الإصابة في تمييز الصحابة، ١/٣٥٣۔

جس کی حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحبت اور معیت زیادہ ہوئی ہو یا کم ہوئی ہو، اور جس نے آپ ﷺ سے روایت کی ہو یا نہ کی ہو، اور جس نے آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی ہو یا نہ کی ہو، اور جس نے آپ ﷺ کو ایک نظر دیکھا ہو، اگرچہ آپ ﷺ کی سنگت میں نہ بیٹھا ہو؛ بلکہ کسی عارضہ کی وجہ سے آپ ﷺ کی زیارت ہی نہ کر سکا ہو جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن اُم مکتوم ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا ہے: اِس (تعریف) میں ہر مکلّف جن و انسان بھی داخل ہیں، جبکہ تعریف کی شرطیں اُن پر منطبق ہو رہی ہوں اور (لفظِ) صحابی کا اطلاق ہر آزاد، غلام، آقا، مذکر، مؤنث اور بڑے، چھوٹے پر ہوتا ہے۔

اور (تعریف میں) ایمان کی قید لگانے سے وہ شخص (شرف صحابیت سے) خارج ہو جائے گا جو حضور نبی اکرم ﷺ سے کفر کی حالت میں مِلا ہو، اگرچہ بعد میں اسلام لے آیا ہو؛ جب کہ دوسری مرتبہ (یعنی اسلام لانے کے بعد) آپ ﷺ سے نہ مل سکا ہو۔

اور ہمارے اس قول 'وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ' (اور اس شخص کی موت بھی حالت اسلام میں ہوئی ہو) سے وہ شخص بھی (صحابی کی تعریف سے) خارج ہو جاتا ہے جس نے حالتِ ایمان میں آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور پھر اسلام سے پھر گیا (مرتد ہوگیا) ہو، اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی ہو جیسا کہ عبید اللہ بن جحش، عبداللہ بن خطل ہیں، ربیعہ بن اُمیہ، مقیس بن ضبابہ اور اِن کی مثل دوسرے لوگ ہیں۔ صحابیت کی اس تعریف میں وہ شخص بھی داخل ہے جو (شرفِ صحابیت کے بعد) مرتد ہوگیا اور پھر اپنی وفات سے پہلے دوبارہ اسلام قبول کر لیا ۔ برابر ہے کہ وہ دوسری مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ملا ہو یا نہ ملا ہو اور یہی بات صحیح اور قابل اعتماد ہے۔

۷۔ حافظ ابن حجر العسقلانی اور علامہ بدر الدین العینی نے فرمایا: پس اگر اسلام سے منحرف ہو گیا، پھر اسلام قبول کر لیا، لیکن دوسری بار اسلام قبول کرنے کے بعد اُس نے حضور نبی اکرم ﷺ

فَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ مَعْدُوْدٌ فِي الصَّحابَةِ لِإِطْبَاقِ الْمُحَدِّثِيْنَ عَلٰى عَدِّ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ فِي الصَّحَابَةِ، وَعَلٰى تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِهِ فِي الصِّحَاحِ وَالْمَسَانِيْدِ، وَهُوَ مِمَّنِ ارْتَدَّ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ.(١)

٨. وَقَالَ الْإِمَامُ الْقَسْطَلَانِيُّ: يَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ مَنِ ارْتَدَّ وَعَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ سَوَاءٌ اجْتَمَعَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَرَّةً أُخْرٰى أَمْ لَا، قَالَ: فَلَوِ ارْتَدَّ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْإِسْلَامِ، لٰكِنَّهُ لَمْ يَرِدِ النَّبِيَّ ﷺ ثَانِيًا بَعْدَ عَوْدِهِ كَالْأَشْعَثِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ الْكِنْدِيِّ وَعُطَارِدِ بْنِ حَاجِبٍ التَّمِيْمِيِّ.(٢)

هُوَ مَذْهَبُ الإِمَامِ الشَّافِعِيِّ وَمَنْ تَبِعَهُ، وَهُوَ أَنَّ الرِّدَّةَ لَا تُحْبِطُ الْعَمَلَ إِلَّا بِشَرْطِ الْوَفَاةِ عَلَى الْكُفْرِ.(٣)

وَأَمَّا مَذْهَبُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيْفَةَ أَنَّ الرِّدَّةَ تُبْطِلُ ثَوَابَ جَمِيْعِ الْأَعْمَالِ، وَلَوْ رَجَعَ إِلَى الْإِسْلَامِ مَرَّةً أُخْرٰى، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ قَدْ حَجَّ، ثُمَّ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ مَرَّةً أُخْرٰى عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ. قَالَ: لِأَنَّهُ فَرْضٌ عُمْرِيٌّ، فَتَبْطُلُ صُحْبَتُهُ بِالرِّدَّةِ فَلَا يَكُوْنُ صَحَابِيًّا

(١) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٤/٧، وبدر الدين العيني في عمدة القاري، ١٦٩/١٦، والسخاوي في فتح المغيث، ٩٩/٣۔

(٢) القسطلاني في المواهب اللدنية، ٦٩٤/٢، والزرقاني في شرح المواهب اللدنية، ٢٨٦/٩-٢٨٧۔

(٣) الزركشي في البحر المحيط في أصول الفقه، ٢١/٣۔

کو نہیں دیکھا، تو صحیح بات یہی ہے کہ اُس کا شمار صحابہ میں ہی کیا جائے گا۔ کیونکہ محدثین نے اَشعث بن قیس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور اُس سے صحاح اور مسانید میں احادیث بھی روایت کی گئی ہیں۔ اشعث بن قیس وہ تھے جو حضرت ابوبکر ﷺ کے زمانۂ خلافت میں اسلام سے منحرف ہوگئے اور پھر دوبارہ اِسلام قبول کر لیا تھا۔

۸۔ امام قسطلانی نے فرمایا اور امام زرقانی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ (صحابی کی) اس تعریف میں وہ شخص بھی داخل ہوگا جو مرتد ہوا مگر وہ مرنے سے قبل اسلام میں لوٹ آیا تھا؛ اس میں برابر ہے کہ دوسری بار حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی یا نہیں۔ وہ مزید کہتے ہیں: اگر وہ مرتد ہوا اور پھر اسلام کی طرف لوٹ آیا لیکن لوٹنے کے بعد اس کی دوسری مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی (تو وہ بھی صحابی کی تعریف میں شامل ہے) جیسے اشعث بن قیس بن معدی کرب الکندی اور عطارد بن حاجب التمیمی۔

یہ مذہب امام شافعی اور ان کے پیروکاروں کا ہے کہ ارتداد (گزشتہ) نیک عمل کو ضائع نہیں کرتا سوائے یہ کہ مرتد ہونے والے کی موت کفر کی حالت میں واقع ہوئی ہو۔

جب کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ارتداد جمیع اعمال کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے اگرچہ مرتد ہونے والا شخص دوسری مرتبہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ لہٰذا جو شخص حج کر لینے کے بعد اسلام سے پھر گیا اور پھر دوبارہ اس کی طرف لوٹا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر دوسری بار حج کرنا لازم ہے۔ وہ کہتے ہیں: کیونکہ زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے، چونکہ ارتداد کی وجہ سے مرتد ہونے والے شخص کی صحبتِ رسول ﷺ باطل ہو جاتی ہے سو وہ صحابی نہیں

إِلَّا إِذَا ثَبَتَتْ لَهُ رُؤْيَةٌ أُخْرٰى وَإِلٰى هٰذَا ذَهَبَ مَالِكٌ أَيْضًا.(١)

اَلْقَوْلُ الثَّانِي

أَنَّ الصَّحَابِيَّ هُوَ مَنْ طَالَتْ صُحْبَتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَكَثُرَتْ مُجَالَسَتُهُ عَلٰى طَرِيْقِ التَّبَعِ لَهُ وَالْأَخْذِ عَنْهُ. حَكَاهُ أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ يُطْلِقُوْنَ اسْمَ الصَّحَابَةِ عَلٰى كُلِّ مَنْ رَوٰى عَنْهُ ﷺ حَدِيْثًا أَوْ كَلِمَةً، وَيَتَوَسَّعُوْنَ حَتّٰى يَعُدُّوْنَ مَنْ رَآهُ رُؤْيَةً مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهٰذَا لِشَرَفِ مَنْزِلَةِ النَّبِيِّ ﷺ، أَعْطَوْا كُلَّ مَنْ رَآهُ حُكْمَ الصُّحْبَةِ.(٢)

وَاشْتِرَاطُ طُوْلِ الصُّحْبَةِ مَعَ اشْتِرَاطِ الْأَخْذِ عَنْهُ كَمَا ذَكَرَ السَّمْعَانِيُّ، هٰذَا طَرِيْقُ الْأُصُوْلِيِّيْنَ.

اَلْقَوْلُ الثَّالِثُ

وَهُوَ أَنَّ الصَّحَابِيَّ مَنْ أَقَامَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَنَةً أَوْ سَنَتَيْنِ، وَغَزَا مَعَهُ غَزْوَةً أَوْ غَزْوَتَيْنِ.(٣)

---

(١) الملا علي القاري في شرح نخبة الفكر/٥٧٦ـ

(٢) ابن الصلاح في المقدمة (معرفة أنواع علوم الحديث)/٢٩١، وبدر الدين العيني في عمدة القاري، ١٦/١٦٩ـ

(٣) الخطيب البغدادي في الكفاية في علم الرواية/٥٠، والعيني في عمدة القاري، ١٦/١٦٩ـ

رہتا اِلّا یہ کہ اسے دوبارہ (حالتِ ایمان میں شرفِ زیارت) حاصل ہو۔ امام مالک نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔

صحابی کی تعریف میں دوسرا قول

صحابی وہ ہے جسے حضور نبی اکرم ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ سے اخذِ علم کے طریق پر طویل صحبت اور کثیر ہم نشینی حاصل رہی ہو۔ اِس رائے کو **أبو المظفر السمعاني المروزي** نے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ائمۂ حدیث صحابہ کے نام کا اطلاق ہر اس شخص پر کرتے ہیں جس نے آپ ﷺ سے کوئی حدیث یا کوئی کلمہ روایت کیا ہو، وہ اس معنی میں مزید وسعت دیتے ہوئے اُس شخص کو بھی صحابہ میں شمار کرتے ہیں جس نے (ایمان کے ساتھ) آپ ﷺ کی زیارت کی ہو اور یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بلند رتبہ کی وجہ سے ہے۔ جس نے بھی آپ ﷺ کو دیکھا ہو محدّثین اسے حکمِ صحابیت کے تحت لاتے ہیں۔

صحابی کی تعریف میں آپ ﷺ سے اخذِ علم کی شرط کے ساتھ طویل صحبت کی شرط لگانا اصولیین کا طریقہ ہے جیسا کہ امام سمعانی نے ذکر کیا ہے۔

صحابی کی تعریف میں تیسرا قول

تیسرا قول یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سال یا دو سال اقامت اختیار کی ہو اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک یا دو غزوات میں شرکت کی ہو۔

وَهٰذَا الْقَوْلُ مَرْوِيٌّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ كَمَا رَوَاهُ الْخَطِيْبُ فِي الْكِفَايَةِ. وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: لَا يَصِحُّ هٰذَا عَنْ سَعِيْدٍ.[١]

حَكَاهُ الإِمَامُ الْوَاقِدِيُّ: أَنَّ الصَّحَابِيَّ هُوَ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مُسْلِمًا بَالِغًا عَاقِلًا.[٢]

اَلْقَوْلُ الرَّابِعُ

وَقَالَ الإِمَامُ الْعِرَاقِيُّ: اَلتَّقَيُّدُ بِالْبُلُوْغِ شَاذٌّ،[٣] لِأَنَّ مِنْ صِغَارِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا عَايَشُوا النَّبِيَّ ﷺ جُمْلَةً وَافِرَةً، وَقَدْ حَمَلُوْا عَنْهُ أَحَادِيْثَ مُتَكَاثِرَةً. وَقَدْ بَوَّبَ الْبُخَارِيُّ، وَذَكَرَ غَيْرُهُ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ عَنْ بِدَايَةِ سِنِّ التَّحَمُّلِ فِي الْعِلْمِ لِلصِّغَارِ وَالْأَطْفَالِ، هِيَ لَيْسَتْ مُقَيَّدَةً بِسِنٍّ، إِنَّمَا مَبْنَاهَا عَلٰى مَسْأَلَةِ الْإِنْتِبَاهِ وَالتَّرْكِيْزِ وَالْوَعْيِ، فَإِذَا كَانَ فَاهِمًا وَاعِيًا لِمَا يُقَالُ لَهُ، فَإِنَّهُ يَكُوْنُ أَهْلًا لِلتَّحَمُّلِ، كَمَا هُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ عُلَمَائِنَا، وَلِلصُّحْبَةِ أَيْضًا.

---

(١) العراقي في التقييد والإيضاح/٢٩٧۔

(٢) ذكره الأبناسي في الشذا الفياح، ٢/٤٩٥۔

(٣) العراقي في التبصرة والتذكرة/١٥٢۔

یہ قول سعید بن المسیب سے مروی ہے جیسا کہ خطیب بغدادی نے 'الکفایة' میں روایت کیا ہے۔ (لیکن) امام عراقی کہتے ہیں: حضرت سعید سے یہ قول صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

اسے امام واقدی نے نقل کیا ہے کہ صحابی وہ ہوتا ہے جس نے مسلمان اور بالغ و عاقل ہوتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہو۔

صحابی کی تعریف میں چوتھا قول

امام عراقی کہتے ہیں: صحابی کی تعریف میں بلوغت کی قید لگانا شاذ ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنگت اختیار کرنے والے کم عمر صحابہ کی بڑی تعداد ہے اور انہوں نے آپ ﷺ سے کثیر احادیث بھی اخذ کی ہیں۔ امام بخاری نے اس موضوع پر باب قائم کیا ہے اور ان کے علاوہ دیگر محدّثین نے کم عمر لڑکوں اور بچوں کے لیے علمِ حدیث اخذ کرنے کی عمر کے آغاز سے متعلق باقاعدہ گفتگو کی ہے۔ کسی بھی کم سن کے لیے علمِ حدیث کی ابتداء کا تعلق عمر کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہ امر توجہ، انہماک اور یادداشت پر قائم ہے۔ لہٰذا جو شخص کہی ہوئی بات کو سمجھنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اخذِ حدیث اور صحابی ہونے کا بھی اہل ہے۔ جیسے کہ ہمارے علماء کے نزدیک بھی یہی قول مختار ہے۔

اَلْقَوْلُ الْمُخْتَارُ

قُلْتُ: وَالْقَوْلُ الْمُخْتَارُ هُوَ الْقَوْلُ الْأَوَّلُ وَهُوَ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الصَّحَابِيَّ هُوَ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ رَآهُ وَلَوْ سَاعَةً وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِهٖ وَمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

وَقَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الصَّلاحِ فِي 'الْمُقَدِّمَةِ': قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهٖ: 'مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهٖ'.[1] وَسَبَقَهُ إِلَيْهِ شَيْخُهُ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ، وَعِبَارَتُهُ: مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَآهُ وَلَوْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهٖ. انْتَهٰى. وَهٰذَا هُوَ الرَّاجِحُ.[2]

١. وَأَمَّا التَّقْيِيْدُ بِالرُّؤْيَةِ: فَالْمُرَادُ بِهٖ عِنْدَ عَدَمِ الْمَانِعِ مِنْهَا، فَإِنْ كَانَ كَابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ الْأَعْمٰى فَهُوَ صَحَابِيٌّ جَزْمًا، فَالْأَحْسَنُ أَنْ يُعَبَّرَ بِاللِّقَاءِ بَدَلَ الرُّؤْيَةِ. وَوَرَاءَ ذٰلِكَ أُمُوْرٌ كَاشْتِرَاطِ التَّمْيِيْزِ أَوِ الْبُلُوْغِ فِيالرُّؤْيَةِ وَاشْتِرَاطِ كَوْنِ الرُّؤْيَةِ بَعْدَ الْبِعْثَةِ أَوْ أَعَمَّ مِنْ ذٰلِكَ، وَاشْتِرَاطِ كَوْنِ الرُّؤْيَةِ لَهٗ فِي عَالَمِ الشَّهَادَةِ دُوْنَ عَالَمِ الْغَيْبِ.[3]

---

(١) البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة ﷺ، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ٣/ ١٣٣٥، وذكره ابن الصلاح في المقدمة/٢٩١ـ

(٢) ذكره السخاوي في الغاية في شرح الهداية/٢٣٢ـ

صحابی کی تعریف میں قولِ مختار

میری رائے میں قولِ مختار پہلا قول ہی ہے جس پر جمہور اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں میں سے صحابی وہ (خوش نصیب) فرد ہے جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو یا حالتِ ایمان میں ساعت بھر آپ ﷺ کی زیارت کی ہو اور اسی حالتِ ایمان میں فوت ہو گیا ہو۔

امام ابن الصلاح اپنے 'مقدمہ' میں کہتے ہیں: امام بخاری نے اپنی 'الصحیح' میں فرمایا ہے: 'مسلمانوں میں سے جس شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی یا آپ ﷺ کی زیارت کی وہ یقیناً آپ ﷺ کے صحابہ میں شمار ہو گا۔' امام ابن الصلاح سے پہلے اُن کے شیخ ابن المدینی نے بھی یہی فرمایا ہے، ان کی عبارت یہ ہے: 'جس شخص نے کسی دن ایک ساعت میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی یا آپ ﷺ کی زیارت کی وہ آپ کے صحابہ میں شمار ہو گا۔' اور یہی قول راجح ہے۔

۱۔ صحابی کی تعریف میں رؤیت کی قید اس وقت ہے جب رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے کوئی چیز مانع نہ ہو۔ اسی لیے حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم یقیناً صحابی ہی کہلائیں گے اگرچہ وہ نابینا تھے۔ سو بہترین رائے یہ ہے کہ رؤیت کی جگہ ملاقات کا لفظ ذکر کیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض دیگر امور ہیں جیسے رؤیت میں سنِ تمیز یا بلوغت کی شرط لگانا اور یہ شرط کہ رؤیت آپ ﷺ کی بعثت کے بعد شمار ہوگی یا اس سے بھی عام ہوگی (کہ اس رؤیت میں قبل از بعثت کا زمانہ بھی شامل کیا جائے) اور یہ شرط لگانا کہ رؤیت عالمِ غیب کی نہیں عالمِ شہادت کی معتبر ہوگی (ان شرائط پر ذیل میں بحث کرتے ہیں)۔

(۳) بدر الدين العيني في عمدة القاري، ۱۶/۱۶۹، ذكره زين الدين العراقي في التقييد والإيضاح/۲۹۲۔

٢. فَأَمَّا التَّمْيِيْزُ: وَهَلْ يُشْتَرَطُ فِي الرَّائِي أَنْ يَكُوْنَ بِحَيْثُ يُمَيِّزُ مَا رَآهُ، أَوْ يَكْتَفِي بِمُجَرَّدِ حُصُوْلِ الرُّؤْيَةِ؟ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ: مَحَلُّ نَظَرٍ، وَعَمَلُ مَنْ صَنَّفَ فِي الصَّحَابَةِ يَدُلُّ عَلَى الثَّانِي، فَإِنَّهُمْ ذَكَرُوْا مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَإِنَّمَا وُلِدَ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِثَلاثَةِ أَشْهُرٍ وَأَيَّامٍ، كَمَا ثَبَتَ أَنَّ أُمَّهُ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَلَدَتْهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ، وَذٰلِكَ فِي أَوَاخِرِ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ عَشْرَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ. وَكَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِمَّنْ حَنَّكَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَدَعَا لَهُ، فَهٰؤُلَاءِ وَنَحْوُهُمْ مَذْكُوْرُوْنَ فِي الصَّحَابَةِ.(١)

٣. وَأَمَّا اشْتِرَاطُ الْبُلُوْغِ فِي حَالَةِ الرُّؤْيَةِ: فَالصَّحِيْحُ أَنَّ الْبُلُوْغَ لَيْسَ شَرْطًا فِي حَدِّ الصَّحَابِيِّ وَإِلَّا لَخَرَجَ بِذٰلِكَ مَنْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى عَدِّهِمْ فِي الصَّحَابَةِ، كَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضي الله عنهم.(٢)

٤. وَأَمَّا كَوْنُ الْمُعْتَبَرِ فِي الرُّؤْيَةِ وُقُوْعُهَا بَعْدَ الْبِعْثَةِ: فَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: فَلَمْ أَرَ مَنْ تَعَرَّضَ لِذٰلِكَ إِلَّا ابْنُ مَنْدَه ذَكَرَ فِي الصَّحَابَةِ 'زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ' وَإِنَّمَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ الْبِعْثَةِ وَمَاتَ قَبْلَهَا، وَقَدْ رَوَى النَّسَائِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحْدَهُ."(٣)

(١) العسقلاني في فتح الباري، ٧/٣-٤.
(٢) الأبناسي في الشذا الفياح، ٢/٤٩٠.
(٣) العراقي في التقييد والإيضاح/٢٩٥.

۲۔ سنِ تمییز (پہچان کی عمر) کے حوالے سے سوال یہ ہے کہ کیا رؤیتِ رسول ﷺ میں یہ شرط ہو گی کہ صحابی میں چیزوں کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت موجود ہو یا محض (حضور نبی اکرم ﷺ کا مبارک چہرہ) دیکھنا ہی اس کے لیے کافی ہوگا؟ حافظ ابنِ حجر العسقلانی فرماتے ہیں: یہ بات محلِ نظر ہے۔ جبکہ صحابہ کے احوال لکھنے والوں کا عمل دوسرے نکتۂ نظر پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً انہوں نے حضرت محمد بن ابی بکر صدیق کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے حالانکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال سے صرف تین ماہ اور کچھ دن قبل پیدا ہوئے، جیسے ثابت ہے کہ ان کی والدہ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے اُنہیں حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ داخل ہونے سے پہلے جنم دیا اور یہ واقعہ سن دس ہجری میں ذوالقعدہ کے آخری دنوں میں ہوا۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن الحارث بن نوفل اور عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہم ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے (ان کی ولادت کے وقت) گھٹی دی اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ پس یہ سب اور ان جیسے دیگر لوگ صحابۂ کرام میں شمار ہوئے ہیں۔

۳۔ حالتِ رؤیت میں بالغ ہونے کی شرط لگانے سے متعلق صحیح یہ ہے کہ صحابی کی تعریف میں بلوغت کی شرط نہیں، ورنہ اس شرط سے بہت سے حضرات صحابیت سے نکل جاتے ہیں جن کی صحابیت پر علماء کا اجماع ہے، جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم۔

۴۔ بعد اَز بعثت (یعنی اِعلانِ نبوت کے بعد) رؤیت کے معتبر ہونے کے متعلق امام عراقی نے کہا ہے: میرے خیال میں سوائے ابنِ مندہ کے اس سے کسی نے بھی تعرض نہیں کیا۔ انہوں نے کتاب 'الصحابۃ' میں زید بن عمرو بن نفیل کا تذکرہ کیا ہے کہ اس نے قبل از بعثت حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تھا اور بعثت سے قبل ہی فوت ہو گیا تھا۔ (اس کے متعلق) امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'وہ قیامت کے دن اکیلا ہی امتِ واحدہ کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔'

٥. وَأَمَّا كَوْنُ رُؤْيَتِهِ ﷺ فِي عَالَمِ الشَّهَادَةِ: فَالظَّاهِرُ اشْتِرَاطُهُ أَيْضًا حَتّٰى لَا يُطْلَقُ اسْمُ الصُّحْبَةِ عَلٰى مَنْ رَآهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ فِي السَّمَاوَاتِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ.(١)

٦. أَمَّا الْمَلَائِكَةُ: فَلَمْ يَذْكُرْهُمْ أَحَدٌ فِي الصَّحَابَةِ، وَذُكِرَ مِنَ الصَّحَابَةِ بَعْضُ الْجِنِّ، الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ وَصَحِبُوْهُ، لِأَنَّ الْجِنَّ مِنْ جُمْلَةِ الْمُكَلَّفِيْنَ، الَّذِيْنَ شَمِلَتْهُمُ الرِّسَالَةُ وَالْبِعْثَةُ.

٧. وَأَمَّا الْأَنْبِيَاءُ الَّذِيْنَ رَآهُمْ فِي السَّمٰوَاتِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ: لَا شَكَّ أَنَّهُمْ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِمُ اسْمُ الصُّحْبَةِ؛ لِكَوْنِ رُؤْيَتِهِمْ لَهُ بَعْدَ الْمَوْتِ مَعَ كَوْنِ مَقَامَاتِهِمْ أَجَلَّ وَأَعْظَمَ مِنْ رُتْبَةِ أَكْبَرِ الصَّحَابَةِ. فَأَمَّا رُؤْيَةُ عِيْسٰى ﷺ لَهُ فِي السَّمَاءِ، فَقَدْ يُقَالُ: السَّمَاءُ لَيْسَتْ مَحَلًّا لِلتَّكْلِيْفِ وَلَا لِثُبُوْتِ الْأَحْكَامِ الْجَارِيَةِ عَلَى الْمُكَلَّفِيْنَ، فَلَا يَثْبُتُ بِذٰلِكَ اسْمُ الصُّحْبَةِ لِمَنْ رَآهُ فِيْهَا.

وَالظَّاهِرُ؛ أَنَّ مَنْ رَآهُ ﷺ مِنْهُمْ فِي الْأَرْضِ وَهُوَ حَيٌّ لَهُ حُكْمُ الصُّحْبَةِ، وَلِذٰلِكَ عَرَّفَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي الْإِصَابَةِ الصَّحَابِيَّ بِأَنَّهُ: 'مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ مُؤْمِنًا بِهِ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ' فَيَدْخُلُ فِيْمَنْ لَقِيَهُ مَنْ طَالَتْ مُجَالَسَتُهُ لَهُ أَوْ قَصُرَتْ، وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَرْوِ، وَمَنْ غَزَا مَعَهُ أَوْ لَمْ يَغْزُ،

(١) العراقي في التقييد والإيضاح/٢٩٥.

۵۔ البتہ عالمِ شہادت (یعنی دنیا) میں آپ ﷺ کی رؤیت کا ہونا تو ظاہراً یہ شرط بھی درست معلوم ہوتی ہے؛ لہٰذا (عالمِ غیب یعنی آسمانوں پر) معراج کی رات جن فرشتوں اور انبیاء نے آپ ﷺ کو دیکھا اُن پر صحابیت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

٦۔ باقی رہے ملائکہ تو کسی نے بھی اُنہیں صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ البتہ بعض جنّات کا صحابہ میں تذکرہ ہوا ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کی صحبت بھی اختیار کی۔ کیونکہ جنّات بھی شریعت کے مکلفین میں سے ہیں، لہٰذا اُنہیں بھی بعثت اور رسالت (کے احکام) شامل ہیں۔

۷۔ جن انبیاء کرام کو آپ ﷺ نے معراج کی رات آسمانوں میں دیکھا (اور انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا)، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان پر صحابیت کے نام کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ اُن کی یہ روایت بعد از وصال ہے۔ علاوہ ازیں ان کے مقامات کبار صحابہ کے مرتبہ سے اعلیٰ اور اعظم ہیں۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو آپ ﷺ کو آسمان میں دیکھا تو اس کے متعلق کہا جاتا ہے: آسمان شریعت پر کاربند ہونے اور مکلفین پر احکامِ جاریہ کے لاگو ہونے کا مقام نہیں ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے جس نے بھی آسمان پر آپ ﷺ کی زیارت کی اس پر صحابیت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس نے بھی حیاتِ ظاہری میں آپ ﷺ کی زیارت کی اس پر حکمِ صحابیت لاگو ہوتا ہے۔ اسی لیے حافظ ابنِ حجر نے 'الإصابة' میں صحابی کی تعریف یہ کی ہے: 'جس نے حالتِ ایمان میں حضور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور حالتِ اسلام ہی میں فوت ہوا۔' اس تعریف کی رُو سے ہر وہ شخص صحابی کہلائے گا جس نے آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو، چاہے آپ ﷺ سے اُس کی ہم نشینی طویل عرصہ تک رہی ہو یا قلیل عرصہ تک، چاہے اس نے آپ ﷺ سے کچھ روایت کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اس نے آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی ہو یا نہ کی ہو، اور چاہے اس نے محض آپ ﷺ کی زیارت کی ہو اگرچہ آپ ﷺ

وَمَنْ رَآهُ رُؤْيَةً وَلَوْ لَمْ يُجَالِسْهُ، وَمَنْ لَمْ يَرَهُ لِعَارِضِ الْعَمٰى، فَتَثْبُتُ لَهُ الصُّحْبَةُ.(١)

وَالثَّانِي فِي طُرُقِ إِثْبَاتِ الصُّحْبَةِ

١. قَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ عَمْرِو بْنُ الصَّلَاحِ: ثُمَّ إِنَّ كُوْنَ الْوَاحِدِ مِنْهُمْ صَحَابِيًّا تَارَةً يُعْرَفُ بِالتَّوَاتُرِ، وَتَارَةً بِالْاِسْتِفَاضَةِ الْقَاصِرَةِ عَنِ التَّوَاتُرِ، وَتَارَةً بِأَنْ يُرْوٰى عَنْ آحَادِ الصَّحَابَةِ أَنَّهٗ صَحَابِيٌّ، وَتَارَةً بِقَوْلِهٖ وَإِخْبَارِهٖ عَنْ نَفْسِهٖ بَعْدَ ثُبُوْتِ عَدَالَتِهٖ بِأَنَّهٗ صَحَابِيٌّ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. كَمَا فِيْ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ وَالْكِفَايَةِ.(٢)

٢. وَقَالَ الإِمَامُ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ: اَلْمَسْأَلَةُ الْأُوْلٰى: فِيْمَا تُعْرَفُ بِهٖ الصُّحْبَةُ: وَذٰلِكَ إِمَّا بِالتَّوَاتُرِ كَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَبَقِيَّةِ الْعَشَرَةِ فِي خَلْقٍ مِنْهُمْ، وَإِمَّا بِالْاِسْتِفَاضَةِ وَالشُّهْرَةِ الْقَاصِرَةِ عَنِ التَّوَاتُرِ كَعُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ وَضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَغَيْرِهِمَا،(٣) وَإِمَّا بِإِخْبَارِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ عَنْهُ أَنَّهٗ صَحَابِيٌّ كَحُمَمَةَ الدَّوْسِيِّ الَّذِي مَاتَ بِأَصْبَهَانَ مَبْطُوْنًا فَشَهِدَ لَهٗ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رضي الله عنه أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ حَكَمَ لَهٗ بِالشَّهَادَةِ.(٤) ذَكَرَ ذٰلِكَ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي 'تَارِيْخِ أَصْبَهَانَ' وَرُوِيَتْ قِصَّتَهٗ فِي مُسْنَدِ أَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ وَمُعْجَمِ الطَّبَرَانِيِّ.

(١) الأبناسي في الشذا الفياح، ٢/٤٩٠-٤٩١۔

(٢) ذكره زين الدين العراقي في التقييد والإيضاح/٢٩٩۔

(٣) العراقي في شرح التبصرة والتذكرة، ٢/١٢٨۔

کی مجلس میں نہ بیٹھا ہو یا اس نے کسی اندھے پن کے عارضہ کی وجہ سے (سر کی آنکھوں کے ساتھ) آپ ﷺ کی زیارت نہ بھی کی ہو، اس کے لیے صحابیت ثابت ہو جائے گی۔

﴿دوسرا اَمر: صحابیت کو ثابت کرنے کے طرق﴾

۱۔ حافظ ابوعمرو بن صلاح نے فرمایا ہے: کسی شخص کا صحابی ہونا کبھی تواتر کے ساتھ جانا جاتا ہے، اور کبھی ایسی کثرت کے ساتھ جو حد تواتر تک پہنچنے سے قاصر ہو؛ اور کبھی کسی ایک ہی صحابی سے مروی ہوتا ہے کہ وہ صحابی ہے۔ اور کبھی اپنے عادل ہونے کے ثبوت کے بعد وہ خود اپنے بارے میں بتاتا ہے کہ وہ صحابی ہے۔ واللہ اعلم، جیسا کہ **علوم الحدیث** کی کتب اور **الکفایۃ** میں یہ بات پائی گئی ہے۔

۲۔ امام زین الدین عراقی کہتے ہیں: پہلا مسئلہ جس میں صحابیت کی پہچان ہوتی ہے، یہ ہے کہ صحابیت کی پہچان یا تو تواتر کے ساتھ ہوتی ہے؛ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور باقی کثیر جماعت صحابہ میں سے دس صحابہ کرام ہیں۔ یا حد شہرت سے زیادہ اور حدِ تواتر سے کم معروف ہونا جیسے کہ عکاشہ بن محصن اور ضمام بن ثعلبہ اور ان دونوں کے علاوہ بھی صحابہ کرام ہیں۔ یا بعض صحابہ کرام کا کسی کے متعلق خبر دینا کہ بے شک وہ صحابی ہے۔ جیسا کہ حممہ الدَوسی، جو اصبہان میں پیٹ کی بیماری کی وجہ سے وفات پا گئے تو ابوموسیٰ اشعری نے اُن کے بارے گواہی دی کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا تھا کہ آپ ﷺ نے ان (حممہ دوسی) کی شہادت کی خبر دی تھی۔ اس واقعہ کو ابونعیم نے 'تاریخ اصبہان' میں نقل کیا ہے اور ان کا قصہ 'مسند ابی داود الطیالسی' اور 'معجم الطبرانی' میں نقل کیا گیا ہے۔

(٤) أخرجه الطيالسي في المسند، ١/٦٨، رقم/٥٠٥، والطبراني في المعجم الكبير، ٤/٥٤، رقم/٣٦١٠، وأبو نعيم الأصبهاني في تاريخ أصبهان/٩٩۔

وَإِمَّا بِإِخْبَارِهِ عَنْ نَفْسِهِ أَنَّهُ صَحَابِيٌّ بَعْدَ ثُبُوْتِ عَدَالَتِهِ قَبْلَ إِخْبَارِهِ بِذٰلِكَ، هٰكَذَا أَطْلَقَ ابْنُ الصَّلَاحِ تبَعًا لِلْخَطِيْبِ (صَاحِبِ الْكِفَايَةِ)، وَلَا بُدَّ مِنْ تَقْيِيْدِ مَنْ أَطْلَقَ ذٰلِكَ بِأَنْ يَكُوْنَ ادَّعَاؤُهُ لِذٰلِكَ يَقْتَضِيْهِ الظَّاهِرُ، أَمَّا لَوْ ادَّعَاهُ بَعْدَ مُضِيِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ حِيْنِ وَفَاتِهِ ﷺ فَإِنَّهُ لَا يُقْبَلُ، وَإِنْ كَانَتْ قَدْ ثَبَتَ عَدَالَتُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ كَمَا فِي شَرْحِ التَّبْصِرَةِ وَالتَّذْكِرَةِ.[1]

٣. وَقَالَ الْحَافِظُ شِهَابُ الدِّيْنِ ابْنُ حَجَرٍ: الطَّرِيْقُ إِلٰى مَعْرِفَةِ كَوْنِ الشَّخْصِ صَحَابِيًّا، وَذٰلِكَ بِأَشْيَاءَ:

أَوَّلُهَا: أَنْ يَثْبُتَ بِطَرِيْقِ التَّوَاتُرِ أَنَّهُ صَحَابِيٌّ.

ثَانِيْهَا: اَلِاسْتِفَاضَةُ وَالشُّهْرَةُ.

ثَالِثُهَا: أَنْ يُرْوٰى عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ فُلَانًا لَهُ صُحْبَةٌ مَثَلًا، وَكَذَا عَنْ آحَادِ التَّابِعِيْنَ، بِنَاءً عَلٰى قَبُوْلِ التَّزْكِيَةِ مِنْ وَاحِدٍ، وَهُوَ الرَّاجِحُ.

رَابِعُهَا: أَنْ يَقُوْلَ هُوَ إِذَا كَانَ ثَابِتَ الْعَدَالَةِ وَالْمُعَاصَرَةِ: أَنَا صَحَابِيٌّ.[2] وَتُعْتَبَرُ الْمُعَاصَرَةُ بِمُضِيِّ مِائَةِ سَنَةٍ وَعَشْرِ سِنِيْنَ مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ، لِقَوْلِهِ فِي آخِرِ عُمْرِهِ لِأَصْحَابِهِ: 'أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ رَأْسَ

(١) ذكره العراقي في شرح التبصرة والتذكرة، ١٢٩/٢۔

(٢) ذكره العسقلاني في الإصابة في تمييز الصحابة، ١٣١/١۔

یا وہ اپنی ذات کے بارے میں خود خبر دے کہ وہ صحابی ہے، بعد اس کے کہ اُس کے خبر دینے سے پہلے اُس کا عادل ہونا ثابت ہو چکا ہو۔ اِسی طرح ابن الصلاح نے خطیب بغدادی (جو الکفایۃ کے مصنف ہیں) کی پیروی کرتے ہوئے مطلق قول کیا ہے (بلا کسی قید کے) لیکن قید کا حکم لگانا اُس کے لیے ضروری ہے جس نے قول کو مطلق رکھا ہے بایں طور کہ ظاہرِ حال اس کے دعوائے صحابیت کے درست ہونے کا مقتضی ہے۔ اگر اُس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی وفات کے سو سال بعد صحابیت کا دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ اس سے پہلے اس کا عادل ہونا ثابت ہو چکا ہو، جیسا کہ 'شرح التبصرہ والتذکرۃ' میں ہے۔

۳۔ حافظ شہاب الدین بن حجر نے کہا ہے: کسی شخص کے صحابی ہونے کی معرفت چند اشیاء سے حاصل ہوسکتی ہے (جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:)

پہلی شے: تواتر سے ثابت ہو کہ وہ صحابی ہے۔

دوسری شے: کثرت سے اور شہرت کے ساتھ اس کا صحابی ہونا ثابت ہو۔

تیسری شے: صحابہ میں سے کسی ایک سے اُس کے بارے میں روایت کیا گیا ہو کہ فلاں کے لئے صحابیت ثابت ہے۔ اسی طرح کسی سے اس کے عادل اور سچا ہونے کی گواہی کو قبول کرتے ہوئے تابعین سے اس کا صحابی ہونا مروی ہو اور یہی بات راجح ہے۔

چوتھی شے: جب اُس کا ہم عصر اور عادل ہونا ثابت ہو تو وہ خود کہے: میں صحابی ہوں۔ ہم عصر ہونے کا اعتبار حضور نبی اکرم ﷺ کے ہجرت سے لے کر ایک سو دس سال گزرنے تک ہو گا۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی آخری عمر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ فرمایا تھا: 'کیا تم نے اس رات پر غور کیا ہے؟ آج روئے زمین پر جو بھی موجود ہے آج سے ٹھیک ایک سو

مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لا يَبْقَى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَيْهَا أَحَدٌ.'(١) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما.

زَادَ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ قَبْلَ مَوْتِهِ ﷺ بِشَهْرٍ، وَلَفْظُهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِشَهْرٍ: 'أُقْسِمُ بِاللهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ الْيَوْمَ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ.'(٢)

وَالثَّالِثُ فِي عَدَالَةِ الصَّحَابَةِ:

هِيَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ عَنْ عَدَالَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ، بَلْ ذٰلِکَ أَمْرٌ مَفْرُوْغٌ مِنْهُ،

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العلم، باب السمر في العلم، ١/٥٥، الرقم/١١٦، وأيضًا في كتاب مواقيت الصلاة، باب ذكر العشاء والعتمة ومن رآه واسعا، ١/٢٠٧، الرقم/٥٣٩، وأيضًا في باب السمر في الفقه والخير بعد العشاء، ١/٢١٦، الرقم/٥٧٦، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ: لا تأتي مائة سنة وعلى الأرض نفس منفوسة اليوم، ٤/١٩٦٥، الرقم/٢٥٣٧۔

(٢) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ: لا تأتي مائة سنة وعلى الأرض نفس منفوسة اليوم، ٤/١٩٦٦، الرقم/٢٥٣٨۔

سال کے بعد ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں رہے گا۔‘ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات مزید بیان کی ہے کہ بے شک یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ پہلے کی بات ہے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ’میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرما رہے تھے: میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ زمین پر جو جان آج کے دن سانس لے رہی ہے، جب اس پر سو سال کا عرصہ بیت جائے گا تو وہ اُس وقت زندہ نہیں ہوگی۔‘ اِسی نکتہ کی وجہ سے ائمہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی مذکورہ انتہائی مدت کے بعد صحابیت کا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق نہیں کی جیسا کہ ’الاصابۃ‘ اور ’مقدمۃ‘ میں ہے۔

تیسرا اَمر: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عادل ہونا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے عادل ہونے کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ طے شدہ امر ہے کیونکہ کتاب و سنت کی نصوص اور امت میں سے جن افراد کا

لِكَوْنِهِمْ عَلَى الْإِطْلَاقِ مُعَدَّلِيْنَ بِنُصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ فِي الْإِجْمَاعِ مِنَ الْأُمَّةِ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ [آل عمران، ٣/١١٠]، قِيْلَ: اتَّفَقَ الْمُفَسِّرُوْنَ عَلٰى أَنَّهُ وَارِدٌ فِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. وَهٰذَا خِطَابٌ مَعَ الْمَوْجُوْدِيْنَ حِيْنَئِذٍ، ثُمَّ مَعَ غَيْرِ الْمَوْجُوْدِيْنَ مِنَ الْأُمَّةِ. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ [البقرة، ٢/١٤٣]. وَقَالَ تعالى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩].

وَفِي نُصُوْصِ السُّنَّةِ الشَّاهِدَةِ بِذٰلِكَ كَثْرَةٌ، مِنْهَا حَدِيْثُ أَبِي سَعِيْدٍ الْمُتَّفَقُ عَلٰى صِحَّتِهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: 'لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ'.(١) قَالَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ لِمَا تَقَاوَلَ هُوَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَلَا شَكَّ أَنَّ خَالِدًا مِنْ أَصْحَابِهٖ، وَإِنَّهٗ مَنْهِيٌّ عَنْ سَبِّهٖ وَإِنَّمَا دَرَجَاتُ الصُّحْبَةِ مُتَفَاوِتَةٌ، فَالْعِبْرَةُ إِذًا بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ فِي قَوْلِهٖ: 'لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي' وَإِذَا نَهَى الصَّحَابِيَّ عَنْ سَبِّ الصَّحَابِيِّ، فَغَيْرُ الصَّحَابِيِّ أَوْلٰى بِالنَّهْيِ عَنْ سَبِّ الصَّحَابِيِّ.(٢)

---

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سبّ الصحابة، ٤/١٩٦٧، الرقم/٢٥٤٠، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٨٤، الرقم/٨٣٠٩، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل أهل بدر، ١/٥٧، الرقم/١٦١۔

(٢) الشهرزوري في مقدمة ابن الصلاح، ١/٢٩٤۔

اجماع معتبر ہے ان کے اجماع کی وجہ سے اُن کا علی الاطلاق عادل ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔﴾ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ خوش خبری رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے حق میں وارد ہوئی ہے اور یہ خطاب اُس وقت موجود صحابہ کو تھا پھر امت میں سے جو اس وقت موجود نہیں ان کے لیے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔﴾ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں۔﴾

اس موضوع پر نصوصِ سنت میں بھی کثیر دلائل ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کی صحت پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو پھر بھی وہ ان کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔‘ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ جملہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اُس وقت فرمایا تھا جب وہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کسی بات پر آپس میں الجھ پڑے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے ہیں اور اُنہیں بھی (صحابی کو) برا کہنے سے منع کیا گیا ہے، اس وجہ سے کہ صحابیت کے مختلف درجات ہیں۔ اس حدیث میں الفاظ کے عموم کا اعتبار ہے (خصوصی واقعہ تک محدود نہیں)۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’میرے صحابہ کو برا مت کہو۔‘ جب آپ ﷺ نے ایک صحابی کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ دوسرے صحابی کو برا کہے تو غیرِ صحابی کے حق میں صحابی کی بے ادبی کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ہے۔

١. قَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ بَكْرٍ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ: عَدَالَةُ الصَّحَابَةِ ثَابِتَةٌ مَعْلُوْمَةٌ بِتَعْدِيْلِ اللهِ لَهُمْ وَإِخْبَارِهِ عَنْ طَهَارَتِهِمْ وَاخْتِيَارِهِ لَهُمْ. ثُمَّ سَاقَ طَائِفَةً مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيْثِ فِي ذٰلِکَ، ثُمَّ قَالَ: عَلٰى أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَرِدْ مِنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فِيْهِمْ شَيْءٌ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ لَأَوْجَبَتِ الْحَالُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا مِنَ الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَنُصْرَةِ الْإِسْلَامِ وَبَذْلِ الْمُهَجِ وَالْأَمْوَالِ، وَقَتْلِ الْآبَاءِ وَالْأَبْنَاءِ وَالْمُنَاصَحَةِ فِي الدِّيْنِ وَقُوَّةِ الْإِيْمَانِ وَالْيَقِيْنِ، اَلْقَطْعَ عَلٰى تَعْدِيْلِهِمْ وَالْاِعْتِقَادُ لِنَزَاهَتِهِمْ، وَأَنَّهُمْ كَافَّةً أَفْضَلُ مِنْ جَمِيْعِ الْخَالِفِيْنَ بَعْدَهُمْ، وَالْمُعْدِلِيْنَ الَّذِيْنَ يَجِيْئُوْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ. هٰذَا مَذْهَبُ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ وَمَنْ يُعْتَمَدُ قَوْلُهُ.(١)

ثُمَّ رَوٰى بِسَنَدِهٖ إِلٰى أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: 'إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيْقٌ، وَذٰلِکَ أَنَّ الرَّسُوْلَ ﷺ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنَ حَقٌّ، وَإِنَّمَا أَدّٰى إِلَيْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَنَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. وَإِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَجْرَحُوْا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلٰى، وَهُمْ زَنَادِقَةٌ.' كَمَا فِي الْكِفَايَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْدِيْلِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ﷺ لِلصَّحَابَةِ.(٢)

٢. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: 'وَمِنْ أَوْكَدِ آلَاتِ السُّنَنِ

---

(١) الخطيب البغدادي في الكفاية/٤٦، ٤٩۔

(٢) الخطيب البغدادي في الكفاية في علم الرواية/٤٩۔

۱۔ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے فرمایا ہے: صحابہ کرام کا عدول ہونا ثابت اور مسلّم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عادل قرار دیا ہے اور ان کی طہارت (پاک بازی) اور انہیں پسند کرنے کی خبر دی ہے۔ پھر انہوں نے آیات و احادیث کا ایک مجموعہ صحابہ کی شان میں ذکر کیا اور پھر کہا: جو کچھ ہم نے صحابہ کرام کے بارے میں ذکر کیا ہے اس کے متعلق اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی طرف سے کوئی چیز وارد نہ بھی ہوئی ہوتی تو پھر بھی یقیناً ہجرت، جہاد، اسلام کی مدد و نصرت، مال و جان کی قربانی، باپ بیٹوں کی شہادت، دین کی خیر خواہی اور قوت ایمان و یقین کی جس حالت پر وہ تھے یہی گواہی انہیں قطعی طور پر عادل قرار دینے اور ان کی پاک بازی کا اعتقاد رکھنے کے لئے کافی ہوتی اور یہ کہ وہ یقیناً اپنے بعد آنے والے تمام عادلوں سے بہتر ہوتے۔ یہ تمام علماء اور قابلِ اِعتماد رائے رکھنے والوں کا مذہب ہے۔

پھر انہوں نے اپنی سند کو ابو زرعہ الرازی کے ساتھ ملاتے ہوئے کہا ہے: جب تو کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی ایک کی بھی شان میں کمی کرتا ہو تو جان لے کہ وہ زندیق و بے دین ہے۔ اس لئے کہ بے شک ہمارے نزدیک رسول مکرم ﷺ برحق ہیں، اور قرآن حق ہے، اور بے شک یہ قرآن اور سنن، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ہم تک پہنچائی ہیں۔ اور بے شک وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ان شاہدوں پہ جرح کریں تا کہ کتاب اور سنت کو باطل کرسکیں۔ حالانکہ ایسے لوگوں پر جرح کرنا زیادہ مناسب ہے جو زنادقہ ہیں، جیسا کہ الکفایۃ کے باب -'اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا صحابہ کرام کو عادل قرار دینا' - میں مذکور ہے۔

۲۔ حافظ ابو عمر بن عبد البر نے کہا ہے: سنتوں کے ذرائع میں سے پختہ ترین ذریعہ جو ان

الْمُعِيْنَةِ عَلَيْهَا وَالْمُؤَدِّيَةِ إِلٰى حِفْظِهَا، مَعْرِفَةُ الَّذِيْنَ نَقَلُوْهَا عَنْ نَبِيِّهِمْ ﷺ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَحَفِظُوْهَا عَلَيْهِ وَبَلَّغُوْهَا عَنْهُ، وَهُمْ صَحَابَتُهُ الْحَوَارِيُّوْنَ الَّذِيْنَ وَعَوْهَا وَأَدُّوْهَا نَاصِحِيْنَ مُحْسِنِيْنَ، حَتّٰى كَمُلَ بِمَا نَقَلُوْهُ الدِّيْنُ، وَثَبَتَتْ بِهِمْ حُجَّةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَهُمْ خَيْرُ الْقُرُوْنِ، وَخَيْرُ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، ثَبَتَتْ عَدَالَةُ جَمِيْعِهِمْ بِثَنَاءِ اللهِ ﷻ عَلَيْهِمْ وَثَنَاءِ رَسُوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَلَا أَعْدَلَ مِمَّنِ ارْتَضَاهُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَنُصْرَتِهِ وَلَا تَزْكِيَةَ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا تَعْدِيْلَ أَكْمَلُ مِنْهُ. ' كَمَا فِي مُقَدَّمَةِ الْاِسْتِيْعَابِ.[١]

٣. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ: اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْجَمِيْعَ عُدُوْلٌ وَلَمْ يُخَالِفْ فِي ذٰلِكَ إِلَّا شُذُوْذٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ. كَمَا فِي الْإِصَابَةِ.[٢]

٤. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيْرٍ: وَالصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، لِمَا أَثْنَى اللهُ عَلَيْهِمْ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ، وَبِمَا نَطَقَتْ بِهِ السُّنَّةُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْمَدْحِ لَهُمْ فِي جَمِيْعِ أَخْلَاقِهِمْ وَأَفْعَالِهِمْ، وَمَا بَذَلُوْهُ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَرْوَاحِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيْلِ الْجَمِيْلِ.

(١) ابن عبد البر في الاستيعاب، ١/١۔

(٢) ابن حجر العسقلاني في الإصابة، ١٦/١٣١۔

کی مبارک سنتوں کا مددگار اور ان کی حفاظت کی طرف لے جانے والا ہے وہ ان لوگوں کی معرفت ہے جنھوں نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے براہِ راست آپ ﷺ کی سننِ مبارکہ کو دوسرے لوگوں تک منتقل کیا ہے، اور آپ ﷺ سے ان کو یاد رکھا اور آپ ﷺ سے آگے لوگوں تک پہنچایا ہے اور وہی آپ ﷺ کے مددگار صحابہ ہیں جنھوں نے ان سنتوں کو محفوظ کیا اور خیر خواہی اور احسان کے ساتھ آگے پہنچایا۔ یہاں تک کہ جو کچھ انھوں نے نقل کیا اس سے دین مکمل ہوگیا اور ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی حجت مسلمانوں پر قائم ہوگئی۔ پس وہ بہترین زمانے والے اور بہترین طبقۂ اُمت ہیں جو لوگوں کے لئے بھیجے گئے، اور ان تمام کا عادل ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی ان کے حق میں تعریف سے ثابت ہے۔ ان لوگوں سے بڑھ کر کوئی عادل نہیں ہوسکتا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی صحبت اور مدد کے لیے پسند فرمایا اور نہ ہی اس سے بہتر کوئی تزکیہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس سے بڑھ کر مکمل عدالت ثابت ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ **الاستیعاب** کے مقدمہ میں ہے۔

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے: اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں، اس بات کی مخالفت چند بدعتی لوگوں کے علاوہ کسی نے نہیں کی جیسا کہ **الاصابة** میں ہے۔

۴۔ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ تمام صحابہ کرام اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک عادل ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اُن کی تعریف فرمائی اور اُن کے تمام اخلاق اور اعمال کی تعریف زبانِ نبوت نے بیان کر دی۔ اور جو انھوں نے اپنے مالوں اور جانوں کا نذرانہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا، اِس بات کی اُمید کرتے ہوئے کہ اللہ کے ہاں اُس کا بہترین اجر و ثواب ہے۔

٥. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيُّ: وَنُحِبُّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَلا نُفْرِطُ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَلَا نَتبَرَّأُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَنُبْغِضُ مَنْ يُبْغِضُهُمْ وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ، وَلا نَذْكُرُهُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَحُبُّهُمْ دِيْنٌ وَإِيْمَانٌ وَإِحْسَانٌ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفَاقٌ وَطُغْيَانٌ. كَمَا فِي الْعَقِيْدَةِ الطَّحَاوِيَّةِ.(١)

٦. وَقَالَ أَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ حَزْمٍ: اَلصَّحَابَةُ جَمِيْعُهُمْ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ تَعَالٰى: ﴿لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾. وَقَالَ تَعَالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُوْلَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ۝﴾. فَثبَتَ أَنَّ الْجَمِيْعَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّهُ لا يَدْخُلُ أَحَدٌ مِنْهُمُ النَّارَ، لِأَنَّهُمُ الْمُخَاطَبُوْنَ بِالْآيَةِ السَّابِقَةِ.' كَمَا فِي الْمُحَلّٰى وَالْإِصَابَةِ.(٢)

وَالرَّابِعُ فِي رِوَايَةِ الصَّحَابَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ هُمْ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ، وَابْنُ عُمَرَ، وَأَنَس بْنُ مَالِكٍ، وَعَائِشَةُ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ

(١) أبو جعفر الطحاوي في العقيدة الطحاوية/٥٧ـ

(٢) ابن حزم في المحلّى، ١/ ٤٤، وابن حجر العسقلاني في الإصابة، ١/١٦٣ـ

۵۔ حافظ ابو جعفر طحاوی نے کہا ہے: ہم اَصحابِ رسول سے محبت کرتے ہیں، اور کسی ایک کی محبت میں غلو نہیں کرتے، اور کسی سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے، جو اُن سے بغض رکھے اور انہیں خیر سے یاد نہ کرے ہم اُن سے بغض رکھتے ہیں اور ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کرتے ہیں۔ اُن کی محبت دین ہے، ایمان ہے، احسان ہے؛ اور اُن سے بغض کفر، منافقت اور سرکشی ہے۔ جیسا کہ 'عقیدہ طحاویہ' میں ہے۔

۶۔ امام ابو محمد بن حزم نے کہا ہے: تمام صحابہ جنت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿تم میں سے جن لوگوں نے فتحِ (مکّہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) خرچ کیا اور (حق کے لیے) قتال کیا وہ (اور تم) برابر نہیں ہوسکتے، وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا ہے اور قتال کیا ہے، مگر اللہ نے حسنِ آخرت (یعنی جنت) کا وعدہ سب سے فرما دیا ہے۔﴾ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: ﴿بے شک جن لوگوں کے لیے پہلے سے ہی ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے ○۔﴾ پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمام صحابہ جنتی ہیں اور کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا؛ اِس لئے کہ اُن کو سابقہ آیت سے خطاب کیا گیا ہے؛ جیسا کہ 'المحلی' اور 'الاصابہ' میں ہے۔

﴿چوتھا اَمر: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرنا﴾

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثرت سے حدیث روایت کرنے والے صحابہ کرام میں سے سرفہرست حضرات علی بن ابی طالب، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک، اُمّ المومنین حضرت عائشہ، عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ، ابو سعید الخدری، عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن

عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ، كَمَا ذَكَرَ ابْنُ حَزْمٍ فِي 'أَسْمَاءِ الصَّحَابَةِ الرُّوَاةِ' وَالْإِمَامُ السُّيُوْطِيُّ فِي 'التَّدْرِيْبِ'.(١) وَحَمَلَ عَنْهُمُ الثِّقَاتُ، وكَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَصْحَابٌ يَقُوْمُوْنَ وَيُفْتُوْنَ بِقَوْلِهِ.

وَعَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ أَجْدَعَ كَانَ أَصْحَابُ الْفَتْوٰى مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: عُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَابْنُ مَسْعُوْدٍ، وَزَيْدٌ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ ﷺ. كَمَا ذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ فِي 'الطَّبَقَاتِ الْكُبْرٰى'، وَالْإِمَامُ النَّوَوِيُّ فِي 'تَهْذِيْبِ الْأَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ'.(٢) وَرُوِيَ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَيْضًا، قَالَ: 'وَجَدْتُ عِلْمَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انْتَهٰى إِلٰى سِتَّةٍ: عُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَأُبَيٌّ، وَزَيْدٌ، وَأَبُو الدَّرْدَاءِ، وَابْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ.(٣) وَرُوِيَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: 'كَانَ الْعِلْمُ يُؤْخَذُ عَنْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ،(٤) ذَكَرَهُ الذَّهَبِيُّ فِي 'تَذْكِرَةِ الْحُفَّاظِ.' ثُمَّ انْتَهٰى عِلْمُ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ إِلَى اثْنَيْنِ: عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ.(٥)

---

(١) ذكره ابن حزم في أسماء الصحابة الرواة/٢٧٥، والسيوطي في تدريب الراوي، ٢/ ٦٧٥، والقاسمي في قواعد التحديث/٧٢۔

(٢) ذكره ابن سعد في الطبقات الكبرىٰ، ٢/ ٣٥١، والنووي في تهذيب الأسماء واللغات، ١/ ١٠٩۔

(٣) ذكره ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٣٣/ ١٥٥، والعراقي في التقييد والإيضاح/ ٣٠٤۔

(٤) ذكره ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٣٢/ ٦٤، والعراقي في ←

عمرو بن العاص ﷺ ہیں۔ جیسا کہ ابنِ حزم نے '**أسماء الصحابة الرواة**' اور امام سیوطی نے '**التدریب**' میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔ ان صحابہ سے ثقہ راویوں (تابعین) نے علم حاصل کیا۔ اور صحابہ میں سے ہر ایک کے شاگرد تھے جو اُن کے قول پر قائم تھے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

حضرت مسروق بن اَجدع (تابعی) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے یہ حضرات صاحبانِ فتویٰ تھے: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید، حضرت اُبی بن کعب اور حضرت ابو موسیٰ الاشعری ﷺ۔ جیسا کہ امام ابنِ سعد نے '**الطبقات الکبریٰ**' اور امام نووی نے '**تھذیب الأسماء واللغات**' میں اس کو بیان کیا ہے۔ حضرت مسروق سے یہ بھی مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے علم کو چھ حضرات میں مجتمع پایا: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید، حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ۔ امام شعبی فرماتے ہیں: علمِ حدیث، رسول اللہ ﷺ کے چھ صحابہ سے اخذ کیا جاتا تھا۔ امام ذہبی نے اس قول کو '**تذکرة الحفاظ**' میں درج کیا ہے کہ پھر ان چھ حضرات کے علم کی اِنتہاء دو شخصیات پر ہوئی: حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ۔

.... طرح التثریب، ۱/ ٦٤، والسیوطي في تدریب الراوي، ۲/ ۲۱۸۔

(۵) ذکره الذهبی في تذکرة الحفاظ، ۱/ ۲۵، وابن عساکر في تاریخ مدینة دمشق، ۳۳/ ۱۵۵، والعراقي في التقیید والإیضاح/ ۳۰٤۔

وَقَالَ الْإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ: إِنَّ الشَّافِعِيَّ ذَكَرَ الصَّحَابَةَ فِي رِسَالَتِهِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِمْ بِمَا هُمْ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: وَهُمْ فَوْقَنَا فِي كُلِّ عِلْمٍ، وَاجْتِهَادٍ، وَوَرَعٍ، وَعَقْلٍ، وَأَمْرٍ اسْتُدْرِكَ بِهٖ عِلْمٌ وَاسْتُنْبِطَ بِهٖ، وَآرَاؤُهُمْ لَنَا أَحْمَدُ وَأَوْلٰى بِنَا مِنْ آرَائِنَا عِنْدَنَا لِأَنْفُسِنَا.(١)

وَالْخَامِسُ فِي عَدَدِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ رَوَوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

فَنَقَلَ السُّيُوْطِيُّ فِي 'تَدْرِيْبِ الرَّاوِي' اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ حَوْلَ عَدَدِ الصَّحَابَةِ. قَالَ أَبُوْ زُرْعَةَ الرَّازِيُّ (ت ٢٦٤ﻫ) فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ لَهٗ: أَلَيْسَ يُقَالُ: حَدِيْثُ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةُ آلَافِ حَدِيْثٍ؟ فَقَالَ: وَمَنْ قَالَ ذَا؟ قَلْقَلَ اللهُ أَنْيَابَهٗ، هٰذَا قَوْلُ الزَّنَادِقَةِ. وَمَنْ يُحْصِي حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ مِائَةِ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفًا مِنَ الصَّحَابَةِ، مِمَّنْ رَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ، فَقِيْلَ لَهٗ: هٰؤُلَاءِ أَيْنَ كَانُوْا وَأَيْنَ سَمِعُوْا مِنْهُ؟ قَالَ: أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ، وَأَهْلُ مَكَّةَ، وَمَنْ بَيْنَهُمَا، وَالْأَعْرَابُ، وَمَنْ شَهِدَ مَعَهٗ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، كُلٌّ رَوٰى وَسَمِعَ مِنْهُ بِعَرَفَةَ. وَذَكَرَهٗ أَبُوْ مُوْسَى الْمَدِيْنِيُّ فِي 'ذَيْلِهٖ'. وَأَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ بِإِسْنَادِهٖ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ. ...... قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَقَرِيْبٌ مِنْهُ مَا أَسْنَدَهُ الْمَدِيْنِيُّ عَنْهُ، قَالَ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَنْ رَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ زِيَادَةٌ عَلٰى مِائَةِ أَلْفِ إِنْسَانٍ

(١) البيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى/ ١١٠، الرقم/ ٣٧.

امام بیہقی کہتے ہیں کہ امام شافعی نے اپنے رسالہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا ہے اور انہوں نے کماحقہٗ ان کے مقام کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا: وہ ہم سے ہر علم، اِجتہاد، وَرع، عقل و دانش اور ہر اس اَمر میں برتر ہیں جس کے ذریعے کسی علم کا ادراک ہو یا اس کے ذریعے کسی مسئلہ کا استنباط ہو۔ اُن کی آراء ہمارے لیے زیادہ قابلِ تعریف اور ہماری آراء سے زیادہ معتبر ہیں۔

پانچواں اَمر: حضور ﷺ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد

امام سیوطی نے 'تدریب الراوی' میں بیان کیا ہے کہ علماء نے صحابہ کرام کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابو زرعہ رازی نے اس شخص کے جواب میں کہا ہے جس نے آپ سے کہا: کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث کی تعداد صرف چار ہزار ہے؟ آپ نے کہا: جس شخص نے ایسا کہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے داڑھوں (دانتوں) کو اکھاڑ دے، یہ زنادقہ کا قول ہے۔ کون شخص رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا احاطہ کرسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار ایسے صحابہ موجود تھے جنھوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے حدیث کا سماع کیا۔ ان سے کہا گیا: اے ابو زُرعہ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے اور انہوں نے کہاں آپ ﷺ سے (احادیث کا) سماع کیا؟ انہوں نے فرمایا: یہ اہلِ مدینہ، اہلِ مکہ اور ان کے گرد و نواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے۔ (علاوہ ازیں) وہ صحابہ جو آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے، ان میں سے ہر ایک نے میدانِ عرفات میں آپ ﷺ سے حدیث کا سماع کیا اور حدیث کی روایت بھی کی۔ ابو موسی المدینی نے اسے اپنے 'ذیل' میں ذکر کیا ہے اور خطیب بغدادی نے بھی اسے ابو زُرعہ تک اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ...... حافظ عراقی نے کہا ہے: یہ بات اس حدیث کے قریب ترین ہے جس کی سند امام مدینی کی طرف ملائی گئی ہے کہ آپ نے کہا: حضور نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت جس نے آپ کو دیکھا یا آپ سے حدیث کا

مِنْ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ، وَهٰذَا لا تَحْدِيْدَ فِيْهِ، وَكَيْفَ يُمْكِنُ الْاِطِّلاعُ عَلٰى تَحْرِيْرِ ذٰلِكَ مَعَ تَفَرُّقِ الصَّحَابَةِ فِي الْبُلْدَانِ وَالْبَوَادِي وَالْقُرٰى. ذَكَرَهُ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ فِي 'الْجَامِعِ لِأَخْلَاقِ الرَّاوِي وَآدَابِ السَّامِعِ' وَمَعَ ذٰلِكَ فَجَمِيْعُ مَنْ صَنَّفَ الصَّحَابَةَ لَمْ يَبْلُغْ مَجْمُوْعُ مَا فِي تَصَانِيْفِهِمْ عَشَرَةَ آلافٍ.(١)

وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي 'التَّقْيِيْدِ': وَرَوَى السَّاجِيُّ فِي 'الْمَنَاقِبِ' بِسَنَدٍ جَيّدٍ عَنِ الرَّافِعِيِّ قَالَ: فَجَمِيْعُ مَنْ صَنَّفَ فِي الصَّحَابَةِ لَمْ يَبْلُغْ مَجْمُوْعُ مَا فِي تَصَانِيْفِهِمْ عَشْرَةَ آلافٍ.(٢)

وَقَالَ الإِمَامُ السَّخَاوِيُّ فَي 'فَتْحِ الْمُغِيْثِ': أَنَّ جَمِيْعَ مَنْ ذُكِرَ فِي 'تَجْرِيْدِ' الذَّهَبِيِّ رُبَّمَا زَادَ عَلٰى ثَمَانِيَةِ آلافٍ. وَنَقَلَ الْقَاضِي عِيَاضٌ عَنِ الْإِمَامِ مَالِكٍ: نَحْوَ عَشَرَةَ آلافِ نَفْسٍ، وَرَوٰى عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: بِالشَّامِ عَشَرَةَ آلافِ عَيْنٍ رَأَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَعَنْ قَتَادَةَ: نَزَلَ الْكُوْفَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ أَلْفٌ وَخَمْسُوْنَ، مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ بَدْرِيُّوْنَ، وَرَوٰى أَنَّهُ نَزَلَ حِمْصَ مِنَ الصَّحَابَةِ خَمْسُمِائَةِ رَجُلٍ، قَالَ السَّخَاوِيُّ، فَكُلٌّ حَكٰى عَلٰى قَدْرِ تَتَبُّعِهٖ وَمَبْلَغِ عِلْمِهٖ، وَأَشَارَ بِذٰلِكَ إِلٰى وَقْتٍ خَاصٍّ وَحَالٍ، فَإِذَنْ لَا

(١) ذكره الخطيب البغدادي في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، ٢/٢٩٣، الرقم/١٨٩٤، وابن الصلاح في المقدمة، ١/٢٩٨، والسيوطي في تدريب الراوي، ٢/٢٢٠، والسخاوي في فتح المغيث، ٣/١٢١۔

(٢) العراقي في التقييد والإيضاح/ ٣٠٦۔

سماع کیا اُن کی تعداد بشمول مرد و زن ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ اِس میں کوئی تحدید نہیں ہے۔ یہ بات کیسے ممکن ہیں کہ صحابہ مختلف شہروں، وادیوں، بستیوں میں متفرق ہوں اور اُن کے بارے میں لکھ لیا جائے (کہ اِن کی تعداد اتنی ہے)۔ اسے خطیبِ بغدادی نے 'اَلْجَامِعُ لِأَخْلَاقِ الرَّاوِي وَآدَابِ السَّامِعِ' میں بیان کیا ہے۔ اس کے باوجود جنہوں نے بھی صحابہ کے احوال پر کتب تصنیف کی ہیں ان کی تصانیف میں صحابہ کی تعداد دس ہزار تک بھی نہیں پہنچ سکی۔

امام عراقی نے 'التقييد والايضاح' میں کہا ہے: ساجی نے 'مناقب' میں جید سند کے ساتھ امام رافعی سے روایت کیا ہے اور کہا ہے: پس وہ تمام لوگ جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں تصنیف کیں، اُن کی تصانیف میں صحابہ کی تعداد ۱۰ ہزار تک پہنچتی ہے۔

امام سخاوی نے 'فتح المغيث' میں کہا ہے: بے شک تمام صحابہ جن کا ذکر امام ذہبی کی 'تجريد' میں ہے ممکن ہے کہ اُن کی تعداد آٹھ ہزار سے زائد ہو۔ اور قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے کہ اُن کی تعداد دس ہزار ہے۔ اور ولید بن مسلم نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: شام میں دس ہزار آنکھیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب وہ کوفہ میں آئے تو وہاں پر ایک ہزار پچاس صحابہ کرام موجود تھے، اُن میں سے چوبیس بدری صحابہ کرام تھے اور ایک اور روایت میں بیان کیا کہ جب وہ حمص میں آئے تو وہاں صحابہ کرام میں سے پانچ سو (۵۰۰) آدمی تھے۔ امام سخاوی نے کہا ہے: پس ہر ایک نے جو بھی بات بیان کی ہے وہ اپنی گنجائش اور مبلغ علم کے مطابق کی ہے اور اس کے ساتھ آپ نے ایک خاص حال اور وقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کے

تَضادَّ بيْنَ كَلامِهِمْ، عَنِ الصَّحابَةِ.[١]

وَالسَّادِسُ فِي تَرْتِيْبِ الْأَفْضَلِيَّةِ فِي الصَّحابَةِ

فَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِيُّ: أَصْحابُنَا مُجمِعُوْنَ عَلىٰ أَنَّ أَفْضَلَهُمُ الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ، ثُمَّ السِّتَّةُ الْبَاقُوْنَ إِلىٰ تَمامِ الْعَشَرَةِ، ثُمَّ الْبَدْرِيُّوْنَ، ثُمَّ أَصْحابُ أُحُدٍ، ثُمَّ أَهْلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ بِالْحُدَيْبِيَةِ. وَفِي نَصِّ الْقُرْآنِ تَفْضِيْلُ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصارِ، وَهُمُ الَّذِينَ صَلَّوْا إِلَى الْقِبْلَتَيْنِ فِي قَوْلِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَطَائِفَةٍ، وَفِي قَوْلِ الشَّعْبِيِّ: هُمُ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا قَالَا: هُمْ أَهْلُ بَدْرٍ، رَوَى ذٰلِكَ عَنْهُمَا ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ.[٢]

وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْحَاكِمُ النَّيْسَابُوْرِيُّ فِي مَعْرِفَةِ مَرَاتِبِهِمْ مِنْ كِتَابِهِ مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ:

فَأَوَّلُهُمْ: قَوْمٌ أَسْلَمُوْا بِمَكَّةَ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، وَعَلِيٍّ، وَغَيْرِهِمْ ﷺ.

---

(١) السخاوي في فتح المغيث، ٣/ ١٢٣۔

(٢) القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٨/٢٣٦، وذكره السخاوي في فتح المغيث، ٣/١٣١، والسيوطي في تدريب الراوي، ٢/٢٢٣۔

کلام کے درمیان کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے۔

چھٹا اَمر: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں افضلیت کی ترتیب

امام ابو منصور البغدادی کہتے ہیں: ہمارے اصحاب کا اس بات پر اِجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام میں سے خلفائے اَربعہ سب سے افضل ہیں، پھر ان کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ صحابہ، پھر بدری صحابہ، پھر غزوۂ اُحد میں شریک ہونے والے صحابہ، پھر حدیبیہ کے مقام پر بیعت الرضوان میں شرکت کرنے والے صحابہ ہیں۔ نصِ قرآن میں مہاجرین اور انصار صحابہ میں سے سبقت لے جانے والوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی فضیلت آئی ہے۔ حضرت سعید بن المسیب اور دیگر ائمہ کے مطابق یہ وہ صحابہ تھے جنہیں قبلتین (بیت اللہ اور بیت المقدس) کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ امام شعبی کے مطابق یہ وہ ہیں جنہوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی۔ جبکہ محمد بن کعب القرظی اور عطاء بن یسار دونوں سے روایت ہے، کہتے ہیں: سابقین اوّلین سے مراد اہلِ بدر ہیں۔ امام ابنِ عبد البر نے ان دونوں سے اِسی موقف کو روایت کیا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب 'معرفة علوم الحدیث' میں 'صحابہ کرام کے مراتب کی پہچان' کے عنوان سے لکھا ہے:

پہلا طبقہ: صحابہ میں سب سے اوّل طبقہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا ہے جیسے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم۔

وَقَالَ الْإِمَامُ مُحْيِيُ الدِّيْنِ الرَّحْمَاوِيُّ فِي "شَرْحِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ": وَشَاعَ مَسْأَلَةُ التَّفْضِيْلِ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالشِّيْعَةِ، أَنَّ الشِّيْعَةَ فَضَّلُوْا عَلِيًّا ﷺ وَكَذَا جُمْهُورُ الْمُعْتَزِلَةِ. وَقَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: اَلْفَضْلُ بَيْنَهُمْ عَلٰى نِسْبَةِ إِمَامَتِهِمْ. وَمَالَ بَعْضُهُمْ إِلٰى تَفْضِيْلِ عَلِيٍّ عَلٰى عُثْمَانَ ﷺ. وَتَوَقَّفَ بَعْضٌ مِّنْهُمْ فِي الْفَضْلِ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْجُوَيْنِيُّ: "لا طَرِيْقَ إِلَى الْقَطْعِ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، إِذِ الْعَقْلُ لَيْسَ بِمُسْتَقِلٍّ، وَالنَّقْلُ لا يَخْلُوْ عَنْ تَعَارُضٍ، لٰكِنَّ الظَّنَّ عَلٰى فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ، وَأَمَّا بَيْنَ عُثْمَانَ ﷺ وَعَلِيٍّ ﷺ فَالظُّنُوْنُ مُتَعَارِضَةٌ.[(١)]

وَالطَّبَقَةُ الثَّانِيَةُ مِنَ الصَّحَابَةِ: أَصْحَابُ دَارِ النَّدْوَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ لَمَّا أَسْلَمَ وَأَظْهَرَ إِسْلامَهُ حَمَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِلٰى دَارِ النَّدْوَةِ فَبَايَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

وَالطَّبَقَةُ الثَّالِثَةُ مِنَ الصَّحَابَةِ: الْمُهَاجِرَةُ إِلَى الْحَبَشَةِ.

وَالطَّبَقَةُ الرَّابِعَةُ مِنَ الصَّحَابَةِ: الَّذِيْنَ بَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ الْعَقَبَةِ الْأُوْلٰى، يُقَالُ فُلانٌ عَقَبِيٌّ، وَفُلانٌ عَقَبِيٌّ.

وَالطَّبَقَةُ الْخَامِسَةُ مِنَ الصَّحَابَةِ: أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ، وَأَكْثَرُهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ.

---

(١) الرحماوي في القول الفصل فيشرح الفقه الأكبر ملتقطا/٣٠٤، ومابعدها۔

امام محی الدین الرحماوی نے 'شرح الفقه الأكبر' میں کہا ہے:

مسئلہ تفضیل اہلِ سنت اور شیعہ کے درمیان مشہور ہے۔ شیعہ اور جمہور معتزلہ سیدنا علی علیہ السلام کو (دیگر خلفائے راشدہ پر) فضیلت دیتے ہیں اہلِ سنت کہتے ہیں: اُن کے درمیان فضیلت اُن کی امامت کی نسبت ہے، اور ان میں سے بعض سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت کا میلان رکھتے ہیں۔ اور بعض اُن دونوں کے مابین فضیلت میں توقف کرتے ہیں۔ امام الحرمین الجوینی فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں قطعیت کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ عقل مستقل نہیں ہے (یعنی ایک جگہ پر ٹھہرنے والی نہیں ہے) اور نقل اختلاف سے خالی نہیں ہے، لیکن ظن حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے بارے میں ہے، اور رہا معاملہ سیدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما کا تو اُن کے بارے میں ظنون (آراء) باہم متضاد ہیں۔

دوسرا طبقہ: دار الندوۃ میں جمع ہونے والے صحابہ پر مشتمل طبقہ ہے۔ اس طرح کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دار الندوۃ میں لے گئے جہاں پر موجود اہلِ مکہ کی ایک جماعت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔

تیسرا طبقہ: حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ پر مشتمل ہے۔

چوتھا طبقہ: اُن (انصار) صحابہ پر مشتمل ہے جنہوں نے بیعتِ عقبہ اُولیٰ کی۔ اس طبقہ کے صحابہ کے حوالے سے کہا جاتا ہے: 'فلاں صحابی بیعت عقبہ والا ہے اور فلاں صحابی بیعت عقبہ والا ہے۔'

پانچواں طبقہ: بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک ہونے والے صحابہ پر مشتمل ہے اور ان میں اکثریت انصار صحابہ کی تھی۔

وَالطَّبَقَةُ السَّادِسَةُ: أَوَّلُ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ وَصَلُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِقُبَاءَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا الْمَدِيْنَةَ وَيَبْنِي الْمَسْجِدَ.

وَالطَّبَقَةُ السَّابِعَةُ: أَهْلُ بَدْرٍ الَّذِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَلَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.(١)

وَالطَّبَقَةُ الثَّامِنَةُ: الْمُهَاجِرَةُ الَّذِينَ هَاجَرُوْا بَيْنَ بَدْرٍ وَالْحُدَيْبِيَةِ.

وَالطَّبَقَةُ التَّاسِعَةُ: أَهْلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ الَّذِيْنَ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [الفتح، ٤٨/١٨].

وَالطَّبَقَةُ الْعَاشِرَةُ: الصَّحَابَةُ الْمُهَاجِرَةُ بَيْنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْفَتْحِ مِنْهُمْ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ ﷺ، وَفِيْهِمْ كَثْرَةٌ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا غَنِمَ خَيْبَرَ قَصَدُوْهُ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ مُهَاجِرِيْنَ، فَكَانَ يُعْطِيْهِمْ.

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب فضل مَن شَهِدَ بدرًا، ٤/١٤٦٣، الرقم/٣٧٦٢، وأيضًا في كتاب الجهاد، باب الجاسوس، ٣/١٠٩٥، الرقم/٢٨٤٥، وأيضًا في كتاب المغازي، باب وَمَا بَعَثَ بِهِ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بلتعة إلى أهل مكة يُخبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ ﷺ، ٤/١٥٥٧، الرقم/٤٠٢٥، ومسلم في الصحيح، كتاب ←

چھٹا طبقہ: مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے اُن صحابہ پر مشتمل ہے جو رسول اللہ ﷺ سے قُباء میں ملے، یا آپ ﷺ کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے یا مسجد نبوی تعمیر فرمانے سے پہلے ملے۔

ساتواں طبقہ: اہلِ بدر کا ہے جن کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف شفقت و عنایت کی توجہ فرمائی اور فرمایا: تم جو عمل چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

آٹھواں طبقہ: یہ وہ مہاجر صحابہ ہیں جنہوں نے بدر اور حدیبیہ کے درمیانی زمانے میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

نواں طبقہ: بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ پر مشتمل ہے۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ہے: ﴿بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔﴾

دسواں طبقہ: یہ طبقہ واقعہ حدیبیہ اور فتحِ مکہ کے درمیانی زمانہ میں ہجرت کرنے والے صحابہ پر مشتمل ہے، ان میں حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ ﷺ بکثرت شامل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کا مالِ غنیمت حاصل کیا تو ہر جانب سے لوگ ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف آنے لگے۔ سو آپ انہیں مال عطا فرماتے تھے۔

.... فضائل الصحابة، باب من فضائل أهل بدر ﷺ، وقصة حاطب بن أبي بلتعة ﷺ، ٤/١٩٤١، الرقم/٢٤٩٤، والترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الممتحنة، ٥/٤٠٩، الرقم/٣٣٠٥۔

وَالطَّبَقَةُ الْحَادِيَةُ عَشْرَةَ: فَهُمُ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا يَوْمَ الْفَتْحِ، وَهُمْ جَمَاعَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْهُمْ مَنْ أَسْلَمَ طَائِعًا، وَمِنْهُمْ مَنِ اتَّقَى السَّيْفَ ثُمَّ تَغيَّرَ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَا أَضْمَرُوْا وَاعْتَقَدُوْا.

ثُمَّ الطَّبَقَةُ الثَّانِيَةُ عَشْرَةَ: صِبْيَانٌ وَأَطْفَالٌ رَأَوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَفِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَغَيْرِهَا، وَعِدَادُهُمْ فِي الصَّحَابَةِ، مِنْهُمُ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، فَإِنَّهُمَا قَدِمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَدَعَا لَهُمَا وَلِجَمَاعَةٍ يَطُوْلُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِمْ، وَمِنْهُمْ أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ، وَأَبُوْ جُحَيْفَةَ وَهْبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما، فَإِنَّهُمَا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ زَمْزَمَ، وَقَدْ صَحَّتِ الرِّوَايَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَإِنَّمَا هُوَ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.(١)

وَالسَّابِعُ مَنْ كَانَ أَوَّلَهُمْ إِسْلَامًا؟

إِخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي أَوَّلِهِمْ إِسْلَامًا.

١. فَقِيْلَ: أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، رُوِيَ ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، وَحَسَّانَ

(١) الحاكم في معرفة علوم الحديث، ذكر النوع السابع من معرفة أنواع الحديث/٢٢-٢٤۔

گیارہواں طبقہ: اُن صحابہ پر مشتمل ہے جو فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ ابوسفیان اور امیر معاویہ ﷺ سمیت قریش اور اہل مکہ میں سے کئی دیگر افراد تھے، ان میں سے کوئی تو دلی طور پر اسلام لایا اور کوئی تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوا اور پھر اس کے احوال میں تبدیلی واقع ہوئی۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو انہوں نے چھپایا اور جو عقیدہ انہوں نے ظاہر کیا۔

بارہواں طبقہ: یہ اُن کم عمر اور چھوٹے بچوں پر مشتمل ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتحِ مکہ کے موقع پر یا حجۃ الوداع و دیگر مواقع پر دیکھا۔ صحابہ میں ان کی ایک تعداد موجود تھی جیسے سائب بن یزید اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن ابی صُعَیر۔ یہ دونوں ایک جماعت کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا بھی فرمائی۔ اِس جماعت کے تذکرے سے کتاب طول پکڑ جائے گی۔ اُن صحابہ ہی میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلۃ اور ابو جُحَیفہ وہب بن عبد اللہ بھی ہیں کیونکہ اِن دونوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو طواف کرتے ہوئے اور زمزم کے چشمہ کے پاس دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث صحت کے ساتھ مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: فتحِ مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں، البتہ جہاد اور نیت باقی ہے۔

ساتواں اَمر: صحابہ کرام ﷺ میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

سلف صالحین میں اس پر اختلاف ہے کہ صحابہ میں سے کون سب سے پہلے اسلام لایا۔

۱۔ کہا گیا ہے: وہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ ہیں۔ یہ رائے حضرت ابنِ عباس ﷺ،

بْنِ ثَابِتٍ ﷺ، وَإِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ، وَغَيْرِهِمْ.(١)

٢. وَقِيْلَ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادِ ﷺ وَغَيْرِهِمْ. وَقَالَ الْحَاكِمُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ: لَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَصْحَابِ التَّوَارِيْخِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَوَّلُهُمْ إِسْلَامًا.(٢)

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ: أَبُوْ ذَرٍّ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَخَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَأَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَعْلَى بْنُ مُرَّةَ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَعَفِيْفُ الْكِنْدِيُّ ﷺ.

٣. وَقِيْلَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَذَكَرَ مَعْمَرٌ نَحْوَ ذٰلِكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٤. وَقِيْلَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ خَدِيْجَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، رُوِيَ ذٰلِكَ مِنْ وُجُوْهٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ، وَجَمَاعَةٍ، وَبَلَغَنَا اتِّفَاقُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ خَدِيْجَةُ ﷺ، وَأَنَّ اخْتِلَافَهُمْ إِنَّمَا

(١) أخرجه ابن حبان في الصحيح، ١٥/٢٧٩، الرقم/٦٨٦٣، والبزار في المسند، ١/٩٤، الرقم/٣٥، والهيثمي في موارد الظمآن، ١/٥٣٣، الرقم/٢١٧٣ـ

(٢) الحاكم في معرفة علوم الحديث، ذكر النوع السابع من معرفة أنواع الحديث/٢٢ـ

حضرت حسان بن ثابت ﷺ، ابراہیم النخعی اور دیگر ائمہ سے مروی ہے۔

۲۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ﷺ سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ حضرت زید بن اَرقم، ابو ذر غفاری اور مقداد ﷺ و دیگر سے مروی ہے۔ امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری کہتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب ﷺ کے سب سے پہلے قبولِ اسلام کے بارے میں اصحاب التواریخ کے مابین کسی بھی اختلاف کو نہیں جانتا۔

اور یہی قول صحابہ کرام کی اکثریت سے مروی ہے، ان میں حضرت ابو ذر غفاری، سلمان فارسی، خباب بن الارت، خزیمہ بن ثابت، زید بن اَرقم، ابو ایوب الانصاری، مقداد بن الاسود، یعلی بن مرۃ، جابر بن عبد اللہ، ابو سعید الخدری، انس بن مالک اور عفیف الکندی ﷺ شامل ہیں۔

۳۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت زید بن حارِثہ نے اسلام قبول کیا۔ امام معمر نے اسی طرح کا قول امام زُہری سے نقل کیا ہے۔

۴۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُمّ المومنین حضرت خدیجہ ﷺ سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ مختلف طرق سے یہ قول امام زُہری سے مروی ہے، یہی قول حضرت قتادہ، محمد بن اسحاق بن یسار اور دیگر کا ہے۔ ہمیں اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ حضرت خدیجہ ﷺ ہیں۔ ان کا اختلاف اس امر میں ہے کہ سیدہ خدیجہ ﷺ

هُوَ فِي أَوَّلِ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَهَا. وَالصَّحِيْحُ أَنَّ عَلِيًّا ﵁ أَوَّلُ ذَكَرٍ أَسْلَمَ وَحَكَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الِاتِّفَاقَ عَلَيْهِ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي 'السِّيْرَةِ': أَوَّلُ مَنْ آمَنَ خَدِيْجَةُ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَكَانَ أَوَّلَ ذَكَرٍ أَسْلَمَ بَعْدَ عَلِيٍّ، ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَظْهَرَ إِسْلَامَهُ[1] .... إِلٰى آخِرِ كَلَامِهٖ.[2]

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ﵁ يَقُوْلُ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ ﵁.[3]

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

وَفِي رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﵁ قَالَ: بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَصَلّٰى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.[4]

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ.

---

(١) ذكر ابن إسحاق في السيرة، ١٢١/٢۔

(٢) القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٣٧/٨، وذكره العراقي في طرح التثريب، ١٨٦/٤۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣٦٨/٤، الرقم/١٩٣٠٠، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب علي ﵁، ٦٤٢/٥، الرقم/٣٧٣٥، والحاكم في المستدرك، ١٤٧/٣، الرقم/٤٦٦٣، وابن أبي شيبة في المصنف، ٣٧١/٦، الرقم/٣٢١٠٦، والطبراني في المعجم الكبير، ٤٠٦/١١، الرقم/١٢١٥١، ٤٥٢/٢٢، الرقم/١١٠٢۔

کے بعد سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا۔ صحیح قول یہی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی ﷛ اسلام لائے اور ابنِ عبد البر نے اس پر علماء کے اتفاق کو بیان کیا ہے۔ امام ابنِ اسحاق نے 'السیرۃ' میں کہا ہے: سب سے پہلے حضرت خدیجہ ؓ ایمان لائیں، پھر علی بن ابی طالب ﷛۔ حضرت علی کے بعد مردوں میں سے زید بن حارثہ اسلام لائے اور اس کے بعد حضرت ابو بکر ﷛۔ سو انہوں نے اپنے اسلام کا اعلانیہ اظہار کیا۔ (اِلخ)

ایک انصاری شخص ابو حمزہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت زید بن ارقم ﷛ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے حضرت علی ﷛ ایمان لائے۔

اسے امام احمد، ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ ترمذی کے ہیں، نیز امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: پیر کے دن حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی اور منگل کے دن حضرت علی ﷛ نے (آپ ﷺ کی معیت میں) نماز پڑھی۔

اسے امام ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

(٤) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب ﷛، ٥/٦٤٠، الرقم/٣٧٢٨، والحاكم في المستدرك، ٣/١٢١، الرقم/ ٤٥٨٧۔

وَقَدْ وَرَدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ مِنْ طُرُقٍ: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ.(١)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى عَلِيٌّ.

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: وَكَانَ (عَلِيٌّ ﵁) أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيْجَةَ.(٢)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَعَنْ سَلْمَانَ ﵄، قَالَا: أَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِيَدِ عَلِيٍّ ﵁، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي.(٣)

وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ أَيْضًا عَنْ سَلْمَانَ ﵁، قَالَ: أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وُرُوْدًا عَلٰى نَبِيِّهَا ﷺ أَوَّلُهَا إِسْلَامًا: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﵁.(٤)

---

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب ﵁، ٥/٦٤٢، الرقم/٣٧٣٤۔

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٣٠، الرقم/٣٠٦٢، وابن أبي عاصم في السنة، ٢/٦٠٣، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ٣/٢١، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٩/١١٩۔

(٣) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٦/٢٦٩، رقم/٦١٨٤۔

(٤) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٧/٢٦٧، الرقم/٣٥٩٥٤، ←

حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے متعدد طرق سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: لوگوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔

اسے امام احمد اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ذر اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ تھاما اور فرمایا: یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا۔

امام ابنِ ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: اس امت میں سے اپنے نبی کے پاس (حوضِ کوثر پر) سب سے پہلے حاضر ہونے والا وہ ہے جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے، (یعنی) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

.... والطبراني في المعجم الكبير، ٦/٢٦٩، الرقم/٦١٨٤، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، ١/١٤٩، الرقم/١٨١۔

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ شَرِيْكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، وَفِي أَثْنَاءِ حَدِيْثٍ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ. قَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا.(١)

وَرَوٰى أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ مِنْ رِوَايَةِ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا ﷺ ضَحِكَ عَلَى الْمِنبَرِ، لَمْ أَرَهُ ضَحِكَ ضِحْكًا أَكْثَرَ مِنْهُ ...... الْحَدِيْثَ. وَفِيْهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ، لا أَعْتَرِفُ أَنَّ عَبْدًا لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَكَ قَبْلِي، غَيْرَ نَبِيِّكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، لَقَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّاسُ سَبْعًا.(٢)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّيَالِسِيُّ.

وَرَوٰى أَحْمَدُ أَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.(٣)

---

(١) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٢٠/٢٢٩، الرقم/٥٣٨، وزين الدين العراقي في التقييد و الإيضاح/ ٣١١، وذكره الغزالي في إحياء علوم الدين، ٣/٢٧٣۔

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٩٩، الرقم/٧٧٦، والطيالسي في المسند، ١/٢٦، الرقم/١٨٨، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٩/١٠٢۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/١٤١، الرقم/١١٩١، ←

امام طبرانی ہی نے شریک کے طریق سے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ اور اسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اثناءِ حدیث میں امام عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے اس حدیث میں اپنے والدِ گرامی کے ہاتھ سے یہ لکھا ہوا پایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں نے تمہاری شادی اپنی امت میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سے کی ہے۔

امام احمد اپنی مسند میں حضرت حبہ عرنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ منبر پر مسکرائے۔ اور میں نے کبھی انہیں اس قدر تبسم کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ طویل حدیث میں ہے کہ پھر انہوں نے فرمایا: اے اللہ! میں نہیں جانتا کہ سوائے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجھ سے پہلے اس اُمت کے کسی اور فرد نے تیری عبادت کی ہو۔ یہ تین مرتبہ دہرایا پھر فرمایا: میں نے عامۃ الناس کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے (حضور علیہ السلام کی اقتداء میں) نماز ادا کی ہے۔

اِسے امام احمد اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔

امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں۔

.... والنسائي في السنن الكبرى، ١٠٥/٥، الرقم/٨٣٩١، وابن أبي شيبة في المصنف، ١٣/٧، الرقم/٣٣٨٧٧، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ١٠٣/٩۔

وَأَخْرَجَ أَبُوْ يَعْلٰى عَنْ عَلِيٍّ ﵁ قَالَ: بُعِثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَأَسْلَمْتُ يَوْمَ الثُّـلَاثَاءِ.(١)

وَكَانَ عُمُرُهُ حِيْنَ أَسْلَمَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَقِيْلَ: تِسْعٌ، وَقِيْلَ: ثَمَانٌ، فِي 'السِّيْرَةِ لِابْنِ هِشَامٍ' وَ'الْاِسْتِيْعَابِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ' وَقِيْلَ: دُوْنَ ذٰلِكَ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ ﵁: وَلَمْ يَعْبُدِ الْأَوْثَانَ قَطُّ لِصِغَرِهِ.(٢)

وَقَدْ وَرَدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ أَنَّ خَدِيْجَةَ أَسْلَمَتْ قَبْلَ عَلِيٍّ ﵁.(٣) رَوَاهُ أَحْمَدُ.

وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الِاتِّفَاقَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اتَّفَقُوْا عَلٰى أَنَّ خَدِيْجَةَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَصَدَّقَهُ فِيْمَا جَاءَ بِهٖ، ثُمَّ عَلِيٌّ بَعْدَهَا. ثُمَّ ذُكِرَ أَنَّ الصَّحِيْحَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ. وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّ عَلِيًّا أَخْفٰى إِسْلَامَهُ وَأَبُوْ بَكْرٍ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ، وَلِذٰلِكَ شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ.(٤)

---

(١) أخرجه أبو يعلى في المسند، ١/٣٤٨، الرقم/٤٤٦، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٢/٣٠، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٩/١٠٢۔

(٢) ذكره السيوطي في تاريخ الخلفاء/١٦٦۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٧٣، الرقم/٣٥٤٢۔

(٤) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/١٠٩٢۔

امام ابو یعلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی بعثت پیر کے دن ہوئی اور میں منگل کے دن آپ پر اسلام لے آیا تھا۔

اسلام قبول کرنے کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی۔ یہ قول بھی ہے کہ نو سال اور بعض روایات میں آٹھ سال کا بھی قول ہے۔ امام ابنِ ہشام کی 'السیرۃ النبویۃ' اور ابن عبد البر کی 'الاستیعاب' میں یہ مذکور ہے۔ تاہم اس سے کم عمر کا قول بھی آیا ہے۔ حضرت حسن بن زید بن حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بچپن ہی سے کبھی بت پرستی میں مبتلا نہیں ہوئے تھے۔

حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا۔

اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

امام ابنِ عبد البر نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور جو کچھ آپ ﷺ (اپنے رب کی طرف سے) لائے تھے انہوں نے اس کی تصدیق کی، پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ پھر ذکر کیا گیا کہ صحیح یہی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اور محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ اسی لیے لوگوں پر اوّلیتِ اسلام والا اَمر مشتبہ ہو گیا۔

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ الِاثْنَيْنِ، وَصَلَّتْ خَدِيْجَةُ ؓ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَصَلّٰى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.(١)

٥. وَقِيْلَ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ لِمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ ؓ فِي قِصَّةِ بَدْءِ الْوَحْيِ وَنُزُوْلِ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ وَرُجُوْعِهٖ وَدُخُوْلِهٖ عَلٰى خَدِيْجَةَ، وَفِيْهِ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ. فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ، اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ. فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرٰى؟ فَأَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأٰى، فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِي نَزَّلَ اللهُ عَلٰى مُوْسٰى، يَا لَيْتَنِي فِيْهَا جَذَعٌ، (الْحَدِيْثَ إِلٰى أَنْ قَالَ:) وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ.(٢)

فَفِي هٰذَا أَنَّ الْوَحْيَ تَتَابَعَ فِي حَيَاةِ وَرَقَةَ، وَأَنَّهٗ آمَنَ بِهٖ وَصَدَّقَهٗ.

وَقَدْ رَوٰى أَبُوْ يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ وَأَبُوْ بَكْرٍ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدَيْهِمَا مِنْ رِوَايَةِ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَقَالَ: أَبْصَرْتُهٗ فِي بُطْنَانِ الْجَنَّةِ، عَلَيْهِ سُنْدُسٌ (لَفْظُ أَبِي

---

(١) أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١/ ٣٢٠، الرقم/ ٩٥٢۔

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب بدء الوحي، ١/ ٤، الرقم/ ٣۔

امام طبرانی نے 'المعجم الکبیر' میں محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع، ان کے والد اور ان کے دادا کے طریق سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: (بعد از بعثت) حضور نبی اکرم ﷺ نے پیر کے دن نماز ادا فرمائی اور پیر کے دن کے آخری حصے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھی اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔

۵۔ اور کہا گیا ہے کہ مردوں میں سے سب سے پہلے ورقہ بن نوفل ایمان لائے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیثِ 'بَدءِ الوحی' اور نزولِ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ﴾ کے بیان میں ہے، پھر آپ ﷺ کے غار سے لوٹنے اور حضرت خدیجہ کے پاس آنے کے واقعہ میں ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں۔ حضرت خدیجہ نے ان سے کہا: اے میرے چچا زاد! اپنے بھتیجے کی بات سنیے۔ ورقہ نے آپ سے کہا: اے بھتیجے! آپ کیا دیکھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے جو دیکھا تھا انہیں بتا دیا۔ ورقہ نے آپ سے کہا: یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش! میں جوان ہوتا۔ (یہاں تک فرمایا:) اگر میں آپ کی بعثت کے دن تک زندہ رہا تو آپ کی بھر پور مدد کروں گا۔ پھر ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور انہوں نے وفات پائی اور وحی کا سلسلہ بھی (چند دن تک) رکا رہا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے ورقہ کی زندگی میں وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا تھا۔ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق بھی کی تھی۔

امام ابو یعلی الموصلی اور ابو بکر البزار دونوں نے اپنی مسندوں میں مجالد کے طریق سے امام شعبی، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے متعلق سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اسے جنت کے اندرونی حصوں میں دیکھا ہے

يَعْلٰى). وَقَالَ الْبَزَّارُ: عَلَيْهِ حُلَّةٌ مِنْ سُنْدُسٍ.(١)

وَرَوَى الْحَاكِمُ أَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوْا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ.(٢)

قَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَرِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ.

وَقَدْ ذَكَرَ وَرَقَةَ فِي الصَّحَابَةِ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ بْنُ مَنْدَه وَقَالَ: اخْتُلِفَ فِي إِسْلَامِهِ. وَالْأَوْرَعُ أَنْ يُقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيْجَةُ، وَمِنَ الصِّبْيَانِ عَلِيٌّ، وَمِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ أَبُوْ بَكْرٍ، وَمِنَ الْمَوَالِي زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَمِنَ الْعَبِيْدِ بِلَالٌ.(٣)

وَالثَّامِنُ: مَنْ كَانَ آخِرَهُمْ مَوْتًا؟

آخِرُهُمْ عَلَى الْإِطْلَاقِ مَوْتًا أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ، مَاتَ سَنَةَ

(١) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٤/٤١، الرقم/٢٠٤٧، وابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، ١٦/٣٥٢، الرقم/٤٠٢٣.

(٢) أخرجه الحاكم في المستدرك، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، ذكر أخبار سيد المرسلين وخاتم النبيين ﷺ، ٢/٦٦٦، الرقم/٤٢١١.

(٣) ذكره ابن الصلاح في المقدمة/٣٠٠، والسيوطي في تدريب الراوي، ٢/٢٢٨، والسخاوي في فتح المغيث، ٣/١٣٧.

اور اس پر ریشمی کپڑا تھا۔ (یہ الفاظ ابو یعلی کے ہیں۔) امام البزار کے الفاظ ہیں: اس پر سندس ریشمی لباس تھا۔

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں یہ بھی روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ورقہ کو برا مت کہو، کیونکہ میں نے اس کے لیے ایک جنت یا (فرمایا) دو جنتیں دیکھی ہیں۔

امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

امام ابو عبد اللہ بن مندہ نے ورقہ بن نوفل کو صحابہ میں شمار کیا ہے، وہ (ورقہ بن نوفل کے حوالے سے) کہتے ہیں: ان کے اسلام میں اختلاف ہے۔ سب سے زیادہ احتیاط یہی ہے کہ یہ کہا جائے: خواتین میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں، بچوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، آزاد مردوں میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، (آزاد کردہ) غلاموں میں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

آٹھواں اَمر: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں وفات کس کی ہوئی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں علی الاطلاق حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ

مِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ. وَفِي وَفَاتِهِ أَقْوَالٌ أُخَرُ، أَحَدُهَا: أَنَّهُ بَقِيَ إِلٰى سَنَةِ عَشْرٍ وَمِائَةٍ وَهُوَ الَّذِي صَحَّحَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْوَفَيَاتِ، وَرَوٰى وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنْتُ بِمَكَّةَ سَنَةَ عَشْرٍ وَمِائَةٍ، فَرَأَيْتُ جَنَازَةً، فَسَأَلْتُ عَنْهَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا أَبُو الطُّفَيْلِ. وَالْقَوْلُ الثَّانِي: أَنَّهُ تُوُفِّيَ سَنَةَ سَبْعٍ وَمِائَةٍ وَجَزَمَ بِهِ أَبُوْ حَاتِمِ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ قَانِعٍ وَأَبُوْ زَكَرِيَّا بْنُ مَنْدَه. وَقِيْلَ: أَنَّهُ تُوُفِّيَ سَنَةَ اثْنَيْنِ وَمِائَةٍ، قَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيُّ.(١)

فَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ قَتَادَةَ، وَقِيْلَ: سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَقِيْلَ: السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ. وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجَمْهُوْرُ أَنَّ آخِرَهُمْ مَوْتًا بِهَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ وَالْوَاقِدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُوْ حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ وَابْنُ قَانِعٍ وَأَبُوْ زَكَرِيَّا بْنُ مَنْدَه وَنَقَلَ ابْنُ سَعْدٍ الِاتِّفَاقَ عَلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَيْسَ بَيْنَنَا اخْتِلَافٌ فِي ذٰلِكَ، وَفِي حِكَايَةِ الِاتِّفَاقِ نَظَرٌ، لِأَنَّهُ اخْتُلِفَ فِي وَفَاتِهِ هَلْ كَانَتْ بِالْمَدِيْنَةِ، أَمْ لَا؟ فَقَالَ قَتَادَةُ: أَنَّهُ تُوُفِّيَ بِمِصْرَ وَلِذٰلِكَ جَعَلَ قَتَادَةُ آخِرَهُمْ وَفَاةً بِالْمَدِيْنَةِ جَابِرًا. وَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ: أَنَّهُ تُوُفِّيَ بِالْإِسْكَنْدَرِيَّةِ، وَلِذٰلِكَ جَعَلَ آخِرَهُمْ وَفَاةً بِالْمَدِيْنَةِ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ، وَالْجَمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّهُ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ.

وَأَنَّهُ قَدْ تَأَخَّرَ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَحْمُوْدُ بْنُ

(١) ذكره ابن حجر العسقلاني في تهذيب التهذيب، ٧١/٥، الرقم/١٣٥.

کا وصال ہوا، ان کا ۱۰۰ ہجری میں وصال ہوا تھا۔ ان کے وصال سے متعلق دیگر اقوال بھی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ۱۱۰ھ تک حیات رہے، امام ذہبی نے اسے ہی 'الوفیات' میں صحیح قرار دیا ہے۔ امام وہب بن جریر ابنِ حازم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں ۱۱۰ھ میں مکہ مکرمہ میں تھا تب میں نے ایک جنازہ دیکھنے پر پوچھا: یہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضرت ابو الطفیل کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے ۱۰۷ھ میں وفات پائی اور اس کو امام ابو حاتم ابنِ حبان، ابنِ قانع اور ابو زکریا بن مندہ نے حتمی قرار دیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے ۱۰۲ھ میں وفات پائی اسے مصعب بن عبد اللہ الزبیری نے کہا ہے۔

مدینہ طیبہ میں وصال فرمانے والے سب سے آخری صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ اسے امام احمد بن حنبل نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں، اور یہ بھی قول ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ہیں۔ جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ اسے امام علی بن المدینی، ابراہیم بن المنذری، واقدی، محمد بن سعد، ابو حاتم بن حبان، ابنِ قانع اور ابو زکریا بن مندہ نے روایت کیا ہے اور اس پر ابنِ سعد نے اتفاق نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے درمیان اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے مگر اتفاق کا قول محلِّ نظر ہے۔ کیونکہ حضرت سہل بن سعد کی وفات میں اختلاف ہے کہ وہ مدینہ میں واقع ہوئی یا نہیں؟ (حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے) حضرت قتادہ کہتے ہیں: وہ مصر میں فوت ہوئے اسی لیے حضرت قتادہ مدینہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں۔ ابو بکر بن ابی داؤد نے کہا ہے کہ انہوں نے اسکندریہ میں وصال فرمایا لہٰذا وہ حضرت سائب بن یزید کی وفات مدینہ میں سب سے آخر میں مانتے ہیں۔ جمہور کا یہی موقف ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں وفات پائی۔

مذکورہ تینوں صحابہ کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پانے والوں میں حضرت محمود بن

الرَّبِيْعِ، فَأَمَّا مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ فَهُوَ الَّذِي عَقَلَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِهِ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهِ وَاسْتَدَلَّ بِذٰلِكَ عَلٰى صِحَّةِ سَمَاعِ الصَّغِيْرِ وَتُوُفِّيَ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ سَنَةَ تِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ. فَإِنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَالسَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ أَكْثَرَ مَا قِيْلَ: مَا تَأَخَّرَ وَفَاتُهُمَا إِلٰى سَنَةِ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ حِبَّانَ فِيْهِمَا، وَقِيْلَ: سَنَةَ ثَمَانٍ وَثَمَانِيْنَ، فَعَلٰى هٰذَا يَكُوْنُ آخِرَ الصَّحَابَةِ مَوْتًا بِالْمَدِيْنَةِ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.(١)

وَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِمَكَّةَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما، وَقِيْلَ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما، وَذَكَرَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ بِمَكَّةَ مَاتَ، فَهُوَ إِذًا الْآخِرُ بِهَا. وَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِالْبَصْرَةِ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه، وَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِالْكُوفَةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفٰى رضي الله عنه. وَبِالشَّامِ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ رضي الله عنه، وَقِيْلَ: بَلْ أَبُوْ أُمَامَةَ رضي الله عنه. وَتَبَسَّطَ بَعْضُهُمْ، فَقَالَ: آخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمِصْرَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ رضي الله عنه. وَبِفِلَسْطِيْنَ: أَبُوْ أُبَيِّ ابْنُ أُمِّ حَرَامٍ رضي الله عنه. وَبِدِمَشْقَ: وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ رضي الله عنه. وَبِحِمْصَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ رضي الله عنه. وَبِالْيَمَامَةِ: الْهِرْمَاسُ بْنُ زِيَادٍ رضي الله عنه. وَبِالْجَزِيْرَةِ: الْعُرْسُ بْنُ عُمَيْرَةَ رضي الله عنه. وَبِأَفْرِيْقِيَّةَ: رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ. وَبِالْبَادِيَةِ: فِي الْأَعْرَابِ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ رضي الله عنه. وَقِيْلَ فِي رُوَيْفِعٍ رضي الله عنه: إِنَّمَا مَاتَ فِي حَاضِرَةِ بَرْقَةَ وَقَبْرُهُ بِهَا.(٢)

---

(١) ذكره زين الدين العراقي في التقييد والإيضاح/٣١٤.

(٢) الأبناسي في الشذا الفياح، ٢/٥٠٢-٥٠٣.

الربیع کا نام آتا ہے۔ محمود بن الربیع وہ صحابی ہیں جن کو بچپن کا یہ واقعہ یاد تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے چہرے پر کُلی فرمائی تھی جیسا کہ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری نے اس روایت سے چھوٹے بچے کے لئے سماعتِ حدیث کا استدلال کیا ہے۔ محمود بن الربیع نے ۹۹ھ میں وصال فرمایا۔ حضرت سہل بن سعد اور سائب بن یزید کے متعلق اکثر یہ قول بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونوں کی وفات ۹۱ھ تک ہوئی ہے اور ان دونوں کے بارے میں یہ قول ابنِ حبان کا ہے۔ ایک قول ۸۸ھ کا بھی آیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں حضرت محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والوں میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور علی بن المدینی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے مکہ میں وفات پائی لہٰذا وہی مکہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں۔ **بصرہ** میں سب سے آخر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور **کوفہ** میں سب سے آخر میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور **شام** میں (وفات پانے کے اعتبار سے) حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ کا نام آتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ نہیں بلکہ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام میں سب سے آخر میں وہاں وفات پائی۔ بعض ائمہ نے اس مسئلہ کو وسعت دے کر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سب سے آخر میں **مصر** میں حضرت عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، **فلسطین** میں ابو اُبی ابنِ اُمِّ حرام رضی اللہ عنہ، **دمشق** میں حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ، **حمص** میں حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ، **یمامہ** میں حضرت ہرماس بن زِیاد رضی اللہ عنہ، **جزیرہ** میں العُرس بن عَمِیرہ رضی اللہ عنہ، **افریقہ** میں حضرت رُوَیفع بن ثابت رضی اللہ عنہ اور **دیہات** کے رہنے والوں میں حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ حضرت رُوَیفع رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بَرقہ میں وفات پائی اور ان کی قبر وہیں ہے۔

اَلْبَابُ الرَّابِعُ

بَيَانُ الْخِلَافَةِ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ
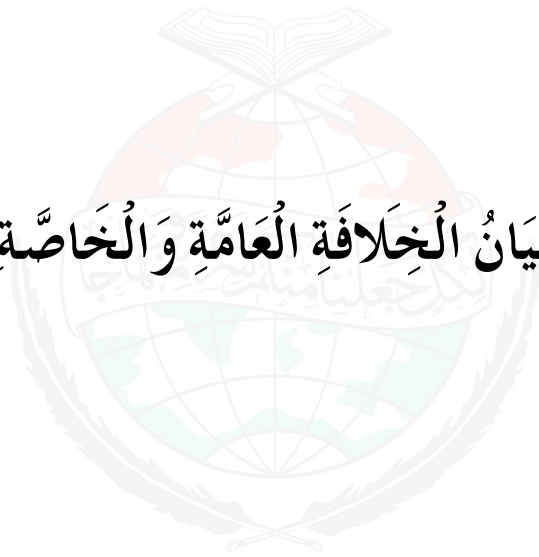
باب نمبر 4

﴿خلافتِ عامہ و خاصہ کا بیان﴾

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الزَّاغُوْنِيِّ (ت٥٢٧هـ) فِي الْإِيْضَاحِ: إِنَّ اللهَ تَعالىٰ تَلىٰ ذٰلِكَ فِي حَقِّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِإِجْرَائِهِمْ عَلىٰ سُنَنِ الْأُمَمِ السَّالِفَةِ فِيْ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ تَعَالىٰ: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ [النور، ٢٤/٥٥]. وَفِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلىٰ أَنَّهُ مُسْتَخْلِفٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ رِجَالاً يَقُوْمُوْنَ بِالْحَقِّ كَمَا اسْتَخْلَفَ فِي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ.

وَأَجْمَعُوْا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلىٰ إِقَامَةِ الْخُلَفَاءِ بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ.(١)

الْخِلافَةُ الْعَامَّةُ وَصِفَاتُهَا

قَالَ الْإِمَامُ وَلِيُّ اللهِ الدِّهْلَوِيُّ فِي ''إِزَالَةِ الْخِفَاءِ'':

اَلْخِلافَةُ الْعَامَّةُ: هِيَ الرِّئَاسَةُ الْعَامَّةُ فِي التَّصَدِّي لِإِقَامَةِ الدِّيْنِ، بِإِحْيَاءِ الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ، وَإِقَامَةِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ، وَالْقِيَامِ بِالْجِهَادِ، وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

(١) ابن الزاغوني في الإيضاح في أصول الدين/٦٠٢-٦٠٣۔

امام ابن الزاغونی نے اپنی کتاب 'الإیضاح فی أصول الدین' میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اِس امت کے حق میں ان کو گزشتہ امتوں کے طریقوں پر گامزن کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل اُمت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی اَمانتِ اِقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (غلبہ و اقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لیے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا۔﴾ اس آیت میں اس بات کی طرف رہنمائی ہے کہ وہ اِس امت میں سے کچھ لوگوں کو اسی طرح خلیفہ یعنی سربراہ منتخب فرمائے گا جو حق کا نظام قائم کریں گے جس طرح پہلی قوموں کے لوگوں کو منتخب فرمایا تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد تمام امت کا بلا اختلاف و انکار انتخابِ خلیفہ پر اجماع ہوا تھا۔

﴿خلافتِ عامہ اور اس کی صفات کا بیان﴾

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب 'اِزالۃ الخفا' میں فرماتے ہیں:

خلافتِ عامہ: وہ عمومی ریاستی منصب ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کی نیابت میں علومِ دینیہ کے احیاء، ارکانِ اسلام کے قیام، جہاد اور اس کے متعلقات، جیسے افواج کو منظّم کرنا، ریاستی

مِنْ تَنْظِيْمِ الْجُيُوْشِ وَالْفَرْضِ لِلْمُقَاتَلَةِ، وَإِعْطَائِهِمْ مِنَ الْفَيْءِ، وَالْقِيَامِ بِالْقَضَاءِ، وَإِقَامَةِ الْحُدُوْدِ، وَرَفْعِ الْمَظَالِمِ، وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، نِيَابَةً عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَتَفْصِيْلُ هٰذَا التَّعْرِيْفِ: أَنَّهُ مَعْلُوْمٌ قَطْعًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُعِثَ لِكَافَّةِ خَلْقِ اللهِ، وَعَامَلَهُمْ مُعَامَلَاتٍ شَتّٰى، وَاشْتَرَكَ مَعَهُمْ فِي بَعْضِ التَّصَرُّفَاتِ، وَعَيَّنَ لِكُلِّ مُعَامَلَةٍ خَلِيْفَةً وَنَائِبًا عَنْ ذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ، وَاهْتَمَّ بِالْأُمُوْرِ اهْتِمَامًا عَظِيْمًا.(١)

وَإِذْ إِنَّهُ مِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَّ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَعَيَّنَ الْأَئِمَّةَ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَعَنِيَ بِأَخْذِ الزَّكَاةِ وَصَرْفِهَا فِي مَصَارِفِهَا، وَاخْتَارَ الْعُمَّالَ لِهَذِهِ الْأَعْمَالِ، وَكَذٰلِكَ كَانَ يَسْمَعُ الشَّهَادَةَ لِثُبُوْتِ رُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ وَالْعِيْدِ، وَيَأْمُرُ بِالصِّيَامِ وَالْفِطْرِ، إِنْ ثَبَتَتِ الرُّؤْيَةُ بِالشَّهَادَةِ، وَأَقَامَ الْحَجَّ بِنَفْسِهٖ، وَلَمَّا لَمْ يَبْلُغِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ فِي السَّنَةِ التَّاسِعَةِ لِلْهِجْرَةِ أَرْسَلَ إِلَيْهَا أَبَا بَكْرٍ ﵁ لِيُقِيْمَ الْحَجَّ نِيَابَةً عَنْهُ ﷺ، وَأَمَّا قِيَامُهُ ﷺ بِالْجِهَادِ، وَنَصْبِ الْأُمَرَاءِ، وَبَعْثِ الْجُيُوْشِ، وَالسَّرَايَا، وَقِيَامُهُ بِالْقَضَاءِ فِي الْخُصُوْمَاتِ، وَنَصْبِ الْقُضَاةِ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ، وَإِقَامَةِ الْحُدُوْدِ، وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ؛ فَإِنَّهَا لَا تَحْتَاجُ إِلٰى بَيَانٍ وَدَلِيْلٍ الْبَتَّةَ، وَلَمَّا انْتَقَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى لَمْ تَزَلْ إِقَامَةُ الدِّيْنِ

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/٨٥۔

دفاع کا فرض ہونا اور سپاہیوں کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرنا کے قیام، اور نظام عدل و قضاء اور حدود کو قائم کرنے، مظالم کو دور کرنے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی صورت میں اِقامت دین کے لیے جدوجہد کرنے سے عبارت ہے۔

اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام مخلوقِ خدا کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اور آپ ﷺ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات کئے اور کچھ تصرفات میں ان کے ساتھ شریک ہوئے اور ہر معاملہ کے لیے اپنا نائب مقرر فرمایا اور تمام امور کو بھر پور توجہ عنایت فرمائی۔

جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جمعہ، عیدین اور پنجگانہ نماز کی امامت کا اہتمام خود فرماتے تھے اور ہر جگہ پر ائمہ مقرر فرما رکھے تھے اور زکوۃ وصول کرنے اور اسے اس کے مصارف میں خرچ کرنے کا اہتمام فرماتے تھے اور ان امور کی انجام دہی کے لیے آپ ﷺ نے عامل مقرر فرما رکھے تھے۔ اسی طرح رمضان المبارک اور عید کے چاند کی رؤیت کے ثبوت پر شہادت سنتے اور اگر چاند نظر آنے کی گواہی مل جاتی تو لوگوں کو روزہ رکھنے یا عید کرنے کا حکم صادر فرماتے۔ اور حج کا قیام بھی آپ ﷺ نے خود (بنفس نفیس) فرمایا اور ہجرت کے نویں سال جب حضور نبی اکرم ﷺ مکہ معظّمہ (حج کے لیے) تشریف نہ لے جاسکے تو حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کو بھیجا تاکہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے نیابۃً لوگوں کو حج کرائیں۔ نیز حضور نبی اکرم ﷺ کا جہاد کے نظام کو قائم کرنا، سپاہ سالاروں کو مقرر کرنا، مختصر فوجی دستوں کو بھیجنا، تنازعات میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا، اور اسلامی علاقوں میں قضاۃ مقرر کرنا، حدود کا نظام قائم کرنا، اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا یہ (تمام ایسے امور ہیں جو) ہرگز محتاجِ بیان و دلیل نہیں ہیں۔ (لیکن) جب حضور نبی اکرم ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو (آپ ﷺ کے وصال کے بعد) بھی اقامتِ دین (کا فریضہ) اپنی تفصیلات و جزئیات کے ساتھ

بِكُلِّ تَفَاصِيْلِهِ وَجُزْئِيَّاتِهِ وَاجِبَةً، وَإِقَامَةُ الدِّيْنِ يَتَوَقَّفُ عَلىٰ نَصْبِ شَخْصٍ يَهْتَمُّ بِهَذَا الْأَمْرِ اهْتِمَامًا بَالِغًا، وَيُرْسِلُ النُّوَّابَ إِلَى الآفَاقِ، وَيَطَّلِعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ، وَأَلَّا يَنْحَرِفُوْا عَنْ أَمْرِهِ شَيْئًا بَلْ يَتَحَرَّكُوْا حَسَبَ إِشَارَتِهِ، وَيَكُوْنُ هٰذَا الشَّخْصُ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ، وَنَائِبًا عَنْهُ بِكُلِّ مَعْنَاهُ. وَهِيَ فِي مَعْنَى الرِّئَاسَةِ الْعَامَّةِ، وَالْحُكُوْمَةِ، وَالإِمَارَةِ، وَالسَّلْطَنَةِ، وَالدَّوْلَةِ وَغَيْرِهَا.(١)

مَنْ هُوَ الْأَصْلَحُ لِلْخِلافَةِ؟

وَقَالَ الإِمَامُ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيْدِيُّ (ت٣٣٣هـ): الْأَصْلُ فِي أَمْرِ الْخِلافَةِ أَنَّهَا أَمْرٌ تَتَّصِلُ بِهِ مَصَالِحُ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، يُبْتَلىٰ صَاحِبُهَا بِالْأَخْلاقِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِي لَا يَصْبِرُ لَهَا وَلَا يَقُوْمُ بِحِفْظِ حُدُوْدِ اللهِ تَعَالىٰ مِنْ جَمِيْعِ أَهْلِهَا إِلَّا مَنِ اتَّسَعَ صَدْرُهُ وَظَهَرَتْ صُحْبَتُهُ أَصْنَافَ الْبَشَرِ وَعَرَفَ مُعَامَلَةَ كُلِّ نَوْعٍ عَلىٰ مَا عَلَيْهِ حَدُّ اللهِ تَعَالىٰ فِي أَمْثَالِهِمْ. ثُمَّ تَتَّصِلُ بِهِ حُقُوْقُ اللهِ تَعَالىٰ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَبْضَاعِ، لَا يَقُوْمُ بِوَفَائِهَا إِلَّا مَنْ عَظُمَ وَرَعُهُ وَتَمَّ تَقْوَاهُ وَكَرُمَ خُلُقُهُ.

ثُمَّ تَتَّصِلُ بِهِ أَحْكَامُ اللهِ تَعَالىٰ، لَا يَصْلُحُ لِوَفَائِهَا إِلَّا بِأَمْرَيْنِ: أَحَدُهُمَا فِي التَّبَصُّرِ فِي فُنُوْنِ الْحِكَمِ وَالْعِلْمِ بِأَحْكَامِ الدِّيْنِ، وَالثَّانِي أَلَّا يُبَالِيَ بِمَا يَنَالُهُ فِي ذَاتِ اللهِ تَعَالىٰ وَلَا يَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ فِيْمَا يَرْجُوْ فِيْهِ مَرْضَاةَ اللهِ

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/ ٨٦-٨٧.

واجب رہا اور (اس تفصیل کے ساتھ) دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے مقرر ہونے پر موقوف تھا جو اس کام کا پورا اہتمام کر سکے اور اطراف واَکناف میں اپنے نائب بھیجے اور ان کے حال سے خبردار رہے، اور اس بات پر کہ وہ اس کے حکم سے انحراف نہ کریں بلکہ اس کی ہدایات پر عمل جاری رکھیں اور ایسا ہی شخص حضور نبی اکرم ﷺ کا سیاسی خلیفہ اور آپ کا سیاسی نائب (بننے کا حقدار) ہو گا۔ اور یہ منصب خلافتِ عامہ، ریاستِ عامہ، حکومت، امارت، سلطنت اور مملکت وغیرھا کے جملہ الفاظ، اصطلاحات اور معانی کو محیط ہے۔

﴿خلافت کے لیے سب سے زیادہ اہل کون ہے؟﴾

امام ابو منصور الماتریدی (ت۳۳۳ھ) فرماتے ہیں: امر خلافت کی **اصل بنیاد** یہ ہے کہ یہ ایسا امر ہے جس سے دنیا و آخرت کے مصالح وابستہ ہیں۔ صاحبِ خلافت کو مختلف قسم کے اخلاقی اوصاف کے ذریعے پرکھا جاتا ہے، وہ ایسے اوصاف ہیں کہ جن پر اس منصب کے اہل افراد میں سے صرف وہی شخص ثابت قدمی سے قائم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے جس کا سینہ کشادہ ہو اور جس کی صحبت میں ہر نوع کے انسان آئیں (یعنی وہ انسان کی ہر صنف کے مزاج سے واقف ہو)۔ ہر قسم کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی حدود کے نفاذ کی معرفت رکھتا ہو۔ پھر لوگوں کے اموال اور آبروؤں کے باب میں اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ حقوق بھی امرِ خلافت سے وابستہ ہیں۔ ان کو وہی شخص پورا کر سکتا ہے جس کا وَرع عظیم، تقویٰ کامل اور اخلاق عمدہ ترین ہو۔

پھر اس منصب خلافت و ریاست سے احکامِ الٰہی بھی وابستہ ہیں۔ (یعنی احکام الٰہیہ کے نفاذ کی ذمہ داری بھی خلیفہ یا سربراہِ حکومت و ریاست پر عائد ہوتی ہے) خلیفہ/ حاکم ان اَحکام کا نفاذ دو صورتوں میں ہی کر سکتا ہے: پہلی یہ کہ وہ شخص فنونِ حکمت، علومِ اَحکامِ دین پر گہری نظر رکھتا ہو۔ دوسری یہ کہ راہِ حق میں اسے جو مصیبت بھی پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اس کی پرواہ نہ کرے اور وہ جس کام میں رضائے الٰہی کی امید کرتا ہو اس میں کسی ملامت

تَعَالٰى. ثُمَّ تَتَّصِلُ بِهٖ أُمُوْرُ الْمَظَالِمِ وَمُنَازَعَاتٍ تَقَعُ بَيْنَ الْخَلْقِ، لَا يَقُوْمُ الْمَرْءُ بِوَفَائِهَا إِلَّا مَنْ بَالَغَ فِي النُّصْحِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَتَمَّ زُهْدُهُ فِي الدُّنْيَا وَظَهَرَتْ صِيَانَتُهُ لِلْعَرْضِ. ثُمَّ تَتَّصِلُ بِهِ الْأُمُوْرُ الَّتِي بَيْنَ أَهْلِ دِيْنِ اللهِ وَغَيْرِهِمْ مِمَّا كَانَ فِي الْأَمْرِ بِذٰلِكَ مُخَالَفَةُ الدِّيْنِ وَالْمُوَافَقَةُ، وَهُمَا وَجْهَانِ يَدْعُوَانِ إِلَى الْمَيْلِ وَالْإِيْثَارِ وَإِلَى الْجَوْرِ وَالظُّلْمِ، وَلِذٰلِكَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا﴾ [المائدة، ٥/٨]، ثُمَّ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ.

وَذٰلِكَ يَدْعُوْ إِلٰى مَا ذَكَرْتُ فَيُحْتَاجُ فِي ذٰلِكَ إِلٰى عَفِيْفٍ صَالِحٍ يَعْظُمُ فِي عَيْنِهٖ قَدْرُ نِعَمِ اللهِ تَعَالٰى، وَيَجِلُّ فِي قَلْبِهٖ قَدْرُ حَقِّهٖ، لِيَقُوْمَ بِوَفَاءِ ذٰلِكَ مَعَ أُمُوْرٍ فِي ذٰلِكَ يَحْتَاجُ الْمَرْءُ فِيْهِ أَنْ يَجْمَعَ مَعَ الْعِلْمِ بِأَحْكَامِ اللهِ تَعَالٰى، وَالْقِيَامِ بِأُمُوْرِ دِيْنِهٖ أَنْوَاعَ آدَابِ النَّفْسِ وَالْمُعَاشَرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَالْبَصِيْرَةِ فِي أَمْرِ الْمُلْكِ وَالسِّيَاسَةِ وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ فِي حَقِّ الْمُعَامَلَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ. وَيَتَّصِلُ بِهٖ أَيْضًا أَمْرُ جِهَادِ الْأَعْدَاءِ مَعَ حُسْنِ الدَّعْوَةِ وَاتِّصَالِ أَنْوَاعِ الْأَمْوَالِ تَقَعُ تَحْتَ أَرْبَابِهَا، وَالصَّرْفُ إِلَى الْمُسْتَحِقِّيْنَ لَهَا.

کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہو۔ پھر اس امرِ خلافت وحکومت سے رعایا کے درمیان واقع ہونے والے ظلم و ناانصافی اور تنازعات کے امور بھی متعلق ہیں۔ یہ فریضہ وہی شخص نبھا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کے لئے خیر خواہی کے نہایت اونچے درجہ پر فائز ہو، زہد فی الدنیا میں کامل ہو اور اس کا (دنیوی) مال و متاع (کی لالچ) سے محفوظ ہونا ظاہر ہو چکا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے دین کو ماننے اور نہ ماننے والوں کے معاملات (بغیر کسی اِفراط وتفریط کے حل کروانے کی ذمہ داری) بھی امرِ خلافت سے جڑی ہوئی ہے، یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس میں دین کی مخالفت اور موافقت جیسے دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہے اور یہ دونوں ایسی جہتیں ہیں جو (ماننے والوں کے حق میں) میلان و ایثار اور (نہ ماننے والوں کے حق میں) ظلم وستم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو﴾۔ پھر قریب و بعید کے تعلق میں بھی یہی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔

اور قریب و بعید کا یہ تعلق بھی اسی رجحان کی طرف دعوت دیتا ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے (یعنی عدل نہ کرنے کی طرف)۔ لہٰذا اس طرح کے امور کی انجام دہی کے لیے کسی صالح شخص کی ضرورت پڑتی ہے جس کی نگاہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی عظمت پاکیزہ صفت و وسعت کے ساتھ سمائی ہو (کہ اس کی نعمتیں اسے ماننے اور نہ ماننے والے دونوں کے لئے عام ہیں) اور اس کے دل میں ذاتِ الٰہیہ کے حقوق کی قدر ومنزلت جاگزیں ہو، تاکہ وہ امرِ خلافت کو اس کے تمام امور (حقوق الٰہیہ اور حقوق العباد کی ادائیگی) کے ساتھ بجا لا سکے۔ جس میں انسان کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ احکامِ الٰہیہ کے علم اور امور دین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ انسان کی انفرادی، معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے آداب سے واقف ہو اور مملکت و سیاست کے امور میں کامل بصیرت رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں حسنِ اخلاق جیسی صفات کا بھی جامع ہو۔ اس امرِ خلافت سے دشمنوں کے ساتھ (امن و) جہاد کا معاملہ بھی منسلک ہے، نیز یہ بھی کہ ان کو احسن طریقے سے اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ اور ان اموال کا معاملہ بھی

اَلْأَمْرُ الثَّانِي: هُوَ الْكَلَامُ فِي أَوْصَافِهِ الَّتِي بِهَا يَصِيْرُ أَهْـلًا لِلْخِلَافَةِ. فَأَمَّا مَا ذَكَرَهُ الْإِمَامُ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ فِي ذٰلِكَ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ جَامِعًا بَيْنَ عِلْمِ الْأَحْكَامِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمُعَاشَرَةِ النَّاسِ وَمُعَامَلَتِهِم، وَعُلُوِّ الْهِمَّةِ وَصَوْنِ النَّفْسِ عَنِ الْخَبَائِثِ وَالطَّمَعِ، وَبَسْطِ الْيَدِ فِي الْأَمْوَالِ، وَالْعِفَّةِ عَنِ الْفُرُوْجِ وَالْأَبْضَاعِ، وَالْعَدَالَةِ وَالْوَرَعِ، وَبَيْنَ قُوَّةِ الصَّرِيْمَةِ وَشِدَّةِ الشَّكِيْمَةِ، وَالْقُدْرَةِ عَلٰى إِنْصَافِ الْمَظْلُوْمِ مِنَ الظَّالِمِ وَرَبَاطَةِ الْجَأْشِ وَالشَّجَاعَةِ وَالْإِقْدَامِ وَحُسْنِ الْقِيَامِ بِتَدَابِيْرِ الْحُرُوْبِ وَجَرِّ الْعَسَاكِرِ وَالرِّفْقِ فِي الْإِيَالَةِ وَالْقِيَامِ بِأَسْبَابِ السِّيَاسَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

فَأَمَّا كَوْنُهُ سَائِسًا قَوِيًّا عَلٰى تَنْفِيْذِ الْأَحْكَامِ وَإِنْصَافِ الْمَظْلُوْمِ مِنَ الظَّالِمِ وَسَدِّ الثُّغُوْرِ وَحِمَايَةِ الْبَيْضَةِ وَحِفْظِ حُدُوْدِ دَارِ الْإِسْلَامِ وَجَرِّ الْعَسَاكِرِ. فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ شَرْطًا، إِذْ لَوْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَمْ يُحصَلْ مَا نُصِبَ الْإِمَامُ لِأَجْلِهٖ.(١)

مَسْأَلَةُ إِمَامَةِ الْمَفْضُوْلِ

قَالَ الإِمَامُ أَبُو الْمُعِيْنِ النَّسَفِيُّ فِيْ تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةِ: فَأَمَّا كَوْنُهُ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهٖ، فَلَيْسَ بِشَرْطٍ عِنْدَنَا، نَصَّ عَلَيْهِ الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيْدِيُّ فِي كِتَابِ

(١) أبو المعين النسفي في تبصرة الأدلة، ٢/١١٠٩-١١١٢.

خلافت سے مربوط ہے جو خلیفہ کے اُمراء کی تحویل میں ہیں اس طرح کہ اُن اموال کو صرف حقداروں میں تقسیم کیا جائے۔

دوسرا اہم معاملہ خلیفہ کے اُن اوصاف پر مشتمل ہے کہ جن کے ذریعے وہ خلافت کا اہل ہو جاتا ہے۔ امام ابو منصور نے اس حوالے سے جو اوصاف ذکر کیے ہیں اور جو خلیفہ کے لیے ضروری ہیں، ان میں اَحکامِ شرعیہ اور حلال و حرام کا علم رکھنا، لوگوں کے ساتھ میل جول اور معاملہ کرنا، بلند ہمت ہونا، نفس کا برے کاموں اور لالچ سے پاک ہونا، مال کے خرچ میں کشادہ دل ہونا، عزتوں اور آبروؤں کا محافظ و پاکدامن ہونا، عدل و وَرع کا حامل ہونا، قوتِ عزیمت، خود داری، ظالم سے مظلوم کو انصاف دلانے کی قدرت، جنگی معاملات میں ہمت و شجاعت کا مظاہرہ، پیش قدمی کا جذبہ، بہترین جنگی حکمت عملی تیار کرنا، افواج کی کمان کرنا، رعایا کے معاملات میں نرمی اختیار کرنا، امورِ سیاست کا نفاذ اور اس کے علاوہ مزید دیگر صفات کا جامع ہونا شامل ہیں۔

شرعی قوانین کے اجراء، ظالم کے خلاف مظلوم کی داد رسی، پہاڑی دروں کی ناکہ بندی، نظریہ اسلام کی حفاظت، اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت اور امن دشمن طاغوتی قوتوں کے خلاف فوجی کاروائی پر قادر ہونا اور ان امور میں لائق قیادت ہونا اس کی لازمی شرائط میں سے ہیں، اگر یہ مفقود ہوں گی تو امام (سربراہِ مملکت) کے تقرر کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

مفضول کی امامت کا بیان

اِمام ابو معین نسفی ''**تبصرة الأدلة**'' میں فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک خلیفہ کا اپنے جملہ معاصرین سے افضل ہونا شرط نہیں ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی نے کتاب '**المقالات**' میں

'الْمَقَالَاتِ'، بَلْ إِذَا كَانَ فَاضِلًا صَالِحًا لِلْإِمَامَةِ وَعُقِدَتْ لَهُ الْإِمَامَةُ انعَقَدَتْ وَإِنْ كَانَ الْأَفْضَلُ مِنْهُ مَوْجُوْدًا.

وَذَهَبَ الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ إِلٰى أَنَّ إِمَامَةَ الْمَفْضُوْلِ لَا تَنْعَقِدُ مَعَ وُجُوْدِ الْفَاضِلِ، وَيَقُوْلُ: إِنَّ مِنَ الْأَوْصَافِ الَّتِي يَصِيْرُ بِهَا الرَّجُلُ أَهْلًا لِلْإِمَامَةِ أَلَّا يَكُوْنَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ زَمَانِهٖ أَفْضَلَ مِنْهُ، فَإِذَا وُجِدَ الْأَفْضَلُ لَمْ تَثْبُتْ لِلْمَفْضُوْلِ أَهْلِيَّةُ الْإِمَامَةِ.

إِلَّا أَنَّ أَصْحَابَنَا احْتَجُّوا أَنَّ عُمَرَ ﵁ لَمَّا طُعِنَ جَعَلَ الْخِلَافَةَ شُوْرٰى بَيْنَ سِتَّةِ نَفَرٍ مَعَ ظُهُوْرِ فَضِيْلَةِ بَعْضِهِمْ عَلَى الْبَعْضِ، وَلَمْ يُعَيِّنِ الْأَفْضَلَ مِنْهُمْ بَلْ فَوَّضَ إِلَيْهِمْ لِيَخْتَارُوْا مَنْ كَانَتِ الْمَصْلَحَةُ بِإِمَامَتِهٖ أَعَمَّ لِلْخَلْقِ وَمَنْ كَانَ أَقْدَرَ عَلَى الْقِيَامِ بِمَا فُوِّضَ الْقِيَامُ بِهٖ إِلَى الْإِمَامِ، وَإِنْ كَانَ غَيْرُهٗ أَفْضَلَ مِنْهُ فِي نَفْسِهٖ.

وَهٰذَا لِأَنَّ كَوْنَ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ ﵄ أَفْضَلَ مِمَّنْ دَخَلَ مَعَهُمَا فِي الشُّوْرٰى كَانَ ظَاهِرًا، إِنَّمَا الْإِلْتِبَاسُ كَانَ فِي أَنَّ قِيَامَ أَيِّهِمْ بِأُمُوْرِ الْإِمَامَةِ وَمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْفَعُ لَهُمْ وَأَعْوَدُ وَأَعَمُّ فَائِدَةً وَأَتَمُّ عَائِدَةً، فَفَوَّضَ إِلَيْهِمْ ذٰلِكَ لِيَنْظُرُوْا فِيْهِ فَيُقَلِّدُوا الْإِمَامَةَ أَصْلَحَهُمْ لِذٰلِكَ.

اس قول کا طے شدہ ہونا بیان کیا ہے۔ بلکہ جب امامت کے لیے کوئی صالح فاضل شخص موجود ہو اور اس کی امامت تسلیم کر لی جائے تو وہ منعقد ہو جائے گی اگرچہ وہاں کوئی اس سے بھی افضل و اصلح شخص موجود ہو۔

امام ابو الحسن الاشعری کا موقف یہ ہے کہ فاضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت منعقد نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں: وہ اوصاف جن کی وجہ سے کوئی شخص امامت کا اہل بنتا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے اہلِ زمانہ میں سے کوئی ایک شخص بھی اس سے افضل نہ ہو، لہٰذا جب افضل موجود ہوا تو مفضول کے حق میں اِمامت کی اہلیت ثابت نہیں ہوگی۔

مگر ہمارے اصحاب یعنی ائمہِ احناف نے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیزے کی ضرب سے زخمی ہوئے تو انہوں نے خلافت کے لیے چھ اَفراد پر مشتمل کمیٹی بنائی تھی باوجود اس کے کہ ان میں سے بعض کی بعض پر فضیلت عیاں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے افضل کو خلیفہ مقرر نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ معاملہ ان چھ حضرات کے سپرد کر دیا کہ وہ ایسے شخص کا انتخاب کریں جس کے انتخاب میں مخلوقِ خدا کا فائدہ زیادہ ہو اور جو امام کے سپرد ہونے والی ذمہ داریوں کے نفاذ پر زیادہ قدرت و اہلیت رکھتا ہو، اگرچہ اس کا غیر اپنی ذات کے اعتبار سے اس سے افضل ہو۔

اس بنیاد پر ہمارے اصحاب نے یہ موقف اختیار کیا ہے کیونکہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بقیہ چاروں افراد سے افضل ہونا ظاہر اور واضح تھا جو ان کے ساتھ مشاورت کی کمیٹی میں داخل تھے۔ التباس دراصل یہ تھا کہ ان (منتخب افراد) میں سے کون امور سلطنت اور مسلمانوں کے عمومی مفادات سے متعلقہ امور کی انجام دہی میں سب سے زیادہ نفع بخش، سب سے زیادہ مزاج پرسی کرنے والا، سب سے زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد یہ معاملہ کیا تاکہ وہ اس میں غور کریں اور اس منصب پر سب سے زیادہ مستحق فرد کو فائز کر دیں۔

وَلِأَنَّ لا وَجْهَ لِمَعْرِفَةِ فَضِيْلَةِ أَحَدٍ عَلىٰ طَرِيْقِ الْحَقِيْقَةِ عِنْدَ اللهِ تَعَالىٰ، بَلْ هُوَ أَمْرٌ يَثْبُتُ بِالْاِجْتِهَادِ وَغَالِبِ الظَّنِّ، فَتَعْلِيْقُ الْحُكْمِ بِهِ تَعْلِيْقٌ بِمَا لا يُمْكِنُ الْقِيَامُ بِهِ، وَالْحَاجَةُ إِلىٰ مَعْرِفَةِ ذٰلِكَ بِالنَّاسِ مَاسَّةٌ؛ إِذِ الْخِلافَةُ تَثْبُتُ بِعَقْدِهِمْ وَاخْتِيَارِهِمْ، فَإِذَا كَانَ لا يُمْكِنُهُمُ الْوَقُفُ عَلىٰ ذٰلِكَ حَقِيْقَةً لَمْ يَكُنْ لِتَعْلِيْقِ الْحُكْمِ بِهِ فَائِدَةٌ، بِخِلافِ النُّبُوَّةِ؛ فَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ هُوَ الَّذِي يَخْتَارُ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِرِسَالَتِهٖ وَنُبُوَّتِهٖ وَهُوَ الْعَالِمُ بِحَقِيْقَةِ كُلِّ شَيءٍ، فَكَانَ مَنِ اخْتَارَهُ مِنْ أَهْلِ زَمَانِهٖ لِرِسَالَتِهٖ وَتَحْمِيْلِ أَمَانَتِهٖ أَفْضَلَ خَلِيْقَتِهٖ وَأَكْمَلَ بَرِيَّتِهٖ فِي وَقْتِهٖ.(١)

إِنَّ الْخَلِيْفَةَ لا يُشْتَرَطُ فِيْهِ أَنْ يَكُوْنَ مَعْصُوْمًا

قَالَ الإِمَامُ أَبُو الْمُعِيْنِ النَّسَفِيُّ فِيْ تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةِ: وَكَذَا كَوْنُهُ مَعْصُوْمًا لَيْسَ بِشَرْطٍ عِنْدَنَا، بَلِ الْعِصْمَةُ مِنْ شَرْطِ النُّبُوَّةِ؛ إِذْ هِيَ مُقْتَرِنَةٌ بِأَعْلَامٍ وَمُعْجِزَاتٍ خَارِجَاتٍ عَنِ الْعَادَاتِ وَالطَّبَائِعِ، يُعْرَفُ بِذٰلِكَ صِدْقُهُمْ وَتَظْهَرُ عِصْمَتُهُمْ، وَلَيْسَ مَعَ الْأَئِمَّةِ شَيءٌ مِنْ ذٰلِكَ، وَلِأَنَّهُ لا وُقُوْفَ عَلىٰ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْوَحْيِ، وَلا وَحْيَ مَعَ مَنْ يَخْتَارُ الْإِمَامَ لِعَقْدِ الْإِمَامَةِ، فَلَوْ لَزِمَهُمْ نَصْبُ الْإِمَامِ الْمَعْصُوْمِ وَلَيْسَ مَعَهُمْ دَلِيْلُ عِصْمَتِهٖ لَكَانَ فِيْهِ تَكْلِيْفُ مَا لَيْسَ فِي الْوُسْعِ، وَاللهُ تَعَالىٰ تَبَرَّأَ عَنْ تَكْلِيْفِ مِثْلِهٖ

(١) ذكره أبو المعين النسفي في تبصرة الأدلة، ٢/١١١٣-١١١٤.

اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقت میں کسی فرد کی فضیلت کو جاننے اور پہچاننے کی کوئی جہت متعین نہیں ہے بلکہ یہ ایسا معاملہ ہے جو اجتہاد اور ظنِ غالب سے ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا خلافت و حکومت کو اس امر کی تفضیل کے ساتھ جوڑنا ایسا معاملہ ہے جس پر عمل ممکن نہیں اور لوگوں کے لئے اس کی معرفت انتہائی ضروری ہے کیونکہ خلافت (حکومت کی سربراہی) ان کے خلیفہ و سربراہ منتخب کرنے اور ان کے عقدِ بیعت (یعنی اس کی امارت کو تسلیم کر لینے) سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ جب ان کے لئے اس معاملہ میں حقیقی طور پر مطلع ہونا ممکن نہیں تو اس بات کو خلافت کے ساتھ جوڑنے کا کوئی فائدہ بھی نہ رہا، برخلاف نبوت کے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی نبوت و رسالت کے لیے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور وہ ہر چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے جسے وہ کسی زمانہ والوں کے لیے اپنی رسالت اور امانت کی سپردگی کے لیے چنتا ہے وہ اس کی مخلوق میں سب سے افضل اور اس کی خلق میں اپنے وقت میں سب سے کامل ہوتا ہے۔

خلیفہ/ سربراہِ مملکت کے لیے معصوم ہونے کی شرط نہیں ہے

اِمام ابو معین نسفی ''تبصرۃ الأدلۃ'' میں ارشاد فرماتے ہیں: اسی طرح ہمارے اصحاب اور جمہور اہل سنت کے نزدیک خلیفہ کا معصوم ہونا بھی شرط نہیں ہے بلکہ عصمت شرائطِ نبوت میں سے ہے، کیونکہ نبوت انسانی عادات اور طبائع سے خارج معجزات اور الوہی آیات سے ملی ہوتی ہے۔ اس سبب سے ان کی صداقت پہچانی جاتی ہے اور ان کی عصمت واضح ہوتی ہے، جبکہ خلفاء/ سربراہانِ مملکت کے پاس اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور اس لئے بھی کہ معصومیت کا ادراک صرف وحی کے ذریعے ہوتا ہے اور ہم میں سے جو شخص بھی امامت کے لئے کسی کا انتخاب کرتا ہے اس کے پاس وحی نہیں ہوتی (بلکہ وہ عقل و حکمت کی بنیاد پر امام یعنی سربراہِ مملکت کا انتخاب کرتا ہے)۔ اگر لوگوں کے لئے امام (سربراہِ ریاست) کا معصوم ہونا لازم قرار دیا جائے اس حال میں کہ ان کے پاس اس کی عصمت کی کوئی شرعی دلیل ہی نہ ہو، تو یہ امر طاقت سے بڑھ کر تکلیف دینے کے زمرے میں آئے گا، جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان کے مطابق

بِقَوْلِهِ: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة، ٢/٢٨٦].

وَلِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَأْتِي بِمَا هُوَ غَائِبٌ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَهُوَ الشَّرِيْعَةُ الَّتِي أَتٰى بِهَا، ثُمَّ يَظْهَرُ ذٰلِكَ مِنْهُمْ بِالْقَوْلِ تَارَّةً وَبِالْفِعْلِ أُخْرٰى، فَلَوْ لَمْ يَكُنْ مَعْصُوْمًا لَكُذِبَ فِي تَبْلِيْغِهِ أَوْ فُسِقَ فِي تَعَاطِيْهِ، فَيَقْبَلُ النَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ بِإِبَاحَةِ شَيءٍ هُوَ مُحَرَّمٌ فِي زَعْمِهِمْ وَكَذَالِكَ يَقْبَلُ النَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ بِتَحْرِيْمِ شَيءٍ، هُوَ حَلَالٌ فِي زَعْمِهِمْ. فَتَكُوْنُ الْمُعْجِزَةُ الَّتِي أَقَامَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى حُجَّةً لِلرَّسُوْلِ مُوْقِعَةً لِلنَّاسِ فِي الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ، فَلَا بُدَّ مِنْ ثُبُوْتِ الْعِصْمَةِ لِلرَّسُوْلِ لِئَلَّا يُؤَدِّي إِلٰى ذٰلِكَ الْمُحَالِ.

فَأَمَّا الْخُلَفَاءُ وَالْأُمَرَاءُ فَمَا جَاؤُوْا بِأَمْرٍ غَائِبٍ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، بَلْ هُمْ أَمَرُوْا بِالْعَمَلِ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ ﷺ مِنَ الْقُرْآنِ وَسُنَّتِهِ ﷺ، وَذٰلِكَ ظَاهِرٌ فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ، وَقَدْ قَامَ بِمَعْرِفَةِ ذٰلِكَ كُلِّهِ عُلَمَاءُ الْأُمَّةِ، وَإِنَّمَا الْخَلِيْفَةُ وَالْحَاكِمُ وَالْأَمِيْرُ لِلْعَمَلِ بِذٰلِكَ وَالْحُكْمِ بِهِ فِيْمَا بَيْنَ الْخَلْقِ، وَهُوَ كَسَائِرِ الْأُمَّةِ فِي الْعَمَلِ، بِذٰلِكَ، يَظْهَرُ صَوَابُهُ وَخَطُؤُهُ (بِمَا بِهِ) يَظْهَرُ صَوَابُ غَيْرِهِ وَخَطْئِهِ، فَلَا مَعْنَى لِاشْتِرَاطِ عِصْمَتِهِ.[1]

(١) أبو المعين النسفي في تبصرة الأدلة، ٢/١١١٥-١١١٦۔

مخلوق کو اس طرح کی تکلیف میں مبتلا کرنے سے پاک ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ 'اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔'

چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ اہلِ زمین سے غیب کی خبریں بیان فرماتے تھے اور وہ اخبارِ غیب شریعت کا حصہ ہیں جس کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تھی۔ پھر وہ (غیب یعنی حکمِ شریعت) ان کے لیے کبھی قول کے ذریعے اور کبھی فعل کے ذریعے ظاہر ہوتا رہا، سو اگر آپ ﷺ معصوم عن الخطا نہ ہوتے تو شاید آپ ﷺ کی تبلیغ کو جھٹلا دیا جاتا یا اعمال کی پیروی میں آپ ﷺ کی نافرمانی کی جاتی، ایسا ہوسکتا تھا کہ لوگ کسی چیز کی اباحت کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کو قبول کر لیتے حالانکہ وہ چیز ان کے گمان میں حرام ہوتی۔ اسی طرح وہ کسی چیز کی تحریم سے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث کو قبول کرتے حالانکہ وہ ان کے گمان میں حلال ہوتی۔ اس طرح وہ معجزہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی (رسالت کے لئے) حجت کے طور پر ظاہر فرماتا ہے لوگوں کو (اسے تسلیم نہ کرنے کے سبب) کفر اور ضلالت میں داخل کرنے کا ذریعہ بن جاتا، لہٰذا رسول کے لیے عصمت کا ثبوت لازمی امر تھا تاکہ وہ انہیں امر محال کی طرف لے کر نہ جائے۔

جبکہ خلفاء اور امراء اہلِ زمین کی طرف کوئی پوشیدہ خبر لے کر نہیں آتے، بلکہ انہوں نے اسی پر عمل کرنے کا حکم دیا جو رسول اللہ ﷺ قرآن وسنت کی صورت میں لائے تھے، اور یہ بات لوگوں کے درمیان بالکل واضح ہے۔ علمائے امت اس بات کی مکمل حقیقت کو جانتے ہیں۔ ہر خلیفہ، حاکم اور امیر نہ صرف قرآن وسنت ہی کے حکم پر عمل کروانے اور مخلوق کے درمیان اسی کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہے اور خود خلیفہ بھی اس شریعت پر عمل کرنے میں ساری امت کی طرح ہے۔ اس پر عمل کی صورت میں اس کی خطا وصواب یعنی غلطی اور درستگی اسی طرح ظاہر ہوتی ہیں جس طرح اس کے ذریعے اس کے غیر کی خطا وصواب ظاہر ہوتی ہیں، لہٰذا خلافت، حکومت اور ریاست کی سربراہی کے لئے عصمت کا شرط ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

إِنَّ الإِمَامَةَ لا تَثْبُتُ بِالْوِرَاثَةِ

ثُمَّ الإِمَامَةُ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ تَثْبُتُ بِاخْتِيَارِ أَهْلِ الْعَدَالَةِ وَالصَّلاحِ لَا بِالْوِرَاثَةِ، وَإِلَيْهِ يَذْهَبُ جَمِيْعُ مَنْ قَالَ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ بِصِحَّةِ إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه.(١)

إِنَّ الإِمَامَةَ تَثْبُتُ بِالْإِخْتِيَارِ لا بِالنَّصِّ

فَأَمَّا طَرِيْقُ ثُبُوْتِ الْإِمَامَةِ لِمَنْ يَصْلُحُ لَهَا اخْتِيَارُ الْأُمَّةِ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِجْتِهَادِ وَاسْتِعْمَالِ الرَّأْيِ، عَلٰى مَا يُسْتَعْمَلُ فِي الْحَوَادِثِ الشَّرْعِيَّةِ أَوِ السِّيَاسِيَّةِ أَوِ الْاِجْتِمَاعِيَّةِ الَّتِي بِالنَّاسِ إِلٰى مَعْرِفَةِ أَحْكَامِهَا، إِذْ لَا نَصَّ هٰهُنَا.

وَقِيْلَ بِوُجُوْدِ النَّصِّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى عَلِيٍّ رضي الله عنه. وَالدَّلِيْلُ عَلٰى عَدَمِ وُجُوْدِ النَّصِّ أَنَّ أَمْرَ الْخِلَافَةِ أَمْرٌ عَامٌّ يَقَعُ بِكُلِّ النَّاسِ إِلٰى مَعْرِفَتِهٖ حَاجَةً مَاسَّةً، وَمَا هٰذَا سَبِيْلُهٗ كَانَ النَّصُّ فِيْهِ، لَوْ كَانَ ثَابِتًا، يُشْتَهَرُ اشْتِهَارًا لَا يَبْقٰى مَعَهٗ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ خِفَاءٌ، وَلَاضْطَرَّ النَّاسُ إِلٰى مَعْرِفَتِهٖ، كَالنَّصِّ عَلَى الْقِبْلَةِ وَعَلٰى أَعْدَادِ رَكَعَاتِ الصَّلَوَاتِ، وَمَقَادِيْرِهَا وَأَوْقَاتِهَا، وَمَقَادِيْرِ النُّصُبِ، وَالْوَاجِبَاتِ فِي بَابِ الزَّكَاةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأُمُوْرِ الدِّيْنِيَّةِ. وَلَمَّا لَمْ يُوْجَدْ فِي ذٰلِكَ خَبَرٌ دَلَّ أَنْ لَا نَصَّ فِيْهِ الْبَتَّةَ؛ وَلَوْ كَانَ النَّصُّ ثَابِتًا لَمَا أَعْرَضَتِ الصَّحَابَةُ مَعَ جَلَالَةِ أَقْدَارِهِمْ فِي الدِّيْنِ وَشِدَّةِ وَرَعِهِمْ وَتَمَسُّكِهِمْ

---

(١) أبو المعين النسفي في تبصرة الأدلة، ٢/١١١٦.

امامت یعنی اسلامی ریاست کی سربراہی وراثت کے طور پر ثابت نہیں ہوتی

اہلِ سنت کے نزدیک امامت و خلافت اہلِ عدل و صلاح کے انتخاب سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ موروثی حیثیت سے۔ علمائے اُمت میں سے جس نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کو درست تسلیم کیا ہے وہ سب اسی موقف کو اپناتے ہیں۔

امامت نص کی بجائے اُمت کے انتخاب سے ثابت ہوتی ہے

جہاں تک اس شخص کے لئے جو اِمامت و خلافت کا حقدار ہو اِس منصب کے ثابت ہونے کے طریقہ کار کی بات ہے تو وہ امت کے منتخب کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ اِختیارِ اُمت اِجتہاد اور رائے کے اِستعمال کی بنا پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ رائے اس وقت شرعی، سیاسی یا اجتماعی واقعات میں استعمال ہوتی ہے اور لوگوں کو ان واقعات کے احکام کی معرفت تک لے جاتی ہے جب ان کے لئے کوئی صریح نص موجود نہیں ہوتی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص موجود ہے۔ جبکہ ایسی نص کے نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امرِ خلافت ایسا معاملہ ہے جسے جاننا تمام لوگوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور جو چیز اس قدر اہم ہے اگر اس میں نص ثابت ہوتی تو اس کی بہت زیادہ شہرت ہوتی اور لوگوں میں سے کسی ایک پر بھی یہ امر مخفی نہ رہتا۔ اور لوگ اسے جاننے کے لئے مضطرب بھی نہ ہوتے جیسے بیت اللہ کے قبلہ ہونے، نمازوں کی رکعات کی تعداد، ان کی مقدار، ان کے اوقات، زکوٰۃ کے باب میں نصابات اور واجبات کی مقدار اور دیگر اہم دینی امور میں (صراحت کے ساتھ) نصوص موجود ہیں۔ جب اس مسئلہ میں کوئی واضح اور قطعی خبر موجود نہیں تو یہ بات اس مسئلہ میں نص نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اگر نص ثابت ہوتی تو صحابہ کرام دین میں اپنی جلالتِ قدر، شدتِ ورع، تمسک بالدین اور خلافِ شرع سے احتراز کے باعث اس نص کو قبول کرتے، اس پر عمل کرنے اور

بِالدِّيْنِ وَتَحَرُّزِهِمْ عَنْ مُخَالَفَةِ الشَّرْعِ، عَنْ قَبُوْلِهِ وَالْعَمَلِ بِهٖ وَتَفْوِيْضِ الْأَمْرِ إِلَى الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ، بَل بَادَرُوْا إِلَيْهِ وَوَلَّوْهُ الْأَمْرَ وَلَمْ يُنَازِعْهُ أَحَدٌ فِي ذٰلِکَ.

ثُمَّ: لَوْ كَانَ النَّصُّ ثَابِتًا لَكَانَ ادَّعَى الْمَنْصُوْصُ عَلَيْهِ ذٰلِکَ وَاحْتَجَّ بِالنَّصِّ وَخَاصَمَ مَنْ لَمْ يَقْبَلْ ذٰلِکَ مِنْهُ، وَحَيْثُ لَمْ يُرْوَ عَنْهُ الْاِحْتِجَاجُ وَلَا الْمُخَاصَمَةُ عِنْدَ تَفْوِيْضِ الْأَمْرِ إِلٰى غَيْرِهٖ، عُلِمَ أَنَّهٗ لَا نَصَّ عَلٰى أَحَدٍ. عَلٰى أَنَّ عَلِيًّا ﷺ كَانَ مِمَّنْ لَا تَأْخُذُهٗ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَلَا يَتْرُكُ الْحَقَّ لِضَعْفٍ أَوْ هَوَادَةٍ، وَهُوَ الْمَوْصُوْفُ بِالصَّلَابَةِ فِي الدِّيْنِ، الْمَوْسُوْمُ بِالشُّجَاعَةِ، وَالْبَسَالَةِ، وَرَبَاطَةِ الْجَأْشِ، وَشِدَّةِ الشَّكِيْمَةِ، وَقُوَّةِ الصَّرِيْمَةِ، الْمَشْهُوْدُ لَهٗ بِالْبَأْسِ وَالنَّجْدَةِ وَالظَّفَرِ فِي مَعَادِنِ الْمُصَاوَلَةِ، وَأَمَاكِنِ الْمُبَارَزَةِ، وَالْمُقَاتَلَةِ عَلَى الْمَشْهُوْرِيْنَ مِنَ الْفُرْسَانِ وَالْمَعْرُوْفِيْنَ مِنَ الشُّجْعَانِ.

بَلْ هُوَ الْقَائِلُ فِي كِتَابِهٖ إِلٰى عَامِلِهٖ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: وَاللهِ، لَوِ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ عَنْ حَنِيْفِيَّةِ أَحْمَدَ خُضْتُ إِلَيْهَا حِيَاضَ الْمَنَايَا وَلَضَرَبْتُهُمْ ضَرْبًا يَفُضُّ الْهَامَ وَيَرُضُّ الْعِظَامَ حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ. وَكَذَا هُوَ الْقَائِلُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ أَيْضًا: ’مَنْ لَمْ يُبَالِ مَتٰى حَتْفُهٗ عَلَيْهِ سَاقِطٌ فَجَنَانُهٗ فِي الْمُلِمَّاتِ رَابِطٌ‘. فَلَوْ كَانَ عَرَفَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهِ

خلافت کو منصوص علیہ کے سپرد کرنے سے ہرگز اعراض نہ کرتے، بلکہ وہ اس شخص کی طرف تیز قدمی سے چلتے اور امرِ خلافت فوراً اس کے سپرد کر دیتے اور کوئی ایک شخص بھی اس امر میں نزاع نہ کرتا۔

پھر (یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ) اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ثابت ہوتی تو منصوص علیہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) اس پر دعویٰ کرتے اور نص سے دلیل پکڑتے اور اس نص کو قبول نہ کرنے والے کے ساتھ جائز اور مشروع جھگڑا کرتے، جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا کوئی استدلال مروی نہیں ہے اور نہ ہی امرِ خلافت کسی اور کو سپرد کرنے کے وقت ان سے کسی قسم کی بحث وتکرار کا ثبوت ملتا ہے، اس بات سے معلوم ہوا کہ کسی بھی صحابی کے متعلق (خلافت کے حوالے سے) کوئی نص موجود نہیں تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان (جرأت مند صحابہ) میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فیصلے پر عمل درآمد میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت متاثر نہیں کر سکتی تھی، اور نہ ہی وہ کسی کمزوری یا کسی خاطر داری کی وجہ سے حق کو چھوڑ سکتے تھے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ تو دین پر سختی سے کار بند تھے، شجاعت و بہادری سے لبریز، مضبوط دل کے مالک، قوت وعزیمت اور خود داری کے اوصاف سے موسوم تھے اور جنگی میدانوں اور مبارزَت کے عظیم معرکوں میں مشہور جنگجوؤں اور معروف بہادروں کے خلاف آپ کی زور آوری، جرات مندی اور فتح یابی کی گواہی دی جاتی ہے۔

بلکہ آپ تو اپنے ایک گورنر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے مکتوب میں ان کلمات کے قائل ہیں: ''اللہ کی قسم! اگر اہلِ عرب احمد (عربی) کے لائے ہوئے دینِ حنیف سے مرتد ہوئے تو میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ان کے خلاف برسرِ پیکار ہو جاؤں گا اور انہیں ایسی کاری ضرب لگاؤں گا جو کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی اور ہڈیوں کا قیمہ کر دے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان (منکرین دین) کے درمیان فیصلہ فرما دے، اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔'' اسی طرح انہوں نے اپنے اس مکتوب میں یہ بھی فرمایا:

وَفِي عَمِّهِ الْعَبَّاسِ ﷺ نَصًّا، وَعَرَفَ أَنْ لا حَقَّ لِغَيْرِهٖ فِيْهِ لَمَا انْقَادَ لِغَيْرِهٖ، بَلِ اخْتَرَطَ سَيْفَهٗ وَخَاضَ الْمَعْرِكَةَ وَطَلَبَ حَقَّهٗ، وَلَمْ يَرْضَ بِالذُّلِّ وَالْهَوَانِ، وَلَمْ يَنْقَدْ لِأَحَدٍ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ، وَلَمْ يُتَابِعْهُ فِي أُمُوْرِهٖ، وَلَمْ يُخَاطِبْهُ بِخَلَافَةِ الرَّسُوْلِ، وَلَمْ يُسَاعِدْ أَيْضًا مَنْ تَوَلَّى الْأَمْرَ بَعْدَهٗ بِتَقْلِيْدِهٖ، لَوْ عَلِمَ بِأَنَّهٗ هُوَ ظَالِمٌ عَلَيْهِ وَعَلَى الْأُمَّةِ بِغَصْبِهٖ حَقَّهٗ، وَعَاصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى بِالْإِعْرَاضِ عَنْ نَصِّ رَسُوْلِهٖ ﷺ.

وَلَمْ يُعْدِمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنْصَارًا وَأَعْوَانًا، كَمَا لَمْ يُعْدِمْ فِي وَقْتِ خِلَافَتِهٖ، بَلْ ذٰلِكَ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ كَانَ أَحَقَّ وَأَوْلٰى، إِذْ كَانَ عَهْدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَقْرَبَ وَزَمَانُهٗ أَدْنٰى، وَالصَّحَابَةُ كَانُوْا حِيْنَئِذٍ أَرَقَّ أَفْئِدَةٍ، وَأَرْغَبَ فِي اتِّبَاعِ الْحَقِّ، وَأَزْهَدَ فِيْمَا يُخَالِفُ الدِّيْنَ وَسُنَّةَ الرَّسُوْلِ ﷺ، وَأَمْيَلَ إِلٰى نُصْرَةِ الْحَقِّ وَخِذْلَانِ الْبَاطِلِ. وَحَيْثُ لَمْ يُجَرِّدْ سَيْفَهٗ وَلَمْ يَطْلُبْ حَقَّهٗ وَالْحَالُ فِي نَفْسِهٖ وَالصَّحَابَةُ مَا وُصِفَ، دَلَّ أَنَّهٗ إِنَّمَا لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ لِأَنَّهٗ عَلِمَ أَنْ لَا نَصَّ لَهٗ وَلَا لِغَيْرِهٖ.

''میں وہ شخص ہوں جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ موت اس کو کب گھیر لے گی، اور اس کا دل ہولناکیوں میں بھی مضبوط رہتا ہو۔'' اگر حضرت علی ﷛ امرِ خلافت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اپنے متعلق اور اپنے چچا حضرت عباس ﷛ کے بارے میں کوئی نص یعنی واضح شرعی حکم جانتے اور وہ یہ سمجھتے کہ خلافت میں ان کے علاوہ کسی اور کا حق نہیں ہے تو وہ دوسرے کے لیے کبھی خلافت تسلیم نہ کرتے بلکہ اپنی تلوار اٹھا لیتے، معرکہ شروع کر دیتے اور اپنا حق (حق کی خاطر) طلب کرتے اور کبھی اپنے حق سے دست برداری کی خفت پر راضی نہ ہوتے اور وہ حق کے علاوہ کسی کی نہ مانتے، نہ امورِ خلافت میں اس کی پیروی کرتے، اور نہ اسے خلیفہ رسول ﷺ کے الفاظ کے ساتھ مخاطب کرتے، اور نہ ہی جو حضور ﷺ کے بعد امیر بنے اس کی اطاعت کے ذریعے اس کی مدد کرتے، اگر حضرت علی ﷛ یہ جانتے کہ دوسرا شخص ان کا حق چھیننے کی وجہ سے نہ صرف ان پر بلکہ امت پر ظلم کر رہا ہے اور فرمانِ رسول ﷺ سے اعراض کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے تو وہ ہر صورت حق کو سر بلند کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں اتر آتے۔

آپ کو (اپنے حقِ خلافت کے حصول کے لیے) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے انصار و اعوان کا فقدان نہ تھا، جیسا کہ اپنے دورِ خلافت میں آپ صحابہ کرام ﷡ کی حمایت سے محروم نہ ہوئے، بلکہ امرِ خلافت کے آغاز میں ہی آپ ﷛ سب سے زیادہ حقدار اور اولیٰ ہوتے۔ جب کہ اُس وقت رسول اللہ ﷺ کا زمانہ مبارک بھی بہت قریب تھا اور اس وقت صحابہ کرام بھی بہت زیادہ نرم دل، اتباعِ حق کی طرف زیادہ راغب، دین و سنتِ رسول ﷺ کی مخالفت پر مبنی تمام اُمور سے بالکل کنارا کش اور حق کی نصرت اور باطل کی رسوائی کی طرف بہت زیادہ مائل تھے۔ جب اُن حالات میں حضرت علی ﷛ نے (اپنی خلافت کے حق میں) تلوار میان سے نہیں نکالی اور اپنا حق طلب نہیں فرمایا، حالانکہ آپ ﷛ کا اپنا اور صحابہ کرام ﷡ کا حال وہ تھا جو ذکر ہو چکا ہے۔ لہٰذا آپ کا (حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد خلافت کے لیے) تلوار نہ لہرانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے ایسا صرف اس لیے نہیں کیا تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کے یا آپ کے علاوہ کسی اور کے حق میں ایسا کوئی فرمانِ رسول ﷺ

ثُمَّ إِذَا عُدِمَ ثُبُوتُ الْخِلَافَةِ بِالنَّصِّ، ثَبَتَ أَنَّهَا تَثْبُتُ بِالْاِخْتِيَارِ وَالْاِجْتِهَادِ وَالْإِجْمَاعِ.[1]

(١) أبو المعين النسفي في تبصرة الأدلة، ٢/١١١٨-١١٢٢ـ

سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔

پھر جب نص (واضح شرعی حکم) سے خلافت کا ثبوت نہیں ملتا تو ثابت ہوا کہ خلافت اُمت کے اختیار، اجتہاد اور اجماع سے ہی ثابت ہوتی ہے۔

اَلْبَابُ الْخَامِسُ

اَلصِّفَاتُ اللَّازِمَةُ لِلْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ
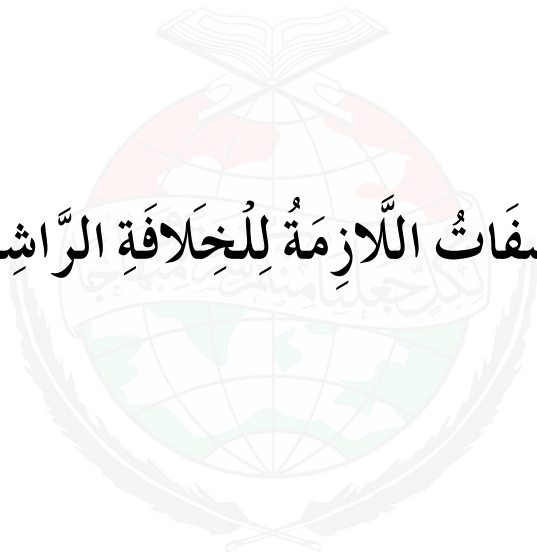
باب نمبر 5

قَالَ الشَّاه وَلِيُّ اللهِ الدِّهْلَوِيّ: إِنَّ مِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الْخَاصَّةِ أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، وَمِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا الْحُدَيْبِيَّةَ، وَالْحَاضِرِيْنَ عِنْدَ نُزُوْلِ سُوْرَةِ النُّوْرِ، وَشَهِدُوْا بَدْرًا وَتَبُوْكَ، وَغَيْرَهُمَا مِنَ الْمَشَاهِدِ الْعَظِيْمَةِ، فَإِنَّ الْأَحَادِيْثَ اسْتَفَاضَتْ فِي بَيَانِ عَظَمَةِ شَأْنِهِمْ وَوَعْدِهِمْ بِالْجَنّةِ.

١. فَأَمَّا كَوْنُهُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَذَلِكَ لِأَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْهِمْ: ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ [الحج، ٢٢/٣٩]، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: ﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ [الحج، ٢٢/٤٠]، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [الحج، ٢٢/٤١].

٢. وَحَاصِلُ الْمَعْنٰى فِي هَذِهِ الآيَاتِ الْكَرِيْمَةِ أَنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ الَّذِيْنَ أُذِنَ لَهُمْ بِالْقِتَالِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ تَعْلِيْقًا: ﴿اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ...﴾؛ أَيْ: إِنْ جَعَلْنَاهُمْ رُؤُسَاءَ أَقَامُوْا الصَّلَاةَ، وَآتَوُا الزَّكَاةَ، وَأَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ.[1]

(١) الشاه ولي اللّٰه المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١١١۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: خلافتِ خاصہ یعنی خلافتِ راشدہ کے لوازمات میں سے ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین میں سے ہو اور ان لوگوں میں سے ہو جنھوں نے جنگ حدیبیہ میں شرکت کی ہو، جو سورۃ النور کے نزول کے وقت موجود تھے اور جنھوں نے بدر، تبوک اور ان دونوں کے علاوہ دوسرے عظیم معرکوں میں شرکت کی ہو۔ احادیث مبارکہ ان کی عظمتِ شان اور ان کے لئے وعدۂ جنت کے بیان سے بھری پڑی ہیں۔

۱۔ خلیفہ کا مہاجرین اوّلین میں سے ہونا اس لیے ضروری ہے کہ مہاجرین اولین کی شان میں ارشاداتِ خداوندی ہے: ﴿ان لوگوں کو (اب اپنے دفاع کے لیے جنگ کی) اجازت دے دی گئی ہے جن پر (ناحق) جنگ مسلط کر دی گئی ہے﴾۔ پھر اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ﴿(یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں (وطن) سے ناحق نکالے گئے﴾۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ﴿(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں﴾۔

۲۔ ان آیات مبارکہ سے یہ معنی حاصل ہوا کہ جن مہاجرین اوّلین کو جنگ کی اجازت دی گئی تھی اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت و اقتدار عطا کریں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

٣. وَأَيْضًا قَالَ تَعَالٰى: ﴿فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللهِ﴾ [آل عمران، ٣/١٩٥]، وَأَيْضًا قَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌO﴾ [الأنفال، ٨/٧٤]، وَأَيْضًا قَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ﴾ [التوبة، ٩/٢٠].

إِذَنْ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ؛ لِأَنَّهُ مِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الْخَاصَّةِ.

وَكَذٰلِكَ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ مِمَّنْ شَهِدَ صُلْحَ الْحُدَيْبِيَّةِ لِعِدَّةِ وُجُوْهٍ:

اَلأَوَّلُ: قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩]، ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ: ﴿مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩].

۳۔ نیز مہاجرین اوّلین کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿پس جن لوگوں نے (اللہ کے لیے) وطن چھوڑ دیے اور (اسی کے باعث) اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور (میری خاطر) لڑے اور مارے گئے تو میں ضرور ان کے گناہ ان (کے نامۂ اعمال) سے مٹا دوں گا اور انہیں یقیناً ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ اللہ کے حضور سے اجر ہے﴾۔ اس کے علاوہ مزید ارشاد فرمایا: ﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کر دینے والوں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مسلمان ہیں، ان ہی کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہےo﴾ نیز ارشاد فرمایا: ﴿جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کی بارگاہ میں درجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں﴾۔

حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مہاجرین اوّلین کے لیے ہر نوع اور ہر قسم کے فضائل بیان کر دیئے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین سے ہو کیونکہ قرآن کے بیان کردہ فضائل کے مطابق ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ خصائص خلافت خاصہ (خلافتِ راشدہ) کے لوازم میں سے ہیں۔

خلیفہ کا حاضرین حدیبیہ میں سے ہونا بھی چند وجوہ کی بنا پر ضروری ہے۔

اوّلاً: اس لیے کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں﴾۔ پھر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔ وہ (صحابہ ہمارے محبوبِ مکرّم کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے (سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا۔﴾۔

وَحَاصِلُ هَذِهِ الآيَاتِ: أَنَّ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ صُلْحَ الْحُدَيْبِيَةِ يَقَعُ عَلٰى أَيْدِيْهِمْ إِظْهَارُ الدِينِ، وَإِعْلاءُ كَلِمَةِ اللهِ، فَإِذَا وُجِدَتْ هَذِهِ الصِّفَةُ فِي الْخَلِيْفَةِ تَوَثَّقَ الاِعْتِمَادُ عَلٰى أَنَّ مَطَالِبَ الْخِلافَةِ تَتَحَقَّقُ بِهِ.

اَلثَّانِي: قَدْ ثَبَتَ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى رَضِيَ عَنْهُمْ، فَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [الفتح، ٤٨/١٨].

وَقَدْ وَرَدَ فِي الحَدِيْثِ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ، وَرُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

اَلثَّالِثُ: يَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ مِمَّنْ حَضَرَ عِنْدَ نُزُوْلِ سُوْرَةِ النُّوْرِ؛ لِأَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ [النور، ٢٤/٥٥]، وَلَفْظَةُ ﴿مِنْكُمْ﴾ رَاجِعَةٌ إِلَى الْحَاضِرِيْنَ دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَاطِبَةً، إِذْ إِنَّهُ لَوْ كَانَ الْمُرَادُ بِهَا جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ لَلَزِمَ التَّكْرَارُ بِذِكْرِ لَفْظَةِ ﴿مِنْكُمْ﴾ مَعَ كَلِمَةِ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾، فَالْمَعْنَى الْمُرَادُ: هُوَ أَنَّ اللهَ وَعَدَ تِلْكَ الطَّائِفَةَ الْمَوْجُوْدَةَ عِنْدَ نُزُوْلِ الآيَةِ بِأَنَّ تَمْكِيْنَ الدِّيْنِ وَغَلَبَتَهُ يَظْهَرُ وَفْقَ سَعْيِهِمْ

ان تمام آیات کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ (اس مبارک واقعہ یعنی) صلح حدیبیہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حاضر تھے اُن کے ہاتھوں سے دین کا غلبہ اور حق کا بول بالا ہوگا۔ پس جب (صلح حدیبیہ میں موجود ہونے کا) یہ وصف خلیفہ میں پایا جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد مضبوط ہو جائے گا کہ خلافت کے مقاصد کا اس سے سرانجام پانا یقینی ہے۔

ثانیاً: اس لیے کہ قرآن عظیم میں اس گروہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ثابت ہوچکی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے﴾۔

اور حضرت جابر ﷺ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا‘۔ نیز انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اُن میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا‘۔

ثالثاً: خلیفہ کا سورۂ نور کے نزول کے وقت حاضر ہونے والوں میں سے ہونا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی اَمانتِ اِقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (غلبہ و اقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا﴾۔ اس آیت میں لفظ ﴿مِنۡكُمۡ﴾ سے تمام مسلمان مراد نہیں ہیں (بلکہ) صرف وہ لوگ مراد ہیں جو سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ کیونکہ اگر تمام مسلمان مراد ہوں تو ﴿الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کے ساتھ لفظ ﴿مِنۡكُمۡ﴾ کے ذکر کرنے سے تکرار لازم آتا ہے (اور بلا فائدہ تکرار صحیح نہیں ہوتا)۔ مطلب یہ ہے کہ (اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو اِس سورہ مبارکہ کے نزول کے وقت

وَاجْتِهَادِهِمْ وَجُهْدِهِمْ.

اَلرَّابِعُ: وَيَجِبُ أَيْضًا: أَنْ يَكُوْنَ مِمَّنْ شَهِدَ مَشَاهِدَ الْخَيْرِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ هُمْ أَفْضَلُ الصَّحابَةِ ﷺ، كَمَا أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْهِ -وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ- قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

وَقَدْ وَرَدَ فِي شَأْنِهِمْ فِي حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ على أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

وَنَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ شَهِدُوْا تَبُوْكَ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ [التوبة، ٩/١١٧].

وَمَبْنٰى هٰذَا الْأَصْلِ (يَعْنِي: الْمُشَارَكَةُ فِي مَشَاهِدِ الْخَيْرِ مِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الْخَاصَّةِ) كَلَامُ ابْنِ عُمَرَ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَقُوْلَهُ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ.

موجود تھے اس بات کا وعدہ فرمایا کہ تمکینِ دین انہی کی سعی و محنت اور کوشش کے موافق ظہور پذیر ہوگی۔

رابعاً: خلیفہ کا (حدیبیہ کے علاوہ دیگر) مشاہد خیر (نیکی اور خیر کے عظیم الشان مواقع) کے حاضرین میں سے ہونا بھی اس لیے ضروری ہے کہ اہل بدر تمام دیگر صحابہ سے افضل ہیں۔ جیسا کہ امام بخاری نے معاذ بن رفاعہ بن رافع الزرقی سے اور انہوں نے اپنے والد سے (اُن کے والد اہل بدر میں سے تھے) روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ ﷺ) آپ اپنے لوگوں میں (یعنی سب مسلمانوں میں) اہل بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام مسلمانوں سے افضل یا اُسی کے مثل کوئی اور لفظ فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ایسا ہی ہم اُن فرشتوں کو تمام فرشتوں سے افضل جانتے ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

نیز اہل بدر کی شان میں حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حال سے باخبر ہوا اور فرمایا: تم جو کچھ چاہو کرو بے شک تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے یا یہ ارشاد فرمایا: میں نے تمہاری بخشش فرما دی ہے۔

اور جو جنگِ تبوک میں حاضر تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ﴿یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی مکرّم ﷺ پر رحمت سے توجہ فرمائی اور ان مہاجرین اور انصار پر بھی جنہوں نے غزوۂ تبوک کی مشکل گھڑی میں آپ (ﷺ) کی پیروی کی تھی﴾۔

اور اس اصل کی بنیاد (یعنی مشاہد خیر (نیکی کے عظیم ترین مواقع) میں شریک ہونا خلافتِ خاصہ (خلافتِ راشدہ) کی لازمی شرائط میں سے ہے) ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہ الفاظ ہیں جو انہوں نے (اپنے ذہن میں) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے کہنے کا ارادہ فرمایا تھا: 'کہ تم

وَكَذٰلِكَ قَوْلُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ فَقِيْهِ الشَّامِ مَبْنِيٌّ عَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ، وَهُوَ فِي قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ، وَهُوَ الَّذِي عَاتَبَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا الدَّرْدَاءِ رضي الله عنهما بِحِمْصَ إِذِ انْصَرَفَا مِنْ عِنْدِ عَلِيٍّ رضي الله عنه رَسُوْلَيْنِ لِمُعَاوِيَةَ، وَقَدْ أَرْسَلَهُمَا مُعَاوِيَةُ إِلٰى عَلِيٍّ رضي الله عنه لِيَطْلُبَا مِنْهُ أَنْ يَجْعَلَ الْأَمْرَ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ، وَكَانَ مِمَّا قَالَ لَهُمَا: عَجَبًا مِنْكُمَا كَيْفَ جَازَ عَلَيْكُمَا مَا جِئْتُمَا بِهٖ، تَدْعُوَانِ عَلِيًّا أَنْ يَجْعَلَهَا شُوْرٰى، وَقَدْ عَلِمْتُمَا أَنَّهُ قَدْ بَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأَهْلُ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ، وَأَنَّ مَنْ رَضِيَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ كَرِهَهُ، وَمَنْ بَايَعَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ لَمْ يُبَايِعْهُ، وَأَيُّ مَدْخَلٍ لِمُعَاوِيَةَ فِي الشُّوْرٰى وَهُوَ مِنَ الطُّلَقَاءِ الَّذِيْنَ لَا تَجُوْزُ لَهُمَ الْخِلَافَةُ، وَهُوَ وَأَبُوْهُ مِنْ رُؤُوْسِ الْأَحْزَابِ، فَنَدِمَا عَلٰى مَسِيْرِهِمَا، وَتَابَا مِنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ رضي الله عنه. أَخْرَجَهُ أَبُوْ عُمَرَ فِي الْإِسْتِيْعَابِ (١/٢٥٧) رقم الترجمة: (١٤٤٩).[1]

---

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١١٢-١١٥.

سے زیادہ اس امرِ خلافت کی حقدار وہ ذاتِ گرامی ہے جس نے خود تم سے اور تمہارے والد سے اسلام کے نام پر جنگ کی۔ (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد حضرت علی کرّم اللہ وجھہ الکریم تھے)۔

اور اسی طرح سے اس اصل کی بنیاد عبد الرحمٰن بن غَنم اشعری فقیہ شام کی وہ گفتگو ہے جو ایک طویل قصہ پر مشتمل ہے۔ اور یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے حمص میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما سے خفگی کا اظہار کیا تھا جب وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیامبر کی حیثیت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مل کر واپس جا رہے تھے۔ اور انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا کہ وہ آپ سے مطالبہ کریں کہ وہ امر خلافت پر مسلمانوں کے مابین مشاورت کر لیں۔ اس پر حضرت عبد الرحمٰن نے اُن سے من جملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ تم دونوں پر تعجب ہے کہ تم نے یہ پیغام رسانی کیسے جائز سمجھ لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی دعوت دی کہ خلافت کو شورٰی پر دائر کر دیں؟ حالانکہ تم جانتے ہو کہ مہاجرین واَنصار اور اہلِ حجاز و اہلِ عراق نے پہلے ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہوئی ہے اور بے شک جو لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے راضی ہوگئے ہیں وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ناخوش ہیں۔ اور جن لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جنہوں نے اُن سے بیعت نہیں کی۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شورٰی سے کیا تعلق؟ وہ تو (فتح مکہ کے دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اذنِ عام: آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں تم سب آزاد ہو، کے تحت) آزاد کئے گئے لوگوں میں سے تھے۔ جن کے لیے خلافت پر متمکن ہونا جائز ہی نہیں ہے۔ (پھر دوسری بات یہ ہے کہ) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد تو (اسلام لانے سے قبل) غزوہ احزاب میں کافروں کے سردار تھے (لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ فضیلت کی ان وجوہ اور خلافت کی کئی خصوصی شرائط کے معدوم ہونے کے باوجود خلافتِ خاصہ ان کے سپرد کر دی جائے، جبکہ مہاجرین اولین، اور خیر و برکت کے عظیم معرکوں میں حصہ لینے والے جلیل القدر اصحابِ نبی موجود ہیں۔ عبد الرحمٰن بن غَنم کی یہ گفتگو سن کر) ابو ہریرہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما اپنی پیام رسانی پر شرمندہ ہوئے اور عبد الرحمٰن بن غَنم کے سامنے اپنے اس فعل پر توبہ کی۔ اسے امام ابو عمر

٤. وَمِنْ لَوَازِمِ الْخِلافَةِ الرَّاشِدَةِ: أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ مُبَشَّرًا بِالْجَنَّةِ؛ أَيْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهِ بِلِسَانِهِ الْمُبَارَكِ: إِنَّ فُلانًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَعَاقِبَتُهُ النَّجَاةُ وَالسَّعَادَةُ، وَذٰلِكَ بِخُصُوْصِ اسْمِهٖ بِدُوْنِ أَيِّ تَعْلِيْقٍ وَشَرْطٍ؛ إِذْ إِنَّ هٰذَا التَّبْشِيْرَ يُفِيْدُ الْقَطْعَ أَنْ يَكُوْنَ هَذَا الشَّخْصُ صَاحِبَ سَعَادَةٍ وَإِيْمَانٍ وَتَقْوًى فِي آخِرِ أَحْوَالِهٖ.

وَكَانَ الْخُلَفَاءُ فِي آخِرِ أَحْوَالِهِمْ قَائِمِيْنَ بِأَمْرِ الْخِلافَةِ، وَانْتَقَلُوْا مِنَ الدُّنْيَا إِلَى الآخِرَةِ فِي هٰذِهِ الْحَالِ، وَيُفِيْدُ ظَنًّا قَرِيْبًا مِنَ الْيَقِيْنِ أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الرَّجُلُ صَالِحًا، وَمُجْتَنِبًا لِلْمَعَاصِي، وَمُطِيْعًا اللهَ تَعَالٰى، وَإِنْ كَانَ اعْتِقَادُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ تَوْبَةَ أَهْلِ الْكَبَائِرِ مَقْبُوْلَةٌ وَلَوْ كَانَتْ قَلِيْلَةَ الْوُجُوْدِ، فَلَوْ جَازَ أَنْ يَصْدُرَ مِنَ الْمُبَشَّرِيْنَ بِالْجَنَّةِ الْكَبَائِرُ لَزِمَ مِنْهُ تَلْبِيْسٌ عَظِيْمٌ، وَتَدْلِيْسٌ شَدِيْدٌ؛ (لِأَنَّ الْبِشَارَةَ بِالْجَنَّةِ لَهُمْ تَنْفِي أَنْ يُتَصَوَّرَ عَنْهُمْ صُدُوْرُ الْكَبَائِرِ) مَعَ أَنَّ كَلامَ النَّبِيِّ ﷺ مُنَزَّهٌ عَنِ التَّلْبِيْسِ وَالتَّدْلِيْسِ، وَبَلَغَتْ بِشَارَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ بِالْجَنَّةِ حَدَّ التَّوَاتُرِ، لَا يَحْتَمِلُ خِلافَهُ، وَذٰلِكَ بِشَهَادَةِ اللهِ تَعَالَى الْوَارِدَةِ فِي الْقُرْآنِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىo﴾ [النجم، ٥٣/٣-٤]. وَأَمَّا تَبْشِيْرُ النَّبِيِّ ﷺ الْخُلَفَاءَ الْأَرْبَعَةَ بِالْجَنَّةِ فَقَدْ بَلَغَ حَدَّ التَّوَاتُرِ بِحَيْثُ لَا يَدَعُ مَجَالَ الْاِحْتِمَالِ لِخِلَافِهٖ.

ابن عبد البر نے ’الاستیعاب‘ میں روایت کیا ہے۔

۴۔ من جملہ خلافتِ راشدہ کے لوازمات میں سے یہ بھی ضروری ہے کہ خلیفۂ راشد جنت کی بشارت پا چکا ہو، یعنی حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اس سے متعلق (خاص نام لے کر بغیر کسی شرط اور تعلیق کے) فرمایا ہو کہ فلاں شخص اہلِ جنت میں سے ہے اور اس کا انجام کار نجات اور سعادت ہے۔ یہ شرط اس لیے لازمی ہے کہ اس بشارت سے آخرِ حال میں اس شخصیت کے صاحبِ سعادت، صاحبِ ایمان اور صاحب تقویٰ ہونے کا قطعی ثبوت ملتا ہے۔

اور چونکہ خلفائے راشدین اپنے آخری احوال میں خلافت کے منصب پر (اس کی تمام تر شرائط پر پورا اترتے ہوئے) فائز المرام تھے اور اِسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ خلافت کی حالت میں وہ لوگ متقی، ایمان دار ونجات یافتہ اور باسعادت رہے) اور جنت کی بشارت والا ہونا اس بات پر یقین کی حد تک گمان کا فائدہ دیتا ہے کہ تمام عمر وہ شخص نیک عمل کرنے والا، گناہوں سے الگ ہونے اور طاعتِ الٰہی اختیار کرنے والا رہے گا۔ اگرچہ اہل سنت کے نزدیک کبیرہ گناہ کرنے والے کی توبہ مقبول ہوتی ہے، گو اس کا وجود بہت کم ہوتا ہے۔ اگر جنت کی بشارت پانے والے افراد سے کبائر کا ارتکاب بالعموم جائز رکھا جائے تو شدید التباس اور خلافِ صدق مغالطہ لازم آتا ہے کیونکہ ان کے حق میں زبانِ پیغمبر سے ملنے والی جنت کی بشارت ان سے گناہوں کے ارتکاب کے تصور کی نفی کر دیتی ہیں۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کا کلام (بلاشک وشبہ) ہر طرح کے التباس اور اِخفاء سے پاک ہے۔ (اب رہا یہ مسئلہ کہ خلفائے اربعہ کو جنت کی بشارت دی گئی تھی یا نہیں تو کیفیت یہ ہے کہ) خلفائے اربعہ کے لیے جنت کی بشارتیں اس درجہ حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں کہ اس کے خلاف کا احتمال بھی باقی نہیں رہتا۔ اور یہ خود اللہ رب العزت کی ان کے حق میں قرآن میں وارد ہونے والی شہادت کے سبب ہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ’اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے ۝ اُن

أَوَّلًا: وَرَدَ ذٰلِكَ إِجْمَالًا فِي آيَاتِ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، وَحُضَّارِ الْحَدَيْبِيَةِ، وَجَيْشِ الْعُسْرَةِ وَغَيْرِهَا، وَفِي ضِمْنِ أَحَادِيْثَ نَبَوِيَّةٍ وَرَدَتْ فِي مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ مُطْلَقًا أَوْ فِي مَنَاقِبِ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا الْغَزَوَاتِ مِمَّا يَطُوْلُ ذِكْرُهُ.

ثَانِيًا: وَالْبِشَارَةُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ فِي شَأْنِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ.(١)

ثَالِثًا: وَالْبِشَارَةُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى وَجَابِرٍ رضي الله عنهما فِي شَأْنِ الشَّيْخَيْنِ.(٢)

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/١٨٨، الرقم/١٦٣١، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه، ٥/٦٤٨، الرقم/٣٧٤٨، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٥٦، الرقم/٨١٩٥، وابن حبان في الصحيح، ١٥/٤٦٣، الرقم/٧٠٠٢، والحاكم في المستدرك، ٣/٤٩٨، الرقم/٥٨٥٨، والشاشي في المسند، ١/٢٤٧، الرقم/٢١٠، والطيالسي في المسند/٣٢، الرقم/٢٣٦، والبيهقي في الاعتقاد/٣٣٢، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ٣/١٠٢، الرقم/٩٠٣ـ

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ٣/١٣٥١، الرقم/٣٤٩٢، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر رضي الله عنه، ٥/٦١٨، ←

کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہےo، حضور نبی اکرم ﷺ کا خلفائے اربعہ کو جنت کی بشارت دینا حد تواتر کو پہنچ چکا ہے اس معاملہ میں اختلاف کی گنجائش ہی موجود نہیں۔

اولاً: یہ مبشرات اجمالی طور پر مہاجرین و حاضرین حدیبیہ اور حاضرین جیش العسرۃ (یعنی غزوہ تبوک) وغیرہ کے مناقب کی آیات میں ملتی ہیں۔ پھر مطلقًا صحابہ کرام کے مناقب کی احادیث میں اور غزوات میں شریک ہونے والوں کے مناقب کی احادیث میں ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ جن کا بیان طویل ہے۔

ثانیاً: عشرہ مبشرہ کی شان میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ان کے لئے جنت کی بشارت کا تذکرہ ہے۔

ثالثاً: شیخین کی شان میں حدیث جو حضرت ابو موسی اشعری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان کے لئے اس میں جنت کی بشارت ہے۔

.... الرقم/۳۶۸۴، وأیضًا في: باب في مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ۵/۶۳۱، الرقم/۳۷۱۰، والحاکم في المستدرک، ۳/۹۶، الرقم/۴۵۰۸۔

رَابِعًا: وَالْحَدِيْثُ الَّذِيْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِ.[١]

خَامِسًا: وَفِي الْأَحَادِيْثِ النَّبوِيَّةِ التَّي رُوِيَتْ عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الرُّوَاةِ فِي شَأْنِ كُلِّ خَلِيْفَةٍ، مِنهَا حَدِيْثُ: عُثْمَانُ رَفِيْقِي وَمَعِي فِي الْجَنَّةِ[٢]**، وَحَدِيْثُ: وَلِعَلِيٍّ بُسْتَانٌ فِي الْجَنَّةِ**[٣]**.**[٤]

٥. **وَمِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ: أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ رَجُلًا نَصَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى أَنَّهٗ مِنَ الطَّبَقَةِ الْعُلْيَا مِنَ الْأُمَّةِ؛ يَعْنِي: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، أَوْ يَكُوْنَ رَأْيُهٗ مُوَافِقًا لِلْوَحْيِ، وَنَزَلَتْ آيَاتٌ كَثِيْرَةٌ وَفْقِ رَأْيِهٖ، وَيَلْزَمُ مِنْهُ أَيْضًا أَنَّهٗ مِنَ الطَّبَقَةِ الْعُلْيَا، أَوْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ سِيْرَتَهٗ فِي الْعِبَادَاتِ**

---

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر ﷺ كليهما، ٦١٦/٥، الرقم/٣٦٨٠، وأحمد بن حنبل في فضائل الصحابة، ١٦٤/١، الرقم/١٥٢، والحاكم في المستدرك، ٢٩٠/٢، الرقم/٣٠٤٧، وابن الجعد في المسند، ٢٩٨/١، الرقم/٢٠٢٦.

(٢) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان، ٦٢٤/٥، الرقم/٣٦٩٨، وابن ماجه في السنن عن أبي هريرة ﷺ، المقدمة، باب في فضل عثمان ﷺ، ٤٠/١، الرقم/١٠٩.

(٣) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٤٢٦/١، الرقم/٥٦٥، والحاكم في المستدرك، ١٤٩/٣، الرقم/٤٦٧٢.

(٤) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١١٥.

رابعاً: وہ حدیث جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ سے مروی ہے۔ اس میں ان کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

خامساً: ان احادیث نبویہ میں جو ہر خلیفہ راشد کی شان میں کثیر صحابہ سے مروی ہیں (خلفائے اُربعہ کے لئے بشارات ہیں) ان میں سے ایک حدیث (میں حضور ﷺ نے فرمایا) ہے: عثمان (دنیا میں بھی) میرے ساتھی ہیں اور جنت میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث ہے: علی رضی اللہ عنہ کے واسطے جنت میں ایک باغ ہے۔

۵۔ **خلافت راشدہ کے لازمی تقاضوں میں سے ایک یہ بھی ہے** کہ خلیفہ راشد ایسا شخص ہو جس کی نسبت حضور نبی اکرم ﷺ نے تصریح فرما دی ہو کہ وہ امت کے اعلیٰ طبقہ سے ہے یعنی صدیقین، شہداء، اور صالحین میں سے ہے۔ یا اُس کی رائے وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیات اُس کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں، اس سے بھی اس کا امت کے اعلیٰ طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا تواتر سے ثابت ہو چکا ہو کہ عبادات اور تقرب اِلی اللہ کے اعتبار سے اس کی سیرت

وَالتقَرُّبِ إِلَى اللهِ أَكْمَلُ مِنْ سِيَرِ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَيَتَحَلّى بِالْخِصَالِ الْحَمِيْدَةِ وَالْمَقَامَاتِ الْعَلِيَّةِ وَالْأَحْوَالِ السَّنِيَّةِ وَالْكَرَامَاتِ الْقَوِيَّةِ، وَسَائِرِ الْأَوْصَافِ الَّتِي يَلْزَمُ وُجُوْدُهَا عِنْدَ الصُّوْفِيَّةِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ، وَكَمَا بَيَّنَهَا صَاحِبُ قُوْتِ الْقُلُوْبِ وَغَيْرُهُ فِي مُؤَلَّفَاتِهِمْ، مُسْتَدِلِّيْنَ عَلَيْهَا بِالْأَحَادِيْثِ وَالْآثَارِ.(١)

٦. وَيَلْزَمُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ كَوْنُهُ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ، وَلُزُوْمُ هٰذَا الْمَعْنٰى فِي الْخَلِيْفَةِ مِنْ جِهَةِ أَنْ تَكُوْنَ الرِّئَاسَةُ الظَّاهِرَةُ مَقْرُوْنَةً بِالرِّئَاسَةِ الْبَاطِنَةِ، وَيَحْصُلُ لَهُ تَشَبُّهٌ كَامِلٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَيَدْخُلُ تَحتَ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩]، وَتَحتَ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ لا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة، ٥/٥٤]، حَيْثُ وَرَدَتْ أَحَادِيْثُ نَبوِيَّةٌ كَثِيْرَةٌ فِي هٰذَا الْمَعْنٰى.(٢)

(١) مِنْهَا: حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَلَى أُحُد هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ

---

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١١٦-١١٧۔

(٢) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١١٧۔

تمام مسلمانوں کی سیرت سے زیادہ کامل ہے۔ نیز وہ پسندیدہ خصائل، بلند مقامات، اعلیٰ احوال اور مضبوط کراماتِ سے آراستہ ہے۔ یعنی وہ شخصیت ان تمام خصائل و فضائل سے موصوف ہو جن کا موجود ہونا آج کے دور میں صوفیہ کے ہاں لازمی ہے جیسا کہ صاحب قوت القلوب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں احادیث و آثار سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

۶۔ ان باتوں سے اس کا صدیقین اور شہداء (اولیاء) میں سے ہونا لازم آتا ہے۔ خلیفہ راشد کا ایسا ہونا اس لیے ضروری ہے کہ ظاہری ریاست، باطنی ریاست کے ساتھ جمع ہو جائے اور اس کو حضور نبی اکرم ﷺ (کی ذات گرامی) کے ساتھ پوری مشابہت حاصل ہو جائے اور تاکہ وہ اس آیہ کریمہ کے مصداق میں داخل ہو جائے: ﴿اور جو لوگ آپ ﷺ کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)﴾، اور اس آیہ کریمہ کے مصداق میں بھی داخل ہو جائے: ﴿جن سے وہ (خود) محبت فرماتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ مومنوں پر نرم (اور اُن) کافروں پر سخت ہوں گے (جو اِسلام کے خلاف ظلم و عداوت سے کام لیتے ہیں)﴾۔ اس ضمن میں بے شمار احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔

(۱) جن میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبل احد پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے، اتنے میں پہاڑ (اپنی اس خوش نصیبی پر) ہلنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا کیوں کہ تیرے

النَّبِيُّ ﷺ: اِهْدَأْ إِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ.[١]

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(٢) وَمِنْهَا: حَدِيْثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيدَانِ.[٢]

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(٣) وَمِنْهَا: حَدِيْثُ عُثْمَانَ مِثْلُ حَدِيْثِ أَنَسٍ، وَفِي آخِرِهِ: شَهِدَ مَعَهُ رِجَالٌ.[٣]

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

---

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير ﷺ، ١٨٨٠/٤، الرقم/٢٤١٧، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان ﷺ، ٦٢٤/٥، الرقم/٣٦٩٦، والنسائي في السنن الكبرى، ٥٩/٥، الرقم/٨٢٠٧ـ

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب فضائل أبي بكر ﷺ، ١٣٤٤/٣، الرقم/٣٤٧٢، وأبوداود في السنن، كتاب السنة، باب في الخلفاء، ٢١٢/٤، الرقم/٤٦٥١، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان ﷺ، ٦٢٤/٥، الرقم/٣٦٩٧، والنسائي في السنن الكبرى، ٤٣/٥، الرقم/٨١٣٥ـ

(٣) أخرجه النسائي في السنن، كتاب الأحياس، باب وقف المساجد، ٢٣٦/٦، الرقم/٣٦٠٩ـ

اوپر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

اِسے امام مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(۲) ان میں سے ایک حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبلِ اُحد پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ﷺ بھی تھے، اچانک پہاڑ اُن کی موجودگی سے (وجد میں آ کر) جھومنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اسے امام بخاری، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(۳) اور انہی احادیث میں سے ایک حضرت عثمان سے مروی حدیث ہے جو حضرت انس ﷺ سے مروی حدیث کی مثل ہے، اور اس کے آخر میں ہے کہ یہ واقعہ بہت سارے لوگوں نے دیکھا۔

اسے امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

(٤) وَمِنْهَا حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي.[١]

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ.

(٥) وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ، وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ.[٢]

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(٦) وَمِنْهَا: حَدِيْثُ: جَعَلَ اللهُ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ.[٣]

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ مَاجَه، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ. وَرَوَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَبِلَالٌ وَأَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ. وَلِلْحَدِيْثِ شَوَاهِدُ أُخْرٰى رَوَاهَا التِّرْمِذِيُّ

(١) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب السنة، باب الخلفاء، ٤/٢١٣، الرقم/٤٦٥٢، والحاكم في المستدرك، ٣/٧٧، الرقم/٤٤٤٤، والطبراني في المعجم الأوسط، ٣/٩٣، الرقم/٢٥٩٤۔

(٢) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر ﷺ كليهما، ٥/٦١٣، الرقم/٣٦٧٠۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢/٥٣، الرقم/٥١٤٥، وأيضًا، ٥/١٦٥، الرقم/٢١٤٩٥، وأبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في تدوين العطاء، ٣/١٣٨، الرقم/٢٩٦١-٢٩٦٢، والترمذي في السنن ، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب ﷺ، ٥/٦١٧، الرقم/٣٦٨٢، ←

(۴) اور انہیں کثیر احادیث میں سے ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا): یقیناً آپ میری اُمت کے وہ پہلے شخص ہوں گے جو جنت میں (اُس دروازہ سے) داخل ہوں گے۔

اسے امام ابوداود اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

(۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ حوضِ کوثر پر میرے ساتھی ہیں اور غارِ ثور میں بھی میرے ساتھی ہیں۔

اِسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حدیثِ حسن صحیح قرار دیا ہے۔

(۶) ان فضائل و مناقب اور بشارات والی احادیث میں سے ایک یہ بھی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔

اسے امام اَحمد، ابو داود، ترمذی نے مذکورہ الفاظ سے اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق، حضرت بلال، حضرت ابو ذر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔ اِس حدیث کے دیگر شواہدِ اَحادیث بھی ہیں جنہیں امام ترمذی، ابن حبان، عبد

.... وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ١/٤٠، الرقم/١٠٨، وابن حبان في الصحيح، ١٥/٣١٢، الرقم/٦٨٨٩، والحاكم في المستدرك، ٣/٩٣، الرقم/٤٥٠١، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٣٥٣، الرقم/٣١٩٦٨، والطبراني في المعجم الكبير، ١/٣٥٤، الرقم/١٠٧٧، وأيضًا في المعجم الأوسط، ٣/٣٣٨، الرقم/٣٣٣٠، وابن أبي عاصم في السنة، ٢/٥٨١، الرقم/١٢٤٨-١٢٤٩، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٤/٥١۔

وَابْنُ حِبَّانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ، وَغَيْرُهُمْ.

(٧) وَمِنْهَا: حَدِيْثُ: لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ(١). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه.

(٨) وَمِثْلُهُ حَدِيْثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ مِنْ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ(٢).

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ.

(٩) وَمِثْلُهُ حَدِيْثُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ(٣).

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأنبياء، باب أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقيم، ١٢٧٩/٣، الرقم/٣٢٨٢.

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١٥٤/٤، الرقم/١٧٤٤١، وأيضًا في فضائل الصحابة، ٣٥٦/١، الرقم/٥١٩، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر، ٦١٩/٥، الرقم/٣٦٨٦، والحاكم في المستدرك، ٩٢/٣، الرقم/٤٤٩٥، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٩٨/١٧، الرقم/٨٢٢، والروياني في المسند، ١٧٤/١، الرقم/٢٢٣.

(٣) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب ←

بن حمید، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن ابی عاصم اور ابن عساکر و دیگر نے روایت کیا ہے۔

(۷) ان اَحادیث میں سے ایک یہ بھی ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن پر (اشیاء کے حقائق کا) اِلهام کیا جاتا تھا۔ اگر میری امت میں ایسا کوئی ایک ہی شخص ہونا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

اسے امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۸) اور اسی کی مثل حضرت عقبہ بن عامر ﷺ کی حدیث ہے جس میں انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

اس حدیث کو امام اَحمد، ترمذی، حاکم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: اس حدیث کی اِسناد صحیح ہے۔

(۹) اور اس طرح کی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اے ابن خطاب! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

.... عمر بن الخطاب، ۳/۱۳٤۷، الرقم/۳٤۸۰، وأيضًا في كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ۳/۱۱۹۹، الرقم/۳۱۲۰، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر، ٤/۱۸٦۳، الرقم/۲۳۹٦، وأحمد بن حنبل في المسند، ۱/۱۷۱، الرقم/۱٤۷۲۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(١٠) وَحَدِيْثُ مُوَافَقَةِ رَأْيِ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الْوَحْيَ، الْمَرْوِيُّ عَنْ عُمَرَ [(١)]، وَابْنِ عُمَرَ[(٢)]، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنهم.[(٣)]

(١١) وَمِنْهَا: حَدِيْثُ: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ. رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ[(٤)]،

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، باب ما جاء في القبلة ١/١٥٧، الرقم/٣٩٣، وأيضًا في كتاب التفسير، باب وقوله: واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى، ٤/١٦٢٩، الرقم/٤٢١٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٢٣-٢٤، الرقم/١٥٧، ١٦٠۔

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ١/٤٢٧، الرقم/١٢١٠، وأيضًا في كتاب تفسير القرآن، باب قوله: استغفرلهم أو لا تستغفر لهم إن تستغفر لهم سبعين مرة، ٤/١٧١٥، الرقم/٤٣٩٣، ٤٣٩٥، وأيضًا في كتاب اللباس، باب لبس القميص، ٥/٢١٨٤، الرقم/٥٤٦٠، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، ٤/١٨٦٥، الرقم/٢٣٩٩-٢٤٠٠، وأيضًا في كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، ٤/٢١٤١، الرقم/٢٧٧٤۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٢٤٦، الرقم/٢٢١٧٧، والحاكم في المستدرك، ٢/٣٠١، الرقم/٣٠٨٥، وذكره ابن أبي حاتم في تفسير القرآن العظيم، ١/٣١٥، الرقم/١٦٧٣، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ١/٢١٥، والعظيم آبادي في عون المعبود، ٢/١٤١۔

(٤) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، ٥/٦١١، الرقم/٣٦٦٦۔

(۱۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے، وحی الٰہی کے موافق ہونے والی حدیث بھی انہی میں شامل ہے جو حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(۱۱) اور انہی احادیث میں سے ایک یہ بھی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) پہلے اور بعد والے اہل جنت کے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔ یہ حدیث حضرت علی بن ابی طالب، حضرت انس اور حضرت

وَأَنَسٍ[(١)] وَأَبِي جُحَيْفَةَ ﷺ.[(٢)]

(١٢) وَحَدِيْثُ: إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا[(٣)].

أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(١٣) وَحَدِيْثُ: أَلا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلائِكَةُ؛ يَعْنِيْ: عُثْمَانَ[(٤)].

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ حِبَّانَ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

(١٤) وَحَدِيْثُ: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ[(٥)].

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجه وَأَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

---

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، ٦١٠/٥، الرقم/٣٦٦٤۔

(٢) أخرجه ابن ماجه في السنن، المقدمة، فضل أبى بكر الصديق ﷺ، ٣٨/١، الرقم/١٠٠۔

(٣) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، ٦٠٧/٥، الرقم/٣٦٥٨، وأحمد بن حنبل في المسند، ٢٧/٣، الرقم/١١٢٢٩۔

(٤) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان ﷺ، ١٨٦٦/٤، الرقم/٢٤٠١، وابن حبان في الصحيح، ٣٣٦/١٥، الرقم/٦٩٠٧، وأبويعلى في المسند، ٢٤٠/٨، الرقم/٤٨١٥۔

(٥) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان ←

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۲) اعلیٰ درجات والے نیچے درجہ والوں کو اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارہ کو دیکھتے ہو جو آسمان کے افق پر نکلتا ہے اور بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ انہیں اعلیٰ درجات والوں میں سے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی زیادہ بلند ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(۱۳) اور ایک روایت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس شخص - یعنی عثمان - سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

اِسے امام مسلم، ابن حبان اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

(۱۴) (اور اس طرح حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی) ایک حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔

اِسے امام ترمذی، ابن ماجہ، ابو یعلی اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔

.... بن عفان، ۵/۶۲۴، الرقم/۳۶۹۸، وابن ماجه في السنن عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ، المقدمة، باب فيفضل عثمان رضی اللہ عنہ، ۱/۴۰، الرقم/۱۰۹، وأبو يعلى في المسند، ۲/۲۸، الرقم/۶۶۵، وابن أبي عاصم عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ في السنة، ۲/۵۸۹، الرقم/۱۲۸۹۔

(١٥) وَحَدِيْثُ فِي حَقِّ عَلِيٍّ ﷺ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى؟

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ. وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، وَالطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ قَيْسٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَحُبَشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ.(١)

(١٦) وَحَدِيْثُ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ.

رَوَاهُ جَمَاعَةُ الصَّحَابَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.(٢)

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة، ٤/١٦٠٢، الرقم/٤١٥٤، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب ﷺ، ٤/١٨٧٠-١٨٧١، الرقم/٢٤٠٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/١٨٥، الرقم/١٦٠٨۔

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب علي بن أبي طالب ﷺ، ٣/١٣٥٧، الرقم/٣٤٩٩، وأيضًا في كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، ٤/١٥٤٢، الرقم/٣٩٧٢، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في لواء النبي ﷺ، ٣/١٠٨٦، الرقم/٢٨١٢، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب ﷺ، ٤/١٨٧٢، الرقم/٢٤٠٧۔

(۱۵) اور اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کی شان میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو ہارون ؑ کی موسیٰ ؑ سے تھی (البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا)۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ اِسے امام احمد اور بزار نے حضرت ابو سعید الخدری ﷛ سے روایت کیا ہے، جبکہ امام طبرانی نے اِس حدیث کو حضرت اسماء بنت قیس، حضرت اُم سلمہ، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت (عبد اللہ) بن عمر، حضرت (عبد اللہ) بن عباس، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم ﷢ سے روایت کی ہے۔

(۱۶) اسی طرح ایک حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا یا کل جھنڈا وہ شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں؛ یا فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں خیبر کی فتح سے نوازے گا۔

اس حدیث کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٧. **وَمِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ:** أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ عَامَلَهُ مَرَّاتٍ وَكرَّاتٍ مُعَامَلَةَ الْمَلِكِ لِوَلِيِّ عَهْدِهٖ قَوْلًا وَفِعْلًا، وَلِهٰذِهِ الْمُعَامَلَةِ صُوَرٌ شَتّٰى:

اَلْأَوَّلُ: أَنْ يُبَيِّنَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتِحْقَاقَهُ الْخِلَافَةَ، وَيَذْكُرُ فَضَائِلَهُ بِاعْتِبَارِ حُسْنِ مُعَامَلَتِهِ الْأُمَّةَ.

وَالثَّانِي: أَنْ يُقِيْمَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ الْقَرَائِنِ، يَفْهَمُ مِنْهَا فُقَهَاءُ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْتَخْلِفًا لَاسْتَخْلَفَ فُلَانًا.

وَيَعْرِفُوْنَ مِنْهَا أَنَّ: أَحَبَّ النَّاسِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فُلَانٌ.

وَيَقُوْلُوْنَ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ.

مِثْلُ هٰذَا الْكَلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ يَصْدُرُ مِنْهُمْ.

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُوْنَ ﷺ قَدْ أَسْنَدَ إِلَيْهِ فِي حَيَاتِهٖ مَسْؤُوْلِيَّةَ الْقِيَامِ بِالْأَعْمَالِ الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ ﷺ مِنْ حَيْثُ النُّبُوَّةِ، وَلُزُوْمُ هٰذَا الْمَعْنٰى فِي الْخِلَافَةِ الْخَاصَّةِ مِنْ جِهَةِ أَنْ يَحْصُلَ لِلنَّاسِ الْوُثُوْقُ بِخِلَافَةِ الْخَلِيْفَةِ مِنْ قِبَلِ الشَّرْعِ.

وَأَمَّا ذِكْرُ النَّبِيِّ ﷺ أَحْوَالَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ بِصِفَاتٍ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُمْ يَسْتَحِقُّوْنَ الْخِلَافَةَ فِي أَحَادِيْثِ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ، وَفِي ذِكْرِ مَنَاقِبِهِمْ فَرْدًا فَرْدًا. وَهٰذَا الْبَيَانُ النَّبَوِيُّ وَثِيْقَةٌ لِلْخِلَافَةِ، كَمَا يَكُوْنُ لِرِوَايَةِ الْحَدِيْثِ

۷۔ **خلافتِ راشدہ کے خصائص و لوازمات میں سے ایک لازمی خصوصیت یہ بھی ہے کہ** حضور نبی اکرم ﷺ نے ہونے والے خلیفہ راشد کے ساتھ اپنے قول وعمل کے ساتھ کئی بار ایسا برتاؤ کیا ہو جیسے کوئی بادشاہ اپنے ولی عہد کے ساتھ کرتا ہے۔ اس قسم کے برتاؤ کی کئی صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس کا مستحق خلافت ہونا خود بیان فرمائیں اور امت کے ساتھ اس کے حسنِ سلوک کے باب میں فضائل و مناقب کا ذکر فرما دیں۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا کچھ ایسے قرائن قائم فرما دیں جن سے غور وفکر کے ذریعے صحابہ کرام خود سمجھ لیں کہ اگر آپ ﷺ کسی کو خلیفہ بناتے تو فلاں شخص کو بناتے اور ان قرائن کے پیشِ نظر یہ جان لیں کہ فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور نیز اُن قرائن کی وجہ سے کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں وصال فرمایا کہ آپ فلاں فلاں سے راضی تھے، یا اسی قسم کے یا اس سے ملتے جلتے ارشاداتِ نبوی لوگوں سے صادر ہوں۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی زندگی میں اُس شخص کی طرف ان کاموں (کے انجام دینے) کی نسبت فرمائیں جو بحیثیت نبی آپ ہی کی مبارک ذات سے متعلق ہوں۔ یہ بات خلافتِ خاصہ میں اس جہت سے ضروری ہے کہ لوگوں کو اس بات پر اعتماد حاصل ہو جائے کہ (مقرر کردہ) خلیفہ راشد کے حکمِ خلافت (کی تائید) شریعت کی جانب سے ہے۔

حضور ﷺ کا صحابہ کرام کے مناقب میں وارد ہونے والی احادیث میں اور ان کے فرداً فرداً مناقب کے ذکر والی احادیث میں خلفائے راشدین کے ایسے اَحوال و صفات کا ذکر فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خلافت کے حق دار ہیں۔ سو ایسا بیان نبوی ان صحابہ کرام کے لئے خلافت راشدہ کے استحقاق کی ایسی سند ہے جس طرح حدیث کو روایت کرنے،

وَالتَّدْرِيسِ وَالإِفْتَاءِ وَثِيقَةُ الإِجَازَةِ.[١]

(١) وَمِنْ تِلْكَ الْأَحَادِيثِ حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرْحَمُ أُمَّتِي بِهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَقْوَاهُمْ فِي دِيْنِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ...... إلخ[٢].

رَوَاهُ الْحَاكِمُ.

(٢) وَمِنْهَا حَدِيثُ عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ ﷺ: إِنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ ﷺ تَجِدُوهُ أَمِينًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا، رَاغِبًا فِي الآخِرَةِ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ ﷺ تَجِدُوهُ قَوِيًّا أَمِيْنًا، لَا يَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لائِمٍ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيًّا ﷺ وَلَا أَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوهُ هَادِيًا، يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيمَ[٣].

رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(٣) وَمِنْهَا: قَوْلُ عُمَرَ ﷺ: مَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ

---

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٢٠-١٢١۔

(٢) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٦١٦، الرقم/٦٢٨١، وذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١/٣٦۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في مسنده، ١/١٠٨، الرقم/٨٥٩۔

پڑھانے اور فتویٰ دینے کے استحقاق کا اجازت نامہ اور سند ہوتی ہے۔

(۱) ان (اَحوال و اوصاف بیان کرنے والی) احادیث میں سے ایک ابو سعید خدری ﷺ کی یہ حدیث بھی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابو بکر ہیں، اور اللہ کے دین (کو نافذ کرنے) میں سب سے زیادہ توانا عمر ہیں، اور سب سے زیادہ سچے حیا دار عثمان ہیں، اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے۔

(۲) ان جملہ احادیث میں سے ایک حضرت علی المرتضی اور حضرت حذیفہ ﷺ سے مروی یہ حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم لوگ ابو بکر ﷺ کو امیر بناؤ گے تو ان کو امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف خوب مائل پاؤ گے اور اگر عمر ﷺ کو امیر بناؤ گے تو ان کو (دین کو نافذ کرنے میں) مؤثر اور امانت دار پاؤ گے کہ وہ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اور اگر علی ﷺ کو امیر بناؤ گے اور میرا نہیں خیال کہ تم (میرے وصال کے فوری بعد) ایسا کرنے والے ہو، تو ان کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا پاؤ گے، اور وہ تم لوگوں کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

(۳) اور انہی احادیث میں سیدنا عمر کا یہ قول بھی ہے کہ کوئی شخص اُن لوگوں سے زیادہ

الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنهُمْ رَاضٍ، فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ.

(٤) وَمِنهَا حَدِيثٌ: مَنْ كُنتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. أَخْرَجَهُ جَمَاعَةٌ. وَلِلْحَدِيثِ طُرُقٌ عِندَ الْحَاكِمِ وَغَيْرِهٖ.

إِلٰى هُنَا الْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ تَدُلُّ عَلٰى مُعَامَلَتِهِ ﷺ الْخُلَفَاءَ الْأَرْبَعَةَ قَوْلًا كَمُعَامَلَةِ الْمَلِكِ لِوَلِيِّ عَهْدِهٖ. وَأَمَّا مُعَامَلَتُهُ ﷺ الْخُلَفَاءَ الْأَرْبَعَةَ فِعْلًا، فَوَرَدَتْ فِيهَا أَيْضًا أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ، بَلَغَتْ حَدَّ التَّوَاتُرِ بِالْمَعْنٰى.(١)

٨. وَمِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ: أَنْ يَتِمَّ بَعْضُ الْأُمُورِ الَّتِي وَعَدَ بِهَا اللهُ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى يَدِ الْخَلِيفَةِ، وَهٰذِهِ الْعَلَامَاتُ تُعْرَفُ بَعْدَ انْعِقَادِ الْخِلَافَةِ لَا قَبْلَهَا، بِخَلَافِ الْأَمَارَاتِ الْأُخْرٰى؛ لِأَنَّهَا تُعْرَفُ قَبْلَهَا.

وَوُجُودُ هٰذَا الْمَعْنٰى فِي الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ ثَابِتٌ مُتَحَقِّقٌ، حَيْثُ إِنَّ آيَةَ: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ...﴾ (الحج، ٢٢/٤١) تَشْتَمِلُ عَلٰى ذِكْرِ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَآيَةٌ: ﴿وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ...﴾

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٢٢-١٢٣.

خلافت کا حق دار نہیں ہے جن سے رسول اللہ ﷺ یومِ وفات تک راضی رہے۔ پھر حضرت عمر نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ﷡ کا نام لیا ہے۔

(۴) اور ان میں وہ حدیث بھی ہے جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک (بڑی) جماعت نے روایت کیا ہے۔ اور امام حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو بہت کثیر سندوں سے روایت کیا ہے۔

یہاں تک مذکور احادیث حضور نبی اکرم ﷺ کے خلفاء اربعہ کے ساتھ قولا ایسے برتاؤ پر دلالت کرتی ہیں جیسے ایک بادشاہ اپنے ولی عہد سے برتاؤ کرتا ہے۔ (اب رہا) حضور نبی اکرم ﷺ کا ان خلفائے اربعہ کے ساتھ عملاً (ولی عہدی کا سا) برتاؤ کرنا تو اس میں بھی بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں جو تواتر بالمعنیٰ کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔

۸۔ **خلافتِ راشدہ کے لازمی تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے** کہ اللہ ﷻ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے جو وعدے فرمائے ہیں اُن میں سے بعض وعدے خلفاء راشدین کے ہاتھوں پورے ہوں۔ خلافتِ خاصہ (راشدہ) کی یہ علامات خلافت کے منعقد ہو جانے کے بعد ہی معلوم کی جا سکتی ہیں خلافت سے قبل نہیں، بخلاف دوسری علامات کے کہ وہ خلافت سے پہلے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

خلافتِ خاصہ کی یہ علامت بھی خلفاء اربعہ میں موجود و متحقق ہے جیسا کہ آیت مبارکہ: ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ......﴾ میں نماز قائم کرنے، زکوۃ دینے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر ہے۔ اور آیت مبارکہ: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

(النور، ٢٤/٥٥)، ذَكَرَ فِيهَا أَنَّ التَّمْكِيْنَ لِلدِّيْنِ وَالتَّقْوِيَةِ لَهُ تَمَّ عَلٰى أَيْدِيهِمْ حَسَبَ سَعْيِهِمْ، وَيَحْصُلُ الْأَمْنُ مِنَ الْكُفَّارِ، وَفِي آيَةٍ: ﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ج﴾ (الفتح، ٤٨/٢٩)، إِشَارَةٌ إِلٰى فَتْحِ الْبُلْدَانِ، وَشُيُوْعِ الْإِسْلَامِ فِي الْأَقَالِيمِ الْمَعْمُوْرَةِ، وَفِي آيَةٍ: ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (التوبة، ٩/٣٣)، إِشَارَةٌ إِلٰى غَلَبَةِ الْإِسْلَامِ عَلَى الْيَهُوْدِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ وَالْمَجُوْسِيَّةِ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِي عُصُوْرِ الْخُلَفَاءِ الثَّـلَاثَةِ، وَفِي آيَةٍ: ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ﴾ (المائدة، ٥/٥٤)، مَذْكُوْرٌ فِيهَا قِتَالُ الْمُرْتَدِّيْنَ، وَهٰذَا أَيْضًا عَلَامَةُ الْخِلَافَةِ الْخَاصَّةِ، وَقَعَ ذَلِكَ فِي عَصْرِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ﷺ وَفِي آيَةٍ: ﴿سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ ...﴾ (الفتح، ٤٨/١٦)، إِشَارَةٌ إِلٰى جَمْعِ الْعَسَاكِرِ لِلنَّفِيْرِ الْعَامِّ لِقِتَالِ أَهْلِ فَارِسَ وَالرُّوْمِ، وَتَحَقَّقَ ذَلِكَ فِي عُصُوْرِ الْخُلَفَاءِ الثَّـلَاثَةِ، وَفِي آيَةٍ: ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ (القيامة، ٧٥/١٧)، إِشَارَةٌ إِلٰى جَمْعِ الْقُرْآنِ فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَعَ ذَلِكَ فِي عُصُوْرِ الْخُلَفَاءِ الثَّـلَاثَةِ.[1]

٩. **وَفِي حَدِيْثٍ: إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ**[2]**، وَفِي حَدِيْثٍ: لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى...**[3]**، فِيهِمَا**

---

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٢٤-١٢٥.

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب الحرب خدعة، ٣/١١٠٢، الرقم/٢٨٦٤، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمرّ الرجل بقبر الرجل، ←

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ......﴾ میں دین کی تقویت، اور غلبہ وتمکن اور کفار کی طرف سے امن و اَمان کی ضمانت، یہ سب کچھ انہی خلفاء کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہونے کا ذکر ہے۔ پھر آیت مبارکہ: ﴿ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾ میں شہروں کے فتح ہونے اور زمین کے آباد حصوں میں اسلام کی اشاعت کی طرف اشارہ ہے۔ اور اسی طرح آیت: ﴿لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ﴾ میں یہودیت ونصرانیت اور مجوسیت پر اسلام کا غالب ہونا بیان کیا گیا ہے، مگر یہ سب امور خلفائے راشدین کے زمانہ میں پائے گئے ہیں۔ اور آیت مبارکہ: ﴿ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ﴾ میں مرتدوں سے جنگ کرنے کا ذکر ہے او ریہ بھی خلافتِ راشدہ کی علامت ہے اور اُس کا ظہور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔ اور آیت مبارکہ: ﴿سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ﴾ میں فارس اور روم سے جنگ کرنے کے اعلان کے ساتھ لشکر جمع کرنا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی خلفائے راشدین کے زمانے میں واقع ہوا۔ اور آیت مبارکہ: ﴿اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ میں قران حکیم کو مصاحف میں جمع کرنے کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی خلفائے راشدین کے زمانہ میں رونما ہوا۔

۹۔ اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ کے خزانے ضرور فتح کئے جائیں گے۔ ان دونوں

.... ٤/٢٢٣٦، الرقم/٢٩١٨، والترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء إذا ذهب كسرى فلا كسرى بعده، ٤/٤٩٧، الرقم/٢٢١٦، واللفظ للبخاري والترمذي۔

(٣) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة ←

إِشَارَةٌ إِلٰى فَتحِ فَارِسَ وَالرُّوْمِ، وَحَصَلَ ذٰلِکَ فِي عَهْدِ الْخُلَفَاءِ الثَّـلاثَةِ.

١٠. وَفِي حَدِيْثِ قِتَالِ الْخَوَارِجِ: لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ...[١]، وَوَرَدَ فِي حَدِيْثٍ آخَرَ لَفْظُ: "يَكُوْنُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ."[٢] وَقَعَ ذٰلِکَ فِي عَهْدِ عَلِيٍّ الْمُرْتَضٰى ﷺ.[٣]

١١. وَمِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ: أَنْ يَكُوْنَ قَوْلُ الْخَلِيْفَةِ حُجَّةً فِي الدِّيْنِ، وَتَفْصِيْلُ هٰذَا الْإِجْمَالِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، إِذَا فَوَّضَ بَعْضَ الْأُمُوْرِ إِلٰى شَخْصٍ بِذِكْرِ اسْمِهٖ، فَيَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اتِّبَاعُهٗ، كَمَا يَجِبُ طَاعَةُ أُمَرَاءِ الْجُيُوْشِ بِأَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَوُجُوْدُ هٰذِهِ الصِّفَةِ فِي الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ كَتَقْدِيْمِ قَوْلِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي عِلْمِ الْفَرَائِضِ عَلٰى أَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِيْنَ الآخِرِيْنَ، وَقَوْلُ

في الإسلام، ٣/١٣١٦، الرقم/٣٥٩٥، وأحمد بن حنبل في المسند، ٥/١٠٣، الرقم/٢١٠٢٥۔ واللفظ للبخاري والترمذي۔

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد ﷺ إلى إلى اليمن، ٤/١٥٨١، الرقم/٤٠٩٤، ومسلم في الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ٢/٧٤١، الرقم/١٠٦٤، وأبو داود في السنن، كتاب السنة، باب في قتل الخوارج، ٤/٢٤٣، الرقم/٤٧٦٤۔

(٢) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ٢/٧٤٦، الرقم/١٠٦٤۔

(٣) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٢٥۔

احادیث میں فارس اور روم کے فتح ہونے کا اشارہ ہے اور یہ بھی خلفائے ثلاثہ کے عہد میں ہوا۔

۱۰۔ اسی طرح خوارج سے قتال کے بارے میں وارد ہونے والی حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر میں انہیں ملا تو ضرور قوم عاد کی طرح انہیں قتل کر دوں گا، ایک اور روایت میں یہ اَلفاظ ہیں: ''میری امت میں دو گروہ ہوں گے ان دونوں میں سے ایک گروہ جدا ہوکر (دین سے) نکل جائے گا جو جماعت ان کو قتل کرے گی وہی حق کے زیادہ قریب ہوگی۔'' یہ خوارج کے قتال کا واقعہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رونما ہوا ہے۔

۱۱۔ **خلافتِ راشدہ کے اہم امور میں سے ایک امر یہ بھی ہے** کہ خلیفہ راشد کا قول دین میں حجت ہو۔ اس اِجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جب کسی خاص شخص کا نام لے کر بعض امور اس کے حوالے فرمائے تو اس وجہ سے مسلمانوں پر اس کی پیروی واجب ہوگئی۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کے سپہ سالارانِ لشکر کی اطاعت اہلِ لشکر پر واجب تھی۔ اور خلفائے راشدین میں یہ صفت موجود تھی جیسے علم وراثت میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول کو دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا، اور قراءت اور فقہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا

عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْقِرَاءَةِ وَالْفِقْهِ، وَقَوْلُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي الْقِرَاءَةِ عَلٰى أَقْوَالِ الآخِرِيْنَ، وَقَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الْإِمَامِ مَالِكٍ مِنْ بَيْنِ أَئِمَّةِ الْفِقْهِ -عِنْدَ اخْتِلَافِ الْأُمَّةِ- عَلٰى أَقْوَالِ غَيْرِهِمْ، وَقَدْ عُلِّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِتَعْلِيْمٍ أَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِي الْأُمَّةِ اخْتِلَافٌ كَثِيْرٌ بَعْدَهٗ، وَتَكُوْنُ الْأُمَّةُ فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ فِي حِيْرَةٍ، فَاقْتَضَتْ رَحْمَتُهُ الْكَامِلَةُ الْكَائِنَةُ عَلَى الْأُمَّةِ أَنْ يَقُوْمَ بِتَعْيِيْنِ الْمَخْرَجِ مِنْ هٰذَا الْمَأْزَقِ، وَأَنْ يُقِيْمَ الْحُجَّةَ فِي هٰذَا الْبَابِ عَلَى الْأُمَّةِ، فَإِنَّهٗ ﷺ قَدْ قَامَ بِذٰلِكَ، وَهٰذِهِ الصِّفَةُ ثَابِتَةٌ لِلْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ، إِذَا إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ: ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ [النور، ٢٤/٥٥]. فَالْمُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الآيَةِ: أَنَّ كُلَّ مَا يُمْكِنُ وَيَشِيْعُ وَيَشْتَهِرُ مِنْ دِيْنٍ مَرْضِيٌّ، وَكُلُّ مَا اشْتَهَرَ مِنَ الْخُلَفَاءِ مِنَ الدِّيْنِ يُنْسَبُ إِلَى الشَّرْعِ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ......﴾ [الحج، ٢٢/٤١]، أَفَادَ فِيْهَا أَنَّ الطَّرِيْقَ الَّذِيْ ظَهَرَ مِنْهُمُ الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ هُوَ الطَّرِيْقُ الْمَرْضِيُّ عِنْدَ اللهِ.[1]

١٢. وَفِي حَدِيْثِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ: **فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ**[2]، وَفِي حَدِيْثِ حُذَيْفَةَ ﷺ: **اقْتَدُوْا بِالَّذِيْنِ مِنْ بَعْدِي**

---

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٢٦-١٢٧۔

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/١٢٦، وأبو داود فى السنن، كتاب السنة، باب في لزوم السنة ٤/٢٠٠، الرقم/٤٦٠٧، والترمذي ←

قول مقدم رکھنا، اور قراءت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول دوسروں کے اقوال پر مقدم کرنا جیسا کہ ائمہ فقہ میں امام مالک کا مذہب ہے۔ اور امت میں اختلاف ہونے کے وقت اہلِ مدینہ کے قول کو دوسروں کے قول پر مقدم کرنا جیسا کہ ائمہ فقہ میں امام مالک کا مذہب ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو تعلیم الٰہی سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد امت میں اختلاف ظاہر ہوگا اور بعض مسائل میں امت تردد اور اضطراب کا شکار ہو جائے گی۔ لہٰذا حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت کاملہ جو امت پر تھی اس بات کی متقاضی ہوئی کہ آپ ﷺ امت کے لیے اس اضطراب سے رہائی کا طریقہ متعین فرما دیں اور اس معاملہ میں امت کے لیے ایک حجت قائم کر دیں چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا، اب دیکھیں خلفائے اربعہ کے لیے یہ صفت کس اعلیٰ درجہ میں ثابت ہے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اور میں نے ان کے لیے اسلام کو ان کے دین کے طور پر پسند فرمایا ہے﴾ تو اس آیت سے حاصل ہونے والا فائدہ یہ بھی ہے کہ اُن (خلفاء راشدین) کی کوشش سے جو دین اسلام قائم، شائع اور مضبوط و مشہور ہوا وہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ لہٰذا خلفاء راشدین کی کوشش سے دین کی جس قدر اشاعت ہوئی اس کو شرع کی جانب منسوب کیا جائے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں﴾۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ جس راستے پر چل کر ان سے نماز، زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا غلبہ ہوا وہی راستہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ لامحالہ یہ ساری فضیلت خلفاء راشدین کی طرف منسوب ہوگی۔

۱۲۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرو اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لازماً ان لوگوں کی

.... في السنن، كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ٥/٤٤، الرقم/٢٦٧٦، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، ١/١٥، الرقم/٤٢۔

وَأَشَارَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[(١)]، وَرُوِيَ هٰذَا الْمَعْنٰى عَنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ.

أَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنِ الْأَمْرِ فَكَانَ فِي الْقُرْآنِ أَخْبَرَ بِهٖ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْقُرْآنِ وَكَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ أَخْبَرَ بِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَعَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ﵄، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ قَالَ فِيْهِ بِرَأْيِهٖ.[(٢)]

١٣. وَمِنْ لَوَازِمِ الْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ: أَنْ يَكُوْنَ الْخَلِيْفَةُ أَفْضَلَ الْأُمَّةِ فِي زَمَنِ خِلَافَتِهٖ نَقْلاً وَعَقْلاً. وَإِنَّمَا قُلْنَا: إِنَّ الْخَلِيْفَةَ (الرَّاشِد) يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ أَفْضَلَ الأُمَّةِ لِأَسْبَابٍ:

مِنْهَا: أَنَّ الْخِلَافَةَ الرَّاشِدَةَ لَهَا شِبْهٌ بِالنُّبُوَّةِ، كَمَا وَرَدَ فِي حَدِيْثٍ: خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، وَوَرَدَ فِي حَدِيْثٍ آخَرَ: إِنَّهٗ بَدَأَ هٰذَا الْأَمْرُ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ كَائِنٌ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، فَالْخِلَافَةُ الرَّاشِدَةُ كَالنُّبُوَّةِ تَشْمَلُ الرِّئَاسَةَ الظَّاهِرَةَ وَالْبَاطِنَةَ لِلدِّيْنِ وَالدُّنْيَا، فَكَمَا أَنَّ كَوْنَ الشَّخْصِ نَبِيًّا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٣٨٥، الرقم/٢٣٣٢٤، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق، ٥/٦١٠، الرقم/٣٦٦٣، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب في القدر، ١/٣٧، الرقم/٩٧، وابن حبان في الصحيح، ١٥/٣٢٨، وابن أبي شيبة في المصنف، ٧/٤٣٣، الرقم/٣٧٠٤٩.

(٢) أخرجه الدارمي في السنن، ١/٧١، الرقم/١٦٦.

پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس حدیث میں واضح طور پر خلافت ابوبکر و عمر کی طرف اشارہ ہے۔ اکابر صحابہ کرام سے یہی مروی ہے۔

امام دارمی نے عبد اللہ بن ابی یزید سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے تھے: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا، اگر وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہوتا تو اُسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ہوتا تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے بتاتے، اور اگر حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں بھی نہ ہوتا تو پھر اپنی رائے سے بتاتے۔

۱۳۔ خلافتِ راشدہ کے جملہ خصائصِ لازمہ میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ خلیفہ راشد ایسا شخص ہو جو اپنے عہد میں عقلا اور نقلا تمام امت سے افضل ہو۔ ہم نے یہ اس وجہ سے کہا ہے کہ خلیفہ راشد کے امت میں وجوباً افضل ہونے کے کچھ اسباب ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ خلافت راشدہ کو نبوت کے ساتھ مشابہت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں 'نبوی طریقہ پر خلافت' کے الفاظ آئے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ یہ امرِ حاکمیت نبوت و رحمت سے شروع ہوا تھا پھر خلافت و رحمت میں بدل گیا'۔ اس لئے خلافتِ راشدہ بھی نبوت کی طرح دین اور دنیا دونوں کے ظاہری اور باطنی ریاستی امور کو شامل ہے۔ پس جس طرح کسی شخص کا نبی ہونا اس شخص کے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ

أَفْضَلُ الأُمَّةِ؛ لأَنَّ اللهَ جَلَّ ذِكْرُهُ هُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ نَبِيًّا، كَذلِكَ كَوْنُ الشَّخْصِ خَلِيْفَةً مِنَ الْخُلْفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ يَدَلُّ عَلٰى أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهٖ.(١)

١٤. وَمَنْ صِفَاتِهٖ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ قَضٰى مُدَّةً طَوِيْلَةً فِي صُحْبَةِ وَتَرْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ، وَغَيَّرَتْ أَنَانِيَّتَهُ مِرْآةُ نَفْسِ النَّبِيِّ الْقُدْسِيِّ مَرَّاتٍ وَكَرَّاتٍ وَأَخْرَجَتْهَا مِنْ قَلْبِهٖ، وَيَحْصُلُ مَعَ الرَّسُوْلِ ﷺ حُبٌّ عَظِيْمٌ.

وَمِنْهَا: أَنْ يَكُوْنَ سَبَقَ فِي مُسَاعَدَةِ النَّبِيِّ بِالْمَالِ وَالنَّفْسِ، وَبَلَغَ تَقْلِيْدُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي تَنْفِيْذِ أَعْبَاءِ الْجِهَادِ رُتْبَةَ التَّحْقِيْقِ، وَيَكُوْنُ شَرِيْكَهُ فِي الشَّدَائِدِ وَالْمَكَارِهِ، فَكَأَنَّهُ تَحَمَّلَ تِلْكَ الْمَصَائِبَ أَصَالَةً عَنْ نَفْسِهٖ، وَيَتَحَقَّقُ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَلٰى سَبِيْلِ التَّجْرِبَةِ مَرَّاتٍ عَدِيْدَةٍ أَنَّ النَّفْسَ لَا تَصْدُرُ مِنْهَا إِلَّا أَعْمَالٌ مُنْجِيَةٌ، وَتَكُوْنُ نَفْسُهُ مُجْتَنِبَةً أَلْوَانًا مِنَ الْأَعْمَالِ الْخَسِيْسَةِ وَالْمُهْلِكَةِ وَالْأَخْلَاقِ غَيْرِ الْمَرْضِيَّةِ، وَبَشَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِرَارًا بِالْجَنَّةِ وَبِالدَّرَجَاتِ الْعَالِيَةِ، وَبَيَّنَ أَوْصَافَهُ الْحَسَنَةَ، وَدَرَجَاتِهِ الْعَالِيَةَ، وَظَهَرَ شَرَفُ عَظَمَتِهٖ وَصَلَاحِيَّتِهٖ لِلْخِلَافَةِ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَمَلِهٖ، فَالرَّجُلُ الْمُتَّصِفُ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ كُلِّهَا يَكُوْنُ أَهْلًا وَمُسْتَعِدًّا لِقَبُوْلٍ.(٢)

(١) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٢٩-١٣٠.

(٢) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/٢٣٧-٢٣٨.

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بطورِ نبی چنا ہے۔ اسی طرح کسی شخص کا حضور نبی اکرم ﷺ کا خلیفہ راشد ہونا، اس کے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۱۴۔ خلیفہ راشد کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے عرصہ دراز حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اور تربیت میں گزارا ہو اور بار بار (مختلف مواقع پر) نبی اکرم ﷺ کے نفسِ قدسیہ کے پرتو نے اس کی نفسانیت و انانیت کو اس طرح زیر و زبر کر دیا ہو اور اس نبوی فیضِ صحبت کے پرتو نے اس کی انانیت کو اس کے دل سے نکال باہر پھینکا ہو کہ رسول خدا ﷺ کے ساتھ اس کو بڑی مضبوط محبت حاصل ہوگئی ہو۔

اور ان صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنے میں اپنی جان و مال سے سبقت لے گیا ہو اور فرائض جہاد کے بجا لانے میں پیغمبر کی تقلید اس کے حق میں تقلید نہ رہی ہو بلکہ مرتبہءِ تحقیق کو پہنچ گئی ہو اور ہر سختی اور مصیبت کے وقت میں رسول اللہ ﷺ کا شریک رہا ہو، گویا ان مصائب کو اس نے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاً خود اٹھایا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے نفس قدسیہ نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہو کہ اس کے نفس میں وہی اعمال جگہ پاتے ہیں جو نجات دینے والے ہیں اور خسیس اور ہلاکت میں ڈالنے والے ناپسندیدہ اَفعال سے اس کا نفس مجتنب رہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بار بار اُس کے جنتی اور عالی مدارج ہونے کی بشارت دی ہو اور اس کے اَوصاف حسنہ اور درجات عالیہ بیان فرمائے ہوں اور اس کی بزرگی اور عظمت اور قابلیتِ خلافت حضور نبی اکرم ﷺ کے اَقوال واَفعال سے ظاہر ہوتی ہو۔ ایسی صفات سے متصف شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اسے خلیفہ راشد بنایا جائے۔

١٥. وَمِنْ تِلْكَ الصِّفَاتِ وَالْخِصَالِ الَّتِي ذُكِرَتْ فِي الْقُرْآنِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿لاَ يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا﴾ (الحديد، ٥٧/١٠)، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًاo﴾ (النساء، ٤/٩٥)،

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وأَحْمَدُ فَقَالَا: مَا تَعُدُّوْنَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِيْكُمْ؟ قَالُوْا: خِيَارَنَا، قَالَ: كَذٰلِكَ هُمْ عِنْدَنَا، خِيَارُ الْمَـلَائِكَةِ.[1].[2]

وَفِي الْحَقِيْقَةِ أَنَّ عَهْدَ الْخِلَافَةِ الرَّاشِدَةِ كَانَ تَتِمَّةَ عَهْدِ النُّبُوَّةِ، وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ الْوَحْيَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ قَدِ انْقَطَعَ، وَهٰذِهِ الْفَضِيْلَةُ أَيْضًا ظَاهِرَةٌ فِي الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ الرَّاشِدَةِ.[3]

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدرا، ٤/١٤٨٧، الرقم/٣٧٧١، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل أهل بدر، ١/٥٦، الرقم/١٦٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٦٥، الرقم/١٥٨٥٨۔

(٢) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/١٣٤-١٣٥۔

۱۵۔ ان اوصاف و خصال سے جو قرآن عظیم میں ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تم میں سے جن لوگوں نے فتحِ (مکّہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) خرچ کیا اور (حق کے لیے) قتال کیا وہ (اور تم) برابر نہیں ہوسکتے، وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا ہے اور قتال کیا ہے﴾۔ اور (دوسرے مقام پر) ارشاد فرمایا: ﴿مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو (جہاد سے جی چرا کر) بغیر کسی (عذر) تکلیف کے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں (یہ دونوں درجہ و ثواب میں) برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت بخشی ہے اور اللہ نے سب (ایمان والوں) سے وعدہ (تو) بھلائی کا (ہی) فرمایا ہے، اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو (بہر طور) بیٹھ رہنے والوں پر زبردست اجر (و ثواب) کی فضیلت دی ہےo﴾۔

امام بخاری اور امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) آپ اپنے لوگوں میں (یعنی سب مسلمانوں میں) سے غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کو کیسا سمجھتے ہیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'وہ تمام مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں'۔(اس پر) جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اسی طرح ایسے ہی وہ تمام فرشتے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ہمارے نزدیک تمام فرشتوں سے اعلیٰ ہیں۔

مزید برآں عہدِ خلافت راشدہ درحقیقت عہدِ نبوت کا ہی تتمہ تھا، لیکن ان دونوں عہدوں میں فرق یہ ہے کہ عہد نبوت میں نزولِ وحی کا جو سلسلہ جاری تھا بعد اَز عہدِ نبوت (عہدِ خلافتِ راشدہ میں) منقطع ہوگیا۔ یہ فضیلت بھی خلفائے راشدہ اربعہ میں بہت زیادہ واضح ہے۔

---

(۳) الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء/۱۳۷۔

فَصلٌ فِي إِثْبَاتِ الْخِلافَةِ الرَّاشِدَةِ وَتَعْيِيْنِ مُدَّتِهَا

١. وَرَدَ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ فِيهِمْ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ﷺ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً، ذَرَفَتْ مِنهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.[1]

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ مَاجَه. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لَيْسَ لَهُ عِلَّةٌ.

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/١٢٦، الرقم/١٧١٨٤، وأبو داود في السنن، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ٤/٢٠٠، الرقم/٤٦٠٧، والترمذي في السنن، كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ٥/٤٤، الرقم/٢٦٧٦، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، ١/١٥، الرقم/٤٢، والدارمي في السنن، ١/٥٧، الرقم/٩٥، وابن حبان في الصحيح، ١/١٧٨، الرقم/٥، والحاكم في المستدرك، ١/١٧٤، الرقم/٣٢٩، والطبراني في المعجم الكبير، ١٨/٢٤٦، الرقم/٦١٨۔

﴿خلافتِ راشدہ کا اثبات اور اس کی مدت کا تعین﴾

۱۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے خلفائے راشدین کے حق میں حدیثِ صحیح وارد ہوئی ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، جس سے آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپنے لگے۔ ایک شخص نے کہا: یہ تو الوداع ہونے والے شخص کا وعظ محسوس ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں پرہیز گاری، (حکم) سننے اور اطاعت (بجا لانے) کی وصیت کرتا ہوں، خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا۔ خبردار (خلافِ شریعت) نئی باتوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی کا راستہ ہیں، لہٰذا تم میں سے جو یہ زمانہ پائے، وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے، (اُس وقت) تم لوگ (میری سنت کو) مضبوطی سے تھام لینا (یعنی اس پر سختی سے کاربند رہنا)۔

اس حدیث کو امام احمد، ابو داود، ترمذی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام حاکم نے فرمایا ہے: یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ أَيْضًا مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.[1]

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

٢. رِوَايَةُ التِّرْمِذِيِّ: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَفِيْنَةُ ﷺ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ لِي سَفِيْنَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: وَخِلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ، قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِيْنَ سَنَةً، قَالَ سَعِيْدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيْهِمْ؟ قَالَ: كَذَبُوْا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوْكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوْكِ.

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ ﷺ.[2]

٣. رِوَايَةُ أَحْمَدَ: عَنْ سَفِيْنَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ عَامًا، ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمُلْكُ. قَالَ سَفِيْنَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ ﷺ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ ﷺ اثْنَتَي عَشْرَةَ سَنَةً، وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ ﷺ سِتَّ سِنِيْنَ.[3]

(١) أخرجه ابن ماجه في السنن، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، ١/ ١٥، الرقم/ ٤٢۔

(٢) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في الخلافة، ٤/ ٥٠٣، الرقم/ ٢٢٢٦۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم (فتنہ و فساد کے دور میں) میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، تم لوگ اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۲۔ ترمذی کی روایت میں ہے: سعید بن جمھان حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں خلافت فقط تیس سال رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو، پھر فرمایا: حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت، پھر فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو۔ راوی فرماتے ہیں: (شمار کرنے پر) ہم نے اس مدت کو تیس سال پایا۔ حضرت سعید کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: بنی اُمیہ کا خیال ہے کہ خلافت ان میں ہے؟ حضرت سفینہ نے فرمایا: (قبیلہ) بنو زرقاء کے لوگ دروغ گوئی کرتے ہیں بلکہ وہ بری قسم کے بادشاہ ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بھی روایات مذکور ہیں۔

۳۔ امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے: حضرت سَفِینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: خلافت تیس سال ہو گی، پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔ حضرت سفینہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دو سال شمار کرو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا عرصہ چھ سال شمار کرو (تو یہ کل تیس سال بنتے ہیں)۔

(۳) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٢٢٠، الرقم/٢١٩٦٩، وأيضا في: فضائل الصحابة، ١/٤٨٧، الرقم/٧٨٩، وأيضًا في، ٢/٦٠١، الرقم/١٠٢٧، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، ٣/٢١٨۔

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ سَفِيْنَةَ ﵁ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثِينَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا أَوْ مُلُوْكًا، شَكَّ أَبُوْ طَلْحَةَ.[1]

رَوَاهُ اللَّالَكَائِيُّ.

٤. رِوَايَةُ النَّسَائِيِّ: عَنْ سَفِيْنَةَ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكًا بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَحَسَبْنَا فَوَجَدْنَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا ﵃.[2]

٥. رِوَايَةُ أَبِي دَاوُدَ: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِيْنَةَ ﵁ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ، قَالَ سَعِيْدٌ: قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرُ عَشْرًا، وَعُثْمَانُ اثْنَتَي عَشْرَةَ وَعَلِيٌّ كَذَا، قَالَ سَعِيْدٌ: قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ عَلِيًّا ﵇ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ، قَالَ: كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ.[3]

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ.

---

(١) أخرجه اللالكائي في اعتقاد أهل السنة، سياق ما روي في ترتيب الخلافة بين الأربعة، ٨/١٣٨٦، الرقم/٢٦٥٦۔

(٢) أخرجه النسائي في السنن الكبرى، كتاب المناقب، أبو بكر وعمر وعثمان وعلي ﵃، ٥/٤٧، الرقم/٨١٥٥، وأيضًا في فضائل الصحابة، ١/١٧، الرقم/٥٢۔

(٣) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب السنة، باب في الخلفاء، ٤/٢١١، ←

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں خلافت تیس سال ہو گی، پھر بادشاہت ہوگی یا فرمایا: اس کے بعد بادشاہ ہوں گے، ابوطلحہ کو دونوں میں شک ہے۔

اسے امام لالکائی نے روایت کیا ہے۔

۴۔ امام نسائی کی بیان کردہ روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں خلافت تیس سال تک ہو گی، پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔ وہ کہتے ہیں: ہم نے حساب لگایا تو ہم نے یہ زمانہ حضرات ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کا پایا۔

۵۔ امام ابو داود کی بیان کردہ روایت میں ہے: سعید بن جُمھان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منہاجِ نبوت پر خلافت تیس سال تک جاری رہے گی پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اسے بادشاہت عطا فرمائے گا۔ حضرت سعید کا بیان ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: شمار کرو کہ دو سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے، دس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے، بارہ سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتنے (یعنی تقریباً چھ سال)۔ حضرت سعید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بعض لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے۔ انہوں نے فرمایا: بنو زَرقاء یعنی بنو مروان کے گھٹیا لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

اِسے امام ابو داود، حاکم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

.... الرقم/٤٦٤٦، والحاكم في المستدرك، ٣/١٥٦، الرقم/٤٦٩٧، والطبراني في المعجم الكبير، ٧/٨٤، الرقم/٦٤٤٤۔

٦. وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ عَنْهُ ﵁: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَـلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكًا بَعْدَ ذٰلِكَ. ثُمَّ قَالَ لِي سَفِيْنَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، وَأَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ. قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَـلَاثِيْنَ سَنَةً، ثُمَّ نَظَرْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْخُلَفَاءِ، فَلَمْ أَجِدْهُ يَتَّفِقُ لَهُمْ ثَـلَاثُوْنَ.(١)

٧. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حِبَّانَ عَنْهُ ﵁ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَـلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا، قَالَ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ ﵁ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرَ ﵁ عَشْرًا، وَعُثْمَانَ ﵁ اثْنَتَي عَشْرَةَ، وَعَلِيٍّ ﵁ سِتًّا.(٢)

٨. وَفِي رِوَايَةِ الطَّيَالِسِيُّ عَنْهُ ﵁ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَلْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَـلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكٌ، ثُمَّ قَالَ سَفِيْنَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةَ عُمَرَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٢٢١، الرقم/٢١٩٧٨، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، ٥/٣١٥۔

(٢) أخرجه ابن حبان في الصحيح، ذكر الخبر الدال على أن الخليفة بعد عثمان بن عفان كان علي بن أبي طالب رضوان الله عليهما ورحمته وقد فعل، ١٥/٣٩٢، الرقم/٦٩٤٣، والهيثمي في موارد الظمأن، ١/٣٦٩، الرقم/١٥٣٤، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ١/٢٥٤-٢٥٥، الرقم/٩٤۔

٦۔ امام احمد بن حنبل کی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں خلافت تیس سال تک ہو گی، پھر اس کے بعد ملوکیت ہو گی۔ (راوی کہتے ہیں:) پھر حضرت سفینہ نے مجھ سے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ شمار کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ مکمل زمانۂ خلافت تیس سال کا پایا۔ پھر میں نے اس کے بعد (آنے والے) حکمرانوں (کے دور حکومت) میں غور و خوض کیا تو تیس سال کی مدت کے حال کی بعد کے حال کے ساتھ موافقت اور مطابقت نہ پائی۔

٧۔ امام ابن حبان کی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی، پھر ملوکیت اور بادشاہت ہو گی۔ حضرت سفینہ نے (راوی سے) فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال شمار کرو، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال (تو یہ کل تیس سال کا عرصہ ہوا)۔

٨۔ امام طیالسی کی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میرے امت میں منہاجِ نبوت پر خلافت تیس سال ہو گی، پھر بادشاہت ہو گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے (راوی سے) فرمایا: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی خلافت بارہ سال اور چھ ماہ شمار کرو، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ، ثُمَّ خِلافَةَ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ ثَـلاثِيْنَ، قُلْتُ: فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوْكِ.(١)

٩. وَأَخْرَجَ أَبُوْ يَعْلٰى عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّهُ بَدَأَ هٰذَا الْأَمْرُ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ كَائِنٌ خِلافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ كَائِنٌ مُلْكًا عَضُوْضًا، ثُمَّ كَائِنٌ عُتُوًّا وَجَبْرِيَّةً وَفَسَادًا فِي الْأُمَّةِ(٢)

رَوَاهُ أَبُو يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ وَالطَّيَالِسِيُّ.

١٠. رِوَايَةُ اللَّالَكَائِيُّ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: وَفَدْنَا مَعَ زِيَادٍ إِلٰى مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ وَأُدْخِلْنَا إِلَيْهِ، قَالَ لِأَبِي: يَا أَبَا بَكْرَةَ، حَدِّثْنَا بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: الْخِلافَةُ ثَـلاثُوْنَ، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا.(٣)

١١. رِوَايَةُ الْحَاكِمِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: اَلْخِلافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ، وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ.(٤)

(١) أخرجه الطيالسي في المسند، ١/١٥١، الرقم/١١٠٧۔

(٢) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٢/١٧٧، الرقم/٨٧٣، والطبراني في المعجم الكبير، ١١/٨٨، الرقم/١١١٣٨، والطيالسي في المسند/٣١، الرقم/٢٢٨۔

(٣) أخرجه اللالكائي في اعتقاد أهل السنة، سياق ما رُوي في ترتيب الخلافة بين الأربعة، ٨/١٣٨٧، الرقم/٢٦٥٧۔

بارہ سال اور چھ ماہ اور پھر حضرت علی ﷛ کی خلافت سے تیس سال کا عرصہ مکمل ہوا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے (حضرت سفینہ ﷛ سے) پوچھا: حضرت معاویہ ﷛ کی حکومت کہاں گئی؟ انہوں نے فرمایا: وہی تو پہلے بادشاہ تھے۔

۹۔ اِمام ابو یعلی نے حضرت ابو عبید بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل ﷛ سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے (کہ آپ ﷺ نے فرمایا): بے شک (حکومت وامارت) کا یہ اَمر نبوت و رحمت سے شروع ہوا، پھر یہ خلافت و رحمت میں (بدل جائے گا)، پھر یہ (معاملہ) ظلم وستم والی بادشاہت میں بدل جائے گا اور پھر سرکشی، ظلم و جبر اور امت میں فساد انگیزی میں بدل جائے گا۔

اسے امام ابو یعلی، طبرانی اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ امام لالکائی کی حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ سے مروی روایت میں ہے: ہم زِیاد کے ساتھ وفد کی شکل میں حضرت معاویہ ﷛ کے پاس گئے، جب وہاں پہنچے اور ہمیں ان کی خدمت میں لایا گیا تو انہوں نے میرے والد سے کہا: اے ابو بکرہ! آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: خلافت تیس سال تک ہو گی پھر وہ بادشاہت میں بدل جائے گی۔

۱۱۔ امام حاکم کی حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی حدیث میں ہے: خلافت مدینہ میں ہوگی اور بادشاہت شام میں ہوگی۔

---

(٤) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٧٥، الرقم/ ٤٤٤٠۔

١٢. قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: قَالَ أَبُوْ مَعْشَرٍ: اسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي شَهْرِ رَبِيْعٍ الْأَوَّلِ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَمَاتَ لِثَمَانٍ بَقِيْنَ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ فِي سَنَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، فَكَانَتْ خِلَافَتُهُ سَنَتَيْنِ وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ إِلَّا عَشْرَ لَيَالٍ، وَقُتِلَ عُمَرُ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ تَمَامَ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ، فَكَانَتْ خِلَافَتُهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَسِتَّةَ أَشْهُرٍ وَأَرْبَعَةَ أَيَّامٍ، وَقُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانِي عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ، فَكَانَتْ خِلَافَتُهُ اثْنَتَي عَشْرَةَ سَنَةً إِلَّا اثْنَي عَشَرَ يَوْمًا، وَقُتِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي رَمَضَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ فَكَانَتْ خِلَافَتُهُ خَمْسَ سِنِيْنَ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، وَقِيْلَ: إِلَّا شَهْرَيْنِ.(١)

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الِاعْتِقَادِ وَإِسْنَادُ الْأَثَرِ صَحِيْحٌ.

كَيْفَ انْعَقَدَتِ الْخِلَافَةُ الرَّاشِدَةُ هَلْ بِالنَّصِّ أَمْ بِالِاخْتِيَارِ؟

قَالَ الإِمَامُ ابْنُ الزَّاغُوْنِيِّ فِي الْإِيْضَاحِ: طَرِيْقَةُ انْعِقَادِ الْإِمَامَةِ: الْإِمَامَةُ تَنْعَقِدُ إِمَّا بِالنَّصِّ، وَإِمَّا بِالْإِجْمَاعِ.

وَالنَّصُّ قِسْمَانِ:

أَحَدُهُمَا: اَلنَّصُّ مِنَ الشَّرْعِ وَهُوَ أَنْ يَنُصَّ اللهُ تَعَالَى أَوْ رَسُوْلُهُ بِتَعْيِيْنٍ وَتَصْرِيْحٍ.

(١) أخرجه البيهقي في الاعتقاد/٣٣٤ـ

۱۲۔ امام بیہقی نے فرمایا ہے: ابومعشر کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ماہِ ربیع الاوّل میں خلیفہ بنائے گئے اور انہوں نے ۱۳ھ میں ۲۲ جمادی الثانی کو پیر کے روز وفات پائی، لہٰذا ان کی مدتِ خلافت دو سال اور چار ماہ سے دس راتیں کم ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ ویں ہجری کی تکمیل پر ۲۶ ذوالحجہ کو بدھ کے روز شہید ہوئے لہٰذا ان کی مدتِ خلافت دس سال، چھ ماہ اور چار دن ہوئی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن ۱۸ ذوالحجہ کو ۳۵ھ میں شہید ہوئے اور ان کی مدتِ خلافت بارہ دن کم بارہ سال ہوئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ماہِ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو جمعہ کے دن ۴۰ھ میں شہید ہوئے اور ان کی خلافت پانچ سال سے تین ماہ یا دو ماہ کم پر محیط تھی۔

اسے امام بیہقی نے '**الاعتقاد**' میں روایت کیا ہے اور اس اَثر کی اِسناد صحیح ہے۔

خلافتِ راشدہ کا قیام نص سے ہوا یا انتخاب سے؟

امام ابن الزاغونی نے 'الایضاح فی اصول الدین' میں انعقادِ خلافت کا طریقہ کار بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خلافت یا تو نص سے قائم ہوسکتی ہے یا اجماع سے منعقد ہوتی ہے۔

جہاں تک نص کا تعلق ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم نص شرعی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول ﷺ تصریح اور تعیین کے ساتھ کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیں۔

وَالْقِسْمُ الثَّانِي: نَصُّ الْإِمَامِ الْقَائِمِ بِالْأَمْرِ وَهُوَ أَنْ يَّقُولَ: الْإِمَامُ بَعْدِي فُلَانٌ. كَمَا كَتَبَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي عَهْدِهٖ: أَنِّي وَلَّيْتُ عَلَيْكُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَصَحِيْحٌ أَنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ فِي الْخِلَافَةِ نَصٌّ صَرِيْحٌ عَلٰى شَخْصٍ بِعَيْنِهٖ.

وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ فَذٰلِكَ يَقَعُ عَلٰى أَمْرَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: مَعَ التُّؤْدَةِ وَالْاِخْتِيَارِ. فَهٰذَا إِنَّمَا يُجْمِعُوْنَ فِيْهِ عَلٰى مَنْ كَمُلَتْ أَوْصَافُهٗ، وَتَمّتْ فِيْهِ الشَّرَائِطُ، وَتوَفَّرَتْ فِيْهِ الْخِصَالُ الْمُسْتَحَبَّةُ وَلَا يُسَامِحُ فِي شَيْءٍ مِّنْهُ مَهْمَا أَمْكَنَ.

وَالثَّانِي: أَنْ تَقَعَ عَلٰى مَضَايِقِهٖ مِنْ نَقْصٍ عَنْ بَعْضِ الصِّفَاتِ مِثْلُ أَنْ يَّكُوْنَ الْخَلَلُ وَاقِعًا بِالتَّأْخِيْرِ.[١]

فَأَمَّا خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهِ عَلٰى وَجْهَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّهَا ثَبَتَتْ لَهٗ بِالْإِجْمَاعِ وَأَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ نَصٌّ فِي حَقِّهٖ، وَلَا فِي حَقِّ غَيْرِهٖ. وَهُوَ قَوْلُ الْأَكْثَرِيْنَ.

وَالْوَجْهُ الثَّانِي: أَنَّهَا ثَبَتَتْ لَهٗ بِالنَّصِّ الْخَفِيِّ.

---

(١) ابن الزاغوني في الإيضاح في أصول الدين/ ٦١٠-٦١١.

دوسری قسم یہ ہے کہ پہلا خلیفہ اپنے حکم سے کسی کو خلیفہ مقرر کر دے اور کہے کہ میرے بعد فلاں خلیفہ ہوگا (بشرطیکہ وہ اس کا نسبی رشتہ دار نہ ہو) جیسا کہ سیدنا ابوبکر ﷺ نے اپنے عہدِ خلافت میں لکھ دیا تھا کہ میں تم پر عمر بن خطاب ﷺ کو خلیفہ مقرر کر رہا ہوں۔ پس صحیح یہ ہے کہ معیّن شخص کے لیے خلافت میں صریح نص ثابت نہیں ہے۔

باقی رہا اجماع تو اُس کی بھی دو صورتیں ہیں:

اُن میں سے **پہلی صورت** یہ ہے کہ وقار اور اختیار کے ساتھ چناؤ کیا جائے (یعنی جنگ و جدال سے نہیں) اور وہ یہ کہ لوگ اُس شخص پر اتفاق کر لیں جس میں خلافت کے کامل اوصاف ہوں اور شرائط پوری ہوں اور پسندیدہ عادات بھی اُس کے اندر وافر ہوں اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس میں ان مذکورہ اشیاء میں سے کسی شے کی کمی نہ ہو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ خلافت کسی شخص کی بعض مذکورہ صفات میں کمی کے باوجود واقع ہو جائے، مثال کے طور پر خلافت کو مؤخر کرنے سے خلل واقع ہو جانے کا خدشہ ہو (تو ایسی صورت میں خلافت کی مذکورہ شرائط کو مکمل نہ کرنے والے شخص کو بھی حاکم بنایا جا سکتا ہے)۔

سیدنا ابوبکر ﷺ کی خلافت کے انعقاد میں علماء کرام کا دو طرح کا اختلاف ہے:

ایک قول یہ ہے کہ وہ آپ کے لئے اجماع سے ثابت ہوئی اور اس سلسلے میں اُن کے یا کسی دوسرے کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ سے کوئی نص موجود نہیں، اور یہی اکثر علماء کا قول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اُن کی خلافت نصِ خفی سے ثابت ہوئی۔

وَالدَّلالَةُ عَلَى الْقَوْلِ الْأَوَّلِ أَنَّهُ لَوْ كَانَتِ الصَّحَابَةُ وَجَدَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَصًّا لَمَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ تَشَاجُرٌ وَاخْتِلافٌ، وَالْوَاجِبُ أَنْ يَرْجِعُوا إِلَى النَّصِّ أَوْ يَدَّعِيَهُ بَعْضُهُمْ.

وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعَتْ فِي السَّقِيْفَةِ وَأَرَادُوْا أَنَّ يَنْصِبُوْا أَمِيْرًا مِنهُمْ. فَجَاءَ إِلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْنَا مَعَاشِرَ الْمُهَاجِرِيْنَ. وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ: أَنَّ اللّٰهَ وَصَّانَا بِكُمْ وَلَمْ يُوْصِكُمْ بِنَا، وَمازالَ يُراجِعُهُمْ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى أَذْعَنُوا لِلْأَدِلَّةِ، وَأَجَابُوْا إِلَيْهَا وَتَابَعُوْهُ. وَلَوْ كَانَ هُنَاكَ نَصٌّ فِي شَخْصٍ لَقَالَ لَهُمْ تُبَايِعُوْنَ وَاحِدًا مِّنْكُمْ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَدْ نَصَّ عَلٰى فُلانٍ. وَلا يَجُوْزُ أَنْ يُّرَدَّ نَصٌّ فِي الْخِلافَةِ وَمُسْتَحِقِّهَا وَيَخْفٰى عَلَى الْجَمِيْعِ وَلَا بُدَّ إِنْ كَانَ يَقُوْمُ بِهِ بَعْضُهُمْ.

پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام ﷡ کو حضور نبی اکرم ﷺ سے کوئی نص صریح ملتی تو اُن کے درمیان باہمی نزاع اور اختلاف سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا (جیسا کہ سقیفہ بنو ساعدہ میں ہوا) اور اُن پر نص کی طرف جانا واجب ہوتا یا اُن میں سے کوئی تو نص کا دعویٰ کرتا۔

معروف ہے کہ انصار ﷡ سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے اور اُنہوں نے ارادہ کیا کہ اُن میں سے کسی کو امیر مقرر کریں، تو سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر ﷠ اُن کی طرف گئے، سیدنا ابو بکر ﷜ نے فرمایا: یہ اَمر (خلافت) ہم یعنی گروہ مہاجرین میں رہے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے بارے میں وصیت فرمائی ہے نہ کہ تمہیں ہماری وصیت فرمائی ہے۔ وہ مسلسل اُن کے سامنے اس سلسلے میں دلائل پیش فرماتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے (ابو بکر ﷜ کے) دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا اور انہیں قبول کیا اور آپ کی پیروی کی۔ اگر اُس موقع پر کسی شخص کے بارے میں کوئی نص موجود ہوتی تو حضرت ابو بکر ﷜ ان سے فرماتے تم آپس میں کسی ایک فرد کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہو جبکہ نبی اکرم ﷺ فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کا حکم فرما چکے ہیں؟ یہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ خلافت کے معاملہ میں کسی شخص کے بارے میں نص وارد ہوئی ہو، وہ اس کا مستحق بھی ہو اور باقی حضرات پر معاملہ مخفی رہ گیا ہو۔ اس لئے یہ بات ناگزیر ہے کہ اگر کوئی نص وارد ہوئی ہوتی تو بعض لوگ اس کو ضرور عمل میں لاتے۔

فَصْلٌ: فِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَسْتَخْلِفْ أَحَدًا وَتَرَكَ الْأَمْرَ لِأُمَّتِهِ

١. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ رضي الله عنه، أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفُ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، أَبُوْ بَكْرٍ، وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.(١)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢. وَفِي رِوَايَةِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالُوْا: اِسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: "أَتَحَمَّلُ أَمْرَكُمْ حَيًّا وَّمَيِّتًا؟ لَوَدِدْتُ أَنَّ حَظِّي مِنْهَا الْكَفَافُ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، فَإِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْكُمْ فَقَدْ تَرَكَكُمْ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي، رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.(٢)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، ٢٦٣٨/٦، الرقم/٦٧٩٢، ومسلم في الصحيح، كتاب الإمارة، باب الاستخلاف وتركه، ١٤٥٤/٣، الرقم/١٨٢٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤٧/١، الرقم/٣٣٢، وأبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في الخليفة يستخلف، ١٣٣/٣، الرقم/٢٩٣٩، والترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في الخلافة، ٥٠٢/٤، الرقم/٢٢٢٥، وابن حبان في الصحيح، ←

حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ اس کا اختیار اُمت کے سپرد کر دیا تھا

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ جانشین مقرر نہیں فرمائیں گے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو (جائز ہوگا کیوں کہ) مجھ سے بہتر ہستی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو (بھی جائز ہوگا کیوں کہ) مجھ سے بہت بہتر ہستی یعنی رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۲۔ ایک روایت میں حضرت عروہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے (سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا: خلیفہ مقرر کر دیجئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں زندگی اور موت دونوں میں تمہارے معاملہ کا بوجھ اٹھاؤں؟ میں پسند کرتا ہوں کہ امر خلافت میں سے مجھے میرا حصہ بقدرِ ضرورت ہی ملے، نہ میرے ذمہ کسی کا کوئی حق باقی رہے اور نہ کسی کے ذمہ میرا کوئی حق باقی رہے۔ سو اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو مجھ سے بہتر انسان یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا اور اگر میں تمہیں (اس معاملہ میں یونہی) چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر ہستی یعنی رسول اللہ ﷺ نے بھی یونہی چھوڑ دیا تھا۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

.... ۳۳۱/۱۰، الرقم/۴۴۷۸، وأبو یعلی في المسند، ۱۸۲/۱، الرقم/۲۰۶، وعبد بن حمید في المسند، ۴۲/۱، الرقم/۳۲۔

(۲) أخرجه مسلم في الصحیح، کتاب الإمارة، باب الاستخلاف وترکه، ۱۴۵۴/۳، الرقم/۱۸۲۳۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ: فَعَرَفْتُ حِيْنَ ذَكَرَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ.(١)

٣. عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَلَا تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: إِنِّي أَسْتَخْلِفُ عَلَيْكُمْ فَتَعْصَونَ خَلِيْفَتِي، يَنْزِلُ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ.(٢)

رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِي الْمُسْنَدِ.

٤. وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: لَمَّا ظَهَرَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا عَهْدًا نَأْخُذُ بِهِ فِي هٰذِهِ الْإِمَارَةِ شَيْئًا، حَتّٰى رَأَيْنَا مِنَ الرَّأْيِ أَنْ نَسْتَخْلِفَ أَبَا بَكْرٍ، فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ، ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَأَى مِنَ الرَّأْيِ أَنْ يَسْتَخْلِفَ عُمَرَ، فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ، ثُمَّ إِنَّ أَقْوَامًا طَلَبُوْا الدُّنْيَا فَكَانَتْ أُمُوْرٌ يَقْضِي اللهُ فِيْهَا.(٣)

---

(١) صحيح مسلم، ٨٨٤، الرقم/١٨٢٣؛ مسند أحمد [شاكر]، ١/٣٠٦، الرقم/٣٣٢ـ

(٢) أخرجه البزار في المسند، ٧/٢٩٩، الرقم/٢٨٩٥ـ

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/١١٤، والبيهقي في دلائل النبوة، ٧/٢٢٣ـ

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے اوپر اپنا خلیفہ نامزد کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے تم پر اپنا خلیفہ نامزد کر دیا اور پھر تم نے میرے (نامزد) خلیفہ کی نافرمانی تو تمہارے اوپر عذاب نازل ہوگا۔

اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

۴۔ امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے 'دلائل النبوۃ' میں عمدہ سند کے ساتھ عمرو بن سفیان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: جنگ جمل والے دن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! خلافت کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی عہد و پیمان نہیں لیا تھا جس سے اس امارت کے معاملہ میں کوئی دلیل پکڑیں، یہاں تک کہ ہم (صحابہ) نے خود ایک رائے اختیار کی کہ ہم حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کریں، پس انہوں نے امور خلافت کو درست کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے تشریف لے گئے، پھر حضرت ابوبکر نے رائے قائم کی اور حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا جائے انہوں نے امور خلافت کو درست کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ دین برپا اور مضبوط ہوگیا، پھر لوگ دنیا طلبی میں پڑ گئے اور ایسے امور پیش آئے جن میں اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ فرماتا ہے۔

٥. وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ، وَصَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلائِلِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قِيْلَ لِعَلِيٍّ: أَلا تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَسْتَخْلِفَ، وَلَكِنْ إِنْ يُرِدِ اللهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا فَسَيَجْمَعُهُمْ بَعْدِي عَلٰى خَيْرِهِمْ، كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ.(١)

٦. وَعَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: قِيلَ لِعَلِيٍّ: اسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا، فَقَالَ: مَا اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَسْتَخْلِفَ، وَلَكِنْ إِنْ يُرِدِ اللهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا جَمَعَهُمْ عَلَى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ ﷺ عَلَى خَيْرِهِمْ.(٢)

٧. وَأَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَظَرْنَا فِي أَمْرِنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ؛ فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا عَمَّنْ رَضِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْهُ لِدِيْنِنَا؛ فَقَدَّمْنَا أَبَا بَكْرٍ.(٣)

---

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٨٤/٣، الرقم/٤٤٦٧، والبيهقي في دلائل النبوة، ٢٢٣/٧۔

(٢) أخرجه البزار في المسند، ١٨٦/٢، الرقم/٥٦٥؛ وابن أبي عاصم في السنة، ٧٨١/٢، الرقم/١١٩٢؛ والحاكم في المستدرك، ٧٩/٣؛ والآجري في الشريعة، ١٧١١/٥، ١٧١٢؛ والبيهقي في دلائل النبوة، ٢٢١٣/٧؛ والبيهقي في الاعتقاد: ٥٠٢۔

(٣) أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، ١٨٣/٣۔

۵۔ اور امام حاکم نے المستدرک میں حضرت ابو وائل کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس کی تصحیح امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بھی کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا کہ میں مقرر کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرما لیا تو وہ انہیں میرے بعد ان میں سے بہتر شخص پر جمع فرما دے گا جیسا کہ ان کے نبی کے بعد انہیں ان میں سے بہتر شخص (ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر یکجا فرما دیا تھا۔

۶۔ امام شعبی حضرت شقیق بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بیان کیا: سیدنا علی علیہ السلام سے عرض کیا گیا: آپ ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیں۔ اُنہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا لہٰذا میں بھی کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کرتا، اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو اُنہیں اُن کے بہتر شخص پر متفق فرما دے گا جیسا کہ اُس نے اُن کے نبی ﷺ کے بعد اُنہیں اُن کے بہتر شخص پر اکھٹا فرما دیا تھا۔

۷۔ ابن سعد نے حضرت حسن کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور نبی اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو ہم نے اپنے معاملہ میں غور وفکر کیا، ہم نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز کے لئے امام مقرر فرمایا تھا۔ پس ہم اپنی دنیا کے لئے ایسے شخص پر راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ ﷺ ہمارے دین کے لئے راضی ہو گئے تھے، پھر ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام و پیشوا بنا لیا۔

٨. قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الزَّاغُوْنِيّ: ومِمَّا يُحَقِّقُ هٰذَا: مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ وَقِيْلَ لَهُ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ فَقَالَ: "إِنِ اسْتَخْلَفْتُ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُوْ بَكْرٍ. وَإِنْ لَمْ أَسْتَخْلِفْ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ". ثُمَّ قَالَ: "إِنْ يُّرِدِ اللهُ بِهِمْ خَيرًا أَجْمَعَهُمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ بَعْدِي، كَمَا أَجْمَعَنَا عَلٰى خَيْرِنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ". وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنُصَّ عَلَى الْخِلَافَةِ لِأَحَدٍ.[1]

٩. وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام: إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلاً، وَلَمْ يَمُتْ فَجْأَةً، مَرِضَ لَيَالِيَ وَأَيَّامًا، يَأْتِيهِ بِلَالٌ فَيُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ، وَهُوَ يَرىٰ مَكَانِي، فَيَقُولُ: اِئْتِ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ؛ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَظَرْتُ فِي أَمْرِي، فَإِذَا الصَّلَاةُ عِظَمُ الإِسْلَامِ وَقِوَامُ الدِّينِ، فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِدِيْنِنَا، فَبَايَعْنَا أَبَا بَكْرٍ.[2]

رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْمُحِبُّ الطَّبَرِيُّ وَذَكَرَهُ الْهَيْتَمِيُّ.

---

(١) ابن الزاغوني في الإيضاح في أصول الدين/٦١٢-٦١٣۔

(٢) أخرجه ابن عبد البر في التمهيد، ١٢٩/٢٢، والمحب الطبري في الرياض النضرة، ٢٩١/١، وذكره ابن حجر الهيتمي المكي في الصواعق المحرقة، ١١٦/١۔

۸۔ امام ابن الزاغونی نے لکھا ہے: اور یہ بات اس امر سے مزید متحقق ہو جاتی ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب وہ اس دارِفانی سے رخصت ہونے لگے تو اُنہیں عرض کیا گیا: آپ خلیفہ کیوں نہیں مقرر کر دیتے؟ آپ نے فرمایا: اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا اور اگر نہ کروں تو میں نے وہ کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا تو اُنہیں میرے بعد بہتر شخص پر جمع کر دے گا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں ہمارے بہتر شخص پر جمع کر دیا تھا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بھی شخص کے لیے خلافت کا کوئی حکم ارشاد نہیں فرمایا۔

۹۔ امام حسن بصری، قیس بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا رحمت نبیِ رحمت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو قتل کیے گئے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اچانک وصال ہوا، آپ کئی شب و روز علیل رہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے اور نماز کی اطلاع کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے مرتبہ سے واقف تھے، لیکن آپ فرماتے: ابوبکر کے پاس جا کر کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے اپنے (لئے خلافت کے) معاملہ میں غور کیا تو مجھے نماز، اسلام کی عظمت اور دین کا ستون معلوم ہوئی۔ سو ہم نے اپنی دنیا کے لیے اُس شخص کو پسند کر لیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند کیا تھا سو ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

اسے ابن عبد البر اور محبّ طبری نے روایت کیا ہے اور ابن حجر ہیتمی مکی نے بیان کیا ہے۔

١٠. عَنْ عَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: لَمَّا ظَهَرَ عَلِيٌّ ﷺ عَلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا فِي هَذِهِ الْإِمَارَةِ شَيْئًا حَتَّى رَأَيْنَا مِنَ الرَّأْيِ أَنْ نَسْتَخْلِفَ أَبَا بَكْرٍ فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَآى مِنَ الرَّأْيِ أَنْ يُّسْتَخْلَفَ عُمَرُ فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتَّى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهِ، ثُمَّ إِنَّ أَقْوَامًا طَلَبُوْا هَذِهِ الدُّنْيَا فَكَانَتْ أُمُوْرٌ يَقْضِي اللهُ فِيْهَا مَا يَشَاءُ.(١)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ.

١١. وَرَوَى الْإِمَامُ الْجَزَرِيُّ: وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ ﷺ الْبَصْرَةَ قَامَ إِلَيْهِ ابْنُ الْكَوَّاءِ وَقَيْسُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَا: أَلَا تُخْبِرُنَا عَنْ مَسِيْرِكَ هٰذَا الَّذِي سِرْتَ فِيْهِ يَضْرِبُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ؟ أَعَهْدٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ فَحَدِّثْنَا فَأَنْتَ الْمَوْثُوْقُ الْمَأْمُوْنُ فَقَالَ: أَمَّا أَنْ يَّكُوْنَ عِنْدِي عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَلَا، وَاللهِ، إِنْ كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِهِ لَا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ كَذَّبَ عَلَيْهِ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِي مِنْهُ عَهْدٌ مَا تَرَكْتُ أَخَا بَنِي تَمِيْمِ بْنِ مُرَّةَ وَّعُمَرَ

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢ /٥، الرقم/٩٢١، وأيضا في: فضائل الصحابة، ٤٠٦/١، الرقم/٤٧٧؛ وعبد اللّٰه بن أحمد في السنة/ ٢٠٢، وأبن أبي عاصم في السنة، ٢/ ٨١٨، الرقم/١٢٥٣؛ واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة، الرقم/١٣٢٦-١٣٢٧، والبيهقي في الاعتقاد/٥٠٢ [دار الفضيلة] واللفظ له، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١٧٥/٥۔

۱۰۔ عمرو بن سفیان سے مروی ہے کہ جب حضرت علی ﷛ نے جنگ جمل والے دن لوگوں پر غلبہ پالیا تو آپ ﷛ فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے اس خلافت کے بارے میں ہم سے کوئی عہد نہیں لیا تھا بلکہ ہم نے اپنی رائے سے حضرت ابو بکر صدیق ﷛ کو خلیفہ منتخب کیا، پس انہوں نے امور خلافت کو درست کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ وہ اپنے اسی راستہ پر گزر گئے (یعنی وصال فرما گئے) پھر حضرت ابوبکر ﷛ نے اپنی رائے سے حضرت عمر ﷛ کو خلیفہ مقرر کیا۔ انہوں نے امور خلافت کو درست کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ دین مضبوط ہوگیا، پھر کچھ گروہوں نے اس دنیا کو طلب کیا تو ایسے امور رونما ہوئے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔

اسے امام احمد بن حنبل اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔

۱۱۔ امام جزری روایت کرتے ہیں: امام حسن بصری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عبادہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا: آپ ہمیں اپنے اِس سفر کے متعلق بتائیں جس میں لوگ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں، کیا رسول اللہ ﷺ کی جانب سے آپ کے حق میں کوئی عہد ہے؟ تو بیان فرمایئے! آپ (ہمارے لئے) ثقہ، معتمد اور امین ہیں؟ آپ ﷛ نے فرمایا: اس سلسلے میں میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کوئی عہد نہیں ہے، اللہ کی قسم! میں اُن کی تصدیق کرنے میں اول تھا تو اُن پر جھوٹ باندھنے میں اول نہیں بنوں گا، اگر میرے پاس اُن کی جانب سے کوئی عہدنامہ ہوتا تو میں بنو تمیم بن مرہ کی

بْنَ الْخَطَّابِ يَتَوَثَّبَانِ عَلىٰ مِنبَرٍ، وَلَقَاتَلْتُهُمَا بِيَدِي وَلَوْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا بُرْدِي هٰذَا، وَلٰكِنَّ رَّسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يُقْتَلْ قَتْـلًا، وَلَمْ يَمُتْ فَجْأَةً، مَكَثَ فِي مَرَضِهٖ أَيَّامًا وَلَيَالِيَ، يَأْتِيهِ الْمُؤَذِّنُ فُيُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ فَيَأْمُرُ أَبَا بَكْرٍ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، وَهُوَ ﷺ يَرَىٰ مَكَانِي، وَلَقَدْ أَرَادَتِ امْرَأَةٌ مِنْ نِّسَائِهٖ أَنْ تَصْرِفَهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ فَأَبىٰ وَغَضِبَ، وَقَالَ: أَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا فِي أُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِدِيْنِنَا، وَكَانَتِ الصَّلَاةُ رَأْسَ الْإِسْلَامِ وَقِوَامَهُ، فَبَايَعْنَا أَبَا بَكْرٍ، وَكَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا، وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ، وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلىٰ بَعْضٍ، وَلَمْ يَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَاءُ، فَأَدَّيْتُ إِلىٰ أَبِي بَكْرٍ حَقَّهُ، وَعَرَفْتُ لَهُ طَاعَتَهُ وَغَزَوْتُ مَعَهُ فِي جُنُوْدِهٖ، وَكُنْتُ آخُذُ مِنْهُ إِذَا أَعْطَانِي، وَأَغْزُوْ إِذَا أَغْزَانِي، وَأَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِي، فَلَمَّا قُبِضَ وَلَّاهَا عُمَرَ، فَأَخَذَهَا بِسُنَّةِ صَاحِبِهٖ، وَمَا يَعْرِفُ مِنْ أَمْرِهٖ، فَبَايَعْنَا عُمَرَ، لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ، فَأَدَّيْتُ إِلَيْهِ حَقَّهُ، وَعَرَفْتُ لَهُ طَاعَتَهُ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ فِي جُنُوْدِهٖ، وَكُنْتُ آخُذُ إِذَا أَعْطَانِي، وَأَغْزُوْ إِذَا أَغْزَانِي، أَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِي، فَلَمَّا قُبِضَ تَذَكَّرْتُ فِي نَفْسِي قَرَابَتِي وَسَابِقَتِي، وَفَضْلِي وَأَنَا أَظُنُّ أَنْ لَّا يَعْدِلَ بِي، وَلٰكِنْ خَشِيَ أَنْ لَّا يَعْمَلَ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهُ شَيْئاً، إِلَّا لَحِقَهُ فِي قَبْرِهٖ، فَأَخْرَجَ مِنْهَا نَفْسَهُ وَوَلَدَهُ، وَلَوْ كَانَتْ مُحَابَاةٌ مِّنْهُ لَآثَرَ بِهَا وَلَدَهُ، فَبَرِئَ مِنْهَا إِلىٰ رَهْطٍ أَنَا أَحَدُهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعَ الرَّهْطُ تَذَكَّرْتُ فِي نَفْسِي قَرَابَتِي وَسَابِقَتِي، وَفَضْلِي وَأَنَا أَظُنُّ لا

برادری کے فرد (مراد حضرت ابو بکر صدیق ﷛) اور عمر بن خطاب کو اُن کے منبر پر نہ بیٹھنے دیتا، اور اپنی طاقت سے اُن سے لڑتا، اور اگر کچھ اور نہ پاتا تو اپنی اس چادر سے ہی لڑتا، لیکن رسول اللہ ﷺ نہ شہید کیے گئے اور نہ ہی آپ ﷺ کا اچانک وصال ہوا، آپ ﷺ کئی شب و روز علالت کے عالم میں رہے، مؤذن آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز کی اطلاع کرتا تو آپ ﷺ حضرت ابو بکر ﷛ کو حکم فرماتے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اور آپ ﷺ میرے مقام کو سمجھتے تھے، اور آپ ﷺ کی بعض ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت ابو بکر ﷛ سے اس حکم کو پھیر دیا جائے مگر حضور ﷺ نے انکار فرمایا اور خفا ہو کر فرمایا: تم یوسف ؑ کی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا، سو اس شخص کو ہم نے اپنی دنیا کے لیے منتخب کر لیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لیے منتخب فرمایا تھا، اور غور کیا کہ نماز اسلام کا طرہ اور اس کی بنیاد ہے، لہٰذا ہم نے حضرت ابو بکر ﷛ کی بیعت کر لی اور وہ اس کے اہل تھے، ہم میں سے دو شخص بھی اُن کے خلاف نہیں ہوئے اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کا مخالف ہوا، اور نہ ہی ہم اُن سے دور ہوئے، میں نے حضرت ابوبکر ﷛ کے حقوق ادا کئے اور اُن کی طاعت کا حق پہچانا اور اُن کے ساتھ اُن کی اَفواج میں شرکت کی، جب انہوں نے مجھے (کوئی مال وغیرہ) دیا میں نے قبول کیا، اور اُن کے حکم سے جنگی معرکوں میں نبرد آزما رہا، اور اُن کے سامنے اپنے درّے سے حدود قائم کرتا رہا۔ پھر جب اُن کا انتقال ہوا تو آپ ﷛ نے خلافت کی ذمہ داری حضرت عمر ﷛ کو سونپی، انہوں نے اپنے ساتھی کی سنت اور اُن کے احکام کو اپنایا تو ہم نے عمر ﷛ کی بیعت کر لی، اس پر ہم میں سے دو اَشخاص نے بھی اختلاف نہ کیا، میں نے ان کے حقوق ادا کیے، ان کی طاعت پہچانی، ان کے ساتھ لشکر میں شامل ہو کر جنگیں لڑیں، جب انہوں نے دیا میں نے قبول کیا، جب انہوں نے کسی جنگ میں بھیجا تو میں گیا، اُن کے سامنے اپنے درّے سے حدود قائم کیں، جب اُن کا انتقال ہوا تو میں نے اپنے دل میں اپنی قرابت، اسلام میں سبقت اور فضیلت کو یاد کیا اور میں نے گمان کیا کہ وہ کسی کو میرے برابر نہیں سمجھیں گے، لیکن انہیں اندیشہ ہوا کہ

يَعْدِلُوْا بِي، فَأَخَذَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَواثِيْقَنَا، أَنْ نَّسْمَعَ، وَنُطِيْعَ لِمَنْ وَلَّاهُ أَمْرَنَا، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ ابْنِ عَفَّانَ، فَضَرَبَ بِيَدِهٖ، أَيْ بَايَعَهُ، فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي، وَإِذَا مِيْثَاقِي قَدْ أُخِذَ لِغَيْرِي، فَبَايَعْنَاهُ عُثْمَانَ، فَأَدَّيْتُ إِلَيْهِ حَقَّهُ، وَعَرَفْتُ لَهُ طَاعَتَهُ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ فِي جُيُوشِهٖ، وَكُنْتُ آخُذُ إِذَا أَعْطَانِي، وَأَغْزُوْ إِذَا أَغْزَانِي، وَأَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِي، فَلَمَّا أُصِيْبَ نَظَرْتُ فِي أَمْرِي، فَإِذَا الْخَلِيْفَتَانِ اللَّذَانِ أَخَذَاهَا بِعَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ قَدْ مَضَيَا، وَهٰذَا الَّذِي قَد أُخِذَ لَهُ مِيْثَاقِي قَدْ أُصِيْبَ، فَبَايَعَنِي أَهْلُ الْحَرَمَيْنِ، وَأَهْلُ هٰذَيْنِ الْمِصْرَيْنِ.

هٰذَا الْإِسْنَادُ جَيِّدٌ وَإِنْ كَانَ فِيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ الَّذِي ضُعِّفَ. رَوَاهُ الْإِمَامُ الْحُجَّةُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ فِي مُسْنَدِهٖ فَقَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ سَالِمٌ الْمُرَادِيُّ، سَمِعْتُ الْحَسَنُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ فَوَثَبَ فِيْهَا مَنْ لَّيْسَ مِثْلِي، وَلَا قَرَابَتُهُ كَقَرَابَتِي، وَلَا عِلْمُهُ كَعِلْمِي، وَلَا سَابِقَتُهُ كَسَابِقَتِي، وَكُنْتُ أَحَقَّ بِهَا مِنْهُ، قَالَا لَهُ: فَأَخْبِرْنَا عَنْ قِتَالِكَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ

اُن کے بعد خلیفہ جو کچھ بھی کرے گا اُس کا وبال انہیں قبر میں پہنچے گا، لہٰذا انہوں نے خود کو اور اپنی اولاد کو اس کی ذمہ داری سے دور رکھا، اگر اُن کے دل میں کچھ لالچ ہوتا تو وہ اپنی اولاد کو ترجیح دیتے، لیکن وہ اس سے آزاد رہتے ہوئے اس کا معاملہ ایک مجلس شوریٰ پر چھوڑ گئے میں بھی اُن میں شامل تھا۔ پھر جب وہ مجلس جمع ہوئی تو میں نے اپنے دل میں اپنی قرابت، اسلام میں سبقت اور فضیلت کو یاد کیا اور گمان کیا کہ یہ لوگ کسی کو میرے برابر نہیں لائیں گے لیکن حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم سے عہد لیا کہ وہ ہم میں سے جس کو خلیفہ بنائیں گے ہم اس کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے، پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اُس پر اپنا ہاتھ مارا یعنی بیعت کر لی، سو میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو میری اطاعت میری بیعت پر سبقت لے گئی اور میرا عہد میرے غیر کے لیے لے لیا گیا، پس ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی میں نے ان کے حقوق ادا کیے اور ان کی طاعت کو پہچانا، اُن کے لشکر میں جہاد کیے، جب انہوں نے دیا میں نے قبول کیا اور جب انہوں نے غزوہ میں بھیجا تو میں گیا اور اپنے درّے سے ان کے سامنے حدود قائم کیں، پھر جب اُن پر آزمائش آ پہنچی تو میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو وہ دو خلفاء جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا عہد لیا تھا وہ گذر چکے تھے اور یہ جن کے لیے مجھ سے عہد لیا گیا شہید کر دیئے گئے تھے تو اہل حرمین اور اِن دو شہروں کے لوگوں نے میری بیعت کر لی۔

یہ سند جید ہے، اگرچہ اس میں ابوبکر الھذلی ہے اور اس کو ضعیف کہا گیا ہے لیکن اس حدیث کو امام حجت اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ سو وہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عبدۃ بن سلیمان اور سالم المرادی نے بتایا کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو بیان فرماتے ہوئے سنا، پھر حسبِ سابق حدیث ذکر کی اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر وہ شخص براجمان ہو بیٹھا جو میرا ہمسر نہیں، نہ اُس کی قرابت میری قرابت کی طرح ہے، نہ اُس کا علم میرے علم کی مانند ہے اور نہ اُس کی سبقت میری سبقت کی طرح ہے اور میں اُس کی بہ نسبت اس (خلافت) کا زیادہ حق دار تھا۔ انہوں نے دریافت

يَعْنِيَانِ: طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ: بَايَعَانِي بِالْمَدِيْنَةِ وَخَالَفَانِي بِالْبَصْرَةِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ أَوْ عُمَرَ خَلَعَهُ لَقَاتَلْنَاهُ أَيْضًا.(۱)

وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ خِلافَتَهُ كَانَتْ بِالْإِجْمَاعِ وَالْاِجْتِهَادِ وَالْاِسْتِدْلَالِ، لَا بِالنَّصِّ. لَوْ قَالَ أَحَدٌ يُمْكِنُ أَنْ يَّكُونَ النَّبِيُّ ﷺ نَصَّ عَلٰى شَخْصٍ لٰكِنَّهُ لَمْ يُظْهِرِ النَّصَّ لِأَنَّهُ لَمْ يَنْقُلْ لِأَسْبَابٍ مَّانِعَةٍ: إِمَّا: لِأَنَّهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَّحْتَاجَ إِلَيْهِ، أَوْ لِأَنَّهُ كَأَنَّ قَالَهُ فَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ، أَوْ خَافَ أَلَّا يُقْبَلَ مِنْهُ. فَلَا يُلْتَفَتُ إِلٰى قَوْلِهِ.

قُلْنَا: مِنَ الْبَعِيْدِ الْمُسْتَنْكَرِ أَنْ يَّكُوْنَ أَصْلٌ مِّنْ أُصُوْلِ الشَّرْعِ تَشْتَدُّ الْحَاجَّةُ إِلَيْهِ بِنَصِّ النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْقَطِعُ نَقْلُهُ، وَيَخْفٰى أَمْرُهُ، حَتّٰى لَا يَخْتَلِفَ الصَّحَابَةُ فِي مَعْنَاهُ، وَلَا يَتَرَدَّدُوْنَهُ فِي الْمَشُوْرَةِ وَلَا يَتَنَاظَرُوْنَ فِي ذٰلِكَ، أَوْ يَسْتُرَ اللهُ عَنْهُمُ النَّصَّ، مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ. وَقَدْ نَصَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى أُمُوْرٍ يَسِيْرَةِ الْقَدْرِ، خَفِفَةِ الْحَالِ، فَلَمْ يَخْفَ وَلَمْ يَنْطَوِ عَنِ النَّاسِ مِنْهَا أَنَّهُ وَلَّى أُنَيْسًا عَلٰى تَقْرِيْرِ امْرَأَةٍ، وَرَجْمِهَا بِالزِّنَا، وَأَمْثَالِ ذٰلِكَ مِنَ الْوِلَايَاتِ.

(۱) الجزري في أسنى المطالب في مناقب علي بن أبي طالب/ ٣٦-٣٧، والآجري في الشريعة، ١٧٢٣/٤، الرقم/١١٩٤؛ والبيهقي في الاعتقاد/٥٢٤۔

کیا: آپ ہمیں ان دو اَشخاص یعنی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کی وجہ بتلائیں۔ فرمایا: ان حضرات نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں آ کر توڑ دی اور اگر کوئی شخص ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر کے توڑ دیتا تو ہم اُس کے ساتھ بھی اسی طرح جنگ کرتے۔

یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ ان کی (یعنی حضرت علی علیہ السلام کی) خلافت اجماع، اجتہاد اور استدلال سے قائم ہوئی، نص سے قائم نہیں ہوئی۔ اگر کوئی شخص کہے: ممکن ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کے لیے تصریح فرمائی ہو لیکن اُس نے اُس تصریح کو بعض موانع کی وجہ سے ظاہر نہ کیا ہو۔ یا تو اس لیے کہ وہ اس کے اظہار کی ضرورت سے قبل ہی وفات پا چکا ہو، یا اس لیے کہ اُس نے اُس نص کو ظاہر کیا لیکن اس کی بات کو قبول نہ کیا گیا ہو، یا اُس نے عدم قبولیت کے خدشہ کے پیشِ نظر اظہار ہی نہ کیا ہو، تو ایسے شخص کی بات لائق توجہ ہی نہیں۔ (میرے خیال میں اس اعتراض و جواب کو نقل کرنا چنداں مفید نہیں)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات بعید اَز قیاس اور ناقابل قبول ہے کہ کوئی چیز شریعت محمدی کے اصول میں سے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اس امر میں شدید ضرورت ہو اور اس کو نقل نہ کیا جائے، یا یہ معاملہ چھپا رہ جائے تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا معنی و مراد متعین کرنے میں اختلاف نہ کریں۔ ہاں (ہم یوں کہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے ان سے اس حکم کو چھپا دیا باوجود اس کے کہ وہ اس کے ظاہر کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ (یہ سب باتیں عقل میں آنے والی نہیں ہیں اور وہ اس لیے کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹے چھوٹے معاملات میں جو مخفی ہوتے ہیں احکامات صادر فرمائے اور ذرا بھر بھی (اظہارِ حق میں) خوف زدہ نہ ہوئے اور لوگوں سے حق کو کبھی نہیں چھپایا اور اس بات کے بے شمار دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کی بدکاری کی پاداش میں اس کے رجم پر اُنَیس نامی شخص کو متعین فرمایا تھا، اس طرح کی کئی چھوٹی چھوٹی مثالیں موجود ہیں (جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو مقرر فرمایا اور وہ امر بھی مخفی نہ رہا)۔

وَلِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَتِرُ فِي بَيْتِهِ لِحَاجَتِهِ وأَطْلَعَ ابنَ عُمَرَ وَغَيْرَهُ عَلىٰ هَيْئَةِ جُلُوسِهِ، وَاسْتِقْبَالِهِ الْقِبْلَةَ، وَإِعْرَاضِهِ عَنِ الْجِهَةِ الْفُلانِيَّةِ. فَأَوْلىٰ أَنْ يَّكُوْنَ النَّصُّ فِي الْخِلافَةِ أَنْ يُّظْهَرَ، وَلَا يُكْتَمَ.

وَوَجْهُ الْقَوْلِ الثَّانِي: قَالَ: بَعْضُ آثَارٍ رُوِيَتْ تَدُلُّ عَلىٰ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْمَأَ إِلَى الْخِلافَةِ فِي أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ. مِنْهَا:

أَنَّهُ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فِي حَاجَةٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعُوْدَ إِلَيْهِ. قَالَتْ: فَإِنْ لَّمْ أَجِدْكَ؟ تعْنِي بَعْدَ الْمَوْتِ. قَالَ: فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ ﷺ. قَالَتْ: فَإِنْ لَّمْ أَجِدْ أَبَا بَكْرٍ؟ قال: فَأْتِي عُمَرَ ﷺ.

وَهٰذِهِ الْأَخْبَارُ تَحْتَمِلُ الْخِلافَةَ، وَتَحْتَمِلُ غَيْرَهَا. إِنَّهُ لَيْسَتْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ وَالْآثَارُ تَدُلُّ عَلىٰ أَمْرِ الْخِلافَةِ بِالْقَطْعِ وَالتَّصْرِيْحِ وَالتَّبْيِيْنِ وَفِي كُلِّ أَحَدٍ مِّنْهَا الْاِحْتِمَالَاتُ لِلْمَعَانِي وَالْمُرَادَاتِ.

وَكَذٰلِكَ قَالَتِ الشِّيْعَةُ: أَلَيْسَ قَد قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسىٰ؛ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلىٰ أَنَّهُ نَصٌّ عَلَيْهِ فِي الْخِلافَةِ؟

وَقَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: كَانَ هَذَا الْقَوْلُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لِعَلِيٍّ ﷺ حِيْنَ اسْتَخْلَفَهُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فِي وَقْتِ خُرُوْجِهِ غَازِياً غَزْوَةَ تَبُوْكَ، وَهٰذَا

یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں رفع حاجت کے لیے پردہ ڈالتے مگر ابن عمر و دیگر صحابہ کو آپ ﷺ نے بیٹھنے کا انداز تک بتا دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے قبلہ رخ ہونے اور دوسری جانب سے اعراض کرنے جیسے (سب امور) سے آگاہی رکھتے تھے۔ لہٰذا (جب یہ چھوٹی چھوٹی باتیں صحابہ کو معلوم ہو جاتیں) خلافت کے مسئلہ پر حکم نبوی کا صادر ہونا اور چھپا نہ رہنا تو زیادہ قرین قیاس ہے۔

قولِ ثانی کی توجیہ: بعض بیان کردہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا، اُن میں سے بعض یہ ہیں:

ایک خاتون حضور نبی اکرم ﷺ میں کسی ضرورت کے تحت آئی تو آپ ﷺ نے اُسے اپنی بارگاہ میں پھر لوٹ کر آنے کا حکم فرمایا۔ وہ کہنے لگی: اگر آپ کو نہ پاؤں؟ اس کی مراد تھی کہ اگر آپ کے وصال کے بعد آؤں تو کس کے پاس جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا، وہ کہنے لگی: اگر مجھے وہ بھی نہ ملیں تو؟ آپ نے فرمایا: تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جانا۔

ایسی احادیث میں خلافت کا احتمال بھی ہے اور دوسرے احتمالات بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ یہ احادیث و آثار امرِ خلافت کی قطعیت، تصریح اور توضیح پر دلالت نہیں کرتیں اور اِن میں سے ہر ایک حدیث میں کئی احتمالات، متعدد معانی اور مرادیں ہوسکتی ہیں۔

ایسے ہی اہل تشیع دعویٰ کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: کیا حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے حق میں نہیں فرمایا تھا کہ آپ کا مرتبہ میرے نزدیک ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا؟ اور یہ (صراحتاً) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہے۔

اہل سنت کہتے ہیں: سیدنا علی علیہ السلام کے حق میں زبانِ رسالت مآب ﷺ سے یہ ارشاد اُس وقت صادر ہوا تھا جب آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کی طرف نکلتے ہوئے اُنہیں مدینہ منورہ پر

اسْتِخْلَافٌ مِّنْهُ فِي حَيَاتِهٖ، وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْاِسْتِخْلَافِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهٗ خَلِيْفَةٌ بَعْدَ وَفَاتِهٖ.

هٰذَا الْكَلَامُ إِنَّمَا خَرَجَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَفْضِيْلِ عَلِيٍّ وَمَعْرِفَةِ مَكَانَتِهٖ فِي الْإِمَامَةِ لِأَنَّ هَارُوْنَ مَاتَ قَبْلَ مُوْسٰى بِزَمَانٍ؛ فَاسْتَخْلَفَ مُوْسٰى بَعْدَهٗ يُوشَعَ بْنَ نُوْنٍ؛ فَكَذٰلِكَ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا دَلِيْلاً عَلٰى أَنَّ عَلِيًّا خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهٖ ﷺ.

هٰذَا لَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْخِلَافَةَ لَهٗ بَعْدَهٗ كَمَا لَمْ يَدُلَّ عَلٰى أَنَّ هَارُوْنَ ؑ كَانَ خَلِيْفَةَ مُوْسٰى ؑ مِنْ بَعْدِهٖ، وَإِنَّمَا خَلَّفَهٗ فِي حَيَاتِهٖ فِي السَّرِيَّةِ، فَتَكَلَّمَ الْمُنَافِقُوْنَ فِيْهِ، وَقَالُوْا إِنَّمَا تَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْمُخَلَّفِيْنَ لِبُعْدِهٖ عَنْهُ وَلِأَنَّهٗ لَا يُحِبُّهٗ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ذٰلِكَ رَدًّا عَلَيْهِمْ فِيْمَا قَالُوْا.

فَحَدِيْثُ الْغَدِيْرِ حَيْثُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ ؓ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوْلَاهُ. اَللّٰهُمَّ، وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَهٗ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ. قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: لَيْسَ فِي هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلَى النَّصِّ عَلَيْهِ فِي الْخِلَافَةِ، فَيَحْتَمِلُ التَّأْوِيْلَ لِأَنَّ الْمَوْلٰى يَحْتَمِلُ وُجُوْهاً فِي اللُّغَةِ. وَإِنَّمَا هُوَ دُعَاءٌ لَّهٗ، وَتَعْظِيْمٌ لَّهٗ، وَفَضِيْلَةٌ وَّمَنْقَبَةٌ لَّهٗ وَالْحَثُّ عَلٰى مَحَبَّةٍ لَّهٗ، وَنَحْنُ لَا نَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الْمَوْلَى النَّاصِرُ، وَالْمَوْلَى الْحَبِيْبُ، وَالْمَوْلَى الْمَالِكُ

خلیفہ مقرر کیا تھا، اور یہ نائب بنانا آپ ﷺ کی حیات میں تھا اور اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی خلیفہ ہوں گے۔

یہ کلام نبی اکرم ﷺ سے سیدنا علی علیہ السلام کی فضیلت اور ان کے مرتبۂ امامت کی معرفت کی دلیل کے طور پر صادر ہوا ہے، کیونکہ سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ایک عرصہ قبل وصال فرما چکے تھے، اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ بنایا تھا، لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ یہ حدیث وصالِ رسول ﷺ کے بعد سیدنا علی علیہ السلام کی خلافت کی دلیل بنے۔

یہ حدیث اسی طرح بعد از وصالِ نبوی ﷺ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت پر دلالت نہیں کرتی جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ بننے پر دلالت نہیں کرتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُنہیں اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک بار لشکر سے پیچھے (مدینہ طیبہ میں) چھوڑ دیا (یعنی ساتھ نہیں بھیجا) تو منافقین نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں چہ میگوئیاں کیں اور کہنے لگے کہ اُنہیں رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہ جانے والے لوگوں میں اس لیے چھوڑ دیا کہ وہ اس سے محبت نہیں فرماتے اور اُسے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے منافقین کے رد میں یہ ارشاد فرمایا۔

رہی حدیثِ غدیر جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی علیہ السلام کے حق میں اعلان فرمایا تھا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے، اے اللہ! اُس سے محبت فرما جو اِس سے محبت کرے اور اُس سے دشمنی رکھ جو اِس سے دشمنی رکھے۔ اس شخص کی مدد فرما جو اس کی مدد کرے اور اُس کو بے سہارا چھوڑ دے جو اسے بے سہارا چھوڑ دے۔ اہل سنت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں جو حضرت علی علیہ السلام کی خلافت پر نص نصریح ہو، سو اس میں احتمالات ہیں، کیونکہ لفظ مولا لغوی معانی کے لحاظ سے بھی کئی احتمالات کا حامل ہے۔ اس کا ایک معنیٰ اُن کے حق میں دعا، تعظیم، فضیلت اور منقبت بھی ہو سکتا ہے اور اُن کے ساتھ محبت کی

لِلرَّقَبَةِ يُقَالُ وَيُرَادُ بِهِ السَّيِّدُ الْمُنعِمُ عَلٰى عَبْدِهٖ بِالْعِتْقِ، وَيُحَقِّقُ هٰذَا أَنَّهُ لَوْ كَانَ هٰذَا نَصًّا عَلَيْهِ فِي الْخِلَافَةِ لَمَا جَازَ لِعَلِيٍّ عليه السلام أَنْ يَّنْقَادَ لِخِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه وَلَا يَذِلُّ لَهَا. وَوَعْدُ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم حَقٌّ، وَصِدْقٌ وَكَائِنٌ لَا مَحَالَةَ. فَلَمَّا انْقَادَ لِخِلَافَتِهٖ مِنْ قِبَلِهٖ طَوْعًا، وَلَمْ يُخْبِرْ بِنَصٍّ، وَلَا طَالَبَ بِحَقٍّ، بَلْ كَانَ فِي قِصَّةِ الشُّوْرٰى مُنَاظِرًا يُنَبِّهُ عَلٰى فَضَائِلِهٖ. فَقَدْ كَانَ يَسَعُهُ أَنْ يَذْكُرَ النَّصَّ وَيَسْتَغْنِيَ عَنِ الْفَضَائِلِ.[1]

١٢. قَالَ سَعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيَّةِ: إِنَّ الْخِلَافَةَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِأَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ لِعُمَرَ، ثُمَّ لِعُثْمَانَ، ثُمَّ لِعَلِيٍّ رضي الله عنهم، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ قَدِ اجْتَمَعُوْا يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَاسْتَقَرَّ رَأْيُهُمْ بَعْدَ الْمُشَاوَرَةِ وَالْمُنَازَعَةِ عَلٰى خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَشْهَادِ بَعْدَ تَوَقُّفٍ كَانَ مِنْهُ. وَلَوْ لَمْ تَكُنِ الْخِلَافَةُ حَقًّا لَّهُ لَمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ وَلَنَازَعَهُ عَلِيٌّ رضي الله عنه كَمَا نَازَعَ مُعَاوِيَةَ وَلَا احْتَجَّ عَلَيْهِمْ لَوْكَانَ فِي حَقِّهٖ نَصٌّ كَمَا زَعَمَتِ الشِّيْعَةُ، وَكَيْفَ يُتَصَوَّرُ فِي حَقِّ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم الْاِتِّفَاقُ عَلَى الْبَاطِلِ وَتَرْكُ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ الْوَارِدِ.

ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه لَمَّا أَيِسَ مِنْ حَيَاتِهٖ دَعَا عُثْمَانَ رضي الله عنه وَأَمْلٰى عَلَيْهِ كِتَابَ عَهْدِهٖ لِعُمَرَ رضي الله عنه، فَلَمَّا كَتَبَ عُثْمَانُ خَتَمَ الصَّحِيْفَةَ وَأَخْرَجَهَا إِلَى

(١) ابن الزاغونى في الإيضاح في أصول الدين/٦١٣-٦١٦۔

ترغیب بھی ہوسکتا ہے، اور ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ مولا کا معنیٰ مددگار، محبوب اور غلام کا مالک بھی ہوتا ہے۔ غلام کے آقا کو مولیٰ اسی معنیٰ میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی گردن کا مالک ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اگر یہ حدیث سیدنا علی ؑ کی خلافت کے بارے میں نص ہوتی تو وہ نہ تو سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعتِ خلافت کرتے اور نہ ہی ان کی اطاعت اختیار کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کا وعدہ حق اور سچ ہوتا ہے اور اُس نے ہر حال میں پورا ہونا ہوتا ہے، جب سیدنا علی ؑ نے خلافتِ صدیقی کو بخوشی تسلیم کر لیا اور کسی نص کی اطلاع دی اور نہ ہی طالبِ حق ہوئے (تو خلافتِ صدیقی کی حقانیت عیاں ہوگئی) بلکہ (اس حقانیت کی دلیل یہ بھی ہے کہ) واقعۂ شوریٰ میں سیدنا علی ؑ نے فقط اپنے فضائل بیان کیے حالانکہ اُنہیں اس وقت یہ گنجائش حاصل تھی کہ وہ خصوصی نص کا ذکر فرما دیتے اور بیانِ فضائل سے بے نیاز رہتے۔

۱۲۔ امام سعد الدین تفتازانی '**شرح العقائد النسفية**' میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت سیدنا ابوبکر صدیق، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان اور پھر سیدنا علی ؓ کی تھی، اور یہ اس لیے کہ صحابہ کرام ؓ بعد از وصالِ نبوی ﷺ سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے، بحث و تکرار اور مشاورت کے بعد اُن کی رائے مجمع عام میں سیدنا ابوبکر ؓ کی خلافت پر قرار پذیر ہوئی، حالانکہ اس معاملہ میں سیدنا ابوبکر ؓ کو کچھ توقف تھا۔ پس اگر اُن کی خلافت حق نہ ہوتی تو صحابہ کرام ؓ کا اس پر اتفاق نہ ہوتا اور سیدنا علی ؑ ان سے یوں لڑتے جس طرح حضرت امیر معاویہ ؓ سے لڑے تھے، اور اگر سیدنا علی ؑ کے پاس کوئی نص ہوتی، جیسا کہ حضرات شیعہ کا گمان ہے تو آپ اُن پر ضرور حجت قائم فرماتے۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ کے حق میں کیونکر تصور کیا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے باطل پر اتفاق کر لیا ہو اور وارد شدہ نص کو ترک کر دیا ہو؟

پھر جب سیدنا ابوبکر ؓ اپنی حیات سے ناامید ہو گئے تو سیدنا عثمان غنی ؓ کو طلب کیا اور اُنہیں سیدنا عمر ؓ کے حق میں ایک عہد لکھوایا۔ جب حضرت عثمان ؓ وہ تحریر لکھ کر

النَّاسِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُّبَايِعُوا لِمَنْ فِي الصَّحِيْفَةِ فَبَايَعُوا حَتّٰى مَرَّ بِعَلِيٍّ. فَقَالَ: بَايَعْنَا لِمَنْ فِيْهَا وَإِنْ كَانَ عُمَرُ ﷺ، وَبِالْجُمْلَةِ وَقَعَ الْاِتِّفَاقُ عَلٰى خِلافَتِهٖ لَمَّا اسْتُشْهِدَ عُمَرُ ﷺ وَتَرَكَ الْخِلَافَةَ شُوْرٰى بَيْنَ سِتَّةٍ: عُثْمَانَ، عَلِيٍّ، عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَفَّانَ، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ، ثُمَّ فَوَّضَ الْأَمْرَ خَمْسَتُهُمْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَرَضُوْا بِحُكْمِهٖ، فَاخْتَارَ هُوَ عُثْمَانَ وَبَايَعَهٗ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، فَبَايَعُوْهُ وَانْقَادُوْا لِأَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ وَصَلُّوْا مَعَهُ الْجُمَعَ وَالْأَعْيَادَ. فَكَانَ إِجْمَاعًا ثُمَّ اسْتُشْهِدَ عُثْمَانُ وَتَرَكَ الْأَمْرَ مُهْمَلًا فَاجْتَمَعَ كِبَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ عَلٰى عَلِيٍّ ﷺ وَالْتَمَسُوْا مِنْهُ قَبُولَ الْخِلافَةِ وَبَايَعُوْهُ لِمَا كَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ عَصْرِهٖ وَأَوْلاهُمْ بِالْخِلَافَةِ وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ لَمْ يَكُنْ عَنْ نِزَاعٍ فِي خِلَافَتِهٖ.(١)

١٣. وَقَالَ الْإِمَامُ مُحْيِيُّ الدِّيْنِ الرَّحْمَاوِيُّ فِي "شَرْحِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ":

قَالَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ: إِنَّهٗ لا شَكَّ فِي إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ عَلَى التَّرْتِيْبِ الْمَذْكُوْرِ إِمَامَةً شَرْعِيَّةً وَخِلَافَةً نَبَوِيَّةً لِاجْتِمَاعِ شَرَائِطِ أَهْلِيَّةِ الْإِمَامَةِ فِي كُلٍّ مِنْهُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ وَالْحُرِّيَّةِ وَالْعَقْلِ وَالْبُلُوْغِ وَالذُّكُوْرِ وَالْاِجْتِهَادِ وَالْعَدَالَةِ وَالشَّجَاعَةِ وَالرَّأْيِ وَالْكِفَايَةِ. انتهى.

(١) التفتازاني في شرح العقائد/١٥٠-١٥٢.

فارغ ہوئے تو دستاویز پر مہر لگائی اور اُس کو لوگوں کے سامنے نکالا اور کہا کہ وہ اُس شخص کی بیعت کریں جس کا نام اس دستاویز میں مرقوم ہے، اُنہوں نے بیعت کر لی، حتیٰ کہ وہ سیدنا علی علیہ السلام سے گزرے اور اُنہیں کہا کہ ہم نے اُس شخص کی بیعت کر لی ہے جو اس تحریر میں مرقوم ہے، اگرچہ وہ عمر ہی ہوں۔ الغرض اُن کی خلافت کی بیعت پر اتفاق ہو گیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو اُنہوں نے خلافت کا معاملہ چھ افراد کی شوریٰ پر چھوڑ دیا۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عفان، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ پھر پانچ افراد نے اپنا حق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور اُن کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں اُن کی بیعت کر لی، پھر دوسرے صحابہ نے بھی اُن کی بیعت کر لی اور اُن کے اوامرا و نواہی کے سامنے سرِتسلیم خم کر لیا اور اُن کے ساتھ جمعات اور عیدین کی نمازیں ادا کیں، تو یہ عملی اجماع تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے، اُنہوں نے معاملہ کو آزاد چھوڑ دیا تو اکابر مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم سیدنا علی علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے اور اُن سے خلافت کو قبول فرمانے کی التماس کی اور اُن کی بیعت کر لی، کیونکہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں سے افضل اور اُن سب سے بڑھ کر خلافت کے حق دار تھے، اور اُن کے ساتھ جو مخالفتیں اور جنگیں ہوئی تھیں وہ اُن کی خلافت میں نزاع کی وجہ سے نہیں تھیں''۔

۱۳۔ امام محی الدین رحماوی شرح ''الفقۃ الأکبر'' میں فرماتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ''الفقہ الأکبر'' میں فرمایا ہے: چونکہ چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر خلیفہ کے اندر خلافت کی شرائط مثلاً اسلام، حریت، عقل، بلوغ، ذکوریت، اجتہاد، عدالت، شجاعت، رائے اور کفایت وغیرہ سب جمع تھیں اس لیے مذکورہ ترتیب کے مطابق خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت شرعیہ و نبویہ کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔

وَقَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ: فَإِنَّ انْعِقَادَ الْخِلافَةِ النَّبَوِيَّةِ ثَابِتَةٌ بِطَرِيْقَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: بَيْعَةُ أَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالرُّؤُسَاءِ وَوُجُوْدِ النَّاسِ مِمَّنْ يَتَيَسَّرُ حُضُوْرُهُ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ اشْتِرَاطِ الْعَدَدِ وَلَا اتِّفَاقِ مَنْ فِي سَائِرِ الْبِلادِ.

وَاجْتَمَعَ الصَّحَابَةُ فِي ثَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَقَالَ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ. ثُمَّ بَايَعَ عُمَرُ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنهما، ثُمَّ بَايَعَ سَائِرُ الصَّحَابَةِ غَيْرَ عَلِيٍّ وَالزُّبَيْرِ وَالْمِقْدَادِ وَسَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ رضي الله عنهم. ثُمَّ اتَّفَقُوْا عَلٰى بَيْعَتِهٖ بَعْدَ تَرَدُّدٍ كَانَ مِنْ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رضي الله عنه وَبَعْضٍ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا سَيِّدَنَا عَلِيًّا رضي الله عنه فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَانْعَقَدَتْ إِمَامَةُ أَبِي بَكْرٍ بِاتِّفَاقٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَإِجْمَاعِهِمْ.

وَبِهٰذَا الطَّرِيْقِ انْعَقَدَتْ إِمَامَةُ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رضي الله عنه بَعْدَ مَا اسْتُشْهِدَ عُثْمَانُ رضي الله عنه بِثَلاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ خَمْسَةٍ بِبَيْعَةِ مَنْ حَضَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ كَزُبَيْرٍ وَطَلْحَةَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ بِالْتِمَاسٍ وَإِبْرَامٍ مِنْهُمْ بَعْدَ مُدَافَعَاتٍ طَوِيْلَةٍ كَانَتْ مِنْهُ، وَقَوْلِهٖ: اُتْرُكُوْنِي وَالْتَمِسُوْا غَيْرِي: وَاتَّفَقَ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلٰى بَيْعَتِهٖ. كَمَا كَتَبَ سَيِّدُنَا الْإِمَامُ عَلِيٌّ رضي الله عنه إِلٰى سَيِّدِنَا مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه فِي كِتَابٍ أَرْسَلَهُ إِلَيْهِ؛ ذُكِرَ ذٰلِكَ فِي نَهْجِ الْبَلاغَةِ.

وَقَوْلُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ "اَلْخِلافَةُ بَعْدِي ثَلاثُوْنَ سَنَةً" يَدُلُّ عَلٰى إِمَامَتِهٖ كَمَا يَدُلُّ عَلٰى إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الثَّلاثَةِ وَأَيْضًا قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ: "أَنَّكَ تَقْتُلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ" يَدُلُّ عَلٰى حَقِيْقَتِهٖ فِي الْحُرُوْبِ

امام نسفی فرماتے ہیں: خلافتِ نبویہ کا اثبات دو طریقوں سے ہوتا تھا۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک علماء اور رؤساء میں سے اہلِ حل وعقد کا بیعت کرنا جو موقع پر دستیاب ہوں، اس میں عدد کی کوئی شرط ہے اور نہ ہی تمام شہروں کے لوگوں کا اتفاق شرط ہے۔

صحابہ کرام ﷺ کا سقیفہ بنوساعدہ میں اجتماع ہوا تو انصار ﷺ نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔ پھر سیدنا عمر ﷺ نے سیدنا ابوبکر ﷺ کی بیعت کر لی، سوائے سیدنا علی، سیدنا زبیر، سیدنا مقداد، سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابوذر ﷺ کے سب صحابہ کرام ﷺ نے اُن کی بیعت کی، پھر اس تردد کے ختم ہو جانے کے بعد جو سیدنا علی ﷺ کی طرف سے ہوا تھا اور جس پر بعض صحابہ کرام ﷺ نے ان کی پیروی بھی کی تھی، حضرت ابوبکر ﷺ کی خلافت تمام صحابہ کرام کے اتفاق اور اجماع سے منعقد ہوگئی۔

اسی طریقہ سے سیدنا عثمان ﷺ کی شہادت کے تین یا پانچ دن بعد حاضرین صحابہ مثلاً سیدنا زبیر بن العوام، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر اور ابن عباس ﷺ و دیگر کی بیعت سے سیدنا علی ﷺ کی خلافت منعقد ہوئی، اور یہ بیعت سیدنا علی ﷺ کی طرف سے انکار کے باوجود اِن حضرات کے التماس اور پختہ عہد کے بعد ہوئی، سیدنا علی ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو اور میرے علاوہ کوئی اور شخص تلاش کر لو لیکن اہلِ حل وعقد اُن ہی کی بیعت پر متفق ہوگئے، جیسا کہ اس بات کا تذکرہ سیدنا علی ﷺ نے اپنے بعض اُن خطوط میں کیا ہے جو اُنہوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان ﷺ کی طرف بھیجے تھے، اس کو ''نہج البلاغۃ'' میں ذکر کیا گیا ہے۔

مزید برآں ارشادِ نبوی ﷺ ''**الخلافة بعدي ثلاثون سنة**'' (میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی) سیدنا علی ﷺ کی خلافت پر اسی طرح دلالت کرتی ہے جس طرح خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اُنہیں ارشادِ نبوی ﷺ: ''**إنک تقتل الناكثين والمارقين**

الثَّلاثَةِ حَرْبَ يَوْمِ الْجَمَلِ، وَحَرْبِ الصِّفِّيْنِ، وَحَرْبِ نَهْرَوَانَ، لِكَوْنِ مُخَالِفِيْهِ نَاكِثِيْنَ أَيْ نَاقِضِيْنَ لِلْعَقْدِ وَالْبَيْعَةِ وَهُمُ الَّذِيْنَ خَالَفُوْا يَوْمَ الْجَمَلِ، وَمَارِقِيْنَ أَيْ خَارِجِيْنَ سُمِّيَتِ الْخَوَارِجُ بِذٰلِكَ لِقَوْلِهِ عليه السلام "يَمْرِقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرِقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ" وَقَاسِطِيْنَ أَيْ جَائِرِيْنَ وَلَا يُثْبِتُ الْحَقِّيَّةَ فِي الْحُرُوْبِ لَهُ إِلَّا لِكَوْنِهِ خَلِيْفَةً حَقًّا وَإِمَاماً صِدْقاً وَكَذَا قَوْلُهُ عليه السلام لِعَمَّارٍ: "سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَا عَمَّارُ" تَصْرِيْحٌ بِخِلَافَةِ عَلِيٍّ رضي الله عنه وَبَغْيِ مُعَاوِيَةَ.

وَقَالَ عليه السلام لِعَمَّارٍ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" وَقَدْ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ تَحْتَ رَايَةِ عَلِيٍّ، وَلَوْلَمْ يَكُنْ هُوَ رضي الله عنه عَلَى الْحَقِّ لَمَا كَانَ مَنْ يُّقَاتِلُهُ بَاغِياً.(١)

وَالثَّانِي: إِسْتِخْلَافُ الْإِمَامِ السَّابِقِ وَعَهْدِهِ كَمَا فَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَهِدَ لَهُ بِالْإِمَامِ وَمِنْ هٰذَا الطَّرِيْقِ جَعَلَ عُمَرُ رضي الله عنه الْخِلافَةَ شُوْرٰى بَيْنَ سِتَّةٍ إِذْ هُوَ عَهْدٌ مِّنْهُ عَلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَتَفْوِيْضِ التَّعْيِيْنِ إِلٰى رَأْيِهِمْ كَأَنَّهٗ يُوَلِّي بِنَفْسِهٖ تَعْيِيْنَ وَاحِدٍ مِنَ السِّتَّةِ بِأَنْ نَفٰى مَنْ عَدَاهُمْ وَكُلُّهُمْ فِي تَعْيِيْنٍ وَاحِدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ.(٢)

---

(١) النسفي في تبصرة الأدلة فيأصول الدين/١١٦٥ـ

(٢) محيي الدين في القول الفصل في شرح الفقه الأكبر ملتقطا/٣٠٤، وما بعدها

والقاسطین'' (آپ ناکثین - عہد و پیمان توڑنے والوں، مارقین- دین سے خروج کر جانے والوں اور قاسطین-ظلم وستم ڈھانے والوں سے جنگ کریں گے) بھی تینوں جنگوں جمل،صفین اور جنگ نہروان میں اُن کی خلافتِ حقہ پر دلالت کرتا ہے۔ اُن کے مخالفین ناکثین اس لیے ہوئے کہ اُنہوں نے عقد بیعت کو توڑ دیا تھا اور جنگ جمل میں مخالفت کی تھی، مارقین: خارجین کو کہتے ہیں اور اسی سے وہ خوارج کہلائے، اسی لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ''وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے''۔ قاسطین: اہل ظلم و جور کو کہا جاتا ہے۔ سیدنا علی علیہ السلام کا ان جنگوں میں حق پر ہونا اُن کی خلافت اور امامِ صدق ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور اسی طرح سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد فرمانا: ''**ستقتلک الفئة الباغية يا عمّار**'' (اے عمار! تمہیں عنقریب باغی گروہ قتل کرے گا) بھی اُن کی خلافت کی حقانیت وصداقت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خروج کی تصریح ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: ''تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا'' اور وہ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پرچم کے سائے تلے شہید کیے گئے تھے، اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر نہ ہوتے تو جس شخص کے ساتھ اُنہوں نے جنگ کی وہ حد سے تجاوز کرنے والا نہ کہلاتا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خلیفۂ سابق خود نئے خلیفہ کا انتخاب کرے اور اس سے عہد لے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا اور خلافت کا عہد لیا اور اسی طریقہ پر عمل کرتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چھ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ بنائی، جبکہ اُنہوں نے بلاتعین اُن میں سے کسی ایک کے بارے میں عہد لیا اور اس کی تعیین اُن کی رائے کو تفویض کر دی، گویا اُنہوں نے چھ میں سے کسی ایک کا تعین خود ہی کرتے ہوئے باقیوں کی نفی کر دی۔

عَنْ (عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ) الْمَيْمُوْنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَقِيْلَ: إِلٰى مَا تَذْهَبُ فِي الْخِلافَةِ؟ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ﷺ، فَقِيْلَ لَهُ: كَأَنَّكَ تَذْهَبُ إِلٰى حَدِيْثِ سَفِيْنَةَ. قَالَ: أَذْهَبُ إِلٰى حَدِيْثِ سَفِيْنَةَ وَإِلٰى شَيءٍ آخَرَ، رَأَيْتُ عَلِيًّا فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ لَمْ يَتَسَمَّ بِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَمْ يُقِمِ الْجُمَعَ وَالْحُدُوْدَ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ قَدْ وَجَبَ لَهُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ.[1]

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الِاعْتِقَادِ وَإِسْنَادُ الْأَثَرِ صَحِيْحٌ.

١٤. وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْجُوَيْنِيُّ فِي "لَمَعِ الْأَدِلَّةِ فِي قَوَاعِدِ عَقَائِدِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ": وَأَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ بَعْدِ رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ بَعْدَهُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ ﷺ.

وَمَا نَصَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى إِمَامَةِ أَحَدٍ بَعْدَهُ وَتَوْلِيَتِهِ إِذْ لَوْ نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ لَظَهَرَ وَانْتَشَرَ كَمَا اشْتَهَرَتْ تَوْلِيَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَائِرَ وُلَاتِهِ وَكَمَا اشْتَهَرَ كُلُّ أَمْرٍ خَطِيْرٍ.

وَإِذَا ثَبَتَ أَنَّ الْإِمَامَةَ لَمْ تَثْبُتْ نَصًّا لِأَحَدٍ دَلَّ أَنَّهَا ثَبَتَتْ اخْتِيَارًا، ثُمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَجْمَعُوْا عَلٰى إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ ﷺ وَانْقَادُوْا بِأَجْمَعِهِمْ لَهُ مِنْ غَيْرِ

(١) أخرجه البيهقي في الاعتقاد/٣٣٦، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٩٣/٥٠٨.

عبد الملک بن عبد الحمید المیمونی سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا - ان سے پوچھا گیا تھا: (آپ منہاجِ نبوت پر جاری ہونے والی) خلافت میں کس کو شامل کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو۔ ان سے کہا گیا: شاید آپ کا یہ موقف حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں حدیثِ سفینہ اور دیگر چیزوں سے دلیل اخذ کرتا ہوں۔ میں نے حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ 'امیر المومنین' سے منسوب نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی انہوں نے جمعہ کی نمازوں اور حدود کا قیام کیا تھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے اُنہیں دیکھا کہ انہوں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ پس اس سے میں جان گیا کہ اُن کا اُس وقت وہ سب کچھ کرنا (بطورِ خلیفہ) واجب ہوا جو اس سے پہلے ان کے لئے واجب نہیں تھا۔

اسے امام بیہقی نے 'الاعتقاد' میں روایت کیا ہے اور اس اَثر کی اِسناد صحیح ہے۔

۱۴۔ امام الحرمین الجوینی 'لَمَعُ الْأَدِلَّةِ فِي قَوَاعِدِ عَقَائِدِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ' میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین بنے، پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ (بالترتیب) امیر المؤمنین بنے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کسی کی امامت اور تقرری پر صراحت کے ساتھ کچھ ارشاد نہیں فرمایا تھا، کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں صراحت سے کچھ فرمایا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان مشہور و معروف ہوتا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اُمراء کی تقرری مشہور ہوئی اور جیسے ہر اہم معاملہ مشہور ہوا۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ کسی کے لیے بھی امامت نص سے ثابت نہیں ہے تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ اختیاری طور پر ثابت ہے۔ (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد) مسلمانوں کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر اِجماع ہو گیا تھا اور انہوں نے بغیر کسی مخالفت کے

مُخَالَفَةٍ، وَكَذٰلِكَ جَرَى الْأَمْرُ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ ﷺ.(١)

١٥. قَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ إِسْحَاقَ الصَّفَّارُ الْحَنَفِيُّ الْبُخَارِيُّ فِي "تَلْخِيْصِ الْأَدِلَّةِ لِقَوَاعِدِ التَّوْحِيْدِ": إِنَّ اللهَ تَعَالٰى وَعَدَ الِاسْتِخْلَافَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَنَا مِنَ الْأُمَمِ بِلَامِ التَّوْكِيْدِ الَّتِي تُسَمّٰى لَامَ الْقَسَمِ، وَقَدْ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ [النور، ٢٤/٥٥]، فَاسْتَخْلَفَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ، وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ، وَمَكَّنَ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ، وَأَبْدَلَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا، كَمَا كَانَ فِي الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ.

وَالْاِسْتِخْلَافُ لِإِقَامَةِ الْمَعْدِلَةِ بَيْنَ الْخَلْقِ وَإِقَامَةِ شَرِيْعَةِ اللهِ وَرَفْعِ الْفَسَادِ عَنِ الْأَرْضِ كَمَا قَالَ ﷻ: ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [صٓ، ٣٨/٢٦].

---

(١) ذكره الجويني في لمع الأدلة في قواعد عقائد أهل السنة والجماعة /١٢٨-١٢٩.

اجتماعی طور پر ان کی اطاعت اختیار کر لی تھی۔ اسی طرح کا معاملہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں بھی وقوع پذیر ہوا۔

۱۵۔ امام ابو اسحاق الصفار حنفی بخاری نے '**تَلْخِيصُ الْأَدِلَّةِ لِقَوَاعِدِ التَّوْحِيدِ**' میں فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے -لامِ تاکید کے ساتھ جسے لامِ قسم بھی کہا جاتا ہے، کے ذریعے- اس امت میں (اپنے نبی کا) خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا ہے جیسے ہم سے پہلے کی اقوام میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس فرمان کے مطابق سچا کر دکھایا ہے: ﴿اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل اُمت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی اَمانتِ اِقتدار کا حق) عطا فرمائے گا، جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (غلبہ و اقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لیے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا﴾۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو خلیفہ بنایا، اور اس نے ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا تھا مضبوط و مستحکم فرما دیا اور ان کے پچھلے خوف کو ان کے لیے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دیا جیسے کہ گزشتہ قوموں میں ہوا تھا۔

خلافت کا یہ نظام مخلوق کے مابین عدل کے قیام، شریعتِ الٰہیہ کے نفاذ اور زمین سے فتنہ اور فساد کے خاتمہ کے لئے جاری ہوا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا سو تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلے (یا حکومت) کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ (یہ پیروی) تمہیں راہِ خدا سے بھٹکا دے گی﴾۔

(١) وَقَدْ حَصَلَ بِاسْتِخْلَافِ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ حَتّٰى قَاتَلُوْا خُصَمَاءَ النُّبُوَّةِ، وَقَاتَلُوْا أَهْلَ الرِّدَّةِ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَفَعُوا الْفَسَادَ عَنِ الْأَرْضِ، وَكَانُوْا أَذِلَّةً عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةً عَلَى الْكَافِرِيْنَ، يُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ؛ فَرَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ.

(٢) وَقَالَ: وَاعْلَمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يُعَيِّنْ أَحَدًا لِلْخِلَافَةِ بَعْدَهٗ؛ لِأَنَّ التَّعْيِيْنَ أَنْ يَّكُوْنَ قَالَ: فُلَانٌ خَلِيْفَتِي بَعْدِي فَأَطِيْعُوْهُ، وَلَمْ يُرْوَ أَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ، وَلَوْ قَالَ ذٰلِكَ لَاشْتَهَرَ فِي الْأُمَّةِ، لِأَنَّهٗ أَمْرٌ تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوٰى.

(٣) إِنَّ الْأَنْصَارَ قَالُوْا: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ: هَلْ سَمِعْتُمْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: 'الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ'؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: إِذًا فَاسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا.

ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه: اقْرَؤُوْا يَا هٰؤُلَاءِ. فَانْظُرُوْا هَلْ لِأَحَدٍ هٰذِهِ الثَّلَاثَ: ﴿اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة، ٩/ ٤٠]. فَسَكَتُوْا، ثُمَّ أَعَادَ عُمَرُ رضي الله عنه هٰذَا الْقَوْلَ فَسَكَتُوْا، فَأَعَادَ هٰذَا الْقَوْلَ، وَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَعَ النَّبِيِّ وَأَبِي بَكْرٍ. فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى أَنَّ اللّٰهَ كَانَ مَعَهُمَا، ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِسَبِيْلِهٖ وَبَقِيَ أَبُوْ بَكْرٍ فَيَكُوْنُ اللّٰهُ مَعَهٗ، فَيَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ يَكُوْنَ مَعَ كُلِّ مَنْ كَانَ اللّٰهُ مَعَهٗ.

(۱) اِن چاروں خلفاء کو خلیفہ بنانے سے یہ مقصد حاصل ہوا کہ انہوں نے دشمنانِ نبوت اور مرتدین ومشرکین سے قتال کیا اور زمین سے فساد کا خاتمہ کیا۔ وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت تھے، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ اِن سب سے راضی ہوا۔

(۲) انہوں نے مزید کہا ہے: جان لیجیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کسی ایک کا بھی بطورِ خلیفہ تعین نہیں کیا، تعین سے مراد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو: میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہے لٰہذا تم اس کی اطاعت کرنا۔ کہیں بھی مروی نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو۔ اگر آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہوتا تو امت میں مشہور ہو جاتا کیونکہ اس معاملہ کا عمومِ بلویٰ سے تعلق ہے۔

(۳) (رسول اللہ ﷺ کے وصال پر خلیفہ چننے کے لئے) انصار نے (قریش سے) کہا: ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہو۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (انصار سے) فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن رکھا ہے: ائمہ قریش میں سے ہوں گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا: لٰہذا (جو خلیفہ بنایا جائے) تم سمع و طاعت کرو۔

پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم یہ آیت پڑھو اور غور کرو کیا کسی ایک میں یہ تین خوبیاں موجود ہیں: ﴿جب کہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے فرما رہے تھے غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے﴾۔ سارے صحابہ خاموش ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ پھر دہرایا مگر وہ خاموش رہے، انہوں نے پھر اعادہ کیا، اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ اور ابو بکر کے ساتھ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یقیناً اللہ ان دونوں کے ساتھ تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تو وصال فرما گئے مگر ابو بکر حیات ہیں لٰہذا اب اللہ ان کے ساتھ ہو گا سو ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ ہر اس شخص کے ساتھ ہو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

(٤) وَعَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي الْغَارِ حِيْنَ خَافَ أَبُوْ بَكْرٍ الطَّلَبَ: "مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، بِاثْنَيْنِ، اللهُ ثَالِثُهُمَا." (١)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥) وَلَمَّا تَنَازَعَتِ الصَّحَابَةُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فِي الْخِلَافَةِ دَلَّ أَنَّهُ ﷺ لَمْ يُعَيِّنْ أَحَدًا لِلْخِلَافَةِ بَعْدَهُ ﷺ.

فَادَّعَتِ 'النَّاصِبِيَّةُ' ذٰلِكَ فِي أَبِي بَكْرٍ، وَادَّعَتِ 'الْعَبَّاسِيَّةُ' فِي الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَادَّعَتِ الشِّيْعَةُ فِي عَلِيٍّ، وَكُلُّ ذٰلِكَ خَطَأٌ لِمَا بَيَّنَّا. انتهى.

١٦. وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُو إِسْحَاقَ الشِّيْرَازِيُّ فِي 'الْإِشَارَةِ إِلٰى مَذْهَبِ أَهْلِ الْحَقِّ': أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَرِّحْ بِالنَّصِّ عَلٰى أَحَدٍ، وَإِنَّمَا ثَبَتَتِ الْخِلَافَةُ بِالْإِجْمَاعِ لَا بِالنَّصِّ. وَقَدْ قِيْلَ: إِنَّهَا ثَبَتَتْ بِالنَّصِّ، وَلٰكِنَّهُ نَصٌّ خَفِيٌّ يَحْتَاجُ إِلٰى تَأْوِيْلٍ وَتَأَمُّلٍ مِثْلَ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: 'مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ'. (٢)

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب المهاجرين وفضلهم، ٣/ ١٣٣٧، الرقم/٣٤٥٣، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق، ١٨٥٤/٤، الرقم/٢٣٨١، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤/١، الرقم/١١، والترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن ←

(۴) رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، جس وقت (غارِ ثور میں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پکڑے جانے کا خوف ہوا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو؟

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵) خلافت کے مسئلہ پر مہاجرین اور انصار صحابہ کا باہمی نزاع ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد کسی فردِ واحد کو بھی خلافت کے لیے معین نہیں فرمایا تھا۔

ناصبی فرقہ کے لوگ خلافت پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق کا دعویٰ کرتے تھے، عباسیہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا اور شیعہ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق سمجھتے تھے۔ حالانکہ یہ تمام خطا پر تھے اس پر ہم تفصیلی بیان کر چکے ہیں۔

۱۶۔ امام ابو اسحاق شیرازی نے 'الإشارة إلى مذهب أهل الحق' میں فرمایا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی صحابی کے حق میں (خلافت کے حوالے سے) صریح حکم ارشاد نہیں فرمایا تھا، خلافت اجماعِ صحابہ سے معرضِ وجود میں آئی نہ کہ حضور ﷺ کے کسی حکم اور فرمان سے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلافتِ (ابوبکر) نص سے ثابت ہے۔ لیکن (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے) ایسی خفی نص ہے جس میں تاویل اور غور و فکر کی ضرورت ہے جیسے آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔

سورة التوبة، ٥/٢٧٨، الرقم/٣٠٩٦۔

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجماعة والإمامة، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ١/٢٤٠-٢٤١، الرقم/٦٤٦-٦٥٠، ومسلم في الصحيح، كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما، ١/٣١٦، الرقم/٤٢٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤/٤١٢، الرقم/١٩٧١٥۔

مُتَّفقٌ عَلَيْهِ.

أَوْ كَمَا قَالَ: لَا يَنبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ.(١)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَقَالَ ﷺ:فَاقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما.(٢)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

وَكَقَوْلِهِ فِي عَلِيٍّ رضي الله عنه: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى.(٣)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَالَ ﷺ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.(٤)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

---

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، ٥/٦١٤، الرقم/٣٦٧٣۔

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٣٨٥، الرقم/٢٣٣٢٤، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق، ٥/٦١٠، الرقم/٣٦٦٣، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب في القدر، ١/٣٧، الرقم/٩٧۔

(٣) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة، ٤/١٦٠٢، الرقم/٤١٥٤، ومسلم في الصحيح، ←

اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں ابو بکر موجود ہو اُس کے لیے مناسب نہیں کہ اُن کی امامت ابو بکر کے علاوہ کوئی اور کرے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: پس اُن لوگوں کی اتباع کرنا جو میرے بعد ہوں گے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔

اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ میرے ساتھ اسی طرح ہوں جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے؟

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا علی مولیٰ ہے۔

اِسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

.... كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ٤/١٨٧٠، الرقم/٢٤٠٤۔

(٤) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٣٤٧، الرقم/٢٢٩٩٥، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ٥/٦٣٣، الرقم/٣٧١٣، وقال: حديث حسن صحيح، والحاكم في المستدرك، ٣/١٣٤، الرقم/٤٦٥٢، وقال: صحيح على شرط الشيخين، والطبراني في المعجم الكبير، ١٢/٧٨، الرقم/١٢٥٩٣۔

وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ لَمْ يَنُصَّ عَلٰى أَحَدٍ، وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ: 'إِنْ تُوَلُّوْهَا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ ضَعِيْفًا فِي نَفْسِهِ قَوِيًّا فِي أَمْرِ اللهِ، وَإِنْ تُوَلُّوْهَا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا فِي بَدَنِهِ قَوِيًّا فِي أَمْرِ اللهِ، وَإِنْ تُوَلُّوْهَا عُثْمَانَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، وَإِنْ تُوَلُّوْهَا عَلِيًّا يَهْدِكُمْ إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ. أَخْرَجَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ فِي السُّنَّةِ، وَالضِّيَاءُ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْمُخْتَارَةِ، فَأَخْبَرَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ عَلَى الْانْفِرَادِ، وَلَمْ يَنُصَّ عَلٰى أَحَدٍ لِأَنَّهُ لَوْ نَصَّ عَلٰى أَحَدٍ لَمَا قَالَ: 'إِنْ تُوَلُّوْهَا'. وَلَمَا قَالَتِ الْأَنْصَارُ: 'مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ'. فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ الْخِلَافَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ ﵁ بِالْإِجْمَاعِ لَا بِالنَّصِّ، وَالْإِجْمَاعُ حُجَّةٌ. قَالَ اللهُ ﷻ: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۝﴾ [النساء، ٤/١١٥].[1]

١٧. وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْجُوَيْنِيُّ فِي 'الْإِرْشَادِ': فِي إِبْطَالِ النَّصِّ وَإِثْبَاتِ الْاخْتِيَارِ، ذَهَبَتِ الْإِمَامِيَّةُ إِلٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَصَّ عَلٰى تَوْلِيَةِ عَلِيٍّ ﵇ عَلَى

(١) أبو إسحاق الشيرازي في الإشارة إلى مذهب أهل الحق/٣٩٥۔

صحیح بات یہی ہے کہ آپ ﷺ نے کسی صحابی کے حوالے سے خلافت کا واضح اور صریح حکم نہیں فرمایا تھا۔ اس پر دلیل حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو تم اسے اس کے جسم میں کمزور مگر امرِ الٰہی میں قوی پاؤ گے، اگر تم عمر کو حکمران بناؤ گے تو تم اسے جسم اور امرِ الٰہی دونوں میں طاقتور پاؤ گے، اور اگر تم عثمان کو حکمران بناؤ گے تو تم اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور اگر علی کو امیر مقرر کیا تو وہ سیدھے راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرے گا۔ اسے امام عبد اللہ بن احمد نے 'السنة' اور ضیاء الدین المقدسی نے '**الأحادیث المختارة**' میں روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے (پیشِ نظر حدیث میں) اس بات کی خبر دی ہے کہ ان (چاروں) میں سے ہر ایک انفرادی طور پر امامت کی اہلیت رکھتا ہے، مگر آپ نے کسی پر بھی (صراحت سے) حکم نہیں دیا (کہ تم اس کو امام بناؤ) کیونکہ اگر آپ کسی فردِ واحد کے متعلق تصریح فرما دیتے تو پھر 'إِنْ تُوَلُّوْهَا' (اگر تم اسے امیر و خلیفہ بناؤ گے) کے کلمات ارشاد نہ فرماتے۔ اور پھر نہ ہی انصار ایسا کہتے: 'ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم میں سے ہو' یہ بات بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر ﷺ کو اجماعِ امت سے خلافت ملی نہ کہ بطریقِ نص، اور اجماعِ امت حجت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا**﴾ 'اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی (گمراہی) کی طرف پھیرے رکھیں گے جدھر وہ (خود) پھر گیا ہے اور (بالآخر) اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔'

۱۷۔ امام الحرمین امام الجوینی نے '**الإرشاد**' میں (خلافت کے حوالے سے) نص کے اِبطال اور اِثباتِ اختیار کے متعلق فرمایا ہے: امامیہ کا موقف یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد حضرت علی ﷺ کی خلافت پر تقرری کے متعلق بذریعہ نص حکم فرمایا ہے اور جس شخص نے

الْإِمَامَةِ بَعْدَهُ، وَأَنَّ مَنْ تَوَلَّاهَا ظَالِمُهُ وَكَانَ مُسَائِرًا بِحَقِّهِ.

وَدَلِيْلُهُمْ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

وَعِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي مَعْنَى الْحَدِيْثِ احْتِمَالَاتٌ؛ إِذَا الْمَوْلٰى مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمُشْتَرِكَةِ، فَقَدْ يُرَادُ بِهِ الْوَلِيُّ، وَقَدْ يُرَادُ بِهِ النَّاصِرُ، وَهُوَ أَظْهَرُ مَعَانِيْهِ. وَقَدْ يُرَادُ بِهِ الْمُعْتِقُ. وَالْمَعْنٰى بِالْحَدِيْثِ مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ، وَمَنْ كُنْتُ حَبِيْبَهُ فَعَلِيٌّ حَبِيْبُهُ، وَمَنْ كُنْتُ نَاصِرَهُ فَعَلِيٌّ نَاصِرُهُ.

وَمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى. فَإِنَّهُ وَارِدٌ عَلٰى سَبَبٍ مَخْصُوْصٍ، وَهُوَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا نَهَضَ لِغَزْوَةِ تَبُوْكَ اسْتَخْلَفَ عَلِيًّا رضي الله عنه عَلَى الْمَدِيْنَةِ، وَشَقَّ عَلَيْهِ تَخَلُّفُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؛ فَقَالَ لَهُ الرَّسُوْلُ مَا قَالَ، وَأَنْزَلَهُ مَنْزِلَةَ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى فِي الْاِسْتِخْلَافِ إِذْ مَرَّ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِهِ، ثُمَّ لَمْ يَلِ هَارُوْنُ أَمْرًا بَعْدَ وَفَاةِ مُوْسٰى بَلْ مَاتَ قَبْلَهُ فِي التِّيْهِ.

وَكَذٰلِكَ بَعْضُ أَهْلِ السُّنَّةِ يُشِيْرُوْنَ إِلَى النُّصُوْصِ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما؛ مِنْهَا أَنَّهُ ﷺ اسْتَخْلَفَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَالَ: يَأْبَى اللهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ. قَالَهُ ثَلَاثًا؛ وَقَالَ: اقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي

بھی (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نظر انداز کر کے) اس خلافت کی ذمہ داری لی ہے اس نے آپ پر ظلم کیا ہے اور آپ کا حق چھینا ہے۔

ان کی دلیل حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: میں مومنوں کے ان کی جانوں سے قریب تر ہوں، اور جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

اہلِ سنت کے نزدیک اس حدیث کے معنی میں کئی احتمالات ہیں۔ مولیٰ اسماءِ مشترکہ میں سے ہے؛ کبھی اس سے مراد ولی ہوتا ہے اور کبھی اس سے مددگار مراد لیا جاتا ہے - یہی اس لفظ کے معانی میں سے سب سے زیادہ واضح ہے-، اور کبھی اس سے آزاد کرنے والا مراد لیا جاتا ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس کا میں ولی ہوں علی اس کا ولی ہے، اور جس کا میں حبیب ہوں علی اس کا حبیب ہے اور جس کا میں مددگار ہوں علی اس کا مددگار ہے۔

اور جو حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے نزدیک ایسا ہی مقام رکھتے ہو جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ یہ ایک مخصوص تناظر میں ارشاد ہوا تھا، وہ یہ کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر خلیفہ مقرر فرما دیا، جنگ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شاق گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے اُنہیں نیابت و خلافت میں وہی مقام دیا جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر رب تعالیٰ سے ملاقات کے لیے گئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام حکمران نہ بنے بلکہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی وادیِ تیہ میں وصال فرما گئے تھے۔

اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں بعض اہلِ سنت بھی چند نصوص کی طرف اشارہ کرتے ہیں؛ ان میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر کو نماز میں اپنا نائب مقرر کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور مسلمان سوائے ابو بکر کے کسی اور کی

بَكْرٍ وَعُمَرَ ﵄. وَلٰكِنْ فِي مَعْنَاهَا احْتِمَالَاتٌ أَيْضًا. ثُمَّ إِذَا لَمْ يَثْبُتِ النَّصُّ بِالْقَطْعِ لَمْ يَبْقَ إِلَّا الْاِخْتِيَارُ، وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ، فَإِنَّ الْاِخْتِيَارَ جَرٰى فِي أَعْصَارٍ.(١)

وَقَالَ فِي إِثْبَاتِ إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ ﵃: أَمَّا إِمَامَةُ أَبِي بَكْرٍ ﵁ فَقَدْ ثَبَتَتْ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ، وَأَمَّا عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ﵃ فَسَبِيْلُ إِثْبَاتِ إِمَامَتِهِمْ وَاسْتِجْمَاعِهِمْ لِشَرَائِطِ الْإِمَامَةِ كَسَبِيْلِ إِثْبَاتِ إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ ﵁.(٢)

---

(١) ذكره إمام الحرمين الجويني في الإرشاد/٤٢١-٤٢٣۔

(٢) ذكره إمام الحرمين الجويني في الارشاد/٤٢٨۔

امامت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے بعد ان دونوں ابو بکر اور عمر کی اقتداء کرنا۔ لیکن ان احادیث کے معانی میں بھی مختلف احتمالات ہیں۔ جب نص سے یہ امرِ خلافت قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا تو صرف اختیارِ امت ہی باقی بچتا ہے اور اس پر اجماعِ اُمت دلیل ہے سو اسی وجہ سے اختیارِ امت کئی زمانوں میں جاری رہا۔

امام جوینی نے ہی حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی امامت کے اِثبات میں فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت اجماعِ صحابہ سے ثابت ہے جبکہ حضرت عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی امامت کے اِثبات اور ان کے شرائطِ امامت کے جامع ہونے کا طریق بھی وہی ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت کے اِثبات کا طریق تھا۔

اَلْكَلامُ فِي خِلافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ﵁

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي 'تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّة (٢/١١٢٩-١١٤٥): إِنَّ أَبَا بَكْرٍ ﵁ كَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ خَلِيْفَةً مُحِقًّا مُفْتَرَضَ الطَّاعَةِ وَاجِبَ الْاِتِّبَاعِ فِيْمَا يُوْجِبُهُ وَيَصْدُرُهُ وَيَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهٰى عَنْهُ، وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ ﵁ اسْتَجْمَعَ شَرَائِطَ صِحَّةِ الْخِلافَةِ. فَإِنَّهُ كَانَ قُرَشِيًّا لا رِيْبَةَ لِأَحدٍ فِي ذٰلِكَ، إِنَّ فِي هٰذَا الشَّرْطِ كَانَتْ حِكْمَةً بَالِغَةً لِذَالِكَ الزَّمَانِ، لِأَنَّ النَّاسَ فِيْهِ كَانُوْا يَعْتَبِرُوْنَ النَّسَبَ وَالْبَيْتَ وَالْقَبِيْلَةَ وَيَنْظُرُوْنَ فِيْهَا وَيَعْتَمِدُوْنَ عَلَيْهَا فِي مُهِمَّاتِ الْأُمُوْرِ عَامَّةً وَالْإِمَارَةِ وَالْقِيَادَةِ وَالسِّيَادَةِ خَاصَّةً. وَكَانَتِ الْقُرَيْشُ هُمُ الْأَكْثَرُوْنَ عَدَدًا، الْأَوْسَطُوْنَ نَسَبًا، الْأَوْفَرُوْنَ مَحَامِدَ وَمَفَاخِرَ وَمَنَاقِبَ وَمَآثِرَ، الْأَعَزُّوْنَ نَفْسًا وَدِيَارًا، الْأَمْنَعُوْنَ عَشِيْرَةً وَجَارًا، بَلْ هُمُ الْمُطْعِمُوْنَ لِأَهْلِ الْمَوَاسِمِ، وَالسَّاقُوْنَ لِلحَجِيْجِ، الْمُسَمَّوْنَ جِيْرَانَ اللهِ، الْوَافِدُوْنَ عَلَى الْمُلُوْكِ، الْمُبَجَّلُوْنَ عِنْدَ الْأَقْيَالِ، الْمَرْمُوْقُوْنَ بِعَيْنِ التَّبْجِيْلِ وَالتَّعْظِيْمِ، أَصْحَابُ الرِّفَادَةِ وَالسِّقَايَةِ وَالسَّدَانَةِ.

وَكَانَ (أَبُوْ بَكْرٍ ﵁) مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْعِلْمِ وَالدِّيَانَةِ وَالصَّلابَةِ وَرَبَاطَةِ الْجَأْشِ وَالْعِلْمِ بِتَدَابِيْرِ الْحُرُوْبِ وَالْقِيَامِ بِتَهْيِئَةِ الْجُيُوْشِ وَتَنْفِيْذِ السَّرَايَا وَمَعْرِفَةِ سِيَاسَةِ الْعَامَّةِ وَتَسْوِيَةِ أُمُوْرِ الرَّعِيَّةِ، كُلُّهُ كَانَ ثَابِتًا، وَلِهٰذَا اخْتَارَتْهُ الصَّحَابَةُ وَانْقَادُوْا لِأَوَامِرِهِ.

﴿حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان﴾

امام نسفی نے 'تبصرة الأدلة' میں فرمایا ہے: رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق تھے، آپ رضی اللہ عنہ واجب الِاطاعت اور ہر اس امر میں واجب الاتباع تھے جسے آپ رضی اللہ عنہ واجب کرتے، صادر فرماتے، جس کا حکم دیتے اور جس سے منع کرتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ صحتِ خلافت کی شرائط کے جامع تھے۔ اس میں کسی کو کچھ شک نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ قریشی تھے۔ اس زمانے کے لحاظ سے (خلیفہ کے قریشی ہونے کی) اس شرط میں بلیغ حکمت تھی کیونکہ لوگ اس زمانہ میں نسب، خاندان اور قبیلہ کا اعتبار کرتے تھے، وہ ان اَوصاف کو پیشِ نظر رکھتے تھے اور اہم امور میں عمومی، جبکہ امارت اور قیادت و سیادت میں خصوصی طور پر ان پہلوؤں پر اعتماد کرتے تھے۔ قریش تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ، نسبی لحاظ سے سب سے ممتاز تھے۔ سب سے زیادہ محامد و مفاخر اور مناقب ومحاسن والے تھے، ذات اور علاقائی لحاظ سے سب سے عزت دار، خاندان اور ہمسائیگی کے لحاظ سے سب سے زیادہ محفوظ تھے، بلکہ وہ حج کے مواقع پر حاضر ہونے والوں کو کھانا کھلانے والے اور حاجیوں کو پانی پلانے والے، اللہ کے ہمسائے کے لقب سے پکارے جانے والے، بادشاہوں کے پاس سفیر بن کر جانے والے، سرداروں کے ہاں باعزت مقام پانے والے تھے۔ اُنہیں ادب اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ حاجیوں کو کھانا کھلانے، حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کرنے پر مامور تھے۔

قریشی ہونے کے علاوہ حضرت ابو بکر علم، امانت داری، دین پر سختی سے کاربندی، دل کی مضبوطی، جنگی منصوبہ بندیوں سے آگہی، افواج کی تیاری، فوجی دستوں کی تعیناتی، سیاستِ عامہ کی معرفت اور عوام الناس کے امور کو مساویانہ طریق سے نپٹانے جیسی تمام صلاحیتوں کے مالک تھے۔ قوتِ عزیمت اور خود داری سے متصف تھے اور جنگی میدانوں اور مبارزَت اور لڑائی کی جگہوں میں مشہور، جنگجوؤں اور معروف بہادروں کے خلاف ان کی زور آوری، جرأت مندی

وَالدَّلِيْلُ عَلٰى صِحَّةِ خِلَافَتِهِ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ عَلَيْهَا، وَالْإِجْمَاعُ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ مُوْجِبَةٌ لِلْعِلْمِ قَطْعًا. فَإِنْ قَالُوْا: دَعْوَى الْإِجْمَاعِ مَمْنُوعَةٌ، فَإِنَّ عَلِيًّا تَأَخَّرَ عَنْ بَيْعَتِهِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

قُلْنَا: وَقَدِ انْعَقَدَ بَعْدَ بَيْعَتِهِ، وَبِهِ نَحْتَجُّ، ثُمَّ تَأَخُّرُهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِشْتِغَالِ بِالنَّظَرِ لِيَتَّضِحَ لَهُ وَجْهُ الصَّوَابِ فَيُتَابِعَ عَامَّةَ الصَّحَابَةِ وَيُبَايِعَهُ، أَوْ يَبْدُوَ لَهُ وَجْهُ خَطَئِهِمْ، فَيُعْلِنَ مُخَالَفَتَهُمْ وَيُجَاهِرَ بِالْمُكَاشَفَةِ وَيَشْهَرَ عَلَيْهِمْ سَيْفَهُ، كَمَا يَلِيْقُ بِكَمَالِ عِلْمِهِ وَقُوَّةِ دِيَانَتِهِ وَرِبَاطَةِ جَأْشِهِ. وَلِذَا لَمْ يُظْهِرْ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ الْمُخَالَفَةَ وَالْمُنَازَعَةَ، فَلَمَّا لَاحَ لَهُ بَعْدَ طُوْلِ التَّرَوِّي وَإِدْمَانِ النَّظَرِ وَجْهُ الصَّوَابِ وَافَقَ غَيْرَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَبَايَعَ الصِّدِّيْقَ ﷺ اتِّبَاعًا لِلْحَقِّ كَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِحَالِهِ فِي جَلَالَةِ قَدْرِهِ وَعِظَمِ شَأْنِهِ، لَا خَوْفًا عَلٰى نَفْسِهِ وَأَهَالِيْهِ وَتَوَقِّيًا عَنْ مَكْرُوْهٍ يَنَالُهُ فِي نَفْسِهِ. إِذْ هُوَ بَعِيْدٌ عَنْ حَالِهِ، مُمْتَنِعٌ مِنْهُ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ مِنْ بَيَانِ شَهَامَتِهِ وَصَرَامَتِهِ وَمَشْهُوْرِ نَجْدَتِهِ وَشَجَاعَتِهِ وَمَخْبُورِ غِنَائِهِ وَبَسَالَتِهِ، وَمَا عُرِفَ مِنْ صَلَابَتِهِ فِي دِيَانَتِهِ وَقُوَّةِ عَشِيْرَتِهِ وَعِزَّةِ قَبِيْلَتِهِ.

اور فتح یابی کی گواہی دی جاتی ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام ﷺ نے اُنہیں چنا تھا اور ان کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔

حضرت ابو بکر ﷺ کی خلافت پر اجماعِ صحابہ کا منعقد ہونا بھی اس خلافت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اِجماعِ اُمت حجتِ قاطعہ ہے جو قطعی علم کو واجب کرتا ہے۔ اگر (بعض حضرات) کہیں کہ (حضرت ابو بکر کی خلافت پر) اجماع کا دعویٰ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت علی ﷺ نے آپ کی بیعت چھ ماہ یا چار ماہ تاخیر سے کی تھی۔

ہم کہتے ہیں: (بالآخر) حضرت علی ﷺ کے بیعت کرنے کے بعد اجماع قطعی منعقد ہو گیا تھا۔ رہ گیا ان کا بیعت میں تاخیر کرنا سو یہ امر خلافت ہی کے لئے فکر و تأمل میں مشغولیت پر محمول ہوگا تاکہ ان کے سامنے صحیح صورتِ حال واضح ہو جائے تو وہ دیگر صحابہ کی طرح حضرت ابو بکر ﷺ کی بیعت کر لیں یا آپ کے سامنے صحابہ کی غلطی کا سبب ظاہر ہو جائے تو وہ ان کی علانیہ مخالفت کریں، اور انہیں واضح طور پر خبردار کریں اور ان کے خلاف تلوار نکال لیں جیسا کہ آپ کے کمالِ علم، قوتِ دیانت اور مضبوط ارادے کے شایانِ شان تھا۔اس لیے انہوں نے اس مدت میں مخالفت اور نزاع کو ظاہر نہ کیا، پھر جب طویل غور و خوض اور گہرائی پر مبنی سوچ بچار سے ان کے سامنے صحیح صورتِ حال واضح ہو گئی تو انہوں نے دوسرے صحابہ کی موافقت کی اور حق کی اتباع کرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی بیعت کر لی۔ جیسا کہ ان کی جلالتِ قدر اور بلند شان ہونے کے لائق تھا۔ یہ بیعت اپنی جان اور ساتھیوں پر کسی انتقامی کارروائی کے خوف کی وجہ سے نہ تھی اور نہ ہی اپنے نفس کو پہنچنے والے ممکنہ ناپسندیدہ امر کے پیش نظر تھی۔ یہ امر آپ کے حال سے بعید اور آپ کی ذات سے ناممکن تھا جیسا کہ آپ کی بہادری، جوانمردی، شجاعت، مستغنی طبیعت اور دلیری کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اور جو ان کے دین پر سختی سے کاربند رہنے اور خاندان و قبیلہ کی قوت و عزت سے متعلق معروف ہے (یہ سب چیزیں بھی ان سے حق پر قائم رہنے کا تقاضا کرتی تھیں)۔

وَمِنْ أَعْجَبِ الْأَشْيَاءِ الزَّعْمُ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ تَقِيَّةً، مَعَ وَصْفِ عَلِيٍّ بِالْقُوَّةِ وَغَايَةِ الشَّجَاعَةِ.

١. فَإِنْ قِيْلَ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ [المائدة، ٥/٥٥] وَهُوَ عَلِيٌّ، فَوَجَبَ أَنْ يَكُوْنَ وَلِيًّا بَعْدَ الرَّسُوْلِ ﷺ، وَإِنَّمَا يَكُوْنُ وَلِيًّا أَنْ لَوْ كَانَ مُتَوَلِّيًا لِلْإِمَامَةِ، فَدَلَّ أَنَّهُ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَ الرَّسُوْلِ ﷺ.

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: لَوْ كَانَتِ الْآيَةُ تُشِيْرُ إِلَى الْخِلَافَةِ، لَمَا خَفِيَ ذٰلِكَ عَلَى الصَّحَابَةِ ﷺ أَوَّلًا وَعَلٰى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﷺ ثَانِيًا، وَلَمَا أَجْمَعُوْا عَلٰى خِلافَةِ غَيْرِهٖ، وَلَا بَايَعَ هُوَ بِنَفْسِهٖ غَيْرَهٗ. إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَغْصِبْ حَقًّا لَهٗ، وَلَوْ كَانَ فَعَلَ ذٰلِكَ لَمَا اجْتَمَعَتِ الصَّحَابَةُ وَلَا بَايَعَهٗ عَلِيٌّ. فَأَمَّا سَيِّدُنَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ﷺ كَانَ يَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﷺ، وَيَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: النَّظْرُ إِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ[1]، فَتُوْجَدُ هٰذِهِ الْمُوَالَاةُ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ ﷺ وَعَلِيٍّ ﷺ.

٢. فَإِنْ قِيْلَ: رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ[2].

---

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/١٥٢، الرقم/٤٦٨٢، والطبراني في المعجم الكبير، ١٠/٧٦، الرقم/ ١٠٠٠٦۔

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/٣٤٧، الرقم/٢٢٩٩٥، ←

سب سے عجیب چیز تو یہ گمان کرنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باوجود قوت اور انتہاء درجے کی شجاعت سے متصف ہونے کے، اپنے خلاف کسی کارروائی کے خوف سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ (ایسی سوچ سراسر غلط، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کے منافی ہے۔)

۱۔ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ**﴾ ’بے شک تمہارا حقیقی مددگار اور دوست تو اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہے اور (ساتھ) وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں‘ چونکہ اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ سو اس سے لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ ولی ہوں اور آپ اسی وقت ولی ہو سکتے ہیں اگر آپ خلافت کے منصب پر فائز ہوں۔ لٰہذا یہ دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ ہی خلیفہ ہیں۔

اہلِ سنت نے (اس کے جواب میں) کہا ہے: اگر یہ آیت مبارکہ خلافت کی طرف اشارہ کرتی تو یہ معنی سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور پھر خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مخفی نہ رہتا۔ صحابہ کرام کبھی آپ کے علاوہ کسی دوسرے کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے اور نہ ہی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے علاوہ کسی اور کی بیعت کرتے۔ یقیناً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے حق کو غصب نہیں کیا تھا اور اگر وہ ایسا کرتے تو صحابہ کا اس پر اجماع نہ ہوتا اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی بیعت کرتے۔ بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی زیارت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما رکھا ہے: علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ سو حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اس طرح کا دوستی اور محبت کا رشتہ موجود تھا۔

۲۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں

.... والنسائي في السنن الكبرى، ٥/١٣٠، الرقم/٨٤٦٥، والحاكم في المستدرك، ٣/١١٠، الرقم/٤٥٧٨، وابن أبي شيبة في المصنف، ١٢/٨٤، الرقم/١٢١٨١۔

فَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى خِلافَتِهٖ.

قُلْنَا: لَوْ كَانَ فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلُ ذٰلِكَ، لَمَا انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى خِلافَةِ غَيْرِهٖ. فَيُرَادُ بِهِ الْوَلِيُّ وَالْمُحِبُّ وَالْحَبِيْبُ، وَالنَّاصِرُ كَمَا قَالَ تعَالٰى: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰـهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ [التحريم، ٦٦/٤]، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (مُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ مَوَالِي اللهِ وَرَسُوْلِهٖ) أَي مُحِبُّوْنَ مُوَالُوْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ، وَشَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الْمَعَانِي لَا يُنْبِئُ عَنِ الْخِلَافَةِ.

ثُمَّ مَا يَلِيْقُ بِالْحَدِيْثِ مِنْ هٰذِهِ الْمَعَانِي: النَّاصِرُ، أَي مَنْ كُنْتُ نَاصِرَهٗ عَلٰى دِيْنِهٖ وَحَامِيًا لَهٗ بِبَاطِنِي وَظَاهِرِي فَعَلِيٌّ نَاصِرُهٗ وَحَامِيْهِ بِبَاطِنِهٖ وَظَاهِرِهٖ، فَيَكُوْنُ دَلِيْـلًا عَلٰى طَهَارَةِ سَرِيْرَةِ عَلِيٍّ رضي الله عنه وَعُلُوِّ رُتْبَتِهٖ. وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ: مَنْ كُنْتُ مَحْبُوْبًا عِنْدَهٗ فَعَلِيٌّ مَحْبُوبٌ عِنْدَهٗ. **أَقُوْلُ**: فَأَلْزَمَ النَّبِيُّ ﷺ حُبَّ عَلِيٍّ رضي الله عنه عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ كَمَا قَالَ لِعَلِيٍّ رضي الله عنه: لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ.

وَفَائِدَةٌ: تَخْصِيْصُهٗ بِذٰلِكَ أَنَّهٗ عليه السلام رُبَّمَا عَلِمَ أَنَّ قَوْمًا مِمَّنْ أَضَلَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ سَيَطْعَنُوْنَ عَلَيْهِ وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ خَرَجَ مِنَ الدِّيْنِ وَفَارَقَهٗ وَحَكَّمَ فِي أَمْرِ اللهِ غَيْرَ اللهِ وَسَقَطَتْ بِذٰلِكَ وِلَايَتُهٗ وَزَالَ وَلَاؤُهٗ،

مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ سو یہ ان کی خلافت پر دلالت کرتا ہے۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث میں حضرت علی ﷛ کی خلافت بلافصل پر کوئی دلیل ہوتی تو صحابہ کرام کا کسی دوسرے کی خلافت پر اجماع منعقد نہ ہوتا۔ سو یہاں پر مولیٰ سے مراد ولی، محبّ، محبوب اور ناصر و مددگار ہونا ہے۔ جیسے باری تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌo﴾ ’سو بے شک اللہ ہی اُن کا دوست و مددگار ہے، اور جبریل اور صالح مومنین بھی اور اس کے بعد (سارے) فرشتے بھی (اُن کے) مددگار ہیںo‘۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مُزَینہ، جُہینہ، اسلم اور غفار، یہ سب قبائل اللہ اور اس کے رسول کے موالی ہیں۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے محبّ اور دوست ہیں۔ ان معانی میں سے کوئی چیز بھی خلافت پر دلالت نہیں کرتی۔

پھر حدیث سے یہ معانی بھی ملتے ہیں کہ جس کے دین کے معاملے پر میں ’’الناصر‘‘ یعنی حامی ہوں اور ظاہر و باطن سے اس کا مددگار ہوں، علی بھی اس کے حامی اور ظاہر و باطن سے اس کے مددگار ہیں۔ یہ فرمان حضرت علی ﷛ کے باطن کی طہارت اور ان کی شان کی عُلو و مرتبت کی دلیل ہے۔ اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کا محبوب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر مومن مرد اور عورت پر حضرت علی ﷛ کی محبت کو لازم قرار دیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت علی ﷛ سے فرمایا: تم سے صرف مومن ہی محبت کرے گا، اور منافق تم سے بغض ہی رکھے گا۔

فائدہ: اس فضیلت میں حضرت علی ﷛ کو خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یقیناً آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ ٹھہرا دیا ہے اور انہیں بصیرت سے اندھا کر دیا ہے عنقریب وہ حضرت علی ﷛ کے خلاف زبانِ طعن دراز کریں گے اور گمان کریں گے کہ وہ دین سے نکل گئے اور اس سے جدا ہو گئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے معاملے میں غیر اللہ کو حاکم

فَقَالَ ﷺ ذٰلِكَ لِيَدُلَّ عَلٰى بُطْلَانِ قَوْلِ أُولٰئِكَ، وَفِيْهِ احْتِمَالٌ بِأَنَّهُ أَشَارَ إِلَى الْخَوَارِجِ وَالْحَرُورِيَّةِ وَأَتْبَاعِهِمْ وَأَشْبَاهِهِمْ.

٣. فَإِنْ قِيْلَ: رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ ﷺ: 'أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.'[١] وَهٰذَا دَلِيْلُ خِلَافَتِهٖ.

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: بَيَانُ ذٰلِكَ أَنَّ هَارُوْنَ ﷺ كَانَ أَخًا لِمُوْسٰى مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ، وَكَانَ شَرِيْكًا لَهٗ فِي النُّبُوَّةِ وَتَلَقَّى الْوَحْيَ مِنَ اللهِ تَعَالٰى، وَلَمْ يَكُنْ هُوَ خَلِيْفَةً لِمُوْسٰى ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهٖ لِأَنَّهُ مَاتَ قَبْلَ مُوْسٰى بِسِنِيْنَ.

وَذٰلِكَ لِأَنَّ سَبَبَ الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلٰى غَزْوَةِ تَبُوْكَ اسْتَخْلَفَ عَلِيًّا عَلَى الْمَدِيْنَةِ، فَأَكْثَرَ أَهْلُ النِّفَاقِ فِي ذٰلِكَ وَزَعَمُوْا

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة، ١٦٠٢/٤، الرقم/٤١٥٤، ومسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان ﷺ، ١٨٧١/٤، الرقم/٢٤٠٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ١٨٥/١، الرقم/١٦٠٨، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب ﷺ، ٦٣٨/٥، الرقم/٣٧٢٤، وابن حبان في الصحيح، ٣٧٠/١٥، الرقم/٦٩٢٧۔

بنا لیا ہے، اس عمل سے آپ کا استحقاقِ خلافت اور وجوبِ محبت زائل ہو گئے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے یہ ارشاد اس لیے فرمایا کہ آپ کا یہ فرمان ان کے اس قول کے باطل ہونے پر دلالت کرے سو اس میں یہ قوی احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے اس فرمان سے خوارج، حروریہ، ان کے گمراہ پیروکاروں اور ایسی ہی فکر کے دیگر حاملین کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۳۔ اگر کہا جائے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم میرے نزدیک ویسا ہی مقام رکھو جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا؟ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل ہے۔

اہلِ سنت نے (اس کے جواب میں) کہا ہے: اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ کی طرف سے حقیقی بھائی تھے اور ان کے ساتھ کارِ نبوت میں شریک تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کو حاصل کیا تھا۔ مگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ نہیں بنے تھے کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال سے کئی سال قبل ہی رحلت فرما گئے تھے۔

اور اس حدیث کے ورود کا سبب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب غزوۂ تبوک کے لئے نکلے تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اس پر منافقین نے بدگمانی

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْغَضَهُ وَقَلاهُ وَاسْتَثْقَلَ صُحْبَتَهُ، فَاتَّبَعَ عَلِيٌّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَلَحِقَ بِهِ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَتَتْرُكُنِي مَعَ الْأَخْلَافِ؟ فَقَالَ: 'أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.' أَي إِنِّي اسْتَخْلَفْتُكَ بَعْدَ غَيْبَتِي عَنِ الْمَدِيْنَةِ عَلَيْهَا كَمَا اسْتَخْلَفَ مُوْسٰى هَارُوْنَ حِيْنَ غَابَ عَنْ قَوْمِهِ لِمُنَاجَاةِ رَبِّهِ. وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى رِضَاهُ بِاسْتِخْلَافِهِ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مُدَّةَ غَيْبَتِهِ عَنْهَا، لَا عَلٰى أَنَّهُ خَلِيْفَتَهُ بَعْدَهُ كَمَا فِي حَقِّ هَارُوْنَ. فَإِذًا لَيْسَ فِيْهِ إِثْبَاتُ خِلَافَتِهِ نَصًّا وَلَا دَلَالَةً أَيْضًا؛ فَإِنَّهُ ﷺ اسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فِي أَكْثَرِ غَزَوَاتِهِ أَوْ فِي كَثِيْرٍ مِنْهَا ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَمَا كَانَ ذٰلِكَ دَلَالَةً أَنَّهُ اسْتَخْلَفَهُ إِيَّاهُ بَعْدَهُ.

ثُمَّ إِنَّهُ ﷺ كَمَا وَلَّاهُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، وَلّٰى أَبَا بَكْرٍ الْمَوْسِمَ وَإِقَامَةَ الْحَجِّ سَنَةَ تِسْعٍ، وَوَلَّاهُ الصَّلَاةَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ، وَوَلّٰى عُمَرَ صَدَقَاتِ قُرَيْشٍ، وَوَلّٰى زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَابْنَهُ أُسَامَةَ عِنْدَ مَوْتِهِ الْجَيْشَ الَّذِي أَنْفَذَهُ أَبُوْ بَكْرٍ ﷺ، وَبَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ؛ فَإِنَّهُ ﷺ كَانَ جَمَعَ لِبَاذَانَ عَامِلِ كِسْرٰى عَلٰى عَمَلِ الْيَمَنِ بِجَمِيْعِ مُخَالِفِيْهَا بَعْدَ مَا أَسْلَمَ، لَمْ يُشْرِكْ مَعَهُ فِيْهَا أَحَدًا، وَلَمْ يَزَلْ عَلَيْهَا حَتّٰى مَاتَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَحِيْنَئِذٍ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عُمَّالَهُ فِي

پھیلانے کی کوشش کی، اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ناپسند کیا ہے، اور انہیں چھوڑ دیا ہے، اور آپ ﷺ (غزوہ کے دوران) ان کی رفاقت کو بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے اور آپ سے مل کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پیچھے رہنے والوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہارا میرے نزدیک ویسا ہی مقام ہو جیسا حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا؟ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ یعنی میں نے مدینہ سے اپنی عدم موجودگی میں تمہیں اس پر اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنایا تھا جس وقت وہ اپنے رب سے مناجات کے لیے اپنی قوم کو چھوڑ کر (کوہ طور پر) چلے گئے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی رضا مندی سے ان کو اپنی عدم موجودگی میں مدینہ پر نائب بنانے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ اس بات پر کہ وہ آپ کے بعد خلیفہ ہوں گے جیسے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے حق میں ہوا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اس قول میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت (بلافصل) کا نص سے یا دلالت سے کوئی اثبات نہیں ہے (بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کی دیگر فضیلت کا اثبات ہے)۔ آپ نے تو اپنے اکثر غزوات کے مواقع پر مدینہ میں حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا تھا، تو یہ امر اس بات پر قطعاً دلالت نہیں کرتا کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔

پھر جس طرح اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر (اپنا نائب) مقرر فرمایا اسی طرح آپ ﷺ نے سن ۹ ہجری میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کے موسم میں اقامتِ حج کے لیے (اپنا نائب) مقرر کیا تھا۔ اور اپنی عمر مبارک کے آخری حصے میں انہیں نماز کے لئے (اپنا نائب) مقرر فرمایا تھا۔ اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدقاتِ قریش (کی وصولی) پر بھی (اپنا نائب) مقرر کیا تھا۔ اور اپنے وصال کے وقت حضرت زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اُسامہ رضی اللہ عنہما کو ایک لشکر پر (سپہ سالار) مقرر کیا تھا، جس کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دورِ حکومت میں) نافذ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا۔ جب کِسریٰ کا گورنر

الْيَمَنِ، مِنهُمْ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَيَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ وَعَمْرُو بْنُ حَزْمٍ ﷺ، وَعَلٰى بِلَادِ حَضْرَمَوْتَ زِيَادَ بْنَ لَبِيْدٍ الْبَيَاضِيَّ وَعُكَاشَةَ بْنَ ثَوْرٍ ﷺ، وَبَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ ﷺ مُعَلِّمًا لِأَهْلِ الْيَمَنِ وَحَضْرَمَوْتَ يَنْتَقِلُ فِي أَعْمَالِهَا أَجْمَعَ، وَعَتَّابَ بْنَ أَسِيْدٍ إِلٰى مَكَّةَ قَاضِيًا وَأَمِيْرًا، وَوَلّٰى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فِي أَشْيَاءَ يَطُوْلُ ذِكْرُهَا، لَمْ يَكُنْ شيءٌ مِنْ ذٰلِكَ دَلِيْلًا عَلَى الْخِلافَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ﷺ.

وَجَاءَ فِي شَأْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: هُمَا مِنَ الدِّيْنِ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ. وَهٰذَا لَا يُرَادُ بِهِ الْخِلَافَةُ.[1]

٤. وَرُوِيَ أَنَّهُ قَالَ فِي أَبِي بَكْرٍ ﷺ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ. وَكَذٰلِكَ لَا يَدُلُّ عَلَى الْخِلافَةِ فَكُلُّ حَدِيْثٍ مِثْلُهُ يُرَادُ بِهِ الشَّرَفُ وَالْعَظَمَةُ وَالْفَضِيْلَةُ وَالْمَنْقَبَةُ. وَرُوِيَ عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ تُوَلُّوْهَا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ ضَعِيْفًا فِي بَدَنِهِ قَوِيًّا فِي أَمْرِ اللهِ تَعَالٰى، وَإِنْ تُوَلُّوهَا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا فِي بَدَنِهِ قَوِيًّا فِي أَمْرِ اللهِ، وَإِنْ

(١) أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٥/١٧٨، الرقم/٤٩٩٩.

باذان مسلمان ہوا تو تمام تر مخالفتوں کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں یمن کی صوبہ داری کے منصب پر برقرار رکھا، اس منصب میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں تھا، اور وہ حجۃ الوداع کے سال اپنی وفات کے دن تک اسی عہدے پر برقرار رہے۔ (جب وہ وفات پا گئے تو) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمّال کو یمن میں وقتاً فوقتاً مقرر کیا۔ ان میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری، خالد بن سعید بن العاص، یعلی بن امیہ اور عمرو بن حزم رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اور حضرموت پر آپ نے زیاد بن لبید البیاضی اور عکاشہ بن ثور رضی اللہ عنہما کو عامل مقرر کیا اور اہلِ یمن و حضرموت کے لیے آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر بھیجا، وہ اس کے تمام اطراف میں سفر کرتے تھے، عتاب بن اَسید رضی اللہ عنہ کو مکہ میں قاضی اور امیر بنا کر بھیجا اور غزوۂ ذات السلاسل میں لوگوں پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ اس باب میں کئی چیزیں ہیں جن کا ذکر طوالت پکڑ جائے گا (الغرض آپ ﷺ ہمیشہ مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو اہم ذمہ داریوں پر فائز فرماتے یا اپنا نائب مقرر فرماتے رہے ہیں) ان میں کوئی چیز بھی آپ ﷺ کے بعد از وصال کسی ایک صحابی کو بھی خلیفہ مقرر کرنے پر دلیل نہیں ہے۔

مزید برآں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں دین میں سمع و بصر کا مقام رکھتے ہیں۔ اس فرمان سے بھی ان کی خلافت مراد نہیں لی جاسکتی۔

۴۔ (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے) مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن تمہارے صاحب (یعنی تمہارے نبی اور رسول) خدائے رحمٰن کے دوست ہیں۔ اسی طرح یہ حدیث بھی خلافت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اس طرح کی ہر حدیث سے مراد ان کے مقام وعظمت اور فضیلت و منقبت کو لیا جاتا ہے اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اس منصب پر ابو بکر کو فائز کرو گے تو تم اسے جسمانی طور پر کمزور، مگر امرِ الٰہی میں قوی پاؤ گے، اگر تم اس پر عمر کو فائز کرو گے تو تم اسے مضبوط جسم والا بھی اور امرِ الٰہی میں بھی طاقتور پاؤ گے، اور اگر

تُوَلُّوهَا عَلِيًّا تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا.[١]

وَمِنَ الْجَائِزِ أَنْ يَكُوْنَ مُرَادُهُ ﷺ بِذٰلِكَ الْإِشَارَةَ إِلٰى أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُوَلّٰى فِي وَقْتِهِ وَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي وَقْتِهِ عَلٰى مَا وَصَفَ، ثُمَّ خَصَّ عَلِيًّا ؓ بِقَوْلِهِ: (تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا) لِمَا عُلِمَ مِنْ مُخَالَفَةِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ إِيَّاهُ، فَبَيَّنَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ يَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى وَيَهْدِي مَنِ اتَّبَعَهُ وَلَمْ يُخَالِفْهُ إِلَى الْحَقِّ. وَكَانَتْ هٰذِهِ الْحَاجَةُ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ؓ مُنْعَدِمَةً لِعِلْمِهِ بِطَرِيْقِ الْوَحْيِ، أَنَّهُمَا لَا يُنَازَعَانِ فِي الْأَمْرِ.

٥. وَقَدْ رُوِيَ عَلٰى طَرِيْقِ الْإِسْتِفَاضَةِ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً[١]، وَهٰذِهِ هِيَ مُدَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ، فَيَكُوْنُ الْحَدِيْثُ دَلِيْلًا عَلٰى صِحَّةِ خِلَافَتِهِمْ عَلَى التَّرْتِيْبِ الَّذِي كَانَ.[٢]

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٧٧، الرقم/٣٥٨٠، والبزار في المسند، ٣/٣٣، الرقم/٧٨٣۔

(٢) أخرجه ابن حبان في الصحيح، ذكر الخبر الدال على أن الخليفة بعد عثمان بن عفان كان علي بن أبي طالب رضوان الله عليهما ورحمته وقد فعل، ١٥/٣٩٢، الرقم/٦٩٤٣۔

تم اس پر علی کو فائز کرو گے تو تم اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔

اس اشارہ سے آپ ﷺ کی یہ مراد لینا جائز ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے وقت میں حاکم بنے گا اور ان میں سے ہر ایک اپنے دور میں ان بیان کردہ اوصاف کا مالک ہو گا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس فرمان کے ساتھ خاص فرمایا: (**تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا**) 'تم اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔' کیونکہ بعض صحابہ کی آپ سے مخالفت معروف ہے۔ پس آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ اس وقت علی المرتضٰی خود بھی حق اور ہدایت پر ہوں گے اور جو لوگ ان کی پیروی کریں گے، اور ان کی مخالفت نہیں کریں گے، وہ انہیں بھی حق و ہدایت کی طرف لے کر جائیں گے۔ بطریقِ وحی آپ ﷺ کے علم کے مطابق یہ ضرورت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں پیش نہیں آنی تھی، ان دونوں سے امر الٰہی کے نفاذ میں کسی نے جھگڑا نہیں کرنا تھا۔ (اس لئے ان کے حق میں ایسے خصوصی کلمات ارشاد فرمانے کی ضرورت پیش نہیں آئی، گویا یہ اخبار غیبیہ اور آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے، کہ جس کے دور میں جو احوال پیش آتے تھے، انہی کے مطابق اوصاف بیان فرما دیے۔)

۵۔ استفاضہ کے طریق پر یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی۔ یہی خلفائے راشدین کی مدتِ خلافت ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ترتیب کے مطابق ان کی خلافت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔

وَيَدُلُّ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَمَّا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: 'أَقِيْلُوْنِي وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: لَا نُقِيْلُكَ وَلَا نَسْتَقِيْلُكَ، قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا نُؤَخِّرُكَ، رَضِيَكَ لِدِيْنِنَا فَرَضِيْنَاكَ لِدُنْيَانَا.(١)

اَلْكَلَامُ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه وَالْأَدِلَّةُ فِي عَقْدِهَا وَفَضْلِهَا

١. اَلدَّلِيْلُ عَلٰى فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ﴾ [التوبة، ٩/٤٠]، فِي الْآيَةِ نَصٌّ أَنَّهُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَأَنَّ اللّٰهَ نَصَرَهٗ كَمَا نَصَرَ رَسُوْلَهٗ ﷺ حَيْثُ قَالَ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ أَيِ بِالنَّصْرِ. ثُمَّ الْهَاءُ فِي قَوْلِهٖ: ﴿فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ﴾ عَائِدَةٌ إِلَى الْمَذْكُوْرِ بِقَوْلِهٖ: ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ وَالصَّاحِبُ كَانَ أَبَا بَكْرٍ، فَكَانَتِ السَّكِيْنَةُ مِنَ اللهِ تَعَالٰى نَازِلَةً عَلَيْهِ، إِذْ هُوَ الَّذِي كَانَ يَحْزَنُ؛

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة، ١/١٣٢، الرقم/١٠٢، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ٢/٢٣٠، الرقم/٦٧٨.

اس پر یہ قول بھی دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر ﷜ نے (اپنی خلافت کی بیعت کے موقع پر) کہا: تم میری بیعت توڑ دو، میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ تو حضرت علی ﷜ نے ان سے کہا: نہ ہم آپ کی بیعت توڑیں گے اور نہ ہی آپ کی بیعت کو منسوخ کریں گے۔ آپ کو تو رسول اللہ ﷺ نے (ہماری امامت کے لیے نماز میں) آگے بڑھایا تھا، ہم آپ کو پیچھے نہیں کریں گے، حضور ﷺ ہمارے دین کے لیے آپ سے راضی ہوئے، سو ہم اپنی دنیا کے لیے آپ (کی امامت) سے راضی ہیں۔

﴿حضرت ابو بکر صدیق ﷜ کی خلافت اور اس کے انعقاد و فضیلت کا بیان﴾

۱۔ حضرت ابو بکر ﷜ کی فضیلت پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ ﷺ کی غلبہ اسلام کی جد و جہد میں) مدد نہ کرو گے (تو کیا ہوا) سو بے شک اللہ نے ان کو (اس وقت بھی) مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے انہیں (وطنِ مکہ سے) نکال دیا تھا درآنحالیکہ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جب کہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق ﷜) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق ﷜) سے فرما رہے تھے غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرما دی﴾۔ یہ آیت اس امر پر نص ہے کہ حضرت ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اسی طرح اپنی مدد سے نوازا، جس طرح اس نے اپنے رسول کو مدد سے نوازا تھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ 'بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے' یعنی ہمیں اس کی مدد و نصرت کی معیت حاصل ہے۔ پھر فرمانِ الٰہی ﴿فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ﴾ 'پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرما دی' میں ھاء اس قول کے مذکور کی طرف لوٹنے والی ہے: ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ (جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے)۔ اس آیت کریمہ میں ساتھی حضرت ابو بکر ﷜ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین بھی ان ہی پر اتر رہی تھی کیونکہ وہ ہی غمزدہ تھے اور

وَإِنْزَالُ السَّكِيْنَةِ يَكُوْنُ عَلٰى مَنْ كَانَتِ السَّكِيْنَةُ زَائِلَةً عَنْهُ، لَا عَلٰى مَنْ كَانَتْ سَكِيْنَتُهُ قَائِمَةً. وَفِي الْآيَةِ أَنَّهُ ثَانِي النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِلصُّحْبَةِ، وَمِثْلُ هٰذِهِ الْخَاصِيَاتِ لَمْ تَثْبُتْ لِأَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَإِنْ جَلَّ قَدْرُهُ وَعَظُمَتْ مَنْزِلَتُهُ.

٢. ثُمَّ إِنَّهُ رضي الله عنه كَانَ أَوَّلَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ إِسْلَامًا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْأُمَّةِ؛ وَعَلٰى قَضِيَّةِ هٰذَا، قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: إِنَّ مَنْ صَدَّقَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالرِّسَالَةِ يَنَالُ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه مِثْلَ ثَوَابِهِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَنَّ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[1]

وَأَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه هُوَ الَّذِي سَنَّ السُّنَّةَ الْحَسَنَةَ وَهُوَ تَصْدِيْقُ الرَّسُوْلِ ﷺ، فَيَكُوْنُ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ آمَنَ بِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمِنْ هٰذَا قَالُوْا: إِنَّ عُمَرَ رضي الله عنه مَعَ جَلَالِ قَدْرِهِ وَكَثْرَةِ مَنَاقِبِهِ وَمَحَلِّهِ الشَّرِيْفِ فِي الْإِسْلَامِ كَانَ حَسَنَةً مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما.

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة وأنها حجاب من النار، ٧٠٤/٢، الرقم/١٠١٧، وأيضًا في كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة، ٢٠٥٩/٤، الرقم/١٠١٧، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣٥٨/٤، الرقم/١٩١٩٧، والنسائي في السنن، كتاب الزكاة، باب التحريض على الصدقة، ٧٥/٥، الرقم/٢٥٥٤۔

سکینہ (اطمینانِ قلبی) اسی پر ہی اترنا تھا جس سے سکینہ زائل ہو رہا تھا، ان پر نہیں جن کے ساتھ ہر وقت قائم رہتا ہے۔ آیتِ مبارکہ میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ غار میں نبی کے (ساتھ) دوسرے (فرد) تھے اور آپ ہی اس رفاقت کے لیے چنے گئے تھے اور ایسی خصوصیات صحابہ میں سے کسی ایک کے لیے بھی ثابت نہیں ہیں اگرچہ وہ صحابی بڑی ہی قدر و منزلت والا ہو۔

۲۔ پھر اُمت کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ اسی بناء پر اہلِ علم نے کہا ہے: جس شخص نے بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی مثل ثواب ملے گا۔ کیوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور جس نے اس پر عمل کیا قیامت کے دن تک اس کا اجر بھی اسے ملتا رہے گا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے (سب سے پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی سنت حسنہ جاری کی تھی، لہٰذا قیامت کے دن تک جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے گا اُنہیں اس کی مثل اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ اور اسی بات کو بنیاد بنا کر اہلِ علم نے یہ بھی کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی جلالتِ قدر، کثرتِ مناقب اور اسلام میں شرف رکھنے کے باوجود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں (کیونکہ وہ آپ کی کوششوں سے ایمان لائے تھے)۔

وَلِهٰذَا لَمْ يَقْتَدِ أَحَدٌ بِمَنْ سِوَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه فِي ذٰلِكَ بَلِ اقْتَدُوا بِهٖ حَتّٰى آمَنَ يَوْمَ إِسْلَامِهٖ أَوْ غَدَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنهم، فَجَاءَ بِهِمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَآمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْا بِرِسَالَتِهٖ. وَقِيْلَ: لَمَّا أَسْلَمَ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه وَانْصَرَفَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَاحَ عَلَيْهِ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنهم، ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ بِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَبِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَبِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ الْأَسَدِ وَالْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي أَرْقَمَ رضي الله عنهم إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمُوْا.

٣. ثُمَّ إِنَّهٗ فِي جَمِيْعِ الْمُدَّةِ الَّتِي أَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْمَبْعَثِ إِلٰى وَقْتِ الْهِجْرَةِ، وَهُوَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، كَانَ يُعَاوِنُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَالِهٖ حَتّٰى قَالَ ﷺ: مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه.[١]

حَتّٰى ذُكِرَ أَنَّهُ اسْتَعَانَهٗ بِبَعْضِ مَالِهٖ فَبَذَلَ جَمِيْعَ مَا كَانَ يَمْلِكُهٗ، فَقِيْلَ: مَا تَرَكْتَ لِأَوْلَادِكَ؟ قَالَ: اللهُ. وَنَجّٰى رضي الله عنه بِمَالِهِ الْمُعَذَّبِيْنَ مِنْ أَيْدِي الْأَعْدَاءِ وَبِنَفْسِهٖ. وَكَانَ فِي أَيَّامِ الْمَوَاسِمِ يَطُوْفُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى مَنْ حَجَّ مِنْ أَشْرَافِ الْقَبَائِلِ، وَكَانَ يَذْكُرُ مَحَاسِنَ الْإِسْلَامِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَيُرَغِّبُهُمْ فِي

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر رضي الله عنه، ٥/٦٠٩، الرقم/٣٦٦١۔

لہٰذا اس باب (ایمان اور تصدیق) میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کی پیروی نہیں کی گئی بلکہ صحابہ نے آپ ہی کی پیروی کی حتی کہ آپ کے اسلام لانے کے دن ہی یا اگلے ہی دن حضرت عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان پر اسلام پیش کیا اور ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ سو وہ ایمان لائے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گئے تو وہ اسی شام کو آپ کی خدمت میں حضرت عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو لے کر حاضر ہوئے اور اگلے دن حضرت عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن الجراح، عبد الرحمٰن بن عوف، ابو سلمہ بن الاسد اور ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اس طرح ان سب نے اسلام قبول کیا۔

۳۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از بعثت تا وقتِ ہجرت ۱۳ برس تک مکہ مکرمہ میں قیام فرما رہے، تو اس ساری مدت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے مال سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعتِ دین کی کاوشوں میں معاونت کرتے رہے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا، جتنا نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے (غزوۂ تبوک کے موقع پر) مالی معاونت کا فرمایا تو انہوں نے اپنی ملکیت میں سے سارا مال آپ کے حکم پر خرچ کر دیا۔ آپ سے پوچھا گیا: آپ نے اپنے اہل وعیال اور اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اللہ کا رسول۔ انہوں نے اپنے مال اور جان سے دشمنوں کے ہاتھوں عذاب میں مبتلا کئی لوگوں کو نجات دلوائی۔ آپ حج کے دنوں میں حج کرنے والے اشرافِ قبائل کے ہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چکر لگاتے۔ آپ ان کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتے اور اُنہیں

الْإِسْلامِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ.

٤. ثُمَّ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالتَّدْبِيْرِ، كَبِيْرَ الشَّأْنِ. وَلِعِظَمِ مَرْتَبَتِهِ فِي ذٰلِکَ تَبِعَهُ مَنْ ذَکَرْنَا مِنْ أَکَابِرِ النَّاسِ وَعُظَمَاءِ قُرَيْشٍ، فَأَسْلَمُوا بِبَرَکَةِ سَعْيِهِ.

٥. ثُمَّ إِنَّهُ تَحَمَّلَ مُدَّةَ مُقَامِهِمْ بِمَكَّةَ مَا تَحَمَّلَ مِنْ أَنْوَاعِ الْمَشَاقِّ وَالشَّدَائِدِ وَضُرُوْبِ الْمَكَارِهِ وَالْمَتَاعِبِ، فَمَا فَتَرَتْ فِي تَقْوِيَةِ الدِّيْنِ عَزِيْمَتُهُ وَلَا لَانَتْ عَرِيْكَتُهُ وَلَا اعْتَرَتْهُ فِي أَثْنَاءِ ذٰلِکَ مَعَ طُوْلِ مُقَاسَاتِهِ الشَّدَائِدَ سَآمَةٌ، وَلَا أَدْرَکَتْهُ عَلٰى كَثْرَةِ الْأَذٰى مِنْ طَبَقَاتِ الْعِدٰى نَدَامَةٌ، بَلِ ازْدَادَ كُلَّ يَوْمٍ فِي نُصْرَةِ الدِّيْنِ وَتَقْوِيَةِ الرَّسُوْلِ وَإِظْهَارِ شِعَارِ الْمِلَّةِ الْحَنِيْفِيَّةِ مَضَاءً، وَفِي الذَّبِّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَمَنْ آمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهُ مِمَّنْ لَا عَشِيْرَةَ لَهُ يَسْتَظْهِرُ بِهَا وَلَا رَهْطٌ يَعْتَصِمُ بِهٖ كِفَايَةً وَغَنَاءً، وَمِنَ الْمَفَاخِرِ وَالْمَآثِرِ وَقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِهِ الثِّقَةُ حَتّٰى اخْتَصَّهُ لِهِجْرَتِهٖ وَاخْتَارَهُ لِصُحْبَتِهٖ وَأَمَرَهُ بِمَعُوْنَتِهٖ بِمَا تَحْوِيْهِ يَدُهُ فِي سُفْرَتِهٖ.

٦. ثُمَّ هُوَ ﷺ أَوَّلُهُمْ فِي الْبَيْعَتَيْنِ وَأَحْرَصُهُمْ عَلَيْهِمَا، وَقَدْ شَهِدَ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى بِرِضَاهُ عَنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَسُمِّيَتْ لِذٰلِکَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ عَلٰى مَا قَالَ تَعَالٰى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَکَ تَحْتَ

اسلام قبول کرنے میں رغبت دلاتے اور اس کی طرف دعوت دیتے۔

۴۔ **مزید یہ کہ** حضرت ابو بکر ﷺ زمانہ جاہلیت میں اہل الرائے اور اہلِ تدبیر میں سے تھے اور بڑی شان کے حامل تھے۔ آپ کے اس عظیم مرتبے کی وجہ سے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں، عوام اور قریش کے اکابر نے ان کی پیروی کی اور وہ آپ کی کوششوں کی برکت سے مسلمان ہوئے۔

۵۔ **پھر** حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے مکہ میں اپنے قیام کے دوران طرح طرح کی مشقتیں، مشکلات، تکالیف اور پریشانیاں جھیلیں، مگر دین کی تقویت کے لئے آپ کے ارادے میں کچھ فرق نہ آیا، نہ ان کی طبیعت میں کمزوری آئی اور نہ ہی اُنہیں ان طویل اور شدید مصائب کے سبب اکتاہٹ لاحق ہوئی، اور نہ دشمن طبقات کی طرف سے کثرتِ ایذاء پر کبھی دل گرفتہ ہوئے، بلکہ ہر دن آپ کی نصرتِ دین، تقویتِ رسول، اور دینِ ابراہیمی کے شعار کے غلبہ میں اضافہ اور رسول اللہ ﷺ کی، اور ہر اس شخص کی حفاظت میں اضافہ ہوتا گیا جو آپ ﷺ پر ایمان لایا اور ہر اس شخص نے آپ ﷺ کی اتباع کی جس کا کوئی قبیلہ نہ تھا، جس سے وہ مدد طلب کرتا اور نہ کوئی خاندان کہ جس کے ذریعے وہ حفاظت کا سامان کرتا، اور نہ کوئی ایسی جماعت تھی کہ جس کے ذریعے فقر و اِفلاس سے چھٹکارا حاصل کرتا، اور اس کے لیے کفایت اور غِناء کا ذریعہ بنتا، اور یہ بھی آپ کے لیے قابلِ فخر اور شاندار مرتبے میں سے ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کا اتنا اعتماد حاصل ہوا کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو اپنے سفرِ ہجرت میں خصوصی رفاقت کے لیے منتخب کیا اور اپنی صحبت کے لیے چنا اور ان کے دستِ ملکیت میں موجود مال سے اپنے زادِ راہ میں معاونت کا حکم دیا۔

۶۔ **پھر** وہ دونوں بیعتوں (بیعتِ ایمان اور بیعتِ رضوان) میں سب سے اوّل اور ان سب سے آگے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بیعتِ حدیبیہ کرنے والوں سے راضی ہونے کی خود گواہی دی ہے۔ اسی وجہ سے اسے فرمانِ الٰہی کی بناء پر بیعتِ رضوان کا نام دیا گیا ہے: ﴿بے شک اللہ

الشَّجَرَةِ﴾ [الفتح، ٤٨/١٨].

٧. ثُمَّ كَانَ طُوْلَ عُمْرِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ يَمِيْنِهِ فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ عِنْدَ النَّوَائِبِ مُسْتَشَارُهُ، وَفِي الْمُهِمَّاتِ وَزِيْرُهُ، حَتّٰى كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي الْعَرِيْشِ فَانْصَرَفَ أَعْرَابِيٌّ عَنِ الْمَصَافِّ. فَقَالَ: اشْتَجَرَ الْحَرْبُ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاخْرُجْ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : إِنَّ اللهَ جَعَلَ أَبَا بَكْرٍ لِنَبِيِّهِ أَنِيْسًا وَجَلِيْسًا وَوَزِيْرًا فَانْصَرَفَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُوْلُ: بَخٍ بَخٍ يَا ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ.

٨. ثُمَّ إِنَّهُ ﷺ كَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ فِي عُيُوْنِ الصَّحَابَةِ وَأَجَلَّهُمْ فِي قُلُوْبِهِمْ، وَلِهٰذَا قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ لِعُمَرَ حِيْنَ قَالَ لَهُ عُمَرُ: ابْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعُكَ: أَتَقُوْلُ هٰذَا وَأَبُوْ بَكْرٍ حَاضِرٌ؟ وَاللهِ، مَا لَكَ فِي الْإِسْلَامِ فَهَّةٌ إِلَّا هٰذَا. فَرَآهُ أَوْلَى الْجَمَاعَةِ بِالْإِمَامَةِ.

٩. ثُمَّ مِنْ دَلَائِلِ فَضِيْلَتِهِ مَا حَصَلَ بِهِ مِنْ تَأَلُّفِ الْقُلُوْبِ وَلَمِّ الشَّعْثِ وَاجْتِمَاعِ الْكَلِمَةِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، مَعَ اسْتِيْلَاءِ الْوَجَلِ وَالْخَوْفِ عَلَى الصَّحَابَةِ. ذٰلِكَ مِنْ أَدَلِّ الدَّلَائِلِ عَلٰى قُوَّةِ عَقْلِهِ وَإِصَابَةِ تَدْبِيْرِهِ وَرِبَاطَةِ جَأْشِهِ وَغَايَةِ شَجَاعَتِهِ وَقِلَّةِ مُبَالَاتِهِ بِلَوْمَةِ اللَّائِمِيْنَ؛ فَإِنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا لَمَّا حَزَّ بِهِمُ الْأَمْرُ الْعَظِيْمُ بِوَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، تَحَيَّرُوْا فِي ذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ فِيْهِمْ مَنْ أَنْكَرَ مَوْتَهُ كَرَاهَةَ شَقِّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ وَتَفَرُّقِ كَلِمَتِهِمْ، وَمِنْهُمْ مَنِ

مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے﴾۔

۷۔ **مزید برآں** وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں طویل عرصہ تک ہمیشہ آپ ﷺ کی مجلس میں آپ کے دائیں طرف بیٹھتے رہے (اور یہ حضور ﷺ کے اذن سے تھا)۔ مصائب کے وقت وہ آپ کے مشیر اور مہمات میں آپ کے وزیر ہوتے تھے۔ حتی کہ غزوۂ بدر کے دن وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جھونپڑی میں تھے کہ صفوں سے ایک اعرابی گزرا، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی ہے، اے ابو بکر باہر آ جایئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو اپنے نبی کا انیس، ہم نشین اور وزیر بنایا ہے۔ وہ اعرابی پلٹ گیا اور کہنے لگا: ابنِ ابی قحافہ بہت بہت مبارک ہو۔

۸۔ **پھر** حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی نگاہوں میں تمام لوگوں سے عظیم ترین مرتبے پر اور ان کے دلوں میں جلیل ترین مقام پر فائز تھے۔ اس لیے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس وقت کہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں؟: کیا حضرت ابو بکر کی موجودگی میں آپ یہ کہہ رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! آپ سے اسلام میں اسی معاملہ میں بھول ہوئی ہے۔ سو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ساری جماعت میں صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے سب سے اہل سمجھا۔

۹۔ **پھر** حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دلائل فضیلت میں سے یہ فضیلت بھی ہے جو انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد تالیفِ قلوب، شیرازہ بندی اور تمام کو ایک کلمہ واحدہ پر جمع کرنے کی توفیق کی صورت میں حاصل ہوئی جبکہ صحابہ کرام پر دہشت اور خوف کی کیفیت کا غلبہ تھا۔ یہ (کارنامہ) ان کی قوتِ فہم، اصابتِ تدبیر، مضبوط قوتِ قلب، غایت درجہ شجاعت اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے بے نیازی پر سب سے قوی دلیل ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے وصال کے باعث شدید غم میں مبتلا ہوئے اور اس غم میں گھبرا گئے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے (وصال مبارک کے نتیجے میں) مسلمانوں کا رعب و دبدبہ

ادَّعٰى حَيَاتَهُ ﷺ لِمَا ظَنَّ أَنَّهُ لا يَمُوْتُ، إِذْ هُوَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، فَهُوَ عِنْدَ ذٰلِکَ ثَبتَ قَلْبُهُ وَلَمْ يَتَحَيَّرْ فِي أَمْرِهِ وَمَا ذَهَلَ عَنْ رَأْيِهِ. فَأَخْبَرَهُمْ بِوَفَاتِهِ ﷺ وَبَيَّنَ أَنَّ ذٰلِکَ مِمَّا تَضَمَّنَهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّکَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [الزمر، ٣٩/٣٠]، ثُمَّ أَنْفَذَ جَيْشَ أُسَامَةَ عَلٰى خَوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ التَّفَرُّقَ وَالْاِنْقِلَابَ. وَقَالَ: لَا أُحِلُّ لِوَاءً عَقَدَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. ثُمَّ إِنَّهُ فَعَلَ مَا فَعَلَ بِأَهْلِ الرِّدَّةِ وَبِمَانِعِي الزَّكَاةِ، فَهَدَى اللهُ تَعَالٰى بِبَرَکَةِ سَعْيِهِ بَعْضَ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ بَعْدَ مَا نَكَصُوْا أَقْوَامُهُمْ عَنِ الدِّيْنِ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ وَارْتَدُّوْا.

١٠. وَكَذَا تَفْوِيْضُ النَّبِيِّ ﷺ أَمْرَ الصَّلَاةِ إِلَيْهِ مَعَ قَوْلِهِ ﷺ: يَؤُمُّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ لِكِتَابِ اللهِ. قَالَ لَهُ عَلِيٌّ ﷺ لَمَّا قَالَ: أَقِيْلُوْنِي، فَقَامَ عَلِيٌّ ﷺ فَقَالَ: لَا نُقِيْلُکَ وَلَا نَسْتَقِيْلُکَ، قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللهِ لَا نُؤَخِّرُ؛ رَضِيَکَ لِدِيْنِنَا فَرَضِيْنَاکَ لِدُنْيَانَا.

ختم ہونے اور ان کے اتحاد و یگانگت کے منتشر ہونے کے خوف سے حضور ﷺ کے وصال فرما جانے کا ہی انکار کر دیا۔ ان میں سے کوئی (بعد از وصال بھی) آپ کی ظاہری حیات کا دعویٰ کرنے لگے یہ گمان کر کے کہ آپ ﷺ کو کبھی موت نہیں آئے گی، کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس نازک وقت میں ثابت قلب رہے (یعنی دل میں اضطراب کی کیفیت نہیں) اور آپ ﷺ کے ظاہراً پردہ فرما جانے پر حیرت زدہ نہ ہوئے اور نہ ہی آپ نے اپنے ہوش و حواس کھوئے۔ انہوں نے صحابہ کرام کو آپ ﷺ کے وصال کی خبر دی اور وضاحت کی کہ اسی پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مشتمل ہے: ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَo﴾ ’(اے حبیبِ مکرّم!) بے شک آپ کو (تو) موت کا صرف ذائقہ چکھنا ہے جبکہ کفار یقیناً (دائمی ہلاکت کے لیے) مردہ ہو جائیں گے (پھر دونوں موتوں کا فرق دیکھنے والا ہوگا)o‘ پھر آپ نے ہی بعض مسلمانوں کے الٹے پاؤں پھر جانے اور تفریق کے خوف کے باعث حضرت اسامہ کے لشکر کو ان ہنگامی حالات میں ہی روانہ کر دیا۔ اور فرمایا: میں اس جھنڈے کو نہیں اتاروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا ہے۔ پھر آپ نے فتنۂ مرتدین اور فتنۂ مانعینِ زکوٰۃ کے خاتمے کے لئے جو کچھ کیا وہ کیا، (یعنی ان کے خلاف ہر ممکنہ کارروائی عمل میں لائے) پس آپ کی سعی مشکور کے سبب ہی اللہ تعالیٰ نے بعض قبائل عرب کو دین سے الٹے پاؤں واپس پھر جانے اور ارتداد میں مبتلا ہو جانے کے بعد بھی ہدایت عطا فرما دی۔

۱۰۔ **اسی طرح** حضور نبی اکرم ﷺ نے (اپنے عمر مبارک کے آخری حصے میں) نماز کی امامت کا معاملہ ان کے سپرد کر دیا اور ساتھ (صحابہ کرام سے) یہ فرمایا: تمہاری امامت وہی کرے گا جو تم میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کی قراءت کرنے والا ہے۔ جب آپ نے (اپنی خلافت کی بیعت کے موقع پر) کہا: تم میری بیعت توڑ دو۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: نہ ہم آپ کی بیعت کو توڑیں گے اور نہ آپ کی بیعت کو منسوخ کریں گے۔ آپ کو تو رسول اللہ ﷺ نے (ہماری امامت کے لیے نماز میں) آگے بڑھایا تھا ہم آپ کو پیچھے نہیں کر سکتے، حضور ﷺ ہمارے دین کے لیے آپ سے راضی ہوئے سو ہم اپنی دنیا کے لیے بھی آپ کی امامت سے راضی ہیں۔

١١. وَكَذَا لَمَّا قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ لِعَلِيٍّ ﵁: حِيْنَ بُوْيِعَ أَبُوْ بَكْرٍ: مَا بَالُ هٰذَا الْأَمْرِ فِي أَذَلِّ قَبِيْلَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ لَوْ شِئْتَ مَلَأْتُهَا عَلَيْهِمْ خَيْلًا وَرِجَالًا، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ ﵁: طَالَمَا عَادَيْتَ الإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ، إِنَّا وَجَدْنَا أَبَا بَكْرٍ لَهَا أَهْلًا.

بَعْضُ آثَارِ الصَّحَابَةِ الَّتِي وَرَدَتْ فِي عَقْدِ خِلَافَتِهِ ﵁

١. عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فِي أَمْرِهِ أَبَا بَكْرٍ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ، ثُمَّ فِي وَفَاتِهِ، ثُمَّ فِي رُجُوْعِ النَّاسِ إِلٰى أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ فِي وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَفْنِهِ ثُمَّ فِي مَوْضِعِ دَفْنِهِ، ثُمَّ فِي أَمْرِهِ بَنِي عَمِّهِ بِغُسْلِهِ، ثُمَّ خُرُوْجِ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، فَقَالَ عُمَرُ وَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ: مَنْ لَهُ مِثْلُ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ الَّتِي لِأَبِي بَكْرٍ، قَالَ اللهُ: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ [التوبة، ٩/٤٠]، مَنْ هُمَا؟ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ﴾ [التوبة، ٩/٤٠]، مَنْ صَاحِبُهُ؟ ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ [التوبة، ٩/٤٠]، مَنْ كَانَ اللهُ مَعَهُمَا، ثُمَّ بَسَطَ يَدَ أَبِي بَكْرٍ وَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَنَةً جَمِيْلَةً.(١)

(١) أخرجه النسائي في السنن الكبرى، باب كيف صلى على رسول الله ﷺ، ٤/٢٦٣، الرقم/٧١١٩، والبزار في المسند، ١/٣٠١، ←

۱۱۔ اسی طرح جب ابو سفیان نے حضرت ابو بکر کی بیعت کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ امرِ خلافت قریش کے سب سے کمزور قبیلے کو کیوں سونپ دیا گیا ہے، اگر آپ چاہیں تو میں ان کے خلاف گھوڑوں اور انسانوں سے بھرا ہوا لشکر جمع کر لوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نے (اسلام لانے سے قبل) بہت عرصہ تک اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کی ہے، (اس لئے شاید حقائق سے آگاہ نہیں کہ کون اس منصب کا اہل اور کون اہل نہیں لیکن) ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس منصب خلافت کا اہل پایا ہے۔

﴿خلافتِ صدیقی رضی اللہ عنہ کے انعقاد کے بارے میں وارد ہونے والے بعض آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم﴾

۱۔ سالم بن عبید سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے قربِ وصال میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پھر انہوں نے آپ ﷺ کے وصال مبارک سے متعلق حدیث بیان کی پھر حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال پر لوگوں کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے امر کی طرف متوجہ ہونے سے متعلق (حدیث بیان کی)، پھر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ، پھر تدفین اور مقامِ تدفین کے حوالے سے بھی (روایت بیان کی)، پھر حضور ﷺ کے چچا زاد بھائیوں کو آپ کے غسل کا کہنا، پھر مہاجرین کا انصار کی طرف جانا اور انصار میں سے کسی کا یہ کہنا: ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے (یہ سب کچھ روایت کیا)۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر کہا: کس شخص میں ابو بکر کی طرح یہ تین خوبیاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ ’وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جب کہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غارِ (ثور) میں تھے۔‘ وہ دونوں کون تھے؟ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ ’جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

الرقم/١٩٤، والترمذي في الشمائل المحمدية/٣٣٦-٣٣٨، الرقم/٣٩٧۔

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْكُبْرٰى وَالْبَزَّارُ وَالتِّرمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ، وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيحٌ.

٢. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَامَ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَقُوْلُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلًا مِنَّا، فَنَرَى أَنْ يَلِيَ هٰذَا الْأَمْرَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالْآخَرُ مِنَّا. قَالَ: فَتَتَابَعَتْ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ عَلٰى ذٰلِکَ. فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَإِنَّ الْإِمَامَ يَكُوْنُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللهُ خَيْرًا، يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِکَ لَمَا صَافَحْنَاكُمْ، ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ﷺ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ ﷺ فَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ، ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى الْمِنبَرِ نَظَرَ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَخَتَنَهُ، أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَبَايَعَهُ، ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتّٰى جَاءُوْا بِهِ، فَقَالَ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ

سے فرما رہے تھے۔' حضور ﷺ کا ساتھی کون تھا؟ ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ 'غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔' اللہ کن دونوں کے ساتھ تھا؟ پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کھینچا اور ان سے بیعت کر لی اور بعد ازاں لوگوں نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بہتر طریق سے بیعت کر لی۔

اسے امام نسائی نے 'السنن الکبریٰ' میں، امام بزار نے اور ترمذی نے 'الشمائل المحمدیة' میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

۲۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انصار کے خُطباء کھڑے ہوئے۔ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے گروہِ مہاجرین! بے شک رسول اللہ ﷺ جب بھی تم میں سے کسی شخص کو کوئی ذمہ داری سونپتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں سے کسی شخص کو ملا دیتے تھے، سو ہماری رائے ہے کہ اس امرِ خلافت میں بھی دو شخص ہوں۔ ان دو میں سے ایک تم میں سے ہو اور دوسرا ہم میں سے۔ راوی کہتے ہیں: انصار کے خطباء اسی (فکر) کی پیروی کرنے لگے۔ اس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے لہٰذا امام مہاجرین میں سے ہو گا اور ہم اس کے مددگار ہوں گے، جیسے ہم رسول اللہ ﷺ کے مددگار تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے گروہِ انصار! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے اور تمہارے قائل کو ثابت قدمی دے۔ پھر انہوں نے کہا: اگر تم نے اس کے علاوہ کچھ کیا تو ہم تم سے مصافحہ نہیں کریں گے۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر کہا: یہ تمہارے خلیفہ ہیں سو تم ان سے بیعت کرو، پھر (بیعت سے فراغت کے بعد) وہ چلے گئے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حاضرین کے چہروں پر نظر ڈالی تو ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ آپ نے ان سے متعلق سوال کیا، انصار میں سے کچھ لوگ اٹھے اور انہیں بلا لائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد اور آپ ﷺ کے (برگزیدہ) داماد! کہیں آپ

ﷺ وَحَوَارِيَهُ، أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ: لا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَبَايَعَهُ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْحَاكِمُ وَاللَّفْظُ لَهُ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ. وَأَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ ثُمَّ قَالَ: وَهٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ.

وَفِيْهِ فَائِدَةٌ جَلِيْلَةٌ، وَهِيَ مُبَايَعَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ إِمَّا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ، أَوْ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي مِنَ الْوَفَاةِ. وَهٰذَا حَقٌّ، فَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يُفَارِقُ الصِّدِّيْقَ فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ، وَلَمْ يَنْقَطِعْ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ خَلْفَهُ، وَخَرَجَ مَعَهُ إِلٰى ذِي الْقَصَّةِ لِمَا خَرَجَ الصِّدِّيْقُ شَاهِرًا سَيْفَهُ يُرِيْدُ قِتَالَ أَهْلِ الرِّدَّةِ.(١)

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٥٥، الرقم/٣٩١، وأيضًا في، ٥/١٨٥، الرقم/٢١٦٥٧، والحاكم في المستدرك، كتاب معرفة الصحابة، أبو بكر بن أبي قحافة، ٣/٨٠، الرقم/٤٤٥٧، والطبراني في المعجم الكبير، ٥/١١٤، الرقم/٤٧٨٥، والبيهقي في السنن ـــ

نے مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے کا ارادہ تو نہیں کر لیا؟ انہوں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مؤاخذہ کی ضرورت نہیں (یعنی میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ یہ کہہ کر) انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھنے پر ان سے متعلق سوال کیا تو بعض صحابہ انہیں بھی لے آئے۔ انہوں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد اور ان کے (جانثار) حواری! کہیں آپ نے مسلمانوں کی جمعیت کو توڑنے کا ارادہ تو نہیں کر لیا؟ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مثل جواب دیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! (میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے) مؤاخذہ کی ضرورت نہیں پھر انہوں نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

اسے امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ حاکم کے ہیں، طبرانی نے **’المعجم الکبیر‘** اور بیہقی نے **’السنن الکبریٰ‘** میں روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا ہے: شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔ اور امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے: اسے امام طبرانی اور احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ’صحیح مسلم‘ کے رجال ہیں۔ اسے حافظ ابن کثیر نے **’البدایۃ والنھایۃ‘** میں بیان کیا ہے، پھر کہا: یہ اسناد صحیح ہے۔

اور اس میں بڑے فائدہ کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے پہلے یا دوسرے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ یہ حق ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دیگر اوقات میں سے کسی وقت تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جدا رہتے مگر نمازوں میں سے کسی نماز میں بھی ان کے پیچھے پڑھنے سے انقطاع نہ کرتے اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نکالے ہوئے ذو القصہ میں مرتدین سے قتال کے لئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہی نکلے تھے (گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ ریاستی امور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے رہے)۔

.........الکبری، ۸/۱۴۳، الرقم/۱۶۳۱۵، وأیضًا في الاعتقاد/۳۴۹-۳۵۰، وابن عساکر في تاریخ مدینة دمشق، ۳۰/۲۷۷، وذکره الهیثمي في مجمع الزوائد، ۵/۱۸۳، وابن کثیر في البدایة والنهایة، ۵/۲۴۹۔

٣. عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ثُمَّ قَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِمْ، يَعْنِي إِلٰى عَلِيٍّ وَالزُّبَيْرِ وَمَنْ تَخَلَّفَ وَقَالَ: وَاللهِ، مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَطُّ، وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَلَا سَأَلْتُهَا اللهَ فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ وَلٰكِنِّي أَشْفَقْتُ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَمَا لِي فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ، وَلٰكِنْ قُلِّدْتُ أَمْرًا عَظِيْمًا مَا لِي بِهٖ طَاقَةٌ وَلَا يَدَانِ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللهِ. وَلَوَدِدْتُ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ مَكَانِي عَلَيْهَا الْيَوْمَ فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْهُ مَا قَالَ وَمَا اعْتَذَرَ بِهٖ. وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا أَنَّا أُخِّرْنَا عَنِ الْمُشَاوَرَةِ، وَإِنَّا نَرٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِي اثْنَيْنِ وَإِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهُ وَكِبَرَهُ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ.(١)

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاِعْتِقَادِ.

٤. وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: وَكَذٰلِكَ ذَكَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ فِي الْمَغَازِي وَقَالَ فِي اعْتِذَارِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه إِلٰى عَلِيٍّ رضي الله عنه وَغَيْرِهٖ مِمَّنْ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَتِهٖ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، هٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَلَا بَيْعَةَ لِي فِي عُنُقِهٖ وَهُوَ بِالْخِيَارِ مِنْ أَمْرِهٖ أَلَا وَأَنْتُمْ بِالْخِيَارِ جَمِيْعًا فِي بَيْعَتِكُمْ إِيَّايَ، فَإِنْ رَأَيْتُمْ لَهَا

(١) أخرجه البيهقي في الاعتقاد/٣٥١.

۳۔ ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف اس واقعہ سے متعلق فرماتے ہیں: پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہوکر لوگوں سے مخاطب ہوئے اور ان سے عذر خواہی کی یعنی حضرت علی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے، جو بیعت سے پیچھے رہ گئے تھے ان سے (معذرت کرتے ہوئے، اپنی ذات کے حوالے سے ان کے سامنے حصولِ منصب کے حرص و خواہش سے براءت کا اظہار کیا) اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں کبھی امارت پر ایک دن اور رات کے لئے بھی حریص نہیں رہا، نہ اس کی طرف راغب تھا، اور نہ میں نے خفیہ اور ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کیا، مگر مجھے فتنہ کا خوف تھا۔ مجھے امارت لے کر کوئی راحت نہیں ملی، بلکہ ایک بھاری بوجھ میرے گلے میں ڈال دیا گیا ہے جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، اور صرف اللہ کی قوت پر بھروسہ ہے۔ میری خواہش تھی کہ آج اس پر میری جگہ لوگوں میں سے کوئی اور قوی ترین شخص بیٹھا ہوتا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اور جو عذر خواہی کی سب مہاجرین نے اس کو قبول کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم صرف اس لیے ناراض ہوئے تھے کہ ہمیں ابتدائی مشاورت سے مؤخر کیا گیا (یعنی شامل نہیں کیا گیا) ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اس عہدے کے زیادہ اہل ہیں کیونکہ وہ غار میں حضور علیہ السلام کے ساتھی تھے، دو میں سے دوسرے تھے اور ہم ان کے شرف اور بزرگی کو پہچانتے ہیں۔ اور پھر (یہ بھی کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں انہیں حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

اسے امام بیہقی نے 'الاعتقاد' میں روایت کیا ہے۔

۴۔ امام بیہقی نے فرمایا: اسی طرح محمد بن اسحاق بن یسار نے 'المغازي' میں بھی ذکر کیا ہے، انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ بیعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عذر خواہی کو بیان کیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! یہ علی بن ابی طالب ہیں، ان کے گلے میں میری بیعت نہیں ہے اور وہ اپنے معاملے میں آزاد اور مختار ہیں۔ آگاہ رہو! تم سب لوگ بھی میری بیعت میں آزاد اور مختار ہو، اگر تم میرے علاوہ کسی اور کو اس کا اہل سمجھتے ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کروں گا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی

غَيْرِي فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُبَايِعُهُ، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَلِيٌّ مِنْ قَوْلِهِ، تَحَلَّلَ عَنْهُ مَا كَانَ قَدْ دَخَلَهُ. فَقَالَ: لَا حِلَّ، لا نَرَى لَهَا غَيْرَكَ، فَمَدَّ يَدَهُ فَبَايَعَهُ هُوَ وَالنَّفَرُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ. وَقَالَ جَمِيْعُ النَّاسِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَرَدُّوا الْأَمْرَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ اسْتَقْدَمَهُ عَلَى الصَّلَاةِ بَعْدَهُ. فَكَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتّٰى هَلَكَ.[١]

٥. وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ بَعْدَ كَلَامِهِ السَّابِقِ، ثُمَّ خَطَبَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاعْتَذَرَ إِلَى النَّاسِ، وَقَالَ: مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً، وَلَا سَأَلْتُهَا فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ، فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُوْنَ مَقَالَتَهُ. وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ رضي الله عنهما: مَا غَضِبْنَا إِلَّا لِأَنَّا أُخِّرْنَا عَنِ الْمَشُوْرَةِ وَإِنَّا نرٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَإِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهُ وَخَبَرَهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ.[٢]

قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: إِسْنَادُ جَيِّدٌ.

٦. وَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الْحَدِيْثِ الْمَوْصُوْلِ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه وَمَنْ تَابَعَهُ مِنْ أَهْلِ الْمَغَازِي أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَهُ فِي بَيْعَةِ الْعَامَّةِ بَعْدَ الْبَيْعَةِ الَّتِي جَرَتْ فِي السَّقِيْفَةِ.[٣]

---

(١) أخرجه البيهقي في الاعتقاد/٣٥١-٣٥٢۔

(٢) ذكره ابن كثير في البداية والنهاية، ٦/٣٠٢۔

یہ بات سنی تو جو خیال بھی ان کے ذہن میں تھا سب ختم ہو گیا (یعنی کوئی ملال باقی نہ رہا)۔ انہوں نے کہا: یہ امرِ خلافت کسی اور کے لیے جائز نہیں، ہم آپ کے علاوہ کسی کو بھی اس کا اہل نہیں دیکھتے، سو انہوں نے ہاتھ آگے بڑھایا اور ان سے بیعت کر لی، انہوں نے بھی اور ان کے ساتھ بقیہ ان لوگوں نے بھی جو بیعت سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اور سب لوگوں نے اُن ہی کی مثل جواب دیا اور امرِ خلافت (دوبارہ) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوٹا دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے (متفقہ) خلیفہ بن گئے۔ اس وجہ سے بھی کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد حضرت ابو بکر کو نماز میں آگے بڑھایا تھا۔ پس وہ اُنہیں ان کے وصال تک رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ کہہ کر ہی بلاتے رہے۔

۵۔ حافظ ابن کثیر نے 'البداية والنهاية' میں سابق کلام ذکر کرنے کے بعد کہا ہے: پھر حضرت ابو بکر نے خطبہ دیا اور آپ نے لوگوں سے معذرت کی (حصولِ منصب کی خواہش سے اپنی براءت کا اظہار کیا) اور فرمایا: میں دن رات میں کبھی امارت پر حریص نہیں ہوا۔ اور نہ میں نے خفیہ اور ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کیا۔ مہاجرین نے ان کی گفتگو کو قبول کیا جبکہ حضرت علی اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمیں صرف اس بات کا رنج تھا کہ ہمیں پہلی مشاورت کے عمل میں مؤخر کیا گیا تھا ورنہ ہم سمجھتے ہیں کہ سب لوگوں میں سے ابو بکر ہی اس عہدے کے زیادہ اہل ہیں۔ کیونکہ وہ غار میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھی تھے۔ ہم ان کے شرف اور علم کو پہچانتے ہیں۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی انہیں حکم دے دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ اس کی اسناد عمدہ ہے۔

۶۔ امام بیہقی نے متصل حدیث روایت کی ہے، انہوں نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اور اہلِ مغازی میں سے جس نے ان کی پیروی کی ہے، سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعتِ سقیفہ کے اِجراء کے بعد بیعتِ عامہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تھی۔

(۳) أخرجه البيهقي في الاعتقاد/۳۵۲۔

اَلْكَلامُ فِي خِلافَةِ عُمَرَ الْفَارُوْقِ رضي الله عنه

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ صَالِحًا لِلْخِلَافَةِ لِكَوْنِهِ رضي الله عنه قُرَشِيًّا فِي نَسَبِهِ. ثُمَّ كَانَ فِي عِلْمِهِ وَرَأْيِهِ وَسَدَادِهِ وَاسْتِقَامَتِهِ وَصَلَابَتِهِ فِي الدِّيْنِ وَأَمْرِهِ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيِهِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَزُهْدِهِ فِي الدُّنْيَا وَظَلْفِ النَّفْسِ عَنِ الْمَعَاصِي وَقُوَّةِ بَطْشِهِ وَشِدَّةِ بَأْسِهِ وَاهْتِدَائِهِ إِلٰى قِيَادَةِ الْجُيُوْشِ وَتَهْيِئَةِ أُمُوْرِهِمْ، فِي غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَوْصَافِ الَّتِي تُطْلَبُ فِي الْإِمَامِ وَالْخَلِيْفَةِ. وَكَذَا فُتُوْحُهُ فِي جَانِبِ الْمَشْرِقِ مِنَ الْعُذَيْبِ وَالْحِيْرَةِ إِلٰى أَقْصٰى خُرَاسَانَ. وَزَوَالُ مُلْكِ الْعَجَمِ وَانْقِطَاعُ مُدَّةِ دَوْلَتِهِمْ وَانْهِدَامُ أَرْكَانِ مُلْكِهِمْ وَانْقِلَاعُ بُنْيَانِ سُلْطَانِهِمْ مَشْهُوْرَةٌ، وَالْأَخْبَارُ بِهَا مُتَوَاتِرَةٌ.

ثُمَّ بَعْدَ ثُبُوْتِ كَوْنِهِ صَالِحًا لِلْإِمَامَةِ عَقَدَ الْخِلَافَةَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رضي الله عنه، فَلَمَّا قِيْلَ لَهُ: تُوَلِّي عَلَيْنَا فَظًّا غَلِيْظًا – رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ طَلْحَةَ – قَالَ: لَوْ سَأَلَنِي اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْهُ، لَقُلْتُ: وَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَ أَهْلِكَ، فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ أَحَدٌ وَبَايَعُوْهُ، فَانْعَقَدَ عَلٰى إِمَامَتِهِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ.

ثُمَّ إِنَّهُ رضي الله عنه سَاسَ النَّاسَ سِيَاسَةً، وَرَتَّبَ الْأُمُورَ تَرْتِيْبًا، وَسَوّٰى أُمُوْرَ الْجُيُوْشِ تَسْوِيَةً، وَعَدَلَ فِي قِسْمَةِ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْغَنَائِمِ عَدْلًا، بِحَيْثُ

﴿حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان﴾

امام نسفی فرماتے ہیں: نسباً قریشی ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (اس دور کے سماجی اور قبائلی حالات کے مطابق) خلافت کے اہل تھے، نیز وہ اپنے علم، اپنی رائے، راست فکری، استقامت، دین کی پختگی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، زہد فی الدنیا، معاصی سے نفس کے کلی اجتناب، جسمانی قوت وصحت، مضبوط ارادے، افواج کی قیادت کی صلاحیت اور ان کے دیگر امور کی نگرانی جیسے معاملات کے علاوہ امام اور خلیفہ کے لیے مطلوب تمام شرائط و اوصاف کے جامع تھے۔ اسی طرح ان کی فتوحات کا دائرہ مشرقی جانب سے عُذَیب و حیرہ سے لے کر دوسری طرف خراسان کے آخری سرے تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کے دور میں عجم کی بادشاہت کے زوال، ان کے غلبہ و اقتدار کی مدت کے خاتمے، ان کی حکومت کیستون گرنے اور ان کی سلطنت کی بنیادیں اکھڑنے کے بڑی تاریخی واقعات مشہور ہیں اور ان سب واقعات کی اَخبار متواتر ہیں۔

پھر امامت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیت ثابت ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں خلافت کا انتخاب کیا جب آپ سے کہا گیا: آپ ہم پر دُرُشت خُو اور سخت مزاج حاکم مقرر کر رہے ہیں -یہ قول حضرت طلحہ سے مروی ہے- جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قیامت کے دن اس کے متعلق سوال فرمایا، تو میں عرض کروں گا: میں نے ان پر تیرے بندوں میں سے بہترین بندے کو حاکم بنایا تھا۔ پس کسی نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور ان سے بیعت کر لی، سو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت پر (بھی) اجماعِ صحابہ منعقد ہوگیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے معاملات کو بہترین انداز سے سنبھالا۔ امورِ ریاست کو بہتر انداز میں منظّم کیا، اَفواج کے امور درست کیے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اموالِ غنیمت کو عدل سے تقسیم کیا اور وہ اس حیثیت سے سارے جہانوں میں ایک مثال بن گئے اور

صَارَ مَثَـلًا فِي الْعَالَمِيْنَ، وَصَارَتْ سُنَّتُهُ فِي ذٰلِكَ قَانُوْنًا لِمَنْ أَرَادَ الْخَيْرَ فِي ذٰلِكَ وَتَحَرَّى الصَّوَابَ فِيْهِ. ثُمَّ إِنَّهُ مَصَّرَ الْأَمْصَارَ وَفَجَّرَ الْأَنْهَارَ وَعَمَّرَ الْأَرْضَ وَأَغْنَى الْخَلْقَ، وَأَمَّنَ الطَّرِيْقَ، وَسَوّٰى بَيْنَ الْقَوِيِّ وَالضَّعِيْفِ.

فَنَقُولُ: إِنَّهُ اسْتَحَقَّ بِذَالِكَ لِسَابِقَتِهِ فِي الدِّيْنِ وَسَعْيِهِ فِي تَقْوِيَةِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ مَعَ مَا لَهُ مِنَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَاخْتِيَارِ الْفَقْرِ وَلُبْسِهِ الصُّوْفَ وَاللِّبَاسَ الْخَشِنَ، ثُمَّ مِنَ الشَّفَقَةِ عَلَى الْيَتَامٰى وَالْأَرَامِلِ وَالضُّعَفَاءِ وَالزَّمْنٰى، وَالْاِشْتِغَالِ بِتَفَقُّدِ أُمُوْرِهِمْ وَالْقِيَامِ بِمَصَالِحِهِمْ وَتَهْيِئَةِ أَسْبَابِ مَعِيْشَتِهِمْ وَسَدِّ خَلَّتِهِمْ، ثُمَّ مَعَ مَا لَهُ مِنَ الْمَنَاقِبِ. حَتّٰى قَالَ فِيْهِ ﷺ:

١. لَوْ كَانَ مِنْ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ[1].

٢. وَقَالَ ﷺ: لَوْ لَمْ أُبْعَثْ فِيْكُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.[2]

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/١٥٤، الرقم/١٧٤٤١، وأيضًا في فضائل الصحابة، ١/٣٥٦، الرقم/٥١٩، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر ﷺ، ٥/٦١٩، الرقم/٣٦٨٦، والحاكم في المستدرك، ٣/٩٢، الرقم/٤٤٩٥، والطبراني في المعجم الكبير، ١٧/٢٩٨، الرقم/٨٢٢، والروياني في المسند، ١/١٧٤، الرقم/٢٢٣۔

(٢) أخرجه أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة، ١/٤٢٨، الرقم/٦٧٦، والديلمي في مسند الفردوس، ٣/٣٧٢، الرقم/٥١٢٧۔

ان کا طریقہ ہر اس شخص کے لیے قانون بن گیا جو اس نظامِ حکومت میں بہتری کا طالب اور اس میں درست روش کے لیے کوشاں ہوا۔ پھر انہوں نے کئی شہر بسائے، نہریں کھدوائیں، بنجر زمینوں کو آباد کیا، عوام کو خوشحال کر دیا، راستے محفوظ اور پر امن بنا دیئے، طاقتور اور کمزور کے درمیان قانونی مساوات قائم کر دی۔

ہم کہتے ہیں کہ ان کے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے اور اسلام کو تقویت دینے کی مساعی نے بھی انہیں اس منصب کا مستحق ٹھہرایا، پھر اس کے ساتھ وہ زہد فی الدنیا، اختیارِ فقر، صوف اور کھردرا لباس پہننے، یتیموں، بیواؤں، کمزوروں اور ضعیفوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے اور ان کے حالات کی تفتیش میں مشغول رہنے، ان کے لئے نفع بخش امور بجا لانے، ان کے اسبابِ معیشت کا انتظام کرنے، ان کی محتاجی کا سدِّ باب کرنے کے علاوہ جو اِن کے مناقب میں احادیث نبوی وارد ہوئی ہیں وہ سب چیزیں ان کا خلافت کے لئے استحقاق ثابت کرتی ہیں وہ ان سب خوبیوں کے حامل تھے۔ یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے متعلق فرمایا تھا:

۱۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔

۲۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔

٣. وَقَالَ ﷺ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ.(١)

فِي أَمْثَالٍ لِهٰذَا يَطُوْلُ ذِكْرُهَا.(٢)

إِنْتَهٰى كَلَامُ الْإِمَامِ أَبِي مَعِيْنٍ النَّسَفِيّ فِي تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةْ.

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥٣/٢، الرقم/٥١٤٥، وأيضًا في، ١٦٥/٥، الرقم/٢١٤٩٥، وأبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في تدوين العطاء، ١٣٨/٣، الرقم/٢٩٦١-٢٩٦٢، والترمذي في السنن ، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب ﷺ، ٦١٧/٥، الرقم/٣٦٨٢، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، ٤٠/١، الرقم/١٠٨۔

(٢) النَّسَفي في تبصرة الأدلّة، ١١٤٨/٢-١١٥٢۔

۳۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے۔

اس طرح کے بے شمار ارشادات ہیں جن کا ذکر طوالت اختیار کر جائے گا۔

'**تبصرة الأدلة**' میں وارد ہونے والا امام ابو معین النسفی کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

اَلْكَلامُ فِي خِلافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﵁

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ: وَإِذَا ثَبَتَ إِمَامَةُ الشَّيْخَيْنِ ﵄ بِمَا ذَكَرْنَا، ثَبَتَ إِمَامَةُ عُثْمَانَ ﵁، لِأَنَّ جَمِيْعَ شَرَائِطِ الْإِمَامَةِ مِنَ النَّسَبِ وَالْعِلْمِ وَالزُّهْدِ وَالْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ بِجَمِيْعِ مَا يُحْتَاجُ إِلٰى إِمَامٍ لِأَجْلِهِ ثَابِتَةٌ فِي حَقِّهِ. وَقَدْ عَقَدَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْخِلافَةَ بَعْدَ الْمُشَاوَرَةِ الْعَامَّةِ لِثَلاثَةِ أَيَّامٍ، وَلِأَنَّهُ أَحَدُ أَهْلِ الشُّوْرٰى، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ أَهْلًا لِلْخِلافَةِ لَمَا أَدْخَلَهُ عُمَرُ ﵁ فِي أَهْلِ الشُّوْرٰى، وَلَو فَعَلَ ذٰلِكَ لَأَنْكَرَهُ الصَّحَابَةُ ﵃، إِذْ هُمُ الْمَوْصُوْفُوْنَ بِتَغْيِيْرِ الْمُنْكَرِ. وَحَيْثُ لَمْ يُنْكِرُوْا دَلَّ أَنَّهُ كَانَ أَهْلًا لِذٰلِكَ. وَلِأَنَّ جَمِيْعَ مَا وُجِدَ فِي غَيْرِهِ مِنْ شَرَائِطِ الْإِمَامَةِ مِنَ النَّسَبِ وَالْعِلْمِ بِالْحَلالِ وَالْحَرَامِ وَحِفْظِ الْقُرْآنِ وَالْعَدَالَةِ وَالْاِسْتِقْلالِ بِكِفَايَةِ مَا يُنَاطُ بِالْإِمَامِ وَشُرِعَتِ الْخِلافَةُ لَهُ كَانَتْ ثَابِتَةً لَهُ.

١. وَأَمَّا مَا رُوِيَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ لِعَلِيٍّ ﵁: أُوَلِّيْكَ عَلٰى أَنْ تَحْكُمَ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ وَسِيْرَةِ الشَّيْخَيْنِ. فَقَالَ عَلِيٌّ ﵁: أَحْكُمُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ وَأَجْتَهِدُ رَأْيِي، فَقَالَ ذٰلِكَ لِعُثْمَانَ، فَقَالَ: نَعَمْ، دَلِيْلٌ عَلٰى صِحَّةِ خِلافَةِ الشَّيْخَيْنِ وَاعْتِقَادِ الصَّحَابَةِ عَلٰى إِمَامَتِهِمَا، وَأَنَّهُمْ كَانُوْا يَحْمَدُوْنَ طَرِيْقَتَهُمَا وَيَقْتَفُوْنَ آثَارَهُمَا وَيَسْلُكُوْنَ سَبِيْلَهُمَا وَيَرْضَوْنَ بِسِيْرَتِهِمَا. وَقَوْلُ عَلِيٍّ ﵁: أَحْكُمُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ وَأَجْتَهِدُ رَأْيِي، لَيْسَ بِدَلِيْلٍ عَلٰى مُخَالَفَتِهِ لَهُمَا وَمُجَانَبَتِهِ إِيَّاهُمَا، بَلْ ذٰلِكَ لِأَنَّ مَذْهَبَهُ كَانَ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

امام نسفی فرماتے ہیں: گزشتہ کی گئی ہماری بحث سے شیخین (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی امامت کے ثابت ہونے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امامت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ امامت کی تمام شرائط جن میں نسب، علم، زہد اور تنفیذِ احکام پر قدرت جیسے امور، جن کی کسی بھی امام کو احتیاج ہوتی ہے ان کے حق میں ثابت ہیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسلسل تین روز مشاورتِ عامہ کے بعد اُن کے حق میں خلافت کا فیصلہ کیا اور اس لئے بھی کہ وہ (چھ رکنی) شوریٰ کے ایک رکن تھے، اگر وہ خلافت کے اہل نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُنہیں (اس خصوصی) شوریٰ کے ممبران میں شامل نہ کرتے اور اگر انہوں نے (اہلیت نہ ہونے کے باوجود) ایسا کیا ہوتا تو صحابہ کرام اس کا انکار کر دیتے، کیونکہ وہ برائی کے عمل کو ہاتھ سے روکنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ جب انہوں نے انکار نہیں کیا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ اس ذمہ داری کے اہل تھے اور امامت کی تمام شرائط جو ان کے علاوہ کسی میں پائی گئیں جیسے نسب، حلال و حرام کا علم، حفظِ قرآن، عدل اور استقامت جو کسی بھی امام کے لیے لازم ہوتی ہیں اور اس کی خلافت کو مشروع کرتی ہیں، وہ ان کے لیے ثابت تھیں۔

ا۔ بہر حال یہ جو روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ کو اس شرط پر حاکم بناتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین (حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما) کی سیرت کے مطابق فیصلے کریں گے (اس پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق فیصلے کروں گا (اور ان میں حکم نہ پانے کی صورت میں) اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ جب انہوں نے یہی بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہی، تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! (ایسا ہی ہوگا)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول خلافتِ شیخین کی صحت اور ان کی امامت پر اعتقادِ صحابہ کی دلیل ہے کیونکہ وہ ان دونوں کے طرزِ عمل کی تعریف کرتے، ان کے آثار کی پیروی کرتے، ان کے راستے پر چلتے تھے اور وہ ان کے کردار سے راضی تھے۔ رہ گیا

أَنَّ الْمُجْتَهِدَ يَجِبُ عَلَيْهِ اتِّبَاعُ اجْتِهَادِهٖ بَعْدَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ تَقْلِيْدُ غَيْرِهٖ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ. وَكَانَ مَذْهَبُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانَ ﷺ أَنَّ الْمُجْتَهِدَ يَجُوْزُ أَنْ يُقَلِّدَ غَيْرَهٗ إِذَا كَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ وَأَعْلَمَ بِطُرُقِ الدِّيْنِ وَأَبْصَرَ بِوُجُوْهِ الْقِيَاسِ، وَأَنْ يَتْرُكَ اجْتِهَادَ نَفْسِهٖ وَرَأْيِهٖ وَيَتَّبِعَ رَأْيَ ذٰلِكَ. وَبَقِيَ هٰذَا الْاِخْتِلَافُ فِي أَئِمَّةِ الدِّيْنِ وَفُقَهَاءِ الْأُمَّةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا.

٢. فَإِنَّ عُثْمَانَ ﷺ مَعَ زُهْدِهٖ وَوَرَعِهٖ وَجَلَالِ قَدْرِهٖ فِي الدِّيْنِ، وَكَوْنِهٖ مِنَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا هِجْرَتَيْنِ وَخَتَنًا لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلَى الْاِبْنَتَيْنِ، وَإِنْفَاقِهٖ فِي نُصْرَةِ الدِّيْنِ وَتَجْهِيْزِ جُيُوْشِ الْمُسْلِمِيْنَ كُلَّ نَفِيْسٍ وَخَطِيْرٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَمَصُوْنٍ بِهٖ مِنَ النِّعَمِ، وَكَوْنِهٖ مِنَ الْمُبَشَّرِيْنَ بِالْجَنَّةِ.

٣. وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهِ: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق فیصلے کروں گا (اور ان میں حکم نہ پانے کی صورت میں) اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرات شیخین کے ساتھ مخالفت یا ان کے طریق سے اجتناب کرنے پر دلیل نہیں ہے بلکہ یہ اس پر محمول کیا جائے گا کہ ان کا موقف تھا کہ کتاب و سنت کے بعد مجتہد پر صرف اپنے اجتہاد کی اتباع واجب ہے اور اس پر دیگر مجتہدین میں سے کسی کی تقلید کرنا واجب نہیں ہے۔ جبکہ حضرت عبد الرحمٰن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ مجتہد کے لیے اپنے علاوہ کی تقلید کرنا جائز ہے بشرطیکہ (جس کی تقلید کی جا رہی ہو) وہ اس سے زیادہ فقیہ، طرقِ دین کا زیادہ عالم اور وجوہِ قیاس کی زیادہ بصیرت رکھتا ہو، اس پر وہ اپنے اجتہاد اور رائے کو چھوڑ کر دوسرے مجتہد کی رائے کی پیروی کرے گا۔ ائمہِ دین اور فقہائے امت میں یہ علمی اختلاف آج تک برقرار ہے۔ (جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہادی مقام کا تعلق ہے تو حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا تھا: **أَقْضَاهم عليٌّ** (سب صحابہ سے بڑھ کر فقیہ علی ہیں)۔ اس لئے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اکثر مسائل و قضایا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رہنمائی لیتے تھے۔ سو آپ رضی اللہ عنہ کا یہ جواب دینا بالکل آپ کی شانِ علمی کے مطابق ہے۔)

۲۔ یقیناً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دین میں اپنے زہد، وَرع اور دین میں بلند مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ مہاجرین میں دو ہجرتیں کرنے والے، رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں (ایک کی وفات کے بعد دوسری) کو اپنے نکاح میں لینے کے سبب آپ ﷺ کے داماد، نصرتِ دین اور مسلمانوں کے لشکروں کی تیاری کے لیے اپنے نفیس اور خطیر اموال خرچ کرنے والے اور اس کے سبب (بے بہا اخروی) نعمتوں کو محفوظ کرنے والے تھے۔ اور وہ ان (دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میں سے تھے جنہیں جنت کی بشارت دی گئی۔

۳۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا آپ سے متعلق یہ فرمانا کہ ہر نبی کا کوئی رفیق ہوتا ہے اور

عُثْمَانُ.[١]

٤. وَقَوْلُهُ ﷺ لَمَّا سَتَرَ رُكْبَتَهُ عِنْدَ مَجِيءِ عُثْمَانَ: أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.[٢]

٥. وَقَوْلُهُ ﷺ فِيهِ وَفِي عَلِيٍّ لَمَّا أَتَيَاهُ فِي شَيْءٍ: 'هٰكَذَا تَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ وَلَا يُحِبُّكُمَا إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكُمَا إِلَّا مُنَافِقٌ.[٣]

٦. وَرُوِيَ أَنَّهُ ﷺ قَالَ فِي عُثْمَانَ: 'إِنَّهُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ' وَحُكْمُهُ لَهُ بِأَنَّهُ يُقْتَلُ شَهِيدًا، وَأَمْرُهُ لَهُ 'بِأَنْ لَا يَخْلَعَ ثَوْبًا كَسَاهُ اللهُ إِيَّاهُ[٤]

(١) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان ﷺ، ٥/٦٢٤، الرقم/٣٦٩٨، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، ١/٤٠، الرقم/١٠٩، وأبو يعلى في المسند، ٢/٢٨، الرقم/٦٦٥، وابن أبي عاصم في السنة، ٢/٥٨٩، الرقم/١٢٨٩۔

(٢) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان ﷺ، ٤/١٨٦٦، الرقم/٢٤٠١، وابن حبان في الصحيح، ١٥/٣٣٦، الرقم/٦٩٠٧، وأبويعلى في المسند، ٨/٢٤٠، الرقم/٦٩٠٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ٢/٢٣٠، الرقم/٣٠٥٩۔

(٣) ذكره الباقلاني في تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل/٥٠٦۔

میرا رفیقِ جنت عثمان ﷺ ہو گا۔

۴۔ اور یہ کہ: جب حضرت عثمان ﷺ کے آنے پر آپ ﷺ نے اپنے گھٹنے مبارک کو ڈھانپ لیا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

۵۔ اور حضور ﷺ کا حضرت عثمان اور حضرت علی ﷺ دونوں کے متعلق یہ فرمانا جب یہ دونوں آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کسی کام سے حاضر ہوئے تھے کہ: تم دونوں اسی طرح جنت میں داخل ہو گے، اور تم دونوں سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور تم دونوں سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔

۶۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عثمان ﷺ کے بارے میں فرمایا: بے شک وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ اور آپ ﷺ نے انہیں خبردار کیا کہ انہیں شہید کیا جائے گا اور انہیں حکم دیا کہ وہ (فتنہ کے دور میں خلافت کے) اس لباس کو نہ اتاریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص طور پر پہنایا ہو گا۔

---

(٤) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١٤٩/٦، الرقم/٢٥٢٠٣، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان ﷺ، ٦٢٨/٥، الرقم/٣٧٠٥، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل عثمان ﷺ، ٤١/١، الرقم/١١٢، وابن أبي شيبة في المصنف، ٥١٥/٧، الرقم/٣٧٦٥٥، وابن حبان في الصحيح، ٣٤٦/١٥، الرقم/٦٩١٥۔

٧. فِي أَخْبَارٍ كَثِيْرَةٍ يَطُوْلُ ذِكْرُهَا، وَمَعَ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: الْخِلافَةُ بَعْدِي ثَـلاثُونَ سَنَةً.(١)

لَكَانَ الْوَاجِبُ حَمْلَ أَمْرِهِ عَلٰى وَجْهٍ يَلِيْقُ بِشَأْنِهِ وَجَلالِ قَدْرِهِ. فَكَيْفَ يَجُوْزُ مَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الْمَعَانِي وَالْأَخْبَارِ حَمْلُ أَمْرِهِ عَلٰى أَقْبَحِ الْوُجُوْهِ وَأَفْسَدِهَا؟

٨. وَمَا يُذْكَرُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَعَدُوْا عَنْهُ وَخَذَلُوْهُ حَتّٰى قُتِلَ وَتُرِكَ ثَـلاثًا لا يُدْفَنُ، ثُمَّ لَمْ يَتْبَعْهُ وَلَمْ يَتَوَلَّ أَمْرَهُ إِلَّا مَنْ لا يُؤْبَهُ بِهِ، فَيُقَالُ: إِنَّ عُثْمَانَ ﷺ كَانَ يَمْتَنِعُ عَنْ قِتَالِهِمْ شَفَقَةً مِنْهُ عَلَى الْخَلْقِ، وَتَوَقِّيًا عَنْ إِرَاقَةِ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَكَرَاهِيَةَ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ قَوْمًا جَاؤُوْا مُتَظَلِّمِيْنَ مِنْ عَامِلٍ لَهُ، فَأَسَاءَ إِلَيْهِمْ وَقَصَدَ سَفْكَ دِمَائِهِمْ. وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَعْرِضُوْنَ أَنْفُسَهُمْ عَلَيْهِ وَيَسْأَلُونَ مِنْهُ أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ فِي مُحَارَبَتِهِمْ. فَكَانَ يَمْتَنِعُ عَنْ ذٰلِكَ لِمَا مَرَّ مِنَ الْمَعَانِي، وَمَعَ ذٰلِكَ كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ﷺ وَقَنْبَرُ حَضَرُوا الدَّارَ وَدَفَعُوْا عَنْهُ حَتّٰى خُرِّجُوْا وَعُقِرُوْا. وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ وَلا عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأَمْرَ يَبْلُغُ ذٰلِكَ الْمَبْلَغَ، وَلٰكِنْ نَفَذَ فِيْهِ قَضَاءُ اللهِ الْمَحْتُوْمُ وَنَالَتْهُ الشَّهَادَةُ الَّتِي كُتِبَتْ لَهُ.

---

(١) أخرجه ابن حبان في الصحيح، ذكر الخبر الدال على أن الخليفة بعد عثمان بن عفان كان علي بن أبي طالب رضوان الله عليهما ورحمته وقد فعل، ١٥/٣٩٢، الرقم/٦٩٤٣۔

۷۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی قدر و منزلت کے بارے میں کثیر روایات ہیں جن کا ذکر طوالت پر مشتمل ہوگا۔ اور (انہی احادیث میں سے جن میں سے بعض کا ذکر پہلے گزر چکا ہے) حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔

(یہ سب دلائل اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملہ کو ان کی شان اور عظیم قدر و منزلت کے مطابق محمول کرنا لازمی سمجھا جائے۔ لہٰذا ان معانی اور فضیلت پر مبنی روایات کے ہوتے ہوئے ان کی (خلافت کے) معاملہ کو قبیح ترین اور بدترین صورت پر محمول کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

۸۔ اور یہ جو تذکرہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ اور ان سے جدا ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور تین دن تک ان کے جسدِ مبارک کو بغیر تدفین کے رکھا گیا تھا، پھر کسی نے ان کے معاملہ کو سمیٹا اور تجہیز و تکفین کی۔ تو اس بارے میں (ائمہ کی طرف سے) یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مخلوق پر شفقت اور مسلمانوں کا خون بہانے سے اجتناب کرنے کے باعث ان باغیوں کے خلاف قتال سے منع کرتے تھے اور ناپسند کرتے تھے کہ کہیں یہ نہ کہا جائے: کچھ لوگ ان کے گورنر کے ظلم کی شکایت لے کر ان کے پاس آئے تھے اور انہوں نے ان سے برا سلوک کیا اور ان کا خون بہانے کے درپے ہو گئے۔ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں اپنی خدمات پیش کرتے رہے، ان سے ان فتنہ پروروں سے جنگ کی اجازت مانگتے رہے۔ مگر آپ اپنے تحفظات کے پیشِ نظر سب کو اس سے روکتے تھے، پھر یہ کہ اس کے باوجود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ اور (ان کا غلام) قنبر ان کے گھر میں دفاع کے لئے از خود حاضر ہوگئے اور ان کا دفاع کیا، حتی کہ انہیں (بلوائیوں کی طرف سے) نکال دیا گیا اور شدید زخمی کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ نہ آپ کا اور نہ ہی دیگر صحابہ میں سے کسی ایک کا یہ خیال تھا کہ معاملہ اس حد تک پہنچ جائے گا، لیکن ان سے متعلق اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فیصلہ نافذ ہو گیا، اور جو شہادت ان کے مقدر میں لکھی تھی وہ انہیں حاصل ہوگئی۔

٩. وَمَا قِيلَ إِنَّهُ ﷺ تُرِكَ ثَلاثاً، فَإِنَّهُ لا يَصِحُّ ذٰلِكَ الْبَتَّةَ؛ وَكَيْفَ يُظَنُّ ذٰلِكَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَخُصُوْصًا بِعَلِيٍّ ﷺ؟ وَلَو مَاتَ بِجَوَارِهِمْ يَهُوْدِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ مَا كَانُوْا يَرْضَوْنَ بِأَنْ يَتْرُكُوْهُ جَزَرَ السِّبَاعِ لَا يُوَارُوْنَ سَوْأَتَهُ وَلَا يَسْتُرُوْنَ عَوْرَتَهُ، فَكَيْفَ جَوَّزُوْا ذٰلِكَ فِي عُثْمَانَ ﷺ مَعَ سَابِقَتِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَآثَارِهِ فِي الدِّيْنِ وَاتِّصَالِهِ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِابْنَتَيْهِ وَبِشَارَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِيَّاهُ بِالْجَنَّةِ؟ فَهٰذَا وَاللهِ، هُوَ الطَّعْنُ الظَّاهِرُ عَلَى الصَّحَابَةِ عُمُوْمًا وَعَلٰى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﷺ خُصُوْصًا. وَلَو ثَبَتَ ذٰلِكَ لَكَانَ الطَّعْنُ بِذٰلِكَ عَائِدًا عَلٰى مَنِ اسْتَجَازَ ذٰلِكَ فِي مِثْلِهِ لَا إِلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنُوْا تَشَاغَلُوْا بِعَقْدِ الْإِمَامَةِ وَتَسْكِيْنِ الْفِتْنَةِ خَوْفًا عَلَى النَّاسِ أَنْ يَتَشَتَّتُوْا وَتَتَفَرَّقَ كَلِمَتُهُمْ فَيُوْجِبُ حُدُوْثُ ذٰلِكَ وَهْنًا فِي الْإِسْلَامِ، ثُمَّ تَفَرَّغُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ لِأَمْرِهِ وَأَخَذُوْا فِي تَجْهِيْزِهِ وَدَفْنِهِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ.

وَكَانَ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي مَنَامِهِ بَارِحَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: لَا تُفْطِرُ حَتّٰى تُفْطِرَ مَعِي. فَأَصْبَحَ صَائِمًا مُنْتَظِرًا مَجِيءَ الْقَضَاءِ، دَافِعًا عَنْ نَفْسِهِ بِالتَّحَصُّنِ بِالدَّارِ، مُتَوَكِّلًا عَلَى اللهِ وَمُفَوِّضًا أَمْرَهُ إِلَيْهِ وَمُتَحَرِّزًا عَنْ إِرَاقَةِ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى قَالَ: لَا أُرِيْدُ أَنْ يُرَاقَ فِي وِلَايَتِي قَدْرَ مِحْجَمٍ مِنْ دَمِ مُسْلِمٍ، حِيْنَ طُلِبَ مِنْهُ الْإِذْنُ لِيَدْفَعُوا الْغَوْغَاءَ وَالسِّفْلَةَ عَنْهُ.

۹۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان ﷛ کو تین دن تک بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا، یہ کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔ یہ مہاجرین اور انصار صحابہ بالخصوص حضرت علی ﷛ سے کیسے گمان کیا جا سکتا ہے؟ اگر ان کے پڑوس میں کوئی یہودی یا عیسائی بھی مر جاتا تو وہ اس پر راضی نہیں ہوتے تھے کہ اس کی لاش کو درندوں کے کھانے کے لیے چھوڑ دیں اور اس کی لاش کو نہ چھپائیں اور اس کی ستر پوشی نہ کریں۔ وہ حضرت عثمان ﷛ کے بارے میں یہ کیسے جائز تصور کر سکتے تھے کہ جنہیں اسلام میں سبقت لے جانے، دین میں نمایاں خدمات انجام دینے، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں کے سبب آپ ﷺ سے براہ راست تعلق رکھنے، اور حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جنت کی خوش خبری پانے جیسے اعلیٰ مقامات حاصل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ صحابہ کرام پر بالعموم اور سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ پر بالخصوص واضح طعن ہے۔ بالفرض اگر یہ بات (معاذ اللہ) درست ثابت ہو جائے تو یہ طعن اس اَمر کی اجازت دینے والے کی طرف لوٹے گا نہ کہ سیدنا عثمان ﷛ کی طرف، (یعنی اس میں سیدنا عثمان ﷛ کی قصرِ شان نہیں، بلکہ اس اَمر کو جائز قرار دینے والے سب صحابہ کی قصرِ شان ثابت ہوتی ہے، جبکہ صحابہ کرام ﷢ سے اس طرح کے عمل کا صدور ناممکن ہے) الّا یہ کہ وہ ہنگامہ آرائی کرنے والے باغیوں کی جمعیت کے منتشر ہونے اور امت کے اتحاد میں تفریق کے خوف سے امامت کی ذمہ داری نبھانے اور فتنہ کو دبانے میں مشغول ہوں کہ ان اقدامات کے بغیر اسلام کمزور ہو جائے گا، پھر اس امرِ خلافت سے فراغت کے بعد انہوں نے ان کی تجہیز و تدفین کے انتظامات کئے ہوں، ان پر اللہ کی رضا ہو۔

اور حضرت عثمان ﷛ نے اپنے یومِ شہادت سے ایک رات قبل اپنے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم آج روزہ میرے ساتھ ہی آ کر افطار کرنا۔ سو وہ حالتِ روزہ میں ہی اپنی قضا کے منتظر رہے، انہوں نے اپنے آپ کو گھر میں قید رکھا، اللہ پر توکل کرتے ہوئے، اپنے معاملہ کو اس کے سپرد کرتے ہوئے، مسلمانوں کے خون کو بہانے سے گریز کرتے ہوئے، حتی کہ جس وقت ان سے ان شوروغوغا کرنے والے باغیوں اور دناءت کا مظاہرہ کرنے والے گھٹیا لوگوں کو قوت سے دفع کرنے کی اجازت مانگی گئی تو انہوں

١٠. ثُمَّ الدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّهُ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِلْقَتْلِ وَالْخَلْعِ أَنَّ كِبَارَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَقِيَ مِنَ الْمُبَشَّرِيْنَ بِالْجَنَّةِ وَمِنْ أَهْلِ الشُّوْرٰى وَالْبَدْرِيِّيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْأَنْصَارِ رضي الله عنهم لَمْ يَشْتَغِلُوْا بِخَلْعِهِ وَلَا أَرَادُوْا نَزْعَهُ وَلَا حَارَبُوْهُ وَلَا لَامُوْهُ عَلٰى فِعْلٍ مِنَ الْأَفْعَالِ وَأَمْرٍ مِنَ الْأُمُوْرِ. وَلَوْ كَانَ رضي الله عنه اسْتَحَقَّ ذٰلِكَ لَكَانَ أَوْلَى النَّاسِ بِهِ كِبَارُ الصَّحَابَةِ وَمَنْ سَمَّيْنَاهُمْ، لَا شَذَّاذُ الْقَبَائِلِ وَالْغَوْغَاءُ مِنَ الْخَلْقِ وَالْجُهَّالُ مِنَ النَّاسِ الَّذِيْنَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ نَصِيْبٌ وَلَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم صُحْبَةٌ.

إِفْتَرَوْا أَنَّ عَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ رضي الله عنهم وَمَنْ سِوَاهُمْ مِنْ أَفَاضِلِ الصَّحَابَةِ وَعُلَمَائِهِمْ وَكِبَارِ خَلِيْفَةِ اللهِ كَانُوْا يَرَوْنَ الْمَنَاكِيْرَ مِنْ عُثْمَانَ وَكَانُوْا يُغْمِضُوْنَ عَنْهَا وَيَمْتَنِعُوْنَ عَنْ تَغْيِيْرِهَا وَالْأَمْرِ بِمَا يُضَادُّهَا مِنَ الْمَعْرُوْفِ. وَيَرْضَوْنَ بِإِمَامَةِ مَنْ هُوَ مُسْتَحِقٌّ لِلْخَلْعِ غَيْرُ صَالِحٍ لِلْإِمَامَةِ. يَنْقَادُوْنَ لِأَوَامِرِهِ وَنَوَاهِيْهِ. وَلَا يَتَعَرَّضُوْنَ لَهُ فِي إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحَكُّمِ فِي الْأَمْوَالِ وَالدِّمَاءِ وَالْفُرُوْجِ، وَبَسْطِ الْيَدِ فِي أَمْوَالِ بَيْتِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ أَنَّهُ غَيْرُ مُحِقٍّ فِيْمَا يَفْعَلُ بَلْ هُوَ ظَالِمٌ مُتَعَدٍّ. حَتّٰى جَاءَ مِنْ أَهْلِ

نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ میری مملکت میں پچھنا لگانے کی مقدار کے برابر بھی کسی مسلمان کا خون بہایا جائے۔

۱۰۔ پھر اس امر پر دلیل کہ وہ مظلوم شہید ہوئے اور اُن کو شہید کرنے اور خلافت سے برطرف کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ بے شک اکابر صحابہ کرام اور جنت کی خوش خبری پانے والے باقی صحابہ، شوریٰ کے ممبران اور بدری صحابہ اور اوّل مہاجرین و انصار صحابہ میں سے کوئی ایک بھی حضرت عثمان ﷛ کو خلافت سے برطرف کرنے کے فتنے میں مشغول نہ ہوا، نہ ہی انہوں نے آپ سے جھگڑے اور محاربت کا ارادہ کیا، اور نہ ہی آپ کو کسی فعل اور امر پر ملامت کی۔ اگر آپ کو برطرف کرنا درست ہوتا تو اکابر صحابہ اور جن کا ہم نے نام لیا ہے وہی سب لوگوں سے بڑھ کر مؤاخذہ کرنے کے حقدار تھے نہ کہ قبائل کے غیر معروف اَفراد، غل غپاڑہ کرنے والے اوباش اور عوام میں سے جاہل لوگ، جنہیں نہ علمِ دین میں سے کچھ حصہ ملا تھا اور نہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحبت حاصل تھی۔ (یعنی ان باغیوں کی تو کوئی شرعی اور دینی اہلیت اور استحقاق ہی نہیں تھا کہ تمام اکابر اور اہل علم صحابہ کو چھوڑ کر خود حضرت عثمان ﷛ کے مواخذے کے عمل کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے)

ناقدین اور مخالفین نے یہ بہتان بھی باندھا ہے کہ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر ﷡ اور ان کے علاوہ دیگر فاضل و عالم صحابہ اور دیگر اکابرین حضرت عثمان ﷛ کی جانب سے بعض ناپسندیدہ چیزیں دیکھتے تھے، مگر ان سے چشم پوشی برتتے رہے، اور ان ناپسندیدہ چیزوں کو روکنے یا ایسی صورتحال کو بدلنے سے پس و پیش کرتے رہے، اور خلافِ معروف امور کو روکنے کا قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ بلکہ (معاذ اللہ) صحابہ اس شخص کی امامت پر راضی تھے جو (مذکورہ بہتان کے مطابق) خلافت سے برطرفی کا مستحق تھا اور امامت کے لیے غیر موزوں تھا، وہ اس کے اَوامر و نواہی کی اطاعت کرتے تھے اور نمازوں کی اقامت، لوگوں کے اموال، خون اور عزتوں کا فیصلہ کرنے اور مسلمانوں کے بیت المال میں تصرف کرنے پر اسے تنقید کا نشانہ نہیں

مِصْرَ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ مَنْ لَا سَابِقَةَ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ وَلَا عِلْمَ لَهُ بِشَيءٍ مِنْ أُمُوْرِ الدِّيْنِ فَغَيَّرُوْا كُلَّ مُنْكَرٍ وَأَزَالُوْا عَنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مَعَرَّةَ الظَّالِمِ الْجَائِرِ الْمُبْطِلِ وَأَرَاحُوْا كِبَارَ الصَّحَابَةِ عَنْ شَرِّهِ وَتَدَارَكُوْا مَا ضَيَّعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ مِنْ حُقُوْقِ الدِّيْنِ وَقَامُوْا بِنُصْرَةِ مَنْ خَذَلَهُ أُوْلٰئِكَ مِنَ الْمَظْلُوْمِيْنَ وَحَافَظُوْا مَا أَهْمَلَهُ أُوْلٰئِكَ مِنْ حُدُوْدِ الشَّرْعِ. هٰذَا وَاللهِ، الْمُحَالُ الظَّاهِرُ وَالْخَطَأُ الْبَيِّنُ.(١)

اِنْتَهٰى كَلَامُ الْإِمَامِ أَبِي مَعِيْنٍ النَّسَفِيِّ فِي تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةِ.

(١) النَّسَفي في تبصرة الأدلّة، ٢/١١٥٢-١١٦١۔

بناتے تھے۔ اور وہ یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عثمان ﷛ اپنا کام کرنے میں نااہل ہیں، بلکہ ظالم اور حد سے بڑھنے والے ہیں، حتی کہ اہلِ مصر اور اہلِ عراق سے وہ لوگ آئے جن کو نہ اسلام میں سبقت تھی اور نہ ہی انہیں امورِ دین کا کچھ علم تھا، سو انہوں نے ہر برائی کو مٹا دیا اور اہلِ اسلام سے ظالم جابر اور باطل شخص کی اذیت کا خاتمہ کر دیا، کبار صحابہ کو اس کے شر سے راحت دلائی اور مہاجرین و انصار نے (معاذ اللہ) دین کے جو حقوق ضائع کیے تھے ان کا تدارک کیا اور وہ مظلوموں میں سے ہر اس شخص کی نصرت کے لیے کھڑے ہوئے جسے حضرت عثمان ﷛ نے (معاذ اللہ) فراموش کر دیا تھا اور مصر اور عراق سے آنے والے حملہ آوروں نے ان حدودِ شرع کی حفاظت کی جنہیں اہلِ حجاز نے نظر انداز کر دیا تھا۔ یہ سارے الزامات اللہ کی قسم! ظاہراً ہی ناممکن ہیں، اور واضح طور پر باطل ہیں (گویا یہ جملہ اکابر صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار کی امانتداری، دیانتداری، دین کی حمیت اور پاسداری اور حدودِ الٰہیہ سے وفاداری پر طعن ہے۔ اسی سوچ سے نہ صرف خارجیت بلکہ رافضیت نے بھی جنم لیا ہے اور تمام صحابہ و اہل بیت کرام پر زبان درازی کا راستہ کھلا ہے۔)

'تبصرة الأدلة' میں وارد ہونے والا امام ابو معین النسفی کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

اَلْكَلامُ فِي خِلافَةِ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ: إِنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه مِمَّنْ لَا يَخْفٰى عَلٰى أَحَدٍ نَسَبُهُ وَعِلْمُهُ وَزُهْدُهُ وَوَرَعُهُ، وَاخْتِصَاصُهُ بِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَتَرْبِيَتُهُ إِيَّاهُ وَتَزْوِيْجُهُ كَرِيْمَتَهُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءَ رضي الله عنها مِنْهُ. فَأَمَّا شَجَاعَتُهُ وَبَأْسُهُ وَنَجْدَتُهُ وَمَعْرِفَتُهُ بِتَدْبِيْرِ الْجُيُوْشِ وَجَرِّ الْعَسَاكِرِ وَبَصَارَتُهُ بِمَكَائِدِ الْحَرْبِ وَحِمَايَةِ الْبَيْضَةِ، مِمَّا صَارَ هُوَ رضي الله عنه بِهٖ مَثَلًا كَامِلًا تَتَدَاوَلُهُ الْأَلْسِنَةُ وَتَعْتَقِدُهُ الْأَفْئِدَةُ.

ثُمَّ بَعْدَ ثُبُوْتِ هٰذِهِ الشَّرَائِطِ فَقَدْ عُقِدَتْ لَهُ الْخِلافَةُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ خَلِيْقَةِ اللهِ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ وَأَوْلَاهُمْ بِهَا، ثُمَّ الْمُتَوَلِّي لِعَقْدِهَا لَهُ كِبَارُ الصَّحَابَةِ وَأَئِمَّةُ الْخَلْقِ وَخِيَارُ مَنْ بَقِيَ مِنَ الصَّحَابَةِ. فَإِنَّ مِنَ الْمَشْهُوْرِ أَنَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ كَالْغَافِقِيِّ، وَكِنَانَةَ بْنِ بِشْرٍ التُّجِيْبِيِّ، وَسَوَّادِ بْنِ حُمْرَانَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ، وَعَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيَّيْنِ، فِي آخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا قَتَلُوْهُ قَصَدُوا الْاِسْتِيْلَاءَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَهَمُّوْا بِالْفَتْكِ بِأَهْلِهَا وَحَلَفُوْا عَلٰى ذٰلِكَ لِلصَّحَابَةِ، مَتٰى لَمْ يَقْدَمُوْا لِلنَّظَرِ فِي أَمْرِهِمْ، وَيَعْقِدُوا الْإِمَامَةَ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ. فَأَرَادَتِ الصَّحَابَةُ حَسْمَ مَادَّةِ الْفِتْنَةِ، وَعُرِضَ هٰذَا الْأَمْرُ عَلٰى عَلِيٍّ رضي الله عنه وَالْتُمِسَ مِنْهُ، وَآثَرَهُ الْمِصْرِيُّوْنَ، فَامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْظَمَ قَتْلَ عُثْمَانَ رضي الله عنه، وَلَزِمَ بَيْتَهُ، ثُمَّ عُرِضَ ذٰلِكَ عَلٰى طَلْحَةَ رضي الله عنه، وَآثَرَهُ الْبَصْرِيُّونَ فَأَبٰى ذٰلِكَ وَكَرِهَهُ. ثُمَّ عُرِضَ عَلَى الزُّبَيْرِ، فَامْتَنَعَ أَيْضًا. كُلُّ ذٰلِكَ إِنْكَارًا مِنْهُمْ لِقَتْلِ عُثْمَانَ رضي الله عنه وَإِعْظَاماً.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

امام نسفی فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن شخصیات میں سے ہیں جن کا نسب، علم، زہد، ورع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں اپنے تعلق و نسبت کے ساتھ خاص کرنا اور ان کی خصوصی تربیت کرنا اور اپنی جگر گوشہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ کے عقدِ زوجیت میں دینا کسی پر مخفی نہیں ہے۔ باقی رہی ان کی شجاعت، بہادری، جواں مردی، فوجی دستوں کی تنظیم اور افواج کو کمان کرنے سے آگاہی اور جنگی حکمتوں اور مملکتِ اسلامیہ کی حفاظت کی بصیرت، تو آپ ان تمام صفات میں اپنی مثال آپ تھے جس کا زبانیں اعتراف کرتی ہیں اور دل یقین رکھتے ہیں۔

لہٰذا صحتِ خلافت کی جملہ شرائط کے پائے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی اور آپ اس دن روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل اور سب سے زیادہ اس کے اہل تھے، پھر انہیں یہ منصب ان لوگوں نے سپرد کیا جو اکابر صحابہ تمام لوگوں کے سردار تھے بلکہ اس وقت (روئے زمین پر) موجود تمام صحابہ میں سے اعلیٰ و افضل تھے۔ یہ مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین جیسے الغافقی، کنانہ بن بشر تُجیبی، سواد بن حمران، عبد اللہ بن بُدیل بن وَرقاء خزاعی، عمرو بن حمق خزاعی اور ان کے علاوہ دیگر باغیوں نے جب حضرت عثمان کو شہید کیا تو انہوں نے مدینہ پر قبضہ کرنے کا بھی ارادہ کرلیا ہوا تھا۔ اور اہلِ مدینہ کو قتل کرنے کی ٹھانی تھی اور ان باغیوں نے اس ارادے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قسم اٹھائی تھی (کہ وہ ایسا کرنے سے دریغ نہیں کریں گے) جب تک انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملے میں غور وخوض نہ کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برطرف کرکے ان میں سے کسی شخص کو امامت سپرد نہ کی۔ عامۃ الناس صحابہ نے اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑنے کا ارادہ کیا، اور فوری طور پر امرِ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا اور ان سے اسے قبول کرنے کی درخواست کی گئی، جبکہ مصریوں نے بھی انہیں ترجیح دی مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اور شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو بڑا جرم سمجھا اور گھر میں ہی رہنے لگے، پھر یہ امرِ خلافت حضرت طلحہ

فَلَمَّا حَلفَ أَهْلُ الْفِتْنَةِ عَلَى الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَإِلْقَاحِ الْفِتْنَةِ بِهَا، اجْتَمَعَ وُجُوْهُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ مِنْ عَشِيَّةِ الْيَوْمِ الثَّالِثِ- عَلٰى مَا رُوِيَ- مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ، فَسَأَلُوْا عَلِيًّا هٰذَا الْأَمْرَ وَأَقْسَمُوْا عَلَيْهِ فِيْهِ وَنَاشَدُوْهُ اللّٰهَ فِي حِفْظِ بَقِيَّةِ الْأُمَّةِ وَصِيَانَةِ دَارِ الْهِجْرَةِ، فَدَخَلَ فِي ذٰلِكَ بَعْدَ شِدَّةٍ وَبَعْدَ أَنْ رَآهُ مَصْلَحَةً، فَمَدَّ يَدَهُ وَبَايَعَهُ جَمَاعَةٌ مِمَّنْ حَضَرَ، مِنْهُمْ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَأَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ﵃، فِي رِجَالٍ يَكْثُرُ عَدَدُهُمْ. وَبِهٰذَا يُجَابُ عَنْ قَوْلِ مَنْ يَقُوْلُ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ ﵄ بَايَعَاهُ كَرْهًا، وَقَالَا: بَايَعَتْهُ أَيْدِيْنَا وَلَمْ تُبَايِعْهُ قُلُوْبُنَا، أَنَّ إِمَامَتَهُ بِدُوْنِ بَيْعَتِهِمَا كَانَتْ صَحِيْحَةً. وَبِهٰذَا يُجَابُوْنَ أَيْضًا عَنْ قَوْلِهِمْ إِنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ﵃ وَغَيْرَهُمْ قَعَدُوْا عَنْ نُصْرَتِهِ وَالدُّخُوْلِ فِي طَاعَتِهِ، فَإِنَّ إِمَامَتَهُ انْعَقَدَتْ صَحِيْحَةً بِدُوْنِ بَيْعَةِ هٰؤُلَاءِ. عَلٰى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ هٰؤُلَاءِ أَحَدٌ طَعَنَ فِي إِمَامَتِهِ وَلَا اعْتَقَدَ فَسَادَهَا. بَلْ قَعَدُوْا عَنْ نُصْرَتِهِ عَلٰى حَرْبِ الْمُسْلِمِيْنَ. وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ إِنَّكَ لَسْتَ بِإِمَامٍ وَاجِبِ الطَّاعَةِ.

ﷺ کو پیش کیا گیا اور بصریوں نے اُنہیں ترجیح دی مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا، اور اسے ناپسند کیا۔ پھر حضرت زبیر ﷺ کو پیش کش کی گئی، تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک کے انکار کا سبب حضرت عثمان ﷺ کی شہادت اور اس جرم کی سنگینی تھی۔

پھر جب فتنہ پرَوروں نے اہلِ مدینہ کی بربادی اور اس میں فتنہ پھیلانے کی اجتماعی قسم کھائی، تو ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان ﷺ کی شہادت کے تیسرے دن، رات کے وقت مہاجرین اور انصار صحابہ کے اکابرین اکٹھے ہوئے۔ اور انہوں نے حضرت علی ﷺ کو یہ ذمہ داری اٹھانے کی اجتماعی درخواست کی اور اس بارے میں انہیں قسم دلائی، اور انہیں دار الھجرۃ مدینہ طیبہ کی حرمت وسلامتی اور بقیہ امت کی حفاظت پر اللہ کا واسطہ دیا، سو شدید اصرار پر اور اس میں بڑی مصلحت کو دیکھتے ہوئے حضرت علی ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ سو اس وقت موجود تمام لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ اُن میں حضرات خزیمہ بن ثابت، ابو الھیثم بن التیھان، محمد بن مسلمہ، عمار بن یاسر، ابو موسیٰ الاشعری اور عبد اللہ بن عباس ﷺ جیسی کثیر تعداد میں شخصیات موجود تھیں۔ اسی بناء پر اس شخص کے قول کا رد کیا جاتا ہے جو کہتا ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ﷺ نے ان سے مجبورًا بیعت کی تھی، ان دونوں نے کہا تھا: ہمارے ہاتھوں نے تو ان کی بیعت کی، مگر ہمارے دلوں نے ان کی بیعت نہیں کی تھی۔ بے شک حضرت علی ﷺ کی امامت ان دونوں کی بیعت کے بغیر بھی صحیح تھی۔ اور اسی سے ان کے اس قول کا بھی جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور اسامہ بن زید ﷺ اور بعض دیگر نے ان کی مدد نہ کی اور ان کی طاعت میں داخل نہ ہوئے۔ بے شک حضرت علی ﷺ کی امامت ان کی بیعت کے بغیر بھی صحیح طور پر وقوع پذیر ہو گئی تھی۔ اس بنیاد پر کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت علی ﷺ کی امامت و خلافت پر طعن نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس میں کسی فساد کا تصور کیا تھا، بلکہ وہ فقط (اطاعت سے خروج کرنے والے) مسلمانوں کے خلاف جنگ میں ان کی مدد و نصرت سے لاتعلق رہے اور ان میں سے کسی نے یہ بھی نہیں کہا تھا کہ آپ واجب الاطاعت امام نہیں ہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ بَعْدَ مُرَاجعَةٍ وَمُفَاوَضَةٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ أَنْ أَكْسِرَ سَيْفِي وَأَتَّخِذَ مَكَانَهُ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ. ثُمَّ إِنَّهُمْ لَمْ يَأْثَمُوا بِتَرْكِهِمْ نُصْرَتَهُ، وَإِنْ كَانَ هُوَ إِمَامًا لِأَنَّهُ لَمْ يَدْعُهُمْ إِلَى الْحَرْبِ وَلَمْ يُلْزِمْهُمْ ذٰلِكَ بَلْ تَرَكَهُمْ وَمَا اخْتَارُوْا. وَكَانَ اخْتِيَارُهُمْ ذٰلِكَ بِنَاءً عَلٰى أَحَادِيْثَ رَوَوْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ: قِتَالُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوْقٌ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. سَتَكُوْنُ بَعْدِي فِتْنَةٌ، الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي. قَالَ: وَأُرَاهُ قَالَ: وَالْمُضْطَجِعُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَاعِدِ. فَقَعَدُوْا عَنْ نُصْرَتِهِ مُتَأَوِّلِيْنَ لِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ فَتَرَكَهُمْ وَمَا اخْتَارُوْا لِأَنْفُسِهِمْ، فَلَمْ يَقْدَحْ ذٰلِكَ فِي إِمَامَتِهِ وَلَا كَانُوْا هُمْ بِذٰلِكَ مُرْتَكِبِيْنَ مَأْثَمًا.

١. ثُمَّ الدَّلِيْلُ عَلٰى صِحَّةِ خِلَافَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: "إِنَّكَ تَقْتُلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ." [1]

---

(١) أخرجه الخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، ٣٤٠/٨، الرقم/٤٤٤٧، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٦٨/٤٢، ٤٧٠، وذكره ابن كثير في البداية والنهاية، ٣٠٦/٧، والسيوطي في الخصائص الكبرى، ٢٠٣/٢.

محمد بن مسلمہ نے افواج کی واپسی اور مذاکرات کے بعد کہا تھا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ جب امت میں فتنہ برپا ہو تو میں اس دور میں اپنی تلوار توڑ کر اس کی جگہ لکڑی کی تلوار لے لوں۔ پھر صحابہ کرام ان کی مدد کو ترک کر کے گناہ گار بھی نہیں ہوئے تھے، اگرچہ حضرت علی کرّم اللہ وجھہ امام برحق تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ کی طرف بلایا ہی نہیں تھا اور نہ ہی ان پر اس کو لازم کیا تھا، بلکہ انہیں ان کے اختیار پر چھوڑ دیا تھا۔ ان کا یہ اختیار مبنی بر احادیث تھا جنہیں انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کو گالی دینا گناہ ہے۔ اور کسی بھی مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔ عنقریب میرے بعد فتنہ ہو گا۔ اس دور میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا، کھڑا ہونے والا چلنے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اس فتنہ میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہو گا۔ لہٰذا بعض صحابہ ان احادیث کی اپنے فہم کے مطابق تاویل کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے الگ بیٹھے رہے (یعنی جنگ صفین وغیرہ میں لاتعلق رہے) چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اُنہیں خود اپنے اختیار پر چھوڑ دیا تھا، سو اس عمل سے نہ ان کی امامت و خلافت پر کوئی تہمت لگی اور نہ وہ صحابہ اس عمل سے گناہ کے مرتکب ہوئے۔

۱۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت پر یہ دلیل بھی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: بے شک تم غداروں، مرتدوں اور حق کو چھوڑ جانے والوں کو قتل کرو گے۔

٢. وَقَالَ ﷺ: "اَلْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَـلَاثُوْنَ سَنَةً."[١]

٣. وَقَالَ ﷺ لِعَمَّارٍ: "سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ."[٢] وَقَدْ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ تَحْتَ رَايَةِ عَلِيٍّ ﵁. وَلَوْ لَمْ يَكُنْ هُوَ عَلَى الْحَقِّ لَمَا كَانَ مَنْ يُقَاتِلُهُ بَاغِيًا.

٤. وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: 'وَإِنْ وَلَّيْتُمْ عَلِيًّا تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا' فَإِذَا وُلِّيَ فِي وَقْتِهِ كَانَ هَادِيًا مَهْدِيًّا بِشَهَادَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.[٣]

---

(١) أخرجه البزار في المسند، ٩/٢٨٠، الرقم/٣٨٢٨، وابن حبان في الصحيح، ذكر الخبر الدال على أن الخليفة بعد عثمان بن عفان كان علي بن أبي طالب رضوان الله عليهما ورحمته وقد فعل، ١٥/٣٩٢، الرقم/٦٩٤٣، وذكره الهيثمي في موارد الظمأن، ١/٣٦٩، الرقم/١٥٣٤۔

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، أبواب المساجد، ١/١٧٢، الرقم/٤٣٦، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار عن الناس في السبيل، ٣/١٠٣٥، الرقم/٢٦٥٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، ٤/٢٢٣٥-٢٢٣٦، الرقم/٢٩١٥-٢٩١٦۔

(٣) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/١٠٨، الرقم/٨٥٩، والبزار في المسند، ٣/٣٣، الرقم/٧٨٣، والحاكم في المستدرك، ٣/٧٣، الرقم/٤٤٣٤، والمقدسي في الأحاديث المختارة، ٢/٨٦، الرقم/٤٦٣۔

۲۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال تک ہو گی۔

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے جنگِ صفین کے موقع پر شہید ہوئے تھے، اگر وہ حق پر نہ ہوتے تو ان سے لڑنے والا گروہ باغی شمار نہ ہوتا۔

۴۔ اور بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم علی کو حاکم بناؤ گے تو تم اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ لہٰذا جب وہ اپنے وقت میں حکمران بنائے گئے تو رسول اللہ ﷺ کی گواہی کے مطابق وہ ہادی اور مہدی تھے۔
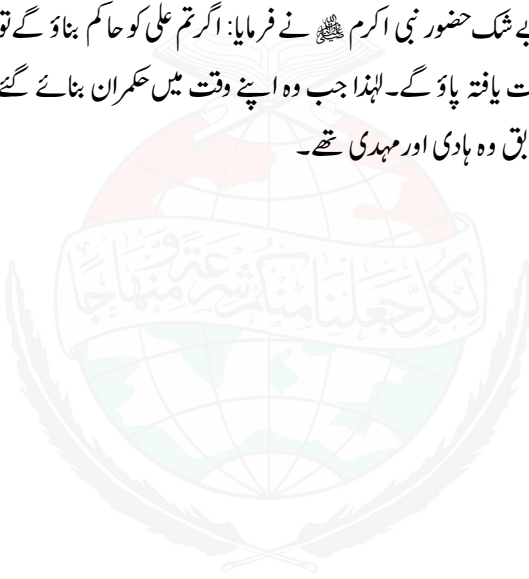
٥. وَرُوِيَ أَنَّهُ ﷺ صَعِدَ إِلٰى جَبَلِ حِرَاءَ وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ ﷺ. فَقَالَ ﷺ: ”اسْكُنْ حِرَاءُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ“.(١) وَفِيْهِ دَلِيْلٌ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا ﷺ قُتِلُوْا شُهَدَاءَ. وَمَنْ طَعَنَ بَعْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي أَحَدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فَهُوَ الرَّادُّ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.(٢)

اِنْتَهٰى كَلَامُ الْإِمَامِ أَبِي مَعِيْنٍ النَّسَفِيِّ فِي تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةِ.

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير ﷺ، ٤/١٨٨٠، الرقم/٢٤١٧، وأحمد بن حنبل في المسند، ٢/٤١٩، الرقم/٩٤٢٠، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان ﷺ، ٥/٦٢٤، الرقم/٣٦٩٦، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٥٩، الرقم/٨٢٠٧، وابن حبان في الصحيح، ١٥/٤٤١، الرقم/٦٩٨٣۔

(٢) النَّسَفي في تبصرة الأدلّة، ٢/١١٦١-١١٦٦۔

۵۔ اور مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جبلِ حراء پر تشریف لے گئے، جبکہ آپ کی معیت میں حضرات ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ تو آپ ﷺ نے جبلِ حراء کی جنبش پر فرمایا: اے حراء! ٹھہر جاؤ، تم پر اس وقت نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو قتل کر کے شہید کیا جائے گا۔ جس شخص نے اس حدیث کے بعد خلفائے راشدین میں سے کسی ایک پر بھی طعن کیا وہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی تردید کرنے والا ہے۔

'تبصرة الأدلة' میں وارد ہونے والا امام ابو معین النسفی کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ

حَقِيْقَةُ الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم وَالْكَفُّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ

باب نمبر 6

﴿صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین تنازعات کی حقیقت اور اُن پر طعن سے اِجتناب﴾

١. وَقَالَ الإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْاِعْتِقَادِ: وَأَمَّا خُرُوجُ مَنْ خَرَجَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ مَعَ أَهْلِ الشَّامِ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ ثُمَّ مُنَازَعَتُهُ إِيَّاهُ فِي الْإِمَارَةِ فَإِنَّهُ غَيْرُ مُصِيبٍ فِيمَا فَعَلَ، وَاسْتَدْلَلْنَا بِبَرَاءَةِ عَلِيٍّ مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ بِمَا جَرَى لَهُ مِنَ الْبَيْعَةِ، لِمَا كَانَتْ لَهُ مِنَ السَّابِقَةِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْفَضَائِلِ الْكَثِيرَةِ وَالْمَنَاقِبِ الْجَمَّةِ الَّتِي هِيَ مَعْلُومَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ إِنَّ الَّذِي خَرَجَ عَلَيْهِ وَنَازَعَهُ كَانَ بَاغِيًا عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ أَخْبَرَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ بِأَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ تَقْتُلُهُ فَقَتَلَهُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ ﷺ فِي حَرْبِ صِفِّيْنَ.[(١)]

٢. وَقَالَ الْإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ الْإِمَامِ ابْنِ خُزَيْمَةَ، قَالَ: وَكُلُّ مَنْ نَازَعَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي إِمَارَتِهِ فَهُوَ بَاغٍ، عَلَى هَذَا عُهِدَتْ مَشَايِخُنَا وَبِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ يَعْنِي الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللهُ. قَالَ الشَّيْخُ: ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ مَنْ خَرَجَ عَلَيْهِ بِبَغْيِهِ، عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.[(٢)]

---

(١) أخرجه البيهقي في الإعتقاد/٣٧٤۔

(٢) أخرجه البيهقي في الإعتقاد/٣٧٥۔

۱۔ امام بیہقی ''کتاب الاعتقاد'' میں فرماتے ہیں: جس شخص نے اہل شام کے ساتھ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کی طلب کا بہانہ بنا کر امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا، پھر اُن کے ساتھ خلافت میں تنازع کیا وہ اپنے عمل میں درست نہیں تھا۔ قتلِ عثمان سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مبراء ہونے کے ہمارے پاس جو دلائل ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُن کی بیعتِ خلافت پر اتفاق ہوا، پھر اُن کی اسلام میں سبقت، ہجرت، جہاد فی سبیل اللہ میں پیش پیش ہونا اور اُن کے دیگر فضائل کثیرہ اور مناقبِ جمیلہ جو اہل علم کے ہاں معروف ہیں، سب اُن کی براءت کے بیّن دلائل ہیں۔ یقیناً جس شخص نے اُن کے خلاف خروج کیا اور جھگڑا کیا وہ حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو آگاہ فرمایا تھا کہ: ''اُنہیں باغی گروہ قتل کرے گا''، سو اُنہیں اُس گروہ نے قتل کیا تھا جس نے جنگِ صفین میں امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا۔

۲۔ امام بیہقی، امام ابن خزیمہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اُن سے تنازع کیا، وہ ریاستی قانون کی خلاف ورزی کرنے والا ہے۔ اسی بات پر ہمارے مشائخ کا طے شدہ قول معروف ہے اور یہی محمد بن ادریس یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ شیخ فرماتے ہیں: جن لوگوں نے اُن کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے خروج کیا وہ (غلط ہونے کے باوجود) خارج از اسلام نہیں ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑے گروہوں کے درمیان بڑی جنگ نہ ہوگی اور اُن دونوں کا دعویٰ (اقرارِ اسلام) ایک ہی ہوگا۔

٣. وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مَعَهُ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ يُصْلِحُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.(١)

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ. وَأَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَالْحُمَيْدِيُّ، وَالطَّيَالِسِيُّ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

قَالَ سُفْيَانُ: قَوْلُهُ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُعْجِبُنَا جِدًّا.

٤. وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ بِالْإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ إِلٰى عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: ”لَا تَقُوْلُوْا كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا فَسَقُوْا أَوْ ظَلَمُوْا“. وَزَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي إِحْدٰى رِوَايَاتِهٖ: وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُوْنُوْنَ جَارُوْا عَنِ الْحَقِّ فَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نُّقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوْا إِلَيْهِ.(٢)

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين ﵄، ٣/١٣٦٩، الرقم/٣٥٣٦، وأبوداود في السنن، كتاب السنة، باب ما يدل على ترك الكلام في الفتنة، ٤/٢١٦، الرقم/٤٦٦٢، والنسائي في السنن، باب مخاطبة الإمام دعيته وهو على المنبر، ٣/١٠٧، الرقم/١٤١٠ وأحمد بن حنبل في المسند، ٥/٣٧، الرقم/٢٠٤٠٨، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/١٧٣، الرقم/١٦٤٨٦۔

(٢) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنّف، ٧/٥٤٧، الرقم/٣٧٨٤١، ←

٣۔ ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام حسن بصری سے سنا، اُنہوں نے کہا: میں نے ابوبکرہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر اس حال میں دیکھا کہ سیدنا حسن بن علی علیہما السلام آپ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اُن کی طرف، اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کروائے گا۔

یہ حدیث صحیح ہے، اس کو امام بخاری، ابو داود، ترمذی، نسائی، احمد، حُمیدی، طیالسی اور امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

سفیان نے کہا ہے: آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ''مسلمانوں کے دو گروہ'' ہمیں بہت اچھا لگتا ہے۔ (کیونکہ آپ ﷺ نے آپس میں نبرد آزما دونوں گروہوں کو مسلمان قرار دیا تھا۔)

٤۔ امام بیہقی نے اپنی ''السنن'' میں اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''المصنف'' میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تک سندِ متصل کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ اہل شام نے کفر کیا، بلکہ کہو کہ اُنہوں نے فسق یا ظلم کیا۔ امام ابن ابی شیبہ نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: بلکہ وہ قوم (یعنی اہلِ شام) فتنہ میں مبتلا ہوگئی اور حق سے ہٹ گئی، لہٰذا ہم پر واجب ہوگیا کہ ہم اُن سے قتال کریں حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

.... ٣٧٨٤٢، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/١٧٤-١٦٤٩٨، والمروزي في تعظيم قدر الصلاة، ٢/٥٤٦، الرقم/٦٠٠، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ١/٣٤٦-٣٤٧، وابن تيمية في منهاج السنة، ٥/٢٤٦۔

وَقدْ ذَكَرَ الإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ سَيْفُ الدِّيْنِ الآمَدِيُّ الشَّافِعِيُّ فِي كِتَابِهِ "أَبْكَارُ الْأَفْكَارِ" فِي الْفَصْلِ التَّاسِعِ فِيْمَا جرَى بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الْفِتَنِ وَالْحُرُوْبِ أَنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الشَّافِعِيَّةِ قَالُوْا نَحْوَهُ.(١)

٥. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجرٍ فِي كِتَابِ الْفِتَنِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيّ رضي الله عنهما: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ مِنْ كِتَابِهِ "فَتْحِ الْبَارِي": ﴿وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾، فَفِيْهَا الْأَمْرُ بِقِتَالِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ مَنْ قَاتَلَ عَلِيًّا كَانُوا بُغَاةً وَهَؤُلَاءِ مَعَ هَذَا التَّصْوِيبِ مُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّهُ لا يُذَمُّ وَاحِدٌ مِنْ هَؤُلَاءِ بَلْ يَقُولُونَ اجْتَهَدُوْا فَأَخْطَئُوْا وَذَهَبَ طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُوَ قَوْلُ كَثِيرٍ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ إِلَى أَنَّ كُلًّا مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ مُصِيبٌ وَطَائِفَةٌ إِلَى أَنَّ الْمُصِيبَ طَائِفَةٌ لا بِعَيْنِهَا.(٢)

وَيَكْفِيْ لِإِثْبَاتِ ذٰلِکَ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: "وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ". أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي "كِتَابِ الصَّلَاةِ، بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ،" بِهٰذَا اللَّفْظِ؛ وَرَوَاهُ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي "الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ،" بِلَفْظِ: يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللهِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ. وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ أَيْضًا

---

(١) الآمدي في أبكار الأفكار، ٥/٢٩٣۔

(٢) العسقلاني في فتح الباري، ١٣/٦٧، الرقم/٦٦٩٢۔

امام ابو الحسن سیف الدین آمدی شافعی نے اپنی کتاب ''أبکار الأفکار'' کی نویں فصل میں ذکر کیا ہے کہ صحابہ کے مابین جو فتنے اور جنگیں رونما ہوئیں اُن کے بارے میں کثیر شافعیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

۵۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری کی کتاب الفتن ''**باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي: إن ابني هذا لسيد**'' میں فرمایا ہے: اس آیت ﴿**وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا**﴾ 'اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو' میں باغی گروہ سے لڑنے کا حکم ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جن لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی وہ باغی تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق وصواب پر ہونے کے اعتقاد کے ساتھ لوگ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ وہ اُن مقاتلین میں سے کسی کی مذمت نہیں کرتے، بلکہ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے اجتہاد کیا اور غلطی کے مرتکب ہوئے، اور اہل سنت کا ایک چھوٹا سا طبقہ اور کثیر معتزلہ کا کہنا ہے کہ دونوں گروہ درست تھے، ایک اور طبقہ کہتا ہے کہ بلاتعین دونوں میں سے کوئی ایک گروہ حق پر تھا۔

اور (یہ بات غلط ہے کیونکہ) ایک گروہ کے حق پر ہونے کی تعیین وتصریح کے لیے یہ صحیح حدیث ہی کافی ہے جسے امام بخاری نے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ ''عمار پر رحمت ہو اُسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے۔'' امام بخاری نے اس حدیث کو ''**کتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المساجد**'' میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور اُنہوں نے دوسرے مقام پر ''**کتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار**'' میں اِن الفاظ میں روایت کیا ہے: ''وہ اُنہیں اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے آگ کی طرف بلائیں گے''۔ نیز اس کو امام ابن حبان نے بھی انہی الفاظ

بِاللَّفْظِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلاَةِ.[١]

٦. وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ "تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" وَفِيْهِ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "وَيْحَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ." فَالْحَدِيْثُ بِرِوَايَتَيْهِ مِنْ أَصَحِّ الصَّحِيْحِ، فَعَمَّارُ الَّذِي كَانَ فِي جَيْشِ عَلِيٍّ رضي الله عنه دَاعٍ إِلَى الْجَنَّةِ بِقِتَالِهِ مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه، فَعَلِيٌّ دَاعٍ إِلَى الْجَنَّةِ بِطَرِيْقِ الْأَوْلٰى. وَفِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ زِيَادَةٌ وَهِيَ: "وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ النَّاكِبَةُ عَنِ الْحَقِّ". وَعَمَّارٌ مَا نَالَ هٰذَا الْفَضْلَ إِلَّا بِكَوْنِهِ مَعَ عَلِيٍّ، فَهُوَ وَجَيْشُهُ دُعَاةٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَمُقَاتِلُوْهُمْ دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ.[٢]

٧. وَقَالَ الْحَافِظُ: وَكَانَتْ بَيْعَةُ عَلِيٍّ رضي الله عنه بِالْخِلافَةِ عَقْبَ قَتْلِ عُثْمَانَ فِي أَوَائِلِ ذِي الْحَجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلاثِيْنَ فَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ

---

(١) أخرجه البخارى في الصحيح، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المساجد، ١/١٧٢، الرقم/٤٣٦ وفي كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار، ٣/١٠٣٥، الرقم/٢٦٥٧، وابن حبّان في الصحيح، ١٥/٥٥٤، الرقم/٧٠٧٩۔

(٢) أخرجه ابن حبان في الصحيح، ١٥/١٣١، الرقم/٦٧٣٦ وفي ١٥/٥٥٣، الرقم/٧٠٧٨، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٣/٣٦٣، الرقم/٨٥٢، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٩/ ٢٩٧، والمناوي في فيض القدير، ٤/٣٥٩۔

کے ساتھ روایت کیا ہے جن الفاظ کے ساتھ امام بخاری نے **کتاب الصلاۃ** میں روایت کیا ہے۔

۶۔ اور امام ابن حبان اپنی 'صحیح' میں بیان کرتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ نیز اُس میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار پر رحمت ہو اُسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے۔'' یہ حدیث دونوں روایتوں کے ساتھ صحیح ترین حدیث ہے۔ پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے، جو معیتِ علی میں **داعی إلی الجنة** تھے، پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ بطریقِ اولیٰ **داعی إلی الجنة** تھے، اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ''عمار پر رحمت ہو اُسے وہ باغی گروہ قتل کرے گا جو حق سے ہٹ چکا ہوگا۔'' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس فضیلت کے حامل فقط سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت کی بدولت ہوئے، پس وہ اور اُن کا لشکر **داعی إلی الجنة** تھے اور اُن کے ساتھ جنگ کرنے والے **داعی إلی النار** تھے۔

۷۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری میں ماہ ذی الحجہ کے شروع میں ہوئی، تمام مہاجرین وانصار اور جملہ

وَكُلُّ مَنْ حَضَرَ، وَكَتَبَ بَيْعَتَهُ إِلَى الْآفَاقِ فَأَذْعَنُوا كُلُّهُمْ إِلَّا مُعَاوِيَةَ ﷺ فِي أَهْلِ الشَّامِ فَكَانَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ مَا كَانَ.[1]

٨. وَقَالَ الْإِمَامُ عَبْدُ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ فِي "كِتَابِ الْإِمَامَةِ": أَجْمَعَ فُقَهَاءُ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مِنْ فَرِيْقَي الْحَدِيْثِ وَالرَّأْيِ مِنْهُمْ: مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالْجَمْهُوْرُ الأَعْظَمُ مِنَ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ عَلِيًّا مُصِيْبٌ فِي قِتَالِهِ لِأَهْلِ صِفِّيْنَ كَمَا هُوَ مُصِيْبٌ فِي أَهْلِ الْجَمَلِ، وَأَنَّ الَّذِيْنَ قَاتَلُوهُ بُغَاةٌ ظَالِمُونَ لَهُ لكِنْ لَا يُكَفَّرُوْنَ بِبَغْيِهِمْ، وَقَالُوْا أَيْضاً: بِأَنَّ الَّذِيْنَ قَاتَلُوهُ بُغَاةٌ ظَالِمُونَ لَهُ لٰكِنْ لَا يَجُوْزُ تَكْفِيْرُهُمْ بِبَغْيِهِمْ.[2]

٩. وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ فِي كِتَابِهِ "الْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَقِ" فِي بَيَانِ عَقِيْدَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ: وَقَالُوْا بِإِمَامَةِ عَلِيّ ﷺ فِي وَقْتِهِ، وَقَالُوْا بِتَصْوِيْبِ عَلِيّ ﷺ فِي حُرُوْبِهِ بِالْبَصْرَةِ وَبِصِفِّيْنَ وَبِنَهْرَوَانَ. وَقَالُوْا بِأَنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ تَابَا وَرَجَعَا عَنْ قِتَالِ عَلِيّ ﷺ. ...... وَهٰذَا لِأَنَّهُمَا أَيْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ ﷺ مِنَ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمَا الْحُسْنٰى فَلَمْ يَمُوْتَا إِلَّا تَائِبَيْنِ مِنْ مُخَالَفَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِانْضِمَامِهِمَا لِلْعَسْكَرِ الْمُضَادِّ لَهُ.[3]

١٠. ثُمَّ قَالَ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِيُّ: وَقَالُوْا: إِنَّ عَائِشَةَ ﷺ قَصَدَتِ

---

(١) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٧/٧٢۔

(٢) القرطبي في التذكرة، ٢/٦٢٦؛ والمناوي في فيض القدير، ٦/٣٦٦۔

(٣) أبو منصور البغدادي في الفَرق بين الفِرَق/ ٣٤٢۔

حاضرین نے آپ کی بیعت کی، اُنہوں نے تمام اطراف میں اپنی بیعت سے متعلق لکھ بھیجا، سب نے سرِ تسلیم خم کیا، سوائے اہلِ شام میں سے حضرت معاویہ ﷜ کے، پھر اُن کے مابین وہ ہوا جو ہوا۔

۸۔ امام عبدالقاہر جرجانی اپنی کتاب ''الِامامۃ'' میں فرماتے ہیں: ''فقہائے اسلام نے فرمایا ہے: حجاز اور عراق کے محدثین اور فقہاء کرام کی دونوں طرف کی جماعتیں جن میں امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی اور متکلمین ﷭ اور جمیع مسلمین کے جمہورِ اعظم کا اجماع ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ ﷜ اہلِ صفین کے خلاف جنگ میں حق پر تھے، جیسا کہ آپ ﷜ اہلِ جَمل کے ساتھ قتال میں حق پر تھے، نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جنہوں نے حضرت علی ﷜ کے خلاف جنگ کی وہ باغی اور ظالم تھے، لیکن اُن کے خروج و بغاوت کی وجہ سے اُنہیں کافر قرار دینا جائز نہیں ہے''۔

۹۔ امام ابو منصور اپنی کتاب ''الفرَق بین الفِرق'' میں عقیدۂ اہل سنت کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ: علماء کرام نے سیدنا علی ﷜ کے زمانہ میں انہی کی خلافت کے حق ہونے کا قول کیا ہے اور بصرہ، صِفّین اور نَہر وان کی جنگوں میں بھی حضرت علی ﷜ کے حق پر ہونے کی تصریح کی ہے، اور اُنہوں نے کہا ہے: حضرت طلحہ اور زبیر ﷠ نادم و افسردہ ہوئے اور سیدنا علی ﷜ کے خلاف جنگ سے توبہ کی، اور عملاً رجوع کر لیا تھا، اور یہ اس لیے ہوا کہ حضرت طلحہ اور زبیر ﷠ اُن خوش بختوں میں سے تھے جن کے لیے جنت واجب ہوچکی تھی، اُنہوں نے انتقال سے قبل ہی امیرالمومنین سیدنا علی ﷜ کے مخالف لشکر میں شمولیت پر توبہ کر لی تھی سو اس توبہ اور رجوع کے بعد ہی ان کی وفات واقع ہوئی۔

۱۰۔ مزید برآں امام ابومنصور بغدادی نے لکھا ہے کہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ: اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ﷰ نے بھی فریقین کے مابین اصلاح کا قصد کیا تھا،

الإِصْلاحَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ فَغَلَبَهَا بَنُوْ ضَبَّةَ وَالْأَزْدُ عَلٰى رَأْيِهَا وَقَاتَلُوْا عَلِيًّا دُوْنَ إِذْنِهَا حَتّٰى كَانَ مِنَ الأَمْرِ مَا كَانَ. فَعَائِشَةُ ﵂ أَنَّهَا وَقَفَتْ فِي الْعَسْكَرِ الْمُضَادِّ لِعَلِيٍّ ﵁، وَمَا كَانَ لَهَا أَنْ تَقِفَ، لٰكِنَّهَا لَمْ تَمُتْ حَتّٰى رَجَعَتْ مِن ذٰلِكَ، فَإِنَّهَا ﵂ كَانَتْ حِيْنَ تَذْكُرُ تِلْكَ الْوَاقِعَةَ تَبْكِي حَتّٰى تَبُلَّ خِمَارَهَا مِنْ دُمُوْعِهَا.[١]

وَقَالَ: أَجْمَعُوْا أَنَّ عَلِيًّا مُصِيْبٌ فِي قِتَالِهِ أَهْلَ صِفِّيْنَ مُعَاوِيَةَ ﵁ وَعَسْكَرَهُ. وَقَالُوْا أَيْضًا: بِأَنَّ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْهُ بُغَاةٌ ظَالِمُوْنَ لَهُ وَلٰكِنْ لَّا يَجُوْزُ تَكْفِيْرُهُمْ بِبَغْيِهِمْ.[٢]

١١. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي فَتْحِ الْبَارِي تَحْتَ بَابِ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَيَقُولُ: وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ.[٣]

فَائِدَةٌ: رَوَى حَدِيثاً 'تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ' جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ كَمَا تَقَدَّمَ وَأُمُّ سَلَمَةَ عِنْدَ مُسْلِمٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عِنْدَ النَّسَائِيِّ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَحُذَيْفَةُ وَأَبُو أَيُّوبَ وَأَبُو رَافِعٍ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَمُعَاوِيَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَأَبُو الْيُسْرِ وَعَمَّارٌ نَفْسُهُ وَكُلُّهَا عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ وَغَيْرِهِ

(١) أبو منصور البغدادي في الفَرق بين الفِرَق/ ١٠١-١٠٢۔
(٢) المناوي في فيض القدير، ٦/٣٦٦۔
(٣) ابن حجر العسقلاني في فتح البارى، ١/٥٤٢۔

لیکن اُن کی سوچ پر شروع کر دی بنوضبہ اور بنو ازد غالب آ گئے اور ان دونوں قبیلوں کے شر پسند لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت و اطلاع کے بغیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ شروع کر دی، حتیٰ کہ وہ کچھ ہوا جو ہوا۔ پس سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس لشکر میں جا کھڑی ہوئی تھیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں آیا تھا، اُنہیں اُس لشکر میں کھڑا ہونا مناسب نہیں تھا، لیکن اُنہوں نے بھی وصال سے قبل اس سے رجوع کر لیا تھا، اور وہ جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتیں، اتنا روتی تھیں کہ اپنے دوپٹہ کو آنسوؤں سے تر کر دیتی تھیں۔

پھر مزید لکھتے ہیں: علماء کرام کا اجماع ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے لشکر کے ساتھ قتالِ معرکہ صفین میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔ نیز اُنہوں نے کہا ہے: جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی وہ سب اُن سے نا انصافی وظلم کرنے والے اور باغی تھے لیکن اُن کی اس حد درجہ مخالفت کے باوجود اُن کی تکفیر جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں **''باب التعاون في بناء المسجد''** میں حدیث **''تقتله الفئة الباغية''** کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فائدہ: حدیث **''تقتل عمارا الفئة الباغية''** کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے: اُن میں سے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے، اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جیسا کہ امام مسلم نے روایت کیا ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ امام ترمذی نے روایت کیا ہے، اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما جیسا کہ امام نسائی نے روایت کیا ہے اور حضرت عثمان بن عفان، حضرت حذیفہ، حضرت ابو ایوب، حضرت ابورافع، حضرت خزیمہ بن ثابت، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابو الیسر اور خود سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے، یہ تمام طرق امام طبرانی اور دوسرے محدثین کرام کے ہاں

وَغَالِبُ طُرُقِهَا صَحِيحَةٌ أَوْ حَسَنَةٌ وَفِيهِ عَنْ جَمَاعَةٍ آخَرِينَ يَطُولُ عَدُّهُمْ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَفَضِيلَةٌ ظَاهِرَةٌ لِعَلِيٍّ وَلِعَمَّارٍ وَرَدٌّ عَلَى النَّوَاصِبِ الزَّاعِمِينَ أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ مُصِيبًا فِي حُرُوبِهِ.

فَإِنْ قِيلَ: كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّينَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ؟ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّينَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُونِهِمْ، فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَلِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذْ ذَاكَ وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ ذَلِكَ لَكِنَّهُمْ مَعْذُوْرُوْنَ لِلتَّأْوِيْلِ الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ.(١)

وَقَالَ ابْنُ بَطَّالٍ تَبَعًا لِلْمُهَلَّبِ إِنَّمَا يَصِحُّ هَذَا فِي الْخَوَارِجِ الَّذِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَمَّارًا يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ وَلَا يَصِحُّ فِي أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَتَابَعَهُ عَلَى هَذَا الْكَلَامِ جَمَاعَةٌ مِنَ الشُّرَّاحِ وَفِيهِ نَظَرٌ مِنْ أَوْجُهٍ:

لِأَنَّ الْخَوَارِجَ إِنَّمَا خَرَجُوا عَلَى عَلِيٍّ بَعْدَ قَتْلِ عَمَّارٍ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِذَلِكَ فَإِنَّ ابْتِدَاءَ أَمْرِ الْخَوَارِجِ كَانَ عَقِبَ التَّحْكِيمِ وَكَانَ

---

(١) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١/٥٤٢-٥٤٣.

پائے جاتے ہیں اور اکثر طرق صحیح یا حسن ہیں اور اس حدیث کے راویوں میں ایک اور جماعت کا نام بھی ہے جن کی فہرست طویل ہے، اور اس حدیث میں دلائل نبوت میں سے واضح دلیل ہے، اور سیدنا علی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی کھلی فضیلت ہے، اور نواصب کی تردید ہے جو گمان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی جنگوں میں حق پر نہیں تھے۔

اگر کہا جائے کہ اُن کی شہادت صفین کی جنگ میں ہوئی، جبکہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے اور جنہوں نے اُنہیں شہید کیا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی تھے اور اُس کے ساتھ بھی صحابہ کی ایک جماعت تھی، لہٰذا اُنہیں داعی الی النار کہنا کیونکر جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود کو داعی الی الجنۃ سمجھتے تھے اور وہ مجتہد تھے، (سو) ان پر اُن کے گمان کی پیروی میں کوئی ملامت نہیں، لیکن فی الحقیقت جنت کی طرف بلانے سے مراد اُس کے صحیح راستے اور سبب کی طرف بلانا ہے اور وہ امامِ برحق کی طاعت ہے، اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سب مخالفین کو طاعتِ علی المرتضی کی طرف بلاتے تھے کیونکہ اُس وقت وہی واجب الاطاعت امامِ برحق تھے، جبکہ وہ لوگ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت) اس کے برعکس معاملہ کی طرف بلا رہے تھے لیکن وہ اُس تاویل کی وجہ سے معذور تھے جو اُنہیں سوجھی تھی۔

ابن بطال نے مہلّب کی پیروی میں کہا ہے: یہ بات اُن خوارج کے بارے میں درست ہے جن کی طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا کہ وہ اُنہیں جماعت کی طرف بلائیں، اور یہ بات صحابہ میں سے کسی ایک کے بارے میں کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس بات میں شارحین کی ایک جماعت نے اُن کی پیروی کی ہے لیکن اس میں کئی وجوہ سے کلام (یعنی اعتراض) ہے۔

اس لیے کہ خوارج نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد کیا تھا، اس سلسلے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ خوارج کے معاملہ کا آغاز تحکیم کے

التَّحْكِيمُ عَقِبَ انتِهَاءِ الْقِتَالِ بِصِفِّينَ وَكَانَ قَتْلُ عَمَّارٍ قَبْلَ ذٰلِكَ قَطْعًا فَكَيْفَ يَبْعَثُهُ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ بَعْدَ مَوْتِهِ.[١]

١٢. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ أَيْضًا: "وَدَلَّ حَدِيثُ: "تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" عَلٰى أَنَّ عَلِيًّا كَانَ الْمُصِيبَ فِي تِلْكَ الْحَرْبِ لِأَنَّ أَصْحَابَ مُعَاوِيَةَ قَتَلُوهُ، وَقَدْ أَخْرَجَ الْبَزَّارُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: "كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ وَقَدْ خَرَجَ أَهْلُ دِينِكُمْ يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ وُجُوهَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ: اُنْظُرُوا الْفِرْقَةَ الَّتِي تَدْعُوْ إِلٰى أَمْرِ عَلِيٍّ ؓ فَالْزِمُوهَا فَإِنَّهَا عَلَى الْحَقِّ". وَأَخْرَجَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ؓ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ مُعَاوِيَةَ غَلَبَةُ عَلِيٍّ ؓ عَلٰى أَهْلِ الْجَمَلِ دَعَا إِلَى الطَّلَبِ بِدَمِ عُثْمَانَ فَأَجَابَهُ أَهْلُ الشَّامِ، فَسَارَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ فَالْتَقَيَا بِصِفِّيْنَ"، وَقَدْ ذَكَرَ يَحْيىٰ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ أَحَدُ شُيُوخِ الْبُخَارِيِّ فِي كِتَابِ صِفِّيْنَ فِي تَأْلِيْفِهِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ ؓ: "أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوَ أَنْتَ مِثْلُهُ؟، قَالَ: لَا، وَإِنِّي لَا لَأَعْلَمُ أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ، وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوماً وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَوَلِيُّهُ أَطْلُبُ بِدَمِهِ، فَأْتُوا عَلِيًّا فَقُوْلُوا لَهُ: يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالَ: يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ

---

(١) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١/٥٤٢۔

بعد اور جنگ صفین کے خاتمہ پر ہوا، جبکہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت قطعی طور پر اس سے قبل (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے ہاتھوں) ہو چکی تھی، سو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں اُن کے شہید ہو جانے کے بعد خوارج کی طرف کیسے بھیج دیا تھا؟ (یہ بات خلافِ واقعہ اور خلافِ حقیقت ہے۔)

۱۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں مزید لکھتے ہیں: حدیث ''**تقتل عمارا الفئة الباغية**'' دلالت کرتی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان تمام جنگوں میں حق پر تھے، کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ امام بزار سندِ جید کے ساتھ حضرت زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بیان کیا: ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، اُنہوں نے فرمایا: اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا درآنحالیکہ تمہارے ہی دین والے خروج کریں گے اور ایک دوسرے پر تلواروں کے ساتھ حملہ آور ہوں گے؟ لوگوں نے عرض کیا: پھر آپ ہمیں (اس وقت کے لیے) کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تم اُس گروہ پر نظر رکھنا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے امر کی طرف بلا رہا ہو، اسی کی پیروی کرنا یقیناً وہ حق پر ہوگا۔ امام یعقوب بن سفیان سندِ جید کے ساتھ امام زھری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بیان کیا: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہل جمل پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے غلبہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے لوگوں کو قصاصِ عثمان کے مطالبے کی طرف بلایا، اس پر اہل شام نے لبیک کہا۔ پھر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑے، نتیجۃً صفین کے مقام پر آمنا سامنا ہوا، امام بخاری کے ایک شیخ یحییٰ بن سلیمان جعفی نے ''کتاب صفین'' میں ابو مسلم خولانی سے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے حضرت معاویہ کو کہا: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلافت میں تنازعہ کرتے ہیں کیا آپ اُن کی مثل ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں، میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے افضل ہیں اور اس امر میں مجھ سے زیادہ حق دار ہیں، لیکن تم جانتے ہو کہ عثمان ظلماً قتل کیے گئے اور میں اُن کا چچازاد اور وارث ہوں، اُن کا قصاص مانگتا ہوں۔ تم علی کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ قاتلینِ عثمان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور اُن سے بات کی تو اُنہوں نے فرمایا: وہ میری بیعت میں داخل ہوں

وَيُحاكِمُهُمْ إِلَيَّ، فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ ﵁ فَسَارَ عَلِيٌّ فِي الْجُيُوشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّيْنَ، وَسَارَ مُعَاوِيَةُ ﵁ حَتّٰى نَزَلَ هُنَاكَ وَذٰلِكَ فِي ذِي الْحَجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلاثِيْنَ، فَتَراسَلُوا فَلَمْ يَتِمَّ لَهُمْ أَمْرٌ، فَوَقَعَ الْقِتَالُ.(١)

١٣. قَالَ الْحَافِظُ: "وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَبِي الرِّضَا سَمِعْتُ عَمَّارًا يَوْمَ صِفِّيْنَ يَقُوْلُ: "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَنِفَهُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ مُحْتَسِبًا"، وَمِنْ طَرِيقِ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ: كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عَمَّارٍ فَقَالَ رَجُلٌ: كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ عَمَّارٌ: لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِكَ نَبِيُّنَا وَاحِدٌ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ حَادُوْا عَنِ الْحَقِّ فَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوْا.(٢)

١٤. وَذَكَرَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي "الْمَطَالِبِ الْعَالِيَةِ" بَابُ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ: أَنَّ صَاحِبَيْ عَلِيٍّ ﵁ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْكَوَّاءِ وَابْنَ عِبَادٍ سَأَلَاهُ عَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ قَالَا: فَأَخْبِرْنَا عَنْ قِتَالِكَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ (يَعْنِيَانِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ) صَاحِبَاكَ فِي الْهِجْرَةِ وَصَاحِبَاكَ فِي بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَصَاحِبَاكَ فِي الْمَشُوْرَةِ: فَقَالَ: بَايَعَانِي بِالْمَدِيْنَةِ وَخَالَفَانِي بِالْبَصْرَةِ.(٣)

(١) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١٣/٨٥-٨٦۔

(٢) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ١٣/٨٦۔

(٣) ابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، باب قتال أهل البغي، ١٨/١٠٢، الرقم/ ٤٣٩٤، وأيضًا في فتح الباري، ١٣/٥٥۔

اور اُن کا کیس میرے پاس لائیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق سے ایک لشکر کے ساتھ نکلے، اور صفین میں اترے، اُدھر سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چلے، وہ بھی وہیں اترے، یہ واقعہ ذی الحج ۳۶ ہجری میں ہوا، پھر اُنہوں نے باہم مراسلات کا سلسلہ شروع کیا لیکن معاملہ کسی کنارے نہ لگا، بالآخر جنگ واقع ہوگئی۔

۱۳۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ سند جید کے ساتھ حضرت ابو الرضا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: میں نے جنگِ صفین میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص چاہتا ہے کہ اسے جنت کی خوبصورت آنکھوں والی حوروں کا ساتھ نصیب ہو، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے امر کا احتساب کرتے ہوئے دو صفوں کے درمیان آ جائے (یعنی اس معرکہ حق میں شریک ہو)۔ زیاد بن حارث بیان کرتے ہیں: میں عمار رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھا کہ ایک شخص نے کہا: اہلِ شام کفر کے مرتکب ہو گئے ہیں، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مت کہو، ہم سب کے نبی ایک ہی ہیں، لیکن وہ ایسی قوم ہے جو جادۂ حق سے ہٹ گئی ہے، لہٰذا ہم پر واجب ہوگیا ہے کہ اُن سے جنگ کریں، یہاں تک کہ وہ حق کی طرف پلٹ آئیں۔

۱۴۔ حافظ ابن حجر ''المطالب العالية، باب قتال أهل البغي'' میں لکھتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دو ساتھی عبداللہ بن الکواء اور ابن عباد نے اُن سے پوچھا: آپ ہمیں ان دو شخصوں یعنی حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کی وجہ بتلائیں جو ہجرت میں، بیعتِ رضوان میں اور مشاورت میں ہمیشہ آپ کے ساتھی تھے۔ فرمایا: ان حضرات نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں آ کر توڑ دی۔ اگر کوئی شخص ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر کے توڑ دیتا تو میں اُس کے ساتھ بھی اسی طرح جنگ کرتا۔

وَعَزَاهُ لِإِسْحٰق بْنِ رَاهُوَيْهِ، قَالَ الْحَافِظُ الْبُوْصِيْرِيُّ: رَوَاهُ إِسْحٰقُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ.

١٥. وَقَالَ الإِمَامُ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ الْحَنَفِيُّ: قُلْتُ: كَيْفَ يُقَالُ: كَانَ مُعَاوِيَةُ مُخْطِئًا فِي اجْتِهَادِهٖ، فَمَا كَانَ الدَّلِيْلُ فِي اجْتِهَادِهٖ؟ وَقَدْ بَلَغَهُ الْحَدِيْثُ الَّذِي قَالَا: وَيْحَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، وَابْنُ سُمَيَّةَ هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، وَقَدْ قَتَلَهُ فِئَةُ مُعَاوِيَةَ، أَفَلَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ سَوَاءً بِسَوَاءٍ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ؟[1]

١٦. وَقَالَ الْمُلَّا عَلِيٌّ الْقَارِئُ فِي الْمِرْقَاةِ: (تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ:) قَالَ الطِّيْبِيُّ: تَرَحَّمَ عَلَيْهِ بِسَبَبِ الشِّدَّةِ الَّتِي يَقَعُ فِيْهَا عَمَّارٌ مِنْ قِبَلِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ يُرِيْدُ بِهٖ مُعَاوِيَةَ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ، وَقَالَ ابْنُ الْمَلِكِ: اِعْلَمْ أَنَّ عَمَّارًا قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ وَفِئَتُهُ فَكَانُوْا طَاغِيْنَ بَاغِيْنَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، لِأَنَّ عَمَّارًا كَانَ فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْإِمَامَةِ فَامْتَنَعُوْا عَنْ بَيْعَتِهٖ. وَحُكِيَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ يُؤَوِّلُ مَعْنَى الْحَدِيْثِ وَيَقُوْلُ: ''نَحْنُ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ طَالِبَةٌ لِدَمِ عُثْمَانَ'' وَهٰذَا كَمَا تَرٰى تَحْرِيْفٌ، إِذْ مَعْنٰى طَلَبِ الدَّمِ غَيْرُ مُنَاسِبٍ هُنَا، لِأَنَّهُ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ فِي إِظْهَارِ فَضِيْلَةِ عَمَّارٍ وَذَمِّ قَاتِلِهٖ، لِأَنَّهُ جَاءَ فِي طَرِيْقِ وَيْحٍ. قُلْتُ: ''وَيْحٌ'' كَلِمَةٌ تُقَالُ لِمَنْ وَقَعَ فِي هَلَكَةٍ لَا يَسْتَحِقُّهَا فَيَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ وَيُرْثٰى لَهُ

---

(١) العيني في عمدة القاري، ٢٤/١٩٢، الرقم/٧٠٨٣ـ

اس حدیث کو اسحاق بن راھویہ نے روایت کیا ہے، امام بوصیری نے فرمایا ہے: اس کو امام اسحاق نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

١٥۔ امام بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں: ''میں کہتا ہوں: یہ کیسے کہہ دیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں خطا کی سوال یہ ہے کہ ان کے اجتہاد پر دلیل کیا ہے؟ حالانکہ انہیں وہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن سمیہ پر رحمت ہو، اِس کو باغی گروہ قتل کرے گا، ابن سمیہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اُنہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے ہی شہید کیا تھا۔ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی نہیں کہ ان کا معاملہ برابر برابر ہو جائے، چہ جائیکہ ان کے لیے (غلط اجتہاد کا) اجر واحد ہو؟''۔

١٦۔ ملا علی قاری ''مرقاۃ المفاتیح'' میں فرماتے ہیں: ''**تقتلک الفئة الباغیة**'': امام طیبی فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ پر رحم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کیونکہ وہ باغی گروہ کی جانب سے بہت اذیت میں مبتلا ہونے والے تھے، اس سے آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی جماعت مراد لی ہے، کیونکہ حضرت عمار بن یاسر صفین کی جنگ میں شہید کیے گئے تھے۔ محدث ابن الملک کہتے ہیں: جان لیجئے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے گروہ نے شہید کیا تھا، لہٰذا اس حدیث کی رو سے وہ باغی اور طاغی قرار پائے، کیونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ لشکرِ مرتضوی میں تھے اور وہی خلافت کے حق دار تھے، اُن لوگوں نے اُن کی بیعت سے روگردانی کی تھی۔ منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے معنیٰ میں تاویل کی تھی اور کہا تھا: ''**ھم فئة باغیة** (وہ باغی گروہ ہیں) یہ قصاصِ عثمان کے مطالبہ کے معنیٰ میں ہے''۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ تحریف ہے، کیونکہ اس مقام پر ''**بغي**'' بمعنی مطالبہ کوئی مناسبت نہیں رکھتا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اُن کے قاتل کی مذمت میں ذکر فرمائی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ ''وَیحَ'' سے آیا ہے۔ میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں: لفظ ''وَیحَ'' اُس شخص کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے جو کسی مصیبت کا شکار ہونے والا ہو اور بے گناہ ہو تو اس پر رحم کھاتے اور افسوس کرتے ہوئے یہ لفظ بولا جاتا

بِخِلافِ "وَيْلٍ" فَإِنَّهَا كَلِمَةُ عُقُوْبَةٍ تُقَالُ لِلَّذِي يَسْتَحِقُّهَا وَلا يَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ، هٰذَا وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِرِوَايَةِ الإِمَامِ أَحْمَدَ وَالْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا "وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ" وَهٰذَا كَالنَّصِّ الصَّرِيْحِ فِي مَعْنَى الصَّحِيْحِ الْمُتَبَادِرِ مِنَ الْبَغْيِ الْمُطْلَقِ فِي الْكِتَابِ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالىٰ: ﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ [النحل، ١٦/٩٠]، وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ: ﴿فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى﴾ [الحجرات، ٤٩/٩]، فَإِطْلَاقُ اللَّفْظِ الشَّرْعِيِّ عَلٰى إِرَادَةِ الْمَعْنَى اللُّغْوِيِّ عُدُوْلٌ عَنِ الْعَدْلِ وَمَيْلٌ إِلَى الظُّلْمِ الَّذِيْ هُوَ وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْبَغْيَ بِحَسْبِ الْمَعْنَى الشَّرْعِيِّ وَلِإِطْلَاقِ الْعُرْفِيِّ خُصَّ مِنْ عُمُوْمِ مَعْنَى الطَّلَبِ اللُّغَوِيِّ إِلٰى طَلَبِ الشَّرِّ الْخَاصِّ بِالْخُرُوْجِ الْمَنْهِيِّ، فَلَا يَصِحُّ أَنْ يُّرَادَ بِهِ طَلَبُ دَمِ خَلِيْفَةِ الزَّمَانِ وَهُوَ عُثْمَانُ رضي الله عنه.

وَقَدْ حُكِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ تَأْوِيْلٌ أَقْبَحُ مِنْ هٰذَا حَيْثُ قَالَ: إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَفِئَتُهُ حَيْثُ حَمَلَهُ عَلَى الْقِتَالِ وَصَارَ سَبَبًا لِقَتْلِهِ فِي الْمَآلِ، فَقِيْلَ لَهُ فِي الْجَوَابِ: فَإِذَنْ قَاتِلُ حَمْزَةَ هُوَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَيْثُ كَانَ بَاعِثًا لَهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالىٰ حَيْثُ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِقِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْهِ مُعْجِزَاتٌ ثَلَاثٌ، إِحْدَاهَا: أَنَّهُ سَيُقْتَلُ، وَثَانِيْهَا: أَنَّهُ مَظْلُوْمٌ، وَثَالِثُهَا: أَنَّ قَاتِلَهُ بَاغٍ مِنَ الْبُغَاةِ. وَالْكُلُّ صِدْقٌ وَحَقٌّ.

ہے، بخلاف لفظ ''وَیل'' کے، یہ کلمہ اظہارِ سختی کے لیے اُس شخص کے بارے میں بولا جاتا ہے جو اُس سختی کا حقدار ہو اور قابلِ رحم نہ ہو۔ اس لغوی تائید کے علاوہ اس سلسلے میں ''الجامع الصغیر'' میں بروایت امام احمد و امام بخاری، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک حدیث میں آیا ہے:
''عمار پر رحمت ہو اُسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُنہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے''۔ اور یہ حدیث معنیٰ کی صحت میں نص صریح کی مانند ہے، ایسا صریح معنی جو بغاوتِ مطلق کے لیے فوری طور پر ذہنوں میں آتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وہ بے حیائی، برائی اور بغاوت سے منع کرتا ہے﴾ اور ارشادِ الٰہی: ﴿پس اگر اُن میں سے ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے﴾ پس لفظ شرعی کا اطلاق اپنے مطلب کے معنی کی طرف پھیرنا عدل سے روگردانی اور ظلم کی طرف میلان ہے۔ ظلم یہ ہے کہ کسی چیز کو اُس کے مقام پر نہ رکھا جائے''۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ''لفظِ بغي'' اپنے شرعی معنی اور عرفی اطلاق کے لحاظ سے ''طلب کرنے'' کے عمومی معنی کے بجائے ''خروج'' کے ممنوع اور قبیح شر کے معنیٰ خصوصی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو خلیفۂ زمان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبے کا معنیٰ پہنانا ہرگز درست نہیں ہے۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس سے بھی زیادہ قبیح تاویل منقول ہے، اُنہوں نے کہا:
حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے گروہ نے قتل کیا، اس لحاظ سے کہ اُنہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو جنگ پر ابھارا اور انجام کار وہ جنگ اُن کے قتل کا باعث بنی۔ اُنہیں جواباً کہا گیا ہے: پھر تو سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے قاتل (العیاذ باللہ تعالیٰ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتے ہیں کیونکہ آپ ہی نے اُنہیں اس جنگ پر آمادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا بھی قاتل ہونا لازم آتا ہے، کیونکہ اُسی نے مومنین کو مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (اسی طرح دیگر شہداء صحابہ کے قتل کا الزام بھی معاذ اللہ! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے گا)۔ فی الجملہ یہ کہ اس حدیث میں تین معجزات ہیں: **ایک** یہ کہ عمار عنقریب شہید کیے جائیں گے، **دوسرا** یہ کہ وہ مظلوم ہوں گے اور **تیسرا** یہ کہ اُن کا قاتل باغیوں میں سے ایک باغی ہوگا۔ یہ تمام باتیں سچ اور حق

ثُمَّ رَأَيتُ الشَّيخَ أَكمَلَ الدِّينِ قَالَ: الظَّاهِرُ أَنَّ هٰذَا أَي التَّأْوِيلَ السَّابِقَ عَنْ مُعَاوِيَةَ. وَمَا حُكِيَ عَنْهُ أَيْضًا مِنْ أَنَّهُ قَتَلَهُ مَنْ أَخْرَجَهُ لِلْقِتَالِ وَحَرَّضَهُ عَلَيْهِ كُلٌّ مِنهُمَا افْتِرَاءٌ عَلَيْهِ، أَمَّا الْأَوَّلُ فَتَحْرِيفٌ لِلْحَدِيثِ، وَأَمَّا الثَّانِي فَلِأَنَّهُ مَا أَخْرَجَهُ أَحَدٌ بَلْ هُوَ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ قَاصِدًا لِإِقَامَةِ الْفَرْضِ، وَإِنَّمَا كَانَ كُلٌّ مِّنْهُمَا افْتِرَاءً عَلىٰ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهُ ﵁ أَعْقَلُ مِنْ أَنْ يَقَعَ فِي شَيْءٍ ظَاهِرِ الْفَسَادِ عَلَى الْخَاصِّ وَالْعَامِّ. قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَّرْجِعَ عَنْ بَغْيِهِ بِإِطَاعَتِهِ الْخَلِيْفَةَ وَيَتْرُكَ الْمُخَالَفَةَ وَطَلَبَ الْخِلَا فَةِ الْمُنِيْفَةِ، فَتَبَيَّنَ بِهٰذَا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَاطِنِ بَاغِيًا، وَفِي الظَّاهِرِمُتَسْتِرًا بِدَمِ عُثْمَانَ مُرَاعِيًا مُرَائِيًا، فَجَاءَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلَيْهِ نَاعِيًا، وَعَنْ عَمَلِهِ نَاهِيًا، لٰكِنْ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا، فَصَارَ عِنْدَهُ كُلُّ مَنْ فِي الْقُرْآنِ وَالْحَدِيْثِ مَهْجُوْرًا. فَرَحِمَ اللهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ، وَتَوَلَّى الْاِقْتِصَادَ فِي الْاِعْتِقَادِ، لِئَلَّا يَقَعَ فِي جَانِبَي سَبِيْلِ الرَّشَادِ مِنَ الرَّفْضِ وَالنَّصْبِ بِأَنْ يُّحِبَّ جَمِيْعَ الآلِ وَالصَّحْبِ.[١]

١٧. قَالَ الْمُنَاوِيُّ فِي ”فَيْضِ الْقَدِيْرِ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ“: (تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) قَالَ الْقَاضِي فِي شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ: يُرِيْدُ بِهِ مُعَاوِيَةَ وَقَوْمَهُ وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِي بَغْيِ طَائِفَةِ مُعَاوِيَةَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا عَمَّارًا فِي وَقْعَةِ صِفِّيْنَ وَأَنَّ الْحَقَّ مَعَ عَلِيٍّ ﵁ وَهُوَ مِنَ الْأَخْبَارِ بِالْمُغَيَّبَاتِ (يَدْعُوْهُمْ) أَيْ عَمَّارٌ يَدْعُوْ الْفِئَةَ

(١) الملا علي القاري في المرقاة شرح المشكاة، ١١/١٧-١٨۔

ثابت ہوئیں۔ پھر میں نے شیخ اکمل الدین کے کلام کو دیکھا، اُنہوں نے کہا: ظاہر یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ تاویل اور اُن کی طرف سے جو نقل کیا گیا ہے، اُنہوں نے کہا کہ حضرت عمار کا قاتل وہ شخص ہے جو اُنہیں میدان میں لایا اور جنگ پر اُبھارا، یہ دونوں باتیں اُن پر بہتان ہیں۔ پہلی بات تحریفِ حدیث کے معنیٰ میں آتی ہے، اور دوسری بات اس لیے غلط ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے نہیں نکالا تھا، بلکہ وہ ازخود اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ اور ادائیگی فرض کے جذبہ سے نکلے تھے۔ یہ دونوں باتیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان لگتی ہیں، اس لیے کہ وہ ایسی تاویل میں پڑنے سے زیادہ عقل مند تھے۔ اس تاویل کا فاسد ہونا ہر خاص و عام پر واضح اور ظاہر ہے۔ میں (علی القاری) کہتا ہوں: اس صورت میں تو اُن پر واجب تھا کہ وہ بغاوت کو چھوڑتے ہوئے خلیفۂ برحق کی اطاعت کی طرف رجوع کرتے، مخالفت ترک کر دیتے اور خلافتِ عظمیٰ کی طلب سے باز آ جاتے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ باطن میں باغی تھے اور ظاہراً قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کی آڑ لے کر دِکھاوا کرنے والے تھے۔ پس یہ حدیث ان پر طعن کرنے والی ہے اور ان کی اتباع سے روکنے والی ہے، لیکن وہی ہو کر رہا جو تقدیر میں لکھا تھا سو ان کے نزدیک جو کچھ قرآن وحدیث میں مرقوم تھا سب متروک ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی اُس شخص پر رحمت ہو جس نے انصاف کیا اور تعصب اور بے راہ روی سے کنارہ کیا اور اعتقاد میں اعتدال کو محبوب رکھا، تاکہ وہ رُشد و ہدایت کے راستے سے ہٹ کر رافضیت اور ناصبیت میں مبتلا نہ ہو اور جمیع آل و اصحاب سے محبت کرے۔

١٧۔ امام مناوی نے ''فیض القدیر شرح الجامع الصغیر'' میں ''**تقتله الفئة الباغية**'' کی تشریح میں کہا ہے: قاضی بیضاوی نے ''شرح المصابیح'' میں فرمایا ہے کہ: اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کا گروہ مراد ہے، اور یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے گروہ کے باغی ہونے میں صریح ہے (یعنی اس میں کسی تاویل، شرح اور وضاحت کی کوئی حاجت نہیں ہے)، اُنہوں نے ہی جنگِ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور حق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور یہ غیبی خبروں میں سے ہے۔ ''**يدعوهم**'' (وہ اُنہیں بلائے گا) یعنی عمار اُس گروہ کو بلائیں گے جو

وَهُمْ أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْهُ بِوَقْعَةِ صِفِّيْنَ فِي الزَّمَانِ الْمُسْتَقْبَلِ (إِلَى الْجَنَّةِ) أَيْ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ الْحَقِّ (وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى) سَبَبِ (النَّارِ) وَهُوَ عِصْيَانُهُ وَمُقَاتَلَتُهُ، قَالُوْا: وَقَدْ وَقَعَ ذٰلِكَ فِي يَوْمِ صِفِّيْنَ دَعَاهُمْ فِيْهِ إِلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ، وَقَتَلُوْهُ فَهُوَ مُعْجِزَةٌ لِلْمُصْطَفٰى ﷺ وَعَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ نُبُوَّتِهِ.[1]

وَقَدْ جَاءَ فِي فَضَائِلِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ، فَهُوَ مِنَ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ وَمِنْ أَوَائِلِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ أَظْهَرُوْا إِسْلَامَهُمْ، وَقَدْ وَصَفَهُ الرَّسُوْلُ ﷺ بِالطَّيِّبِ الْمُطَيِّبِ.[2]

أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْمَنَاقِبِ وَابْنُ مَاجَه فِي 'الْمُقَدَّمَةِ' بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

١٨. قَالَ الْقَاضِي أَبُوْ بَكْرِ ابْنُ الْعَرَبِيِّ الْمَالِكِيُّ فِي شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ: وَقَدْ كَانَ عَمَّارٌ بَرِيْئاً عَنِ الْخُبْثِ مُبَرِّئًا غَيْرَهُ عَنْهُ، وَتَبْرِئَتُهُ لِلْغَيْرِ بِأَنَّ أُمَّةً كَانَ فِيْهَا لَاخُبْثَ عِنْدَهَا، لِأَنَّهُ طَيِّبُهَا، أَيْ شَهِدَ لَهَا بِالطَّيِّبِ بِكَوْنِهِ فِيْهَا، كَمَا شَهِدَ عَلَى الْأُخْرىٰ بِالْبَغْيِ لِكَوْنِهِ عَلَيْهَا، بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فِي عَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ

---

(١) المناوي في فيض القدير، ٦/٣٦٥۔

(٢) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر، ٥/٦٦٨، الرق/ ٣٧٩٨، وابن ماجه في السنن، كتاب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، باب فضل عمار بن ياسر، ١/٥٢، الرقم/ ١٤٦۔

کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہوں گے جنہوں نے اُنہیں زمانۂ مستقبل میں صفین میں قتل کرنا تھا۔ ’’إلی الجنة‘‘ جنت کی طرف سے مراد سببِ جنت کی طرف بلانا ہے اور وہ امامِ حق کی طرف بلانا ہے۔ ’’ویدعونه إلی النار‘‘: اور وہ لوگ اُسے جہنم کی طرف بلائیں گے، اس کا معنیٰ اُس کے سبب کی طرف بلانا ہے اور وہ خلیفۂ حق کی نافرمانی اور اُس کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ علماء نے کہا ہے: یہ سب کچھ صفین میں وقوع پذیر ہوا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اُنہیں امامِ حق کی طرف بلایا تھا اور اُنہوں نے اُنہیں شہید کر دیا تھا۔ پس یہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل بڑی ہے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ سابقین اولین میں سے تھے اور اُن اولین صحابہ کرام میں سے تھے جنہوں نے آغاز ہی میں اسلام کا اظہار کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں پاکیزہ اور پاک کنندہ فرمایا ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے ’’کتاب المناقب‘‘ میں اور امام ابن ماجہ نے ’’مقدمہ‘‘ میں سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۸۔ قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ’’حضرت عمار رضی اللہ عنہ خود خُبث یعنی پلیدی سے پاک تھے اور دوسروں کو پلیدی سے پاک کرنے والے تھے، دوسروں کو پاک اور مبراء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس لشکر میں تھے وہ لشکر نیت کی پلیدی سے دور تھا، اس لیے یہ اُن کے حق میں مطَیِّب (پاکیزہ کرنے والے) تھے، یعنی اِن کی اُس گروہ میں موجودگی اُس گروہ کے پاک ہونے کی عملی گواہی تھی، جیسا کہ ان کا دوسرے گروہ کے خلاف ہونا اس گروہ کے باغی ہونے کی گواہی تھی، اس لیے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: (تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) اس کا مطلب ہے:

الْبَاغِيَةُ. أَيِ الطَّالِبَةُ لِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنَّمَا كَانَتْ تَطْلُبُ الدُّنْيَا وَلٰكِنْ بِاجْتِهَادٍ.(١)

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِي سُنَنِهٖ، كِتَابُ الْإِيْمَانِ وَشَرَائِعِهٖ، بَابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيْمَانِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: "مُلِئَ عَمَّارٌ إِيْمَانًا إِلٰى مَشَاشِهٖ.(٢)

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ بِسَنَدٍ مُتَّصِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَشَاءُ أَنْ أَقُوْلَ فِيْهِ إِلَّا قُلْتُ إِلَّا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ عَمّارَبْنَ يَاسِرٍ حُشِيَ مَا بَيْنَ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ إِلٰى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ إِيْمَانًا.(٣)

وَفِي حَدِيْثٍ آخَرَ: مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ اللهُ.(٤)

أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ فِي الْمُسْنَدِ، وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ.

---

(١) ابن العربي المالكي في عارضة الأحوذي، ١٣/١٦٩-١٧٠۔

(٢) أخرجه النسائي في السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب تغافل أهل الإيمان، ٨/١١١، الرقم/ ٥٠٠٧؛ وابن ماجه في السنن، باب في فضائل أصحاب رسول اللّٰه ﷺ، فضل عمار بن ياسر، ١/٥٢، الرقم/١٤٧، وذكره ابن الأثير في جامع الأصول، ٩/٤٦، الرقم/٦٥٨٥۔

(٣) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/١١٣٨۔

(٤) أخرجه أحمد في المسند، ٤/٨٩، الرقم/١٦٨٦٠، والحاكم في ←

ناحق کو طلب کرنے والا گروہ، اور وہ گروہ محض دنیا کا طالب تھا لیکن اجتہاد سے‘‘۔

اور امام نسائی کے ہاں ’’**كتاب الإيمان وشرائعه، باب تفاضل أهل الإيمان**‘‘ میں ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عمار کی ہڈیوں تک میں ایمان بھرا ہوا ہے۔‘‘

متصل سند کی دوسری حدیث میں مسروق نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: ’’رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایسا کوئی نہیں جس کے بارے میں اگر میں کچھ کہنا چاہوں تو نہ کہہ سکوں، سوائے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: عمار اپنے قدموں کے تلووں سے لے کر کانوں کی لو تک ایمان سے بھرا ہوا ہے‘‘۔

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ’’جس شخص نے عمار سے دشمنی رکھی اللہ تعالیٰ اُس کو دشمن رکھتا ہے اور جس نے عمار سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ اُس سے بغض رکھتا ہے۔‘‘

اسے امام احمد بن حنبل نے نے ’المسند‘ میں اور امام حاکم نے ’المستدرک‘ میں روایت کیا ہے۔

.... المستدرك، ٣/٤٤١، الرقم/٥٦٧٤۔

وَنَقَلَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي "الْإِصَابَةِ" الإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّهُ قُتِلَ فِي جَيْشِ عَلِيٍّ ﷺ بِصِفِّيْنَ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ لِلْهِجْرَةِ.(١)

١٩. وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي "الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ": "وَهٰذَا مَقْتَلُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ﷺ مَعَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَتَلَهُ أَهْلُ الشَّامِ. وَبَانَ وَظَهَرَ بِذٰلِكَ سِرُّ مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ ﷺ مِنْ أَنَّهُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، وَبَانَ بِذٰلِكَ أَنَّ عَلِيًّا ﷺ مُحِقٌّ وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ ﷺ بَاغٍ، وَمَا فِي ذٰلِكَ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ."(٢)

٢٠. قَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْقُرْطَبِيُّ فِي "التَّذْكِرَةِ": وَالْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدُ عَلٰى أَنَّ طَائِفَةَ الْإِمَامِ طَائِفَةُ عَدْلٍ وَالْأُخْرٰى طَائِفَةُ بَغْيٍ، وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ عَلِيًّا ﷺ كَانَ الْإِمَامَ. وَرَوٰى مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهٖ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ.(٣) وَلَهٗ طُرُقٌ غَيْرُ هٰذَا فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ.

٢١. وَقَالَ أَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي كِتَابِ الْاِسْتِيْعَابِ لَهٗ فِي تَرْجَمَةِ عَمَّارٍ: وَتَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) وَهُوَمِنْ أَصَحِّ الْأَحَادِيْثِ.(٤)

---

(١) ابن حجر العسقلاني في الإصابة، ٤/٥٧٥۔

(٢) ابن كثير في البداية والنهاية، ٧/٢٦٧۔

(٣) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنّى أن يكون مكان الميت من البلاء، ٤/٢٢٣٥، الرقم/٢٩١٥، وذكره القرطبي في التذكرة/٦١٥۔

(٤) ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/١١٤٠۔

حافظ ابن حجر نے ''الإصابة'' میں نقل کیا ہے: اس پر اجماع ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے اور صفین میں ۳۷ ہجری میں شہید کیے گئے۔

۱۹۔ حافظ ابن کثیر نے ''البداية والنهاية'' میں بیان کیا ہے: ''اور یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی قتل گاہ ہے، جو امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے، انہیں اہل شام نے (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے) قتل کیا، اور اس سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس حدیث کا راز ظاہر ہو گیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا اور اس سے یہ حقیقت بھی کھل گئی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ صحیح حق دار تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ناحق کے طلبگار تھے۔

۲۰۔ امام ابو عبد اللہ قرطبی نے ''التذكرة'' میں فرمایا ہے: اور اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ امام علی رضی اللہ عنہ والا گروہ ہی انصاف والا گروہ تھا اور دوسرا گروہ باغی تھا۔ اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امامِ برحق تھے۔ اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اس حدیث کے صحیح مسلم میں اس کے علاوہ بھی طرق ہیں۔

۲۱۔ امام ابو عمر بن عبد البر نے اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر روایات میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور یہ احادیث میں صحیح ترین حدیث ہے۔

٢٢. وَقَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْمَعَالِي فِي كِتَابِهِ "الْإِرْشَادِ": عَلِيٌّ ﵁ كَانَ إِمَامًا حَقًّا فِي تَوْلِيَتِهٖ وَ مُقَاتِلُوْهُ بُغَاةٌ، وَحُسْنِ الظَّنِّ بِهِمْ يَقْتَضِيْ أَنْ يُظَنَّ بِهِمْ قَصْدُ الْخَيْرِ وَإِنْ أَخْطَأُوْهُ. فَهُوَ آخِرُ فَصْلٍ خَتَمَ بِهٖ كِتَابَهٗ وَحَسْبُكَ مَا يَقُوْلُ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ لِعَمَّارٍ ﵁: (تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) وَهُوَ مِنْ أَثْبَتِ الأَحَادِيْثِ كَمَا تَقَدَّمَ.(١)

٢٣. قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْمُعِيْنِ النَّسَفِيُّ فِي "تَبْصِرَةِ الْأَدِلَّةِ" فِي الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﵁ وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ وَالصِّفِّيْنَ:

إِنَّ عَلِيًّا ﵁ ابْتُلِيَ بِقِتَالِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَقِتَالِ أَهْلِ الشَّامِ بِصِفِّيْنَ وَبِالتَّحْكِيْمِ. فَنَتَكَلَّمُ فِي كُلِّ فَصْلٍ عَلٰى وَجْهٍ يَتَبَيَّنُ الصَّوَابُ فِيْهِ وَالْخَطَأُ بِمَشِيْئَةِ اللهِ تَعَالٰى وَعَوْنِهٖ.

فَأَمَّا الْكَلَامُ فِي قِتَالِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ فَنَقُوْلُ: إِنَّ عَلِيًّا ﵁ كَانَ هُوَ الْمُصِيْبُ فِي ذٰلِكَ لِأَنَّ إِمَامَتَهٗ قَدْ كَانَتْ ثَبَتَتْ عَلٰى مَا بَيَّنَّا، فَكَانَ يَجِبُ لِغَيْرِهِ الْاِنْقِيَادُ لَهٗ وَالرُّجُوْعُ إِلٰى طَاعَتِهٖ، وَمَنْ أَبٰى إِلَّا الْإِصْرَارَ عَلَى الْمُخَالَفَةِ كَانَ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَدْعُوْهُ إِلَى الطَّاعَةِ وَيُبَيِّنُ لَهٗ خَطَأَ مَا هُوَ عَلَيْهِ مِنَ الرَّأْيِ،

(١) ذكره أبو المعالي في كتاب الإرشاد إلى قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد/٤٣٣، والقرطبي في التذكرة/٦١٥، والزيلعي في نصب الراية، ٤/ ٦٩.

۲۲۔ امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبداللہ الجوینی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۷۸ھ اپنی تصنیف ''کتاب الاِرشاد'' میں فرماتے ہیں: ''سیدنا علی بن ابو طالب ﷛ امامِ حق تھے اور ان کے خلاف لڑنے والے لوگ امام برحق کے باغی تھے، اور ان کے ساتھ حُسن ظن کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کا ارادہ خیر کا تھا، اگرچہ اُن سے خطا سرزد ہوئی۔ یہ اُن کی کتاب کی آخری فصل ہے، اس پر اُنہوں نے اپنی کتاب کو ختم کر دیا ہے۔ آپ کو اس سلسلے میں سید المرسلین اور امام المتقین کا وہ ارشاد گرامی ہی کافی ہے جو سیدنا عمار بن یاسر ﷛ کی شان میں فرمایا کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا، اور یہ ثابت ترین احادیث میں سے ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔''

۲۳۔ امام ابو معین النسفی 'تبصرة الأدلة' میں '**المشاجرة بین سیدنا علی ﷛ وأصحاب الجمل والصفین**، [سیدنا علی ﷛ اور اصحاب جمل وصفین کے درمیان جھگڑا] کے باب میں لکھتے ہیں:

بے شک حضرت علی ﷛ اصحاب جَمل اور صِفّین کے مقام پر اہلِ شام کے ساتھ قتال اور تحکیم کے معاملہ میں مبتلا ہوئے۔ اب ہم ذیل میں اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور اس کی مدد و نصرت کے ساتھ ہر فصل میں اس طرح کلام کریں گے کہ اس سے درست اور غلط واضح ہو جائے۔

(اولاً) اصحاب جمل کے ساتھ (حضرت علی ﷛ کے) قتال کے بارے میں کلام ہے، سو ہم کہتے ہیں کہ: بے شک حضرت علی ﷛ ہی اس میں حق پر تھے کیونکہ آپ کی امامت قائم ہو چکی تھی جیسا کہ یہ بات ہم بیان بھی کر چکے ہیں، لہٰذا آپ کے علاوہ لوگوں کے لئے واجب تھا کہ آپ کے تابع فرمان ہوتے اور آپ کی طاعت کی طرف رجوع کرتے، اور جو شخص آپ کی مخالفت پر ہی مصر رہتا امام وقت کے لئے ضروری تھا کہ اسے اپنی طاعت کی دعوت دے اور جس غلط رائے پر وہ ہو اس کی اس کے لئے وضاحت کرے،

وَمَا يَتوَلَّدُ مِنْ ذَلِكَ مِنَ الضَّرَرِ بتَفْرِيْقِ كَلِمَةِ الْحَقِّ وَمَا فِيْهِ مِنْ شَقِّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ ذٰلِكَ كَانَ لَهُ أَنْ يُقَاتِلَهُ حَتّٰى يَفِيْءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ. فَهُوَ قَاتَلَهُمْ مُصِيْبًا فِي قِتَالِهِمْ، مُقِيْمًا مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ، إِذْ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مُنَازَعَتُهُ فِي ذٰلِكَ لِثُبُوْتِ إِمَامَتِهٖ بِمَا مَرَّ مِنَ الدَّلَائِلِ.

وَكَذَا هٰذَا فِي قِتَالِ أَهْلِ صِفِّيْنَ؛ يُحَقِّقُهُ الْمَرْوِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: "إِنَّكَ تُقَاتِلُ عَلَى التَّأْوِيْلِ كَمَا نُقَاتِلُ عَلَى التَّنْزِيْلِ" ثُمَّ كَانَ قِتَالُهُ ﷺ عَلَى التَّنْزِيْلِ وَهُوَ الْحَقُّ فِيْهِ، فَكَذَا عَلِيٌّ رضي الله عنه فِي قِتَالِهِ عَلَى التَّأْوِيْلِ يَكُوْنُ الْحَقُّ فِي قِتَالِهٖ.

وَمَا يَزْعُمُوْنَ أَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ كَانَا مُكْرَهَيْنِ عَلَى الْبَيْعَةِ، فَاسِدٌ لِثُبُوْتِ النَّقْلِ أَنَّ بَيْعَتَهُمَا كَانَتْ عَنْ طَوْعٍ، عَلٰى أَنَّ خِلافَتَهُ قَبْلَ بَيْعَتِهِمَا كَانَتْ ثَابِتَةً.

وَمَا يُرْوٰى أَنَّ طَلْحَةَ أَوَّلُ مَنْ صَفَّقَتْ يَدَهُ عَلٰى يَدِ عَلِيٍّ، فَالْمُرَادُ مِنْهُ أَوَّلُ يَدٍ صَفَّقَتْ يَدَهُ مِنْ أَيْدِي أَهْلِ الْمَسْجِدِ، أَوْ ظَنَّ هٰذَا الرَّاوِي أَنَّهَا أَوَّلُ يَدٍ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ حَضَرَ الْبَيْعَةَ مِمَّنْ سَبَقَ ذِكْرُهُ عِنْدَ الْعِشَاءِ، وَبَيْعَةُ طَلْحَةَ رضي الله عنه كَانَتْ عِنْدَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدِ يَوْمِ الْبَيْعَةِ.

اور ان کے ایسا کرنے سے جو کلمۂ حق میں تفریق اور مسلمانوں کی وحدت کا شیرازہ پارا پارا ہونے کا نقصان پیدا ہوتا ہے اس کی بھی وضاحت کر دے، اگر پھر بھی وہ شخص اپنے موقف سے رجوع نہ کرے تو حاکم وقت کے لئے اس سے قتال کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔ پس حضرت علی ﷛ نے ان کے ساتھ قتال کیا درآنحالیکہ آپ اپنے قتال میں حق پر تھے، اور اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ حقِ امامت کو قائم کرنے والے تھے کیونکہ اس حق میں آپ کے ساتھ کسی کا کوئی جھگڑا نہیں تھا کیونکہ آپ کی امامت ان دلائل کی بدولت جو پہلے گزر چکے ہیں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی تھی۔

اسی طرح کا معاملہ اہل صفین کے ساتھ قتال میں بھی پیش آیا، اس کی تصدیق حضور نبی اکرم ﷺ سے مروی حدیث کرتی ہے جب آپ ﷺ نے حضرت علی ﷛ سے فرمایا: ''بے شک آپ تاویل پر قتال کرو گے جیسا کہ ہم تنزیل پر قتال کر رہے ہیں۔'' پھر جس طرح آپ ﷺ تنزیل پر قتال کرنے میں حق بجانب تھے، اسی طرح حضرت علی ﷛ تاویل پر قتال کرنے میں حق بجانب تھے۔

اور جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ﷛ کو بیعت پر مجبور کیا گیا تو یہ بات بھی فاسد ہے، کیونکہ اس بات پر روایت موجود ہے کہ بے شک ان دونوں کی بیعت باہمی رضا مندی کے ساتھ تھی، اور یہ بات بھی ہے کہ حضرت علی ﷛ کی خلافت ان دونوں ہستیوں کی بیعت سے پہلے ہی ثابت ہو چکی تھی۔

اور یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت طلحہ ﷛ سب سے پہلے فرد تھے جنہوں نے سیدنا علی ﷛ کے ہاتھ پر بیعت کی؛ اس سے مراد ہے کہ اَہلِ مسجد کے ہاتھوں میں سے یہ پہلا ہاتھ تھا جو سیدنا علی ﷛ کی بیعت کے لیے بڑھا۔ یا اس سے مراد راوی کا یہ گمان بھی ہے کہ حضرت طلحہ کا ہاتھ سیدنا علی ﷛ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلا ہاتھ تھا کیوں کہ عشاء کے وقت بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ ﷛ موجود نہ تھے، مگر انہوں نے دوسرے روز سب سے پہلے بیعت کی تھی۔

(وَمَا رُوِيَ أَنَّهُمْ قَالُوْا: بَايَعْنَاكَ عَلٰى أَنْ تَقْتُلَ قَتلَةَ عُثْمَانَ، شَيْءٌ فَاسِدٌ؛ فَإِنَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ كَانُوْا بُغَاةً، فَكَانَتْ مَنعَةُ أُوْلٰئِكَ ظَاهِرَةً) ...... وَعِنْدَ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ إِنْ كَانَ يُؤَاخَذُ بِذٰلِكَ، ...... إِنَّمَا يُوْجِبُ عَلَى الْإِمَامِ مُؤَاخَذَتَهُمْ عِنْدَ انْكِسَارِ شَوْكَتِهِمْ وَتَفرُّقِ مَنَعَتِهِمْ وَوُقُوْعِ الْأَمْنِ عَنْ إِثَارَةِ الْفِتْنَةِ، وَلَمْ يَكُنْ شَيءٌ مِنْ هٰذِهِ الْمَعَانِيحَاصِلًا، بَلْ كَانَتِ الشَّوْكَةُ لَهُمْ بَاقِيَةً، وَالْقُوَّةُ لَهُمْ ظَاهِرَةً بَادِيَةً، وَالْمَنَعَةُ عَلٰى حَالِهَا قَائِمَةً، وَعَزَائِمُ الْقَوْمِ عَلَى الْخُرُوْجِ عَلٰى مَنْ طَالَبَهُمْ بِدَمِهِ دَائِمَةٌ، عِنْدَ تَحَقُّقِ هٰذِهِ الْأَسْبَابِ تَقْتَضِي السِّيَاسَةَ الْفَاضِلَةَ وَالتَّدْبِيْرَاتِ الصَّائِبَةَ.

وَبِالْوُقُوْفِ عَلٰى هٰذِهِ الْجُمْلَةِ ظَهَرَ صِحَّةُ خِلافَةِ عَلِيِّ ﵁ وَانْدِفَاعُ اللَّائِمَةِ عَنْهُ فِي تَرْكِهِ التَّعَرُّضَ لِقَتَلَةِ عُثْمَانَ ﵁.

فَأَمَّا أَمْرُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ فَقَدْ كَانَ خَطَأً عِنْدَنَا، فَكَانَا مُجْتَهِدَيْنِ أَخْطَئَا فِي اجْتِهَادِهِمَا، ثُمَّ لَاحَ لَهُمَا الْأَمْرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَانْحَازَا عَنِ الْمَرْكَزِ وَنَدِمَ الزُّبَيْرُ ﵁ عَلٰى ذَلِكَ وَكَذَا طَلْحَةُ ﵁. وَكَذَا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ ﵂ نَدِمَتْ عَلٰى ذٰلِكَ وَكَانَتْ تَبْكِي حَتّٰى تُبَلِّل خِمَارَهَا وَكَانَتْ تَقُوْلُ: "وَدِدْتُ لَوْ كَانَ لِي عِشْرُوْنَ وَلَدًا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ كُلُّهُمْ مِثْلُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِتَابِ بْنِ أُسَيْدٍ وَأَنِّي ثَكِلْتُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنِّي مَا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ".

اور جو یہ روایت کیا جاتا ہے کہ لوگوں نے کہا: ہم نے اس بات پر آپ کی بیعت کی ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کریں تو یہ بات بھی فاسد ہے، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل باغی تھے، اور ان کی طاقت و سطوت ظاہر و باہر تھی۔ ...... اور بعض فقہاء کے نزدیک اگر اس باغی گروہ کا مؤاخذہ بنتا بھی ہو ...... تب بھی امام پر ان کا مؤاخذہ اس وقت واجب ہوگا جب ان کی طاقت و شوکت ٹوٹ جائے اور ان کا شیرازہ بکھر جائے اور مزید فتنہ انگیزی کا خطرہ درپیش نہ ہو۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اس طرح کی کوئی شے ابھی حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ان کی طاقت ابھی باقی تھی اور ان کی قوت ابھی ظاہر و باہر تھی اور طاقت ابھی اپنی حالت پر قائم و دائم تھی، اور جن سے لوگ قصاص عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے ان کے خلاف قوم کے خروج کے عزائم مسلسل پائے جا رہے تھے، ان اسباب کی موجودگی عمدہ سیاست اور درست تدبیروں کی متقاضی ہوتی ہے۔

ان تمام احوال کا بغور جائزہ لینے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا برحق ہونا اور آپ کے حضرت عثمان کے قاتلوں کے درپے نہ ہونے پر عدمِ ملامت ظاہر ہوتی ہے۔

اور رہا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا معاملہ تو وہ بھی ہمارے نزدیک درست نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں مجتہد کے مقام پر فائز تھے مگر ان سے بھی ان کے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی، پھر اس کے بعد ان کے لئے اصل معاملہ واضح ہوا تو دونوں اپنے فکر کے محور سے ہٹ گئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ پر ندامت اور افسردگی ہوئی اور اسی طرح ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی اس واقعہ پر بہت شرمندگی اور افسردگی ہوئی تھی اور آپ روتی رہتی تھیں یہاں تک کہ اپنی اوڑھنی تر کر دیا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں؟ ''میری خواہش ہے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے بیس بیٹے ہوتے اور وہ سارے کے سارے عبد الرحمٰن بن عتاب بن اسید کی طرح ہوتے اور میں ان سب کو کھو دیتی تو یہ صدمہ میرے لئے ہلکا تھا لیکن مجھ سے وہ کچھ نہ ہوتا جو جمل والے دن ہوا تھا۔''

وَرُوِيَ أَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنفْسِهٖ: ''امْدُدْ يَدَکَ أَبَايِعْکَ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ''، أَرَادَ أَنْ يَمُوْتَ وَهُوَ فِي بَيْعَةِ إِمَامٍ عَادِلٍ. وَأَنَّ بَعْضَ مُتَكَلِّمِي أَهْلِ الْحَدِيْثِ كَانَ يَقُوْلُ: كُلُّ مَا كَانَ مِنْهُمْ كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْاِجْتِهَادِ، وَكُلٌّ مُصِيْبٌ، فَكَانَ عَلٰى رَأْيِ هٰذَا كُلُّهُمْ مُصِيْبُوْنَ، إِذْا كَانَ مِنْ مَذْهَبِهٖ أَنَّ كُلَّ مُجْتَهِدٍ فِي فُرُوْعِ الدِّيْنِ مُصِيْبٌ، وَعِنْدَنَا لَمْ يَكُنْ كَذَلِکَ وَكَانَ سَيِّدُنَا عَلِيٌّ ﵁ هُوَ الْمُصِيْبُ دُوْنَ غَيْرِهٖ، إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَبْلُغُوْا فِي خَطَائِهِمْ مَبْلَغَ الْفِسْقِ.

وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ عَائِشَةَ ﵂ لَمْ تُحَارِبْ عَلِيًّا وَلَا حَارَبهَا عَلِيٌّ ﵁، وَإِنَّمَا قَصَدَتْ عَائِشَةُ ﵂ الْإِصْلَاحَ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَوَقَعَ الْحَربُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ أَكْرَمَ عَلِيٌّ عَائِشَةَ وَرَدَّهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ مُكَرَّمَةً مَصُوْنَةً.

وَرَوٰى أَبُوْ بَكْرٍ الْبَاقِلَّانِيُّ أَحَدُ مُتَكَلِّمِي أَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْ بَعْضِ الْأَجِلَّةِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْوَاقِعَةَ بَيْنَهُمْ كَانَتْ عَلٰى غَيْرِ عَزِيْمَةٍ عَلَى الْحَرْبِ، بَلْ كَانَتْ فُجَأَةً وَعَلٰى سَبِيْلِ دَفْعِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ لِظَنِّهٖ أَنَّ الْفَرِيْقَ الآخَرَ غَدَرَ بِهٖ، لِأَنَّ الْأَمْرَ كَانَ قَدْ انْتَظَمَ بَيْنَهُمْ وَتَمَّ الصُّلْحُ وَالتَّفَرُّقُ عَلَى الرِّضَا، فَخَافَ قَتَلَةُ عُثْمَانَ مِنَ التَّمَكُّنِ مِنْهُمْ وَالْإِحَاطَةِ بِهِمْ فَاجْتَمَعُوْا وَتَشَاوَرُوْا وَاخْتَلَفُوْا، ثُمَّ اتَّفَقَتْ آرَاؤُهُمْ عَلٰى أَنْ يَصِيْرُوْا فِرْقَتَيْنِ وَيَبْدَأُوْا الْحَرْبَ بَيْنَ الْعَسْكَرَيْنِ وَيَخْتَلِطُوْا وَيَصِيْحُ الْفَرِيْقُ

اور یہ بھی مروی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک نوجوان کو اس وقت کہا جب آپ جان بلب تھے کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلوں۔'' آپ نے چاہا کہ آپ کا وصال اس حال میں ہو کہ آپ امام عادل کی بیعت میں ہوں۔ اور علماء حدیث کے بعض اہل کلام کہا کرتے تھے کہ ان سب میں سے جو کچھ بھی سرزد ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا، اور ان میں سے ہر ایک درست ہے، لہٰذا اس رائے کے مطابق وہ سارے برحق تھے، کیونکہ اس مذہب کے مطابق دین کی فروع میں ہر اجتہاد کرنے والا درست ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک حقیقت اس طرح نہیں ہے بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے، سب نہیں، مگر یہ کہ دوسرے لوگ اپنی غلطی میں فسق کے مقام کو نہیں پہنچتے تھے۔

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے جنگ کی، بلکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے نکلی تھیں مگر (بعض فتنہ پرور فسادیوں کی شر انگیزی سے) ان دونوں گروہوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی حسب شان عزت دی اور انہیں عزت وحمایت کے ساتھ واپس مدینہ روانہ کر دیا۔

محدث متکلمین میں سے امام ابوبکر الباقلانی نے اجل اہل علم میں سے کسی ایک سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کے درمیان رونما ہونے والا یہ واقعہ جنگ کے عزم و ارادہ کے بغیر تھا، بلکہ یہ اچانک صادر ہو گیا، اس صورت میں کہ فریقین میں سے ہر ایک اپنا دفاع کر رہا تھا یہ گمان کرتے ہوئے کہ دوسرے گروہ نے اس پر حملہ کر دیا ہے، کیونکہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان طے پا چکا تھا، لیکن (عین اس وقت) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں اور باغیوں کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ ان پر قابو پا لیا جائے گا اور وہ گھیر لیے جائیں گے سو وہ فوری طور پر جمع ہوئے، باہمی مشاورت کی اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرنے لگے، پھر ان سب کی آراء اس نقطہ پر متفق ہو گئیں کہ

الَّذِي فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ: غَدَرَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَيَصِيْحُ الْفَرِيْقُ الثَّانِي: غَدَرَ عَلِيٌّ، فَتَمَّ لَهُمْ ذٰلِكَ وَنَشَبَتِ الْحَرْبُ، فَكَانَ كُلُّ فَرِيْقٍ مِنْهُمْ مُدَافِعًا عَنْ نَفْسِهِ، وَهٰذَا صَوَابٌ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الْبَاقِلَّانِيُّ: هٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ. وَعَلٰى هٰذَا الرَّأْيِ انْدَفَعَتِ اللَّائِمَةُ عَنِ الْفَرِيْقَيْنِ.

ثُمَّ كَيْفَ دَارَتِ الْقِصَّةُ فَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ كَانُوْا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِيْنَ بُشِّرُوْا بِالْجَنَّةِ، وَكَذَا عَائِشَةُ ﵂ كَانَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ، فَمَنْ بَسَطَ لِسَانَهٗ فِيْهِمْ بِالطَّعْنِ فَهُوَ الْمَطْعُوْنُ فِي دِيْنِهِ، الْمَحْكُوْمِ عَلَيْهِ بِالضَّلَالِ وَالْبِدْعَةِ، عَصَمَنَا اللهُ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ.

وَبِالْإِحَاطَةِ بِهٰذِهِ الْجُمْلَةِ يُعْرَفُ خَطَأُ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ وَوَاصِلِ بْنِ عَطَاءٍ فِي التَّوَقُّفِ فِي أَمْرِهِمْ وَقَوْلِهِمَا: لَا نَدْرِي مَنِ الْمُصِيْبُ مِنْهُمْ وَمَنِ الْمُخْطِئُ، وَخَطَأُ ضَرَّارٍ وَمَعْمَرٍ وَأَبِي الْهُذَيْلِ فِي قَوْلِهِمْ: نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَهُمَا مُصِيْبٌ وَالآخَرُ مُخْطِئٌ، وَنَتَوَلّٰى كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ عَلَى الْاِنْفِرَادِ لِمَا ثَبَتَ بِالْإِجْمَاعِ عَدَالَتُهُمْ فَلَا تُزَالُ بِالْاِخْتِلَافِ.

وَهٰذَا مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْفَسَادِ لِلتَّوَقُّفِ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ ﵁ مَعَ ظُهُوْرِ دَلَائِلِ إِصَابَتِهِ، فَاسِدٌ جِدًّا؛ إِذْ مُوَالَاةُ أَحَدِ الشَّخْصَيْنِ عَلَى الْاِنْفِرَادِ مَعَ الْعِلْمِ أَنَّ أَحَدَهُمَا غَيْرُ مُسْتَحِقٍّ لِذَلِكَ بَاطِلٌ.

وہ دو گروہ بن جائیں اور فریقین کے درمیان لڑائی شروع کرا دیں، اور ان میں گھل مل جائیں، اور جو گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ہو وہ پکار پکار کر کہے: طلحہ اور زبیر نے غداری کر دی اور دوسرا گروہ پکار پکار کر کہے: علی نے غداری کر دی۔ ان کا یہ منصوبہ مکمل ہوا اور یوں جنگ چھڑ گئی، تو ان میں سے ہر گروہ اپنے دفاع میں لڑ رہا تھا۔ اور یہ دونوں گروہ اپنے اپنے لحاظ سے درست کر رہے تھے۔ ابوبکر باقلانی کہتے ہیں: یہ حق بات ہے اور اسی وجہ سے دونوں گروہ ملامت سے بچتے ہیں۔

پھر یہ قصہ کیسے چلا حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ بے شک حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم ان دس صحابہ میں سے تھے جنہیں جنت کی بشارت سنائی گئی تھی اور اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہایت بلند درجہ کی حامل تھیں، پس جس شخص نے ان مقدس ہستیوں کے بارے میں زبان طعن دراز کی، وہ اپنے دین میں مطعون ہوگا اور اس پر گمراہی اور بدعت کا حکم لگایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ان ساری معلومات کا احاطہ کرنے کے بعد عمرو بن عبید اور واصل بن عطا کی اس غلطی کا پتہ چلتا ہے، جو انہوں نے صحابہ کے اس معاملہ میں توقف کر کے کی اور یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے ان میں سے کون درست ہے اور کون غلط ہے اور اسی طرح ضرّار، معمر اور ابو الہذیل کی بھی اس بارے میں غلطی کا اندازہ ہوتا ہے یعنی ان کا یہ قول بھی غلط ہے کہ: ہم جانتے ہیں کہ (بغیر تعین کیئے) ان میں ایک گروہ درست ہے اور دوسرا غلط ہے، اور ہم دونوں گروہوں کو الگ الگ لیں گے کیونکہ اجماع سے ان کی عدالت ثابت ہے پس وہ باہمی اختلاف سے ختم نہیں ہوگی۔

اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں توقف اختیار کرنا، باوجود اس کے کہ آپ کے حق پر ہونے کے دلائل ظاہر و باہر ہیں فساد کا باعث ہے، اور یہ نہایت بیکار بات ہے، کیونکہ دو بندوں میں سے الگ الگ ہر ایک کی دوستی کا دم بھرنا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان میں سے صرف ایک اس کا حق دار ہے، باطل ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا فِي مَعْرِكَةِ صِفِّيْنَ: وَكَذَا الْكَلَامُ فِي قِتَالِ أَهْلِ الشَّامِ بِصِفِّيْنَ عَلٰى هٰذَا: فَإِنَّ عَلِيًّا ﷺ كَانَ هُوَ الْحَقَّ الْمُصِيْبَ، وَالْأَمْرُ فِيْهِ أَظْهَرُ. أَنَّ الْمُنَازَعَةَ حَدَثَتْ بَعْدَ انْعِقَادِ إِمَامَتِهٖ وَتَقَرُّرِ خِلافَتِهٖ، وَبَيْعَةِ غَيْرِهٖ وُجِدَتْ بَعْدَ بَيْعَتِهٖ، فَلَمْ تَكُنِ الثَّانِيَةُ مُنْعَقِدَةً، ثُمَّ لَا ارْتِيَابَ لِأَحَدٍ لَهٗ مِنَ الْعِلْمِ حَظٌّ فِي تَفَاوُتِ مَا بَيْنَ عَلِيٍّ ﷺ وَمُعَاوِيَةَ ﷺ فِي الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ وَالشَّجَاعَةِ وَالْغِنٰى وَالسَّابِقَةِ فِي الْإِسْلَامِ، وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ كَانَ خَطَأُ مُعَاوِيَةَ ظَاهِراً إِلَّا أَنَّهٗ فَعَلَ مَا فَعَلَ أَيْضًا عَنْ تَأْوِيْلٍ، فَلَمْ يَصِرْ بِهٖ فَاسِقًا عَلٰى مَا قَرَّرْنَا، ثُمَّ لَا شَكَّ أَنَّ مَنْ حَارَبَ عَلِيًّا ﷺ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمِنْ غَيْرِهِمْ عَلَى التَّأْوِيْلِ لَمْ يَصِرْ بِهٖ كَافِراً وَلَا فَاسِقًا. وَلِهٰذَا قَالَ عَلِيٌّ ﷺ فِيْهِمْ: "إِخْوَانُنَا بَغَوا عَلَيْنَا". وَقَالَ لِابْنِ طَلْحَةَ: أَنَا وَأَبُوْكَ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾.

ثُمَّ اخْتَلَفَ مُتَكَلِّمُوْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي تَسْمِيَةِ مَنْ خَالَفَ عَلِيًّا بَاغِيًا. فَمِنْهُمْ مَنِ امْتَنَعَ عَنْ ذٰلِكَ فَلَا يَجُوِّزُ إِطْلَاقَ اسْمِ الْبَاغِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ، وَيَقُوْلُ: لَيْسَ ذَا مِنْ أَسْمَاءِ مَنْ أَخْطَأَ فِي اجْتِهَادِهٖ. وَمِنْهُمْ مَنْ يُطْلِقُ ذٰلِكَ الاسْمَ وَيَسْتَدِلُّ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى﴾......الآيَة،

اسی طرح امام ابو معین نسفی نے معرکہ صفین کے بارے میں کہا ہے: صِفّین کے مقام پر حضرت علی ﷛ کا اہلِ شام کے ساتھ قتال کرنے کے بارے میں بھی کلام اسی طرح (یعنی جنگ جمل کی طرح) ہی ہے۔ بے شک امام علی ؈ حق پر اور درست تھے اور آپ کا معاملہ ظاہر و روشن تھا۔ بے شک تنازع آپ کی امامت کے منعقد ہو جانے اور آپ کی خلافت کے مقرر ہو جانے کے بعد پیدا ہوا، اور آپ کے علاوہ کسی کی بھی بیعت آپ کی بیعت کے بعد پائی گئی، لہٰذا بعد میں ہونے والی بیعت (شرعاً) سرے سے منعقد ہی نہیں ہوئی، پھر وہ شخص جو تھوڑی سی بھی علمی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اسے ذرہ سا بھی شک نہیں ہونا چاہیے کہ حضرت علی ﷛ اور حضرت معاویہ ﷛ کے درمیان فضل، علم، شجاعت، غنا اور اسلام میں سبقت لے جانے کا کس قدر تفاوت پایا جاتا ہے، اور جب معاملہ یوں ہے تو حضرت معاویہ ﷛ کی غلطی ظاہر و عیاں ہے، لیکن انہوں نے جو کچھ کیا وہ تاویل کے ساتھ کیا، اس وجہ سے وہ فاسق نہ ہوئے جیسا کہ ہم یہ اصول بیان کر چکے ہیں، پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت علی ﷛ کے ساتھ صحابہ اور غیر صحابہ میں سے جنہوں نے تاویل کی بنا پر قتال کیا وہ اس وجہ سے کافر ہوئے نہ فاسق، اسی لئے تو حضرت علی ﷛ نے ان کے بارے کہا تھا: ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی اور حضرت طلحہ کے بیٹے سے کہا تھا: میں اور تمہارا باپ اس آیت ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ کے مصداق ہیں۔

پھر اہل سنت و جماعت کے متکلمین نے حضرت علی ﷛ کی مخالفت کرنے والے کو باغی کہنے میں اختلاف کیا ہے۔ پس ان میں سے بعض اس سے باز رہے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت معاویہ ﷛ پر باغی کے نام کا اطلاق جائز قرار نہیں دیا، اور کہا ہے: یہ نام اس شخص کے ناموں میں سے نہیں ہے جو اپنے اجتہاد میں غلطی کرے۔ اور ان میں سے بعض نے اس نام کا اطلاق کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى﴾ (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے)

وَبِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِعَمَّارٍ: (تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) وَبِقَوْلِ عَلِيٍّ ﵁: (إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا) غَيْرَ أَنَّهُمْ يَمْتَنِعُوْنَ عَنْ تَسْمِيَتِهِمْ فُسَّاقًا لِمَا مَرَّ.

٢٤. وَقَالَ الْإِمَامُ مُحِي الدِّيْنِ الرَّحْمَاوِيُّ فِي "شَرْحِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ" فِي حُسْنِ الظَّنِ فِيْهِمْ، وَالْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ: وَهٰذَا الْقَدَرُ يَكْفِيْنَا فِي مَا أَرَدْنَا بَيَانَهُ مِنْ وُجُوْبِ مَحَبَّتِهِمْ وَالْكَفِّ عَنْهُمْ وَالْاِجْتِنَابِ عَنْ مَطَاعِنِهِمْ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِهِمْ وَحَمْلِ كُلِّ مَا نُقِلَ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ إِلٰى الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ وَإِنْ كَانَ ظَاهِرُهُ خِلَافَ ذٰلِكَ. وَمَا شَجَرَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ، فَبَعْضُهَا اجْتِهَادِيَّاتٌ وَبَعْضُهَا اتِّفَاقِيَّاتٌ صَدَرَتْ مِنِ اخْتِلَافِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ بَيْنَهُمْ وَفِتْنَتِهِمْ كَحَرْبِ الْجَمَلِ. فَإِنَّهُ وَقَعَ عَلَى الصَّحِيْحِ مِنْ فِتْنَةِ قَتْلِ عُثْمَانَ ﵁ وَاخْتِلَاطِهِمْ بِالْفَرِيْقَيْنِ وَمُبَاشَرَتِهِمُ الْحَرْبَ، فَتَوَهَّمَ كُلٌّ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ قَصْدَ الْفَرِيْقِ الْآخَرِ إِلَى الْحَرْبِ، فَكَانَ مَا كَانَ وَالْحُكْمُ لِلّٰهِ.

وَأَمَّا حَرْبُ صِفِّيْنَ فَكَانَ بَغْيًا مِنَ مُعَاوِيَةَ ﵁ وَأَحْزَابِهِ وَمَا كَانَ مَعَهُمْ مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ وَ عُلَمَائِهِمْ غَيْرَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ.

وَأَمَّا حَرْبُ نَهْرَوَانَ فَكَانَ مَعَ الْخَوَارِجِ الْمَارِقِيْنَ عَنِ الدِّيْنِ وَكَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ فِي الْوَقْعَاتِ الثَّلَاثِ أَيْنَمَا دَارَ دَارَ الْحَقُّ مَعَهُ يَشْهَدُ بِهِ قَوْلُهُ ﵇:

اور حضور نبی اکرم ﷺ کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی نسبت اس ارشاد: ''**تَقْتُلُکَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ**'' (کہ تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول ''**إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا**'' (کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے) الغرض ان تمام ارشادات سے استدلال کیا ہے۔ مگر یہ کہ وہ انہیں فساق کا نام نہیں دیتے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۴۔ امام محی الدین الرحماوی نے 'شرح الفقه الأکبر' کے باب **حسن الظن فيهم والكف عن الطعن فيما شجر بينهم**، میں کہا ہے: اس قدر بیان ہمارے لئے کافی ہے اس چیز میں جس کا ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم ان کی محبت کے وجوب، اور ان کی شان میں گستاخی کرنے سے باز رہنے اور ان میں طعن کرنے سے دور رہنے، اور ان کے بارے میں حسن ظن رکھنے کو بیان کریں، اور اس طرح بیان کریں کہ ان میں سے ہر ایک سے جو کچھ منقول ہے اسے خیر اور صلاح پر محمول کیا جائے اگرچہ اس کا ظاہر اس کے برعکس ہی کیوں نہ ہو۔ اور ان صحابہ کے درمیان جو خلافات، تنازعات اور جنگیں ہوئیں، ان میں سے بعض اجتہادی تھیں اور بعض اتفاقی، جو ان کے درمیان خواہش پرست لوگوں کے اختلافات اور ان کے فتنوں سے صادر ہوئیں، جیسا کہ جنگ جَمل، یہ بلاشبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے فتنہ کا تسلسل ہے، جو قاتلوں کے دونوں گروہوں کے سازش کے طور پر باہم گھل مل جانے اور ان کے براہ راست جنگ چھیڑنے سے برپا ہوئی۔ پس دونوں گروہوں نے یہ گمان کیا کہ دوسرے گروہ نے جنگ کا ارادہ کر کے ان پر حملہ کر دیا ہے، پس پھر وہی ہوا جو ہوا اور اصل فیصلہ اور بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔

اور رہی جنگ صفین تو یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کی طرف سے (خلیفۃ المسلمین کی) اطاعت سے انحراف تھا اور ان کے ساتھ بڑے صحابہ اور بڑے علماء نہیں تھے سوائے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے۔

اور رہی نہروان کی جنگ تو یہ دین سے خروج کر جانے والے خوارج کی طرف سے تھی، ان تینوں واقعات میں حضرت علی المرتضی کرّم اللہ وجہہ حق پر تھے، اور آپ جس طرف بھی گئے حق آپ کے ساتھ گیا اور اس کی گواہی حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان دیتا ہے:

(إِنَّكَ سَتَقْتُلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ).

٢٥. وَقَالَ الْإِمَامُ السَّرَخْسِيُّ: وَلَمَّا اسْتُشْهِدَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ بِصِفِّيْنَ قَالَ: لَا تَغْسِلُوْا عَنِي دَمًا وَلَا تَنْزِعُوَا عَنِي ثَوْبًا، فَإِنِّي أَلْتَقِي وَمُعَاوِيَةَ بِالْجَادَةِ، وَهٰكَذَا نُقِلَ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَدِيٍّ.(١)

٢٦. وَقَالَ أَيْضًا: وَيُصْنَعُ بِقَتْلىٰ أَهْلِ الْعَدْلِ مَا يُصْنَعُ بَالشَّهِيْدِ، فَلَا يُغْسَلُوْنَ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِمْ، هٰكَذَا فَعَلَ عَلِيٌّ ﷺ بِمَنْ قُتِلَ مِنْ أَصْحَابِهٖ، وَبِهٖ أَوْصىٰ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَحُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ وَزَيْدُ بَنْ صَوْحَانَ ﷺ حِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا، وَقَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الصَّلَاةِ: وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى أَهْلِ الْبُغْيِ.(٢)

٢٧. وَقَالَ الْإِمَامُ الْكَاسَانِيُّ: وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّهٗ لَمَّا اسْتُشْهِدَ بِصِفِّيْنَ تَحْتَ رَايَةِ عَلِيٍّ ﷺ فَقَالَ: لَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، وَلَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، فَإِنِّي أَلْتَقِيْ وَمُعَاوِيَةُ بِالْجَادَةِ، وَكَانَ قَتِيْلَ أَهْلِ الْبُغْيِ، عَلٰى مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ".(٣)

(١) السرخسي في المبسوط، ٢/ ٥٠۔

(٢) السرخسي في المبسوط، ١٠/ ١٣١۔

(٣) الكاساني في بدائع الصنائع، ١/ ٣٢٣۔

إِنَّکَ سَتَقْتُلُ النَّاکِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ (بے شک آپ عہد شکنوں، خارجیوں اور ظالموں کو قتل کریں گے۔)

۲۵۔ امام سرخسی بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: میرے بدن سے خون دھونا اور نہ میرا لباس اتارنا (بلکہ مجھے اسی حالت میں دفن کر دینا) کیونکہ میں میدانِ حشر میں اسی حال میں معاویہ سے ملاقات کروں گا اور حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح منقول ہے۔

۲۶۔ امام سرخسی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: اہلِ عدل کے مقتولین کے ساتھ (تجہیز و تکفین کا) وہی معاملہ کیا جائے گا جو ایک شہید کے ساتھ کیا جاتا ہے (یعنی ان کو اسی لباس میں دفنایا جائے گا جس میں شہید ہوئے)، سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتولین کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا تھا، اور حضرت عمار بن یاسر، حضرت حجر بن عدی اور حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہم نے بھی جب انہیں شہید کیا جانے لگا اسی قسم کی وصیت کی تھی، اور ہم (المبسوط کی) کتاب الصلوٰۃ میں بیان کر چکے ہیں کہ باغیوں کے مقتولین کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔

۲۷۔ امام کاسانی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت ہی ہماری دلیل ہے کہ جب وہ جنگ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پرچم تلے (باغیوں کے خلاف لڑتے ہوئے) شہید ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: میرے بدن سے خون دھونا اور نہ میرا لباس اتارنا، کیونکہ میں اور معاویہ میدانِ محشر میں اِسی حال میں ملیں گے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ باغیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے، کیوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کے قاتلوں کی نشاندہی کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا تھا: ''(اے عمار!) تجھے باغی گروہ قتل کرے گا''۔

٢٨. وَقَالَ ابْنُ مَازَةَ الْحَنَفِيُّ: وَكَذٰلِكَ مَنْ قُتِلَ فِيْ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا حَارَبَ لِإِعْزَازِ دِيْنِ اللهِ تَعَالٰى، فَصَارَ كَالْمُحَارِبِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ، وَقَدْ صَحَّ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ قُتِلَ بِصِفِّيْنَ، فَقَالَ: لَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، وَلَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، وَارْمَسُوْنِيْ فِي التُّرَابِ رَمْسًا، فَإِنِّيْ رَجُلٌ مُحَاجٌّ أُحَاجُّ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَزَيْدُ بْنُ صَوْحَانَ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ فَقَالَ: لَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، وَلَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، فَإِنِّيْ مُخَاصِمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَة، وَعَنْ صَخْرِ بْنِ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ، وَكَانَ مُقَيَّدًا فَقَالَ: لَا تَنْزِعُوْا عَنِّيْ ثَوْبًا، وَلَا تَغْسِلُوْا عَنِّيْ دَمًا، فَإِنِّيْ وَمُعَاوِيَةُ مُلْتَقِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الْجَادَّةِ.(١)

(١) ابن مازة في المحيط البرهاني في فقه النعماني، ٢/١٦١۔

۲۸۔ امام ابن مازہ حنفی بیان کرتے ہیں: جو شخص باغیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید کر دیا گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے (کہ اسے غسل نہیں دیا جائے گا)۔ چونکہ اُس نے فقط دینِ الٰہی (اسلام) کے غلبہ کی خاطر جنگ کی ہے، سو وہ اہل حرب کے ساتھ لڑنے والوں کی طرح ہو گیا، اور حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت عمار بن یاسر ﷺ جنگِ صفین میں شہید کر دیئے گئے، تو انہوں نے (شہادت پانے سے قبل) فرمایا: مجھ سے میرا لباس جدا کرنا اور نہ ہی میرے بدن سے خون دھونا اور مجھے اسی حالت میں مٹی میں دفن کر دینا، کیونکہ میں قیامت کے دن معاویہ کے ساتھ جھگڑا کروں گا، اور حضرت زید بن صومان ﷺ جنگ جمل میں قتل کیے گئے تو فرمایا: مجھ سے میرا لباس جدا کرنا اور نہ ہی میرے بدن سے خون دھونا، میں قیامت کے دن اُن کے ساتھ جھگڑوں گا، اور حضرت صخر بن عدی ﷺ کے متعلق منقول ہے کہ حضرت امیر معاویہ ﷺ نے انہیں شہید کیا اس حال میں کہ وہ پابند سلاسل تھے۔ (شہادت سے قبل) اُنہوں نے فرمایا: مجھ سے میرا لباس جدا کرنا اور نہ ہی میرے بدن سے خون دھونا، کہ میں اور معاویہ میدان حشر میں ملاقات کریں گے۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ

ذِكْرُ نَدَمِ بَعْضِ مَنْ لَمْ يُشَارِكْ عَلِيًّا ﷺ فِي الْقِتَالِ

باب نمبر 7

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ میں شرکت نہ کر سکنے والوں کی ندامت اور افسردگی﴾

وَقَدْ وَرَدَ عَنْ بَعْضِ الصَّحابَةِ مِمَّنْ قَاتلُوْا عَلِيًّا وَمِمَّنْ لَمْ يَنْصُرُوْهُ فِي قِتَالِهِ، الرُّجُوْعُ عَنْ ذٰلِکَ. فَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ نَدِمَ لِعَدَمِ خُرُوْجِهٖ لِلْقِتَالِ مَعَ عَلِيٍّ.

١. قَالَ الْقُرْطُبِيُّ فِي 'التَّذْكِرَةِ: 'وَرُبَّمَا نَدِمَ بَعْضُهُمْ عَلٰى تَرْکِ ذٰلِکَ كَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَإِنَّهٗ نَدِمَ عَلٰى تَخَلُّفِهِ عَنْ نُصْرَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ فَقَالَ عِنْدَ مَوْتِهٖ: 'مَا آسِيْ عَلٰى شَيْءٍ مَا آسِيْ عَلٰى تَرْكِي قِتَالَ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ' يَعْنِي فِئَةَ مُعَاوِيَةَ، وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ أَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ إِذَا عُلِمَ مِنْهَا الْبَغْيُ قُوْتِلَتْ.[١]

٢. ذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ: قَدْ نَدِمَ عَلَى التَّخَلُّفِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ فِي حُرُوْبِهٖ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ السَّلَفِ، كَمَا رُوِيَ مِنْ وُجُوْهٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ قَالَ: ''مَا آسِي عَلٰى شَيْءٍ إِلَّا أَنِّي لَمْ أُقَاتِلْ مَعَ عَلِيٍّ مَعَ أَهْلِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ''.[٢]

---

(١) القرطبي فى التذكرة/٦٣٧۔

(٢) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب،١١١٧/٣، وابن سعد في الطبقات الكبرٰى، ١٨٧/٤، وابن الأثير الجزري في أسد الغابة، ٦١٢/٣، والذهبي في سير أعلام النبلاء، ٢٣١/٣-٢٣٢، ومحب الدين الطبري في الرياض النضرة، ٢٢٩/٣۔

بعض ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے جنہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا یا جنہوں نے آپ کی مدد نہیں کی تھی کہ اُنہوں نے اپنی اس غلطی سے رجوع کر لیا تھا۔ چنانچہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ جنگ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں نہ نکلنے پر افسردہ ہوئے تھے۔

۱۔ امام قرطبی نے بھی اپنی کتاب ''التذكرة في أحوال الموتیٰ وأمور الآخرة'' میں فرمایا ہے: بسا اوقات بعض صحابہ اس ترکِ حمایت پر افسردہ ہوتے تھے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد و نصرت سے پیچھے رہ جانے پر افسردہ ہوئے تھے اور اپنی وفات کے وقت انہوں نے کہا تھا: مجھے کسی چیز پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس باغی گروہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے خلاف جنگ نہ کرنے پر ہوا۔ یہ وہ صحیح دلیل ہے کہ جب کسی گروہ کی بغاوت معلوم ہو جائے تو اُس سے قتال کیا جائے۔

۲۔ امام ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ ایک سے زائد کبار سلف صالحین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں نہ نکلنے پر افسردہ ہوئے تھے۔ اسی طرح کی ایک یہ حدیث ہے جو مختلف طرق سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت اپنے والد ابو ثابت رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اپنے دل میں کسی دنیوی معاملہ کے بارے میں حسرت نہیں رکھتا، سوائے اِس کے کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے باغی گروہ کے خلاف لڑائی نہ کر سکا''۔

٣. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: ''مَا مَاتَ مَسْرُوْقٌ حَتّٰى تابَ إِلَى اللهِ تعَالٰى عَنْ تَخَلُّفِهٖ عَنِ الْقِتَالِ مَعَ عَلِيٍّ كَمَا فِي ''أُسْدِ الْغَابَةِ فِي مَعْرِفَةِ الصَّحابَةِ''.(١)

٤. وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي 'الْاِسْتِيْعَابِ' بَعْدَ ذِكْرِهٖ لِهٰذَيْنِ الْأَثَرَيْنِ: 'وَلِهٰذِهِ الْأَخْبَارِ طُرُقٌ صِحَاحٌ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي مَوْضِعِهَا'.(٢)

٥. وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي 'الْمُسْتَدْرَكِ': كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، وَصَحَّحَهُ؛ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ، كِتَابُ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: مَا وَجَدْتُّ فِي نَفْسِي مِنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هٰذِهِ الْآيَةِ - يَعْنِي ﴿وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ﴾ [الحجرات، ٤٩/٩]، إِلَّا مَا وَجَدْتُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أُقَاتِلْ هٰذِهِ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ كَمَا أَمَرَنِي اللهُ تَعَالٰى.(٣)

قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيْدَ وَأَحدُهَا رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.(٤)

---

(١) ذكره ابن الأثير في أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٤/٣٣۔

(٢) ابن عبد البر في الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ٣/١١١٧۔

(٣) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/١٢٥، الرقم/٤٥٩٨، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، ٨/١٧٢، الرقم/١٦٤٨٣، وذكره العيني في عمدة القاري، ٢٤/١٩٢۔

(٤) ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٧/٢٤٢۔

۳۔ امام شعبی فرماتے ہیں: ''حضرت مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہ نے قبل از وفات جنگ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دینے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تھی''۔ جیسا کہ یہ بات 'أسد الغابة في معرفة الصحابة' میں مذکور ہے۔

۴۔ حافظ ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں یہ دو قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اِن آثار کے متعدد طرق صحیح ہیں جنہیں ہم اُن کے مقام پر ذکر کر چکے ہیں۔

۵۔ امام حاکم ''المستدرک (کتاب التفسیر)'' میں صحت کے ساتھ اور امام بیہقی نے ''السنن (کتاب قتال أهل البغي)'' میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث میں نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آیت ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس کو جواب دینے سے گریز کیا لیکن اُس کے اوجھل ہو جانے کے بعد اپنے ہم مجلس لوگوں سے کہا: اس آیت میں مجھے اپنی ذات کی نسبت سے کوئی چیز اتنی گراں نہیں گزری جتنی یہ بات کہ میں باغی گروہ (یعنی خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف خروج کرنے والے گروہ) کے ساتھ قتال کرنے میں اُس طرح عمل نہیں کر سکا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا۔

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام طبرانی نے کئی سندوں سے روایت کیا ہے اور ان کی بعض سندوں کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

لِمَاذَا صَدَرَتْ مِثْلَ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ الْمُؤْسِفَةِ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عِنْدَ وَفَاتِهِ؟ ذٰلِکَ لِأَنَّ الْقِتَالَ لِأَجْلِ الْحَقّ عِنْدَهُ أَفْضَلُ مِنَ الْقُعُوْدِ فِي الْبَيْتِ. لِذَا سَأَل رَجُلٌ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ الْحُرُوْبِ الرَّاهِنَةِ آنَذَاکَ فَقَالَ: كَفَفْتُ يَدَيَّ فَلَمْ أَقْدُمْ، وَالْمُقَاتِلُ عَلَى الْحَقِّ أَفْضَلُ.(١)

نَدَمُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رضي الله عنهما

١. رَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَکِ، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ: عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ إِيَاسٍ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: "كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ يَوْمَ الْجَمَلِ فَبَعَثَ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنِ الْقَنِي، فَأَتَاهُ طَلْحَةُ فَقَالَ: نَشَدْتُکَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ، وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ"، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلِمَ تُقَاتِلُنِي؟ قَالَ: لَمْ أَذْكُرْ، قَالَ: فَانْصَرَفَ طَلْحَةُ". (٢)

٢. وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي "الْمُسْتَدْرَکِ"، وَابْنُ سَعْدٍ فِي "الطَّبَقَاتِ" وَصَاحِبُ الْعِقْدِ الثَّمِيْنِ، وَغَيْرُهُمْ. وَرَوَى الْحَدِيْثَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٦٤٣، رقم/٦٣٦٠، وذكره ابن سعد في الطبقات الكبرٰى، ٤/١٦٤، وابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/٩٥١۔

(٢) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٤١٩، الرقم/ ٥٥٩٤۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وقتِ وفات افسردگی بھرے یہ الفاظ کیوں صادر ہوئے؟ اس لیے کہ اُن کے نزدیک حمایتِ حق میں قتال کرنا گھر میں بیٹھے رہنے سے افضل تھا۔ چنانچہ جب ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر ہو کر حالیہ جنگوں سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا، آگے نہیں بڑھایا حالانکہ حق کی خاطر قتال کرنے والا افضل ہے۔

﴿حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی ندامت اور افسردگی﴾

۱۔ امام حاکم نے ''المستدرک، کتاب معرفة الصحابة'' میں رفاعہ بن ایاس الضبی سے اور انہوں نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: جنگِ جَمل کے دن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ اُنہوں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے ملاقات کریں۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: جس کا میں مولا ہوں، علی اس کا مولا ہے۔ اے اللہ! جو اُسے محبوب رکھے تو اُسے محبوب رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کر؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: پھر تم مجھ سے جنگ کیوں کرنے لگے ہو؟ اُنہوں نے کہا: مجھے یہ حدیث یاد نہیں رہی تھی۔ اس پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ سے رجوع کرتے ہوئے) واپس لوٹ گئے۔

۲۔ امام حاکم نے ''المستدرک'' میں، امام ابن سعد نے ''الطبقات'' میں اور ''العقد الثمین'' کے مصنف اور دوسرے علماء کرام نے ذکر کیا ہے، اور حافظ ابن حجر نے ''المطالب

"الْمَطَالِبِ الْعَالِيَةِ". وَقَالَ أَبُوْ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي "الْإِسْتِيْعَابِ": لَا تَخْتَلِفُ الْعُلَمَاءُ الثِّقَاتُ فِي أَنَّ مَرْوَانَ قَتَلَ طَلْحَةَ. وَرَوَى ابْنُ سَعْدٍ فِي "الطَّبَقَاتِ" سِتَّ رِوَايَاتٍ يَثْبُتُ بِهَا أَنَّ مَرْوَانَ هُوَ قَاتِلُ طَلْحَةَ. (١)

٣. وَقَالَ الْبَاقِلَّانِيُّ فِي كِتَابِهِ "تَمْهِيْدِ الْأَوَائِلِ": "أَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ ﷺ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ: "اُمْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعُكَ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ". (٢)

كَمَا ذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ فِي كِتَابِ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ مَجْزَأَةَ قَالَ: "مَرَرْتُ بِطَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهُوَ صَرِيْعٌ فِي آخِرِ رَمْقٍ فَوَقَفْتُ عَلَيْهِ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: إِنِّي لَأَرٰى وَجْهَ رَجُلٍ كَأَنَّهُ الْقَمَرُ مِمَّنْ أَنْتَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ فَقَالَ: اُبْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعُكَ فَبَسَطْتُ يَدِي وَبَايَعَنِي فَفَاضَتْ نَفْسُهُ فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ طَلْحَةَ فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَبَى اللهُ أَنْ يُدْخِلَ طَلْحَةَ الْجَنَّةَ إِلَّا وَبَيْعَتِي فِي عُنُقِهِ. (٣)

٤. فَقَدْ رَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، عَنْ

(١) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٢/٧٦٦۔
(٢) ذكره الباقلاني في تمهيد الأوائل/٥٥٢۔
(٣) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٤٢١، الرقم/٥٦٠١۔

العالیۃ‘‘ میں روایت کیا ہے، اور امام ابن عبد البر نے ’’الاستیعاب‘‘ میں کہا ہے کہ جملہ معتبر علماء کرام کے مابین اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو مروان (جو کہ باغی گروہ کا ایک سرگرم فرد تھا) نے قتل کیا تھا۔ امام ابن سعد نے ’’الطبقات‘‘ میں چھ روایات سے ثابت کیا ہے کہ مروان ہی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ دورانِ جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف لشکر سے الگ ہو چکے تھے)۔

۳۔ امام باقلانی اپنی کتاب ’تمہید الاوائل‘ میں لکھتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک نوجوان کو دیکھا جبکہ وہ خود جاں بلب تھے آپ نے اس وقت اُس سے فرمایا: اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر (اپنی موت سے پہلے) امیر المومنین (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی بیعت کرلوں،

جیسا کہ امام حاکم نے ’’المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ‘‘ میں ثور بن مجزأہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: میں جَمل کے دن حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے قریب سے گزرا جبکہ وہ آخری لمحات کی غنودگی میں تھے۔ میں اُن کے پاس کھڑا ہوا تو اُنہوں نے سر اٹھاتے ہوئے فرمایا: میں ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں گویا وہ چاند ہے، تم کون ہو؟ میں نے کہا: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ فرمانے لگے: ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہاری بیعت کروں، میں نے ہاتھ بڑھایا تو اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی، پھر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس معاملے کی خبر دی تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ طلحہ کو جنت میں داخل نہیں فرمائے گا، مگر یہ کہ اُن کی گردن میں میری بیعت ہو۔

۴۔ امام حاکم نے ’’المستدرک‘‘ کی کتاب ’’معرفۃ الصحابۃ‘‘ حضرت قیس بن ابوحازم رضی اللہ عنہ

قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لِلزُّبَيْرِ: ’أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَقِيْفَةِ قَوْمٍ مِنَ الأَنْصَارِفَقَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ’أَتحِبُّهُ؟ فَقُلْتَ: مَا يَمْنَعُنِي؟ قَالَ: ’أَمَا إِنَّکَ سَتَخْرُجُ عَلَيْهِ وَتُقَاتِلُهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ‘‘ قَالَ: فَرَجَعَ الزُّبَيْرُ‘.[1]

٥. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لَهُ: ’’أَنْشُدُکَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ’’تُقَاتِلُهُ وَأَنْتَ لَهُ ظَالِمٌ‘‘ فَقَالَ: لَمْ أَذْكُرْ، ثُمَّ مَضَى الزُّبَيْرُ مُنْصَرِفًا‘‘.[2]

٦. وَرَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى فِي مُسْنَدِهٖ بِنَحْوِهٖ: ’’قَالَ عَلِيٌّ لِلزُّبَيْرِ: أَنْشُدُکَ اللهَ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ’’إِنَّکَ تُقَاتِلُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لِي‘‘؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَمْ أَذْكُرْ إِلَّا فِي مَوْقِفِي هٰذَا، ثُمَّ انْصَرَفَ.‘‘[3]

٧. قَالَ صَاحِبُ الْعِقْدِ الثَّمِيْنِ: ’’وَكَانَ الزُّبَيْرُ ﷺ قَدِ انْصَرَفَ عَنِ الْقِتَالِ نَادِمًا.[4]

---

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٤١٢، الرقم/٥٥٧٣۔

(٢) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/٤١٣، الرقم/٥٥٧٤۔

(٣) أخرجه أبو يعلى في المسند، ٢/٢٩، الرقم/٦٦٦؛ والهيثمي في مجمع الزوائد، ٧/٢٣٥؛ وذكره ابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، ١٨/١٥٠، الرقم/٤٤١٠۔

سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے بیان کیا: سیدنا علی علیہ السلام نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا آپ اُس دن کو یاد نہیں کرتے جب میں اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کے ایک سقیفہ میں موجود تھے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا تھا: کیا آپ اس سے (یعنی علی سے) محبت کرتے ہو؟ آپ نے عرض کیا تھا: مجھے اس سے محبت میں کیا چیز مانع ہوسکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب تم اس کے خلاف خروج کرو گے، اور اس سے قتال کرو گے اور تم ہی ظلم کے مرتکب ہو گے۔ قیس بن ابوحازم کہتے ہیں: اس بات کی یاد دہانی پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ سے) رجوع کرلیا۔

۵۔ امام حاکم کی ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں فرمایا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ اس (علی رضی اللہ عنہ) سے قتال کریں گے اور آپ ہی ظلم کرنے والے ہوں گے، اُنہوں نے کہا: میں یہ بات بھول چکا تھا۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پلٹ کر واپس چلے گئے۔

۶۔ اسی طرح امام ابویعلیٰ کی مسند میں بھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ میرے ساتھ لڑیں گے اور مجھ پر ظلم کرنے والے ہوں گے؟ اُنہوں نے عرض کیا: ہاں، لیکن میں بھول چکا تھا، ابھی کھڑے کھڑے اسی مقام پر مجھے یاد آیا ہے، پھر وہ واپس چلے گئے۔

۷۔ ''العقد الثمین'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شرمندہ اور افسردہ ہو کر قتال سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

---

(٤) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٢/٥١٥۔

٨. وَقَالَ الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ السُّدِّيِّ: شُهِدَ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ يَوْمَ الْجَمَلِ مِائَةٌ وَثَلاثُوْنَ بَدْرِيُّوْنَ وَسَبْعُ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حِيْنَ رَمٰى طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ بِسَهْمٍ، فَوَقَعَ فِي رُكْبَتِهِ، فَمَا زَالَ يَسِيْحُ حَتّٰى مَاتَ.(١)

٩. وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، قَالَ: انْصَرَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ عَنْ عَلِيٍّ، وَهُمْ فِي الْمَصَافِّ، فَقَالَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ: جُبْنًا جُبْنًا، فَقَالَ: قَدْ عَلِمَ النَّاسُ أَنِّي لَسْتُ بِجَبَانٍ، وَلٰكِنْ ذَكَّرَنِي عَلِيٌّ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا أُقَاتِلُهُ، ثُمَّ قَالَ: تَرْكُ الْأُمُوْرِ الَّتِي أَخْشٰى عَوَاقِبَهَا .... فِي اللهِ أَحْسَنُ فِي الدُّنْيَا وَفِي الدِّيْنِ.(٢)

١٠. قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي كِتَابِهِ "سِيَرِ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ" عَنْ أَبِي وَائِلٍ، سَمِعَ عَمَّارًا يَقُوْلُ: ...... لَتَتَّبِعُوْهُ أَوْ إِيَّاهَا.(٣)

١١. وَعَنْ أَبِي جَرْوٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ حِيْنَ تَوَاقَفَا، فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: يَا زُبَيْرُ! أَنْشُدُكَ اللهَ أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّكَ تُقَاتِلَنِي وَأَنْتَ لِي ظَالِمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَمْ أَذْكُرْهُ إِلَّا فِي مَوْقِفِي هٰذَا. ثُمَّ انْصَرَفَ.(٤)

---

(١) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ١/٣٥، وفي تاريخ الإسلام، ٣/٤٨٤، والعاصمي في سمط النجوم العوالي، ٢/٥٦٠۔

(٢) أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء، ١/٩١، وذكره ابن عساكر في ←

۸۔ مُطّلِب بن زیاد نے سُدِّی سے روایت کیا ہے کہ جنگِ جمل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سوتیس [۱۳۰] بدری اور سات سو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شرکت کی تھی۔ قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے جَمل کے دن مروان بن حَکم کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا تھا، تیر اُن کے گھٹنے میں لگا، وہ مسلسل درد سے کراہتے رہے حتیٰ کہ واصل بحق ہوگئے۔

۹۔ یزید بن ابی زیاد نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جَمل کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ سے پلٹ کر جانے لگے جبکہ لوگ صفوں میں موجود تھے تو اُنہیں اُن کا بیٹا عبداللہ کہنے لگا: یہ بزدلی ہے، یہ بزدلی ہے۔ اس پر اُنہوں نے فرمایا: تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں بزدل نہیں ہوں، لیکن علی رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک ایسی چیز یاد کرا دی ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا (مگر میں بھول چکا تھا)، میں نے قسم کھا لی ہے کہ میں اُن کے خلاف جنگ نہیں کروں گا، پھر فرمایا: ایسے امور کو ترک کر دینا جنہیں بجا لانے میں عاقبت کی خرابی کا اندیشہ ہو...... وہ دین اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بہت بہتر ہوتا ہے۔

۱۰۔ امام ذہبی نے ''سیر اَعلام النبلاء'' میں بیان کیا ہے ...... کہ تم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی پیروی کرتے ہو یا اس معاملے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذاتِ گرامی کی۔

۱۱۔ ابو جرو مازنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ملاقات کرتے دیکھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں فرمایا: اے زبیر! آپ کو اللہ کی قسم! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ میرے ساتھ قتال کرنے والے اور مجھ پر ظلم کرنے والے ہوں گے؟ اُنہوں نے عرض کیا: ہاں، اور میں یہ بات بھول چکا تھا۔ ابھی اسی مقام پر یاد آیا ہے، پھر وہ مڑ کر، جنگ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

.... تاریخ مدينه دمشق، ٤١١/١٨، والذهبي في سير أعلام النبلاء، ٦٠/١۔

(٣) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ١٧٨/٢۔

(٤) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ٥٩/١۔

نَدَمُ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ رضي الله عنها

وَثَبَتَ أَيْضًا نَدَمُ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَلٰى مَا فَعَلَتْ، وَهُوَ أَنَّهَا مَكَثَتْ فِي الْعَسْكَرِ الَّذِي كَانَ ضِدَّ عَلِيٍّ مَعَ كَوْنِهَا لَمْ تَخْرُجْ بِنِيَّةِ قِتَالِهِ وَلَمْ تُقَاتِلْهُ.

١. قَالَ الْبَاقِلَّانِيُّ فِي كِتَابِهِ 'تَمْهِيْدِ الْأَوَائِلِ' مَا نَصُّهُ: وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ: إِنَّهُمْ تَابُوْا مِنْ ذٰلِكَ، وَيُسْتَدَلُّ بِرُجُوْعِ الزُّبَيْرِ وَنَدَمِ عَائِشَةَ إِذَا ذَكَرُوْا لَهَا يَوْمَ الْجَمَلِ وَبُكَاءِهَا حَتّٰى تَبُلَّ خِمَارَهَا وَقَوْلِهَا: وَدِدْتُ أَنْ لَوْكَانَ لِي عِشْرُوْنَ وَلَدًا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم كُلُّهُمْ مِثْلُ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ وَأَنِّيْ ثَكِلْتُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنِّيْ يَوْمَ الْجَمَلِ. وَقَوْلِهَا: لَقَدْ أَحْدَقَتْ بِي يَوْمَ الْجَمَلِ الأَسِنَّةُ حَتّٰى صِرْتُ عَلَى الْبَعِيْرِ مِثْلَ اللُّجَّةِ. وَأَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِشَابٍّ مِنْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ: اُمْدُدْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَمَا هٰذَا نَحْوَهُ، وَالْمُعْتَمَدُ عِنْدَهُمْ فِي ذٰلِكَ قَوْلُ النَّبِي صلى الله عليه وسلم: عَشْرَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَدَّ فِيْهِمْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، قَالُوْا: وَلَمْ يَكُنْ لِيُخْبِرَ بِذٰلِكَ إِلَّا عَنْ عِلْمٍ مِّنْهُ بِأَنَّهُمَا سَيَتُوْبَانِ مِمَّا أَحْدَثَاهُ وَيُوَافِيَانِ بِالنَّدَمِ وَالإِقْلاعِ.[١]

---

(١) ذكره الباقلاني في تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل/٥٥٢۔

﴿اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی واقعہ جمل پر افسردگی﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی اپنے اقدام پر افسردہ ہونا ثابت ہے، وہ اُس لشکر میں آ کر ٹھہری تھیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا تھا، حالانکہ وہ نہ تو قتال کی نیت سے نکلی تھیں اور نہ ہی اُن کے حکم سے قتال کیا گیا تھا۔

۱۔ ''امام باقلانی نے اپنی کتاب ''تمهيد الأوائل'' میں بیان کیا ہے: بعض علماء نے کہا ہے کہ اُن میں سے بعض نے توبہ کرلی تھی، اور اُنہوں نے حضرت زبیر کے پلٹ جانے اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افسردگی سے اس امر پر دلیل اخذ کی ہے، کہ جب بھی لوگ اُن کے سامنے جنگ جمل کا تذکرہ کرتے تو آپ رو پڑتیں یہاں تک کہ آنسوؤں سے اپنی اوڑھنی تر کر دیتیں اور فرماتیں: کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بیس بیٹے ہوتے، جو سب کے سب عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کی مانند ہوتے اور میں سب کو کھو کر اُن پر رو چکی ہوتی، پھر بھی وہ صدمہ مجھ پر جنگ جمل کے دن سے زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ اور آپ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ جنگ جمل کے دن نیزہ برادروں نے مجھے اس طرح حصار میں لے رکھا تھا کہ میں اونٹ پر سوار گرداب کی مانند ہو چکی تھی (گویا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں اور باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو اس طرح گھیر لیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنا، تبادلۂ خیال کرنا اور صورتحال پر مشورہ کرنا بھی ناممکن بنا دیا گیا تھا)۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنگ جَمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک نوجوان سے کہا جبکہ آپ جاں بلب تھے کہ ہاتھ آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر امیرالمومنین کی بیعت کرلوں۔ اس طرح کی متعدد روایات ہیں، اور علماء کرام کے نزدیک اس مسئلہ میں سب سے زیادہ معتمد بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے دس افراد کو جنتی قرار دیا تھا، اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی اُن میں سے ذکر فرمایا تھا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لیے فرمایا تھا کہ آپ کو علم تھا کہ وہ دونوں عنقریب اُس غلطی سے رجوع کرلیں گے جو اُن سے سرزد ہوگی، اور ندامت و افسردگی اور کنارہ کشی سے اپنے کیے کی تلافی کرلیں گے۔

٢. وَقَالَ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ فِي "سِيَرِ الْأَعْلَامِ": "وَلَا رَيْبَ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها نَدِمَتْ نَدَامَةً كُلِّيَّةً عَلٰى مَسِيْرِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ وَحُضُوْرِهَا يَوْمَ الْجَمَلِ وَمَا ظَنَّتْ أَنَّ الأَمْرَ يَبْلُغُ مَا بَلغَ، فَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَمَّنْ سَمِعَ عَائِشَةَ إِذَا قَرَأَتْ: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ﴾ [الأحزاب، ٣٣/٣٣]، بَكَتْ حَتّٰى تَبُلَّ خِمَارَهَا.[١]

٣. وَذَكَرَ مِثْلَ ذَلِكَ الْقُرْطُبِيُّ فِي 'الْجَامِعِ لِأَحْكَامِ الْقُرْآنِ' وَأَبُوْ حَيَّانَ فِي تَفْسِيْرِهِ 'اَلْبَحْرِ الْمُحِيْطِ'، قَالَ: 'وَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا قَرَأَتْ هٰذِهِ الآيَةَ. يَعْنِي آيَةَ ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ﴾ [الأحزاب، ٣٢/٣٣] بَكَتْ حَتّٰى تَبُلَّ خِمَارَهَا، تَتَذَكَّرُ خُرُوْجَهَا أَيَّامَ الْجَمَلِ تَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ.[٢]

٤. وَفِي كِتَابِ دَلائَلِ النُّبُوَّةِ لِلْبَيْهَقِيِّ مَا نَصُّهُ: 'عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خُرُوْجَ بَعْضِ نِسَائِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ: انْظُرِيْ يَا حُمَيْرَاءُ، أَنْ لَّا تَكُوْنِيْ أَنْتِ' ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى عَلِيٍّ رضي الله عنه فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، إِنَّ وُلِّيْتَ مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا فَارْفُقْ بِهَا.[٣]

٥. وَفِيْهِ بِسَنَدِهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "لَوَدِدْتُّ أَنِّي مُتُّ وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًا".[٤]

---

(١) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ١٧٧/٢۔

(٢) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٨٠/١٤، وأبو حيان في البحر المحيط، ٢٢٣/٧۔

(٣) أخرجه البيهقي في الدلائل النبوة، ٤١١/٦۔

۲۔ حافظ ذہبی ''سير أعلام النبلاء'' میں فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف اپنے خروج اور جَمل میں اپنی موجودگی پر کلیتًا افسردہ ہوئی تھیں، اور اُنہیں یہ گمان نہیں تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا جہاں پہنچا تھا۔ حضرت عمارہ بن عمیر اُس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا کہ جب وہ یہ آیت تلاوت فرماتیں: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا) تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر کر لیتی تھیں۔

۳۔ ایسا ہی امام قرطبی نے ''الجامع لأحكام القرآن'' اور ابو حیان نے ''البحر المحيط'' میں ذکر کیا ہے، اُنہوں نے کہا ہے کہ جب وہ یہ آیت ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ﴾ [الأحزاب: ٣٣/٣٢] تلاوت فرماتیں تو اُنہیں جنگ جَمل کے ایام میں اپنا خروج اور قصاصِ عثمان کا مطالبہ یاد آجاتا، پھر وہ اتنا روتیں کہ اپنی اوڑھنی کو تر کر دیتیں۔

۴۔ امام بیہقی دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین میں سے بعض کے خروج کا ذکر فرمایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حمیراء! خیال کرنا کہیں وہ تم ہی نہ ہو۔ پھر آپ نے سیدنا علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر یہ معاملہ تمہارے ہاتھ میں آئے تو اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا''۔

۵۔ اور دلائل النبوۃ میں ہی امام بیہقی ہشام سے، وہ عروہ سے، اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کاش اس واقعہ سے پہلے ہی میری وفات ہو چکی ہوتی اور میں بھولی بسری ہو چکی ہوتی۔

---

(٤) أخرجه البيهقي في دلائل النبوة، ٦/٤١٢۔

٦. وَرَوى ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ بِسَنَدِهٖ، قَالَ: 'أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ عَائِشَةَ فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ لَهَا، أَمَا عَلِمْتَ مَا كَانَتْ تَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ شَجَرَةً يَا لَيْتَنِي كُنْتُ حَجَرًا يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَدَرَةً، قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ مِنْهَا، قَالَ: تَوْبَةٌ. [١]

٧. وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ فِي 'مُصَنَّفِهٖ' بِإِسْنَادِهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: "وَدِدْتُّ أَنِّيْ كُنْتُ غُصْنًا رُطَبًا وَلَمْ أَسِرِ مَسِيْرِيْ هٰذَا". [٢]

نَدَمُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما وَتَوْبَتُهٗ

١. رَوَى الْإِمَامُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي "اَلاِسْتِيْعَابِ" فِي مَسْأَلَةِ خُرُوْجِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو مَعَ الَّذِيْنَ كَانُوْا ضِدَّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِسَنَدِهٖ قَالَ: "قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: مَا لِي وِلِصِفِّيْنَ، مَا لِي وَلِقِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاللهِ، لَوَدِدْتُّ أَنِّي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا بِعَشَرِ سِنِيْنَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَمَا وَاللهِ مَا ضَرَبْتُ فِيْهَا بِسَيْفٍ وَلَا طَعَنْتُ بِرُمْحٍ وَلَا رَمَيْتُ بِسَهْمٍ، وَلَوَدِدْتُّ أَنِّي لَمْ أَحْضُرْ شَيْئاً مِنْهَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ. إِلَّا أَنَّهٗ ذَكَرَ أَنَّهٗ كَانَتْ بِيَدِهِ الرَّايَةُ يَوْمَئِذٍ فَنَدِمَ نَدَامَةً شَدِيْدَةً عَلٰى قِتَالِهٖ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَجَعَلَ يَسْتَغْفِرُ اللهَ وَيَتُوْبُ إِلَيْهِ. [٣]

---

(١) ذكره ابن سعد في الطبقات الكبرٰى، ٨/٧٤۔

(٢) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٧/٥٤٤، الرقم/٣٧٨١٨۔

٦۔ امام ابن سعد نے ’’الطبقات‘‘ میں اپنی سند کے ساتھ فضل بن دُکین سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: ہمیں عیسیٰ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو جعفر (محمد الباقر) سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا: میں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے رفعِ درجات کی دعا کرتا ہوں، تمہیں معلوم ہے وہ کیا فرمایا کرتی تھیں: اے کاش! میں ایک درخت ہوتی، اے کاش! میں ایک پتھر ہوتی اور اے کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی۔ میں نے پوچھا: اس سے اُن کا کیا مطلب تھا؟ فرمایا: توبہ۔

٧۔ امام ابن ابی شیبہ نے ’’المصنّف‘‘ میں اپنی سند کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: میری آرزو ہے، کاش! میں ایک تر ٹہنی ہوتی اور میں نے یہ قدم نہ اُٹھایا ہوتا۔

﴿حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ندامت اور توبہ﴾

١۔ امام ابن عبد البر ’’الاستیعاب‘‘ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اُس خروج کے ذکر میں جو اُنہوں نے مخالفینِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کیا تھا، اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: میرا صفین کے ساتھ کیا تعلق؟ میرا مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا کیسا؟ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں اس سے دس برس قبل مر چکا ہوتا۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں نے اُس جنگ میں تلوار چلائی، نہ خنجر چلایا اور نہ کوئی تیر پھینکا اور میں نے یقیناً چاہا کہ کاش میں اُس جنگ کے کسی معاملہ میں حاضر نہ ہوا ہوتا، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب گار ہوں اور اُس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ ہاں اُنہوں نے اتنا ذکر کیا کہ اُس دن اُن کے ہاتھ میں ایک پرچم تھا، پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں اس جنگ میں شرکت پر شدید نادم اور افسردہ ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار اور توبہ میں لگ گئے۔

---

(٣) ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب، ٣/ ٩٥٨

٢. وَقَالَ أَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْبَغْدَادِيُّ فِي كِتَابِهِ "أُصُوْلِ الدِّيْنِ" مَا نَصُّهُ: "أَجْمَعَ أَصْحَابُنَا عَلٰى أَنَّ عَلِيًّا ﵁ كَانَ مُصِيْبًا فِي قِتَالِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَفِي قِتَالِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بِصِفِّيْنَ، وَقَالُوْا فِي الَّذِيْنَ قَاتَلُوْهُ بِالْبَصْرَةِ: إِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْخَطَأِ، وَقَالُوْا فِي عَائِشَةَ وَفِي طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ: إِنَّهُمْ أَخطَؤُوْا وَلَمْ يَفْسُقُوْا، لِأَنَّ عَائِشَةَ قَصَدَتِ الْإِصْلَاحَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ فَغَلَبَهَا بَنُوْ ضَبَّةَ وَبَنُو الْأَزْدِ عَلٰى رَأْيِهَا، فَقَاتَلُوْا عَلِيًّا فَهُمُ الَّذِيْنَ فَسَقُوْا دُوْنَهَا. وَأَمَّا الزُّبَيْرُ فَإِنَّهُ لَمَّا كَلَّمَهُ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ عَرَفَ أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ فَتَرَكَ قِتَالَهُ وَهَرَبَ مِنَ الْمَعْرِكَةِ رَاجِعًا إِلٰى مَكَّةَ، فَأَدْرَكَهُ عَمْرُو بْنُ جَرْمُوْزٍ بِوَادِي السِّبَاعِ فَقَتَلَهُ وَحَمَلَ رَأْسَهُ إِلٰى عَلِيٍّ فَبَشَّرَهُ عَلِيٌّ بِالنَّارِ. وَأَمَّا طَلْحَةُ ﵁ فَإِنَّهُ لَمَّا رَأَى الْقِتَالَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ هَمَّ بِالرُّجُوْعِ إِلٰى مَكَّةَ فَرَمَاهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، فَهٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ بَرِيْئُوْنَ مِنَ الْفِسْقِ، وَالْبَاقُوْنَ مِنْ أَتْبَاعِهِمُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا عَلِيًّا فَسَقَةٌ، وَأَمَّا أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُمْ بَغَوْا، وَسَمَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بُغَاةً فِي قَوْلِهِ لِعَمَّارٍ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" وَلَمْ يَكْفُرُوْا بِهٰذَا الْبَغْيِ".[1]

مَا يُرْوٰى فِي مُعَاوِيَةَ ﵁ مِنَ الْفَضَائِلِ فَإِنَّهُ لَمْ يَصِحَّ مِنْهُ شَيْءٌ

١. أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ طَاهِرٍ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْحَاكِمُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوْبَ بْنِ يُوْسُفَ،

(١) ذكره أبو منصور البغدادي في أصول الدين/٣١٥۔

۲۔ امام ابو منصور البغدادی اپنی کتاب ''أصول الدين'' میں صراحت فرماتے ہیں:
ہمارے تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدنا علی ﷛ اصحابِ جَمل کے قتال میں اور صفّین میں حضرت معاویہ کے ساتھ قتال میں حق بجانب تھے۔ علماء نے اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے بصرہ میں سیدنا علی ﷛ کے ساتھ قتال کیا، کہا ہے کہ وہ خطا پر تھے، اور اُنہوں نے سیدہ عائشہ اور حضرت طلحہ و زبیر ﷡ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ خطا وار تھے، مگر فاسق نہیں تھے، کیونکہ سیدہ عائشہ ﷞ نے فریقین کے مابین اصلاح کا قصد کیا تھا لیکن اُن کی رائے پر بنو ضبّہ اور بنو اَزد غالب آ گئے، اور اُنہوں نے فتنہ انگیزی کے طور پر سیدنا علی ﷛ کے ساتھ اچانک جنگ چھیڑ دی تھی، وہ سیدہ کو چھوڑ کر فاسق ہو گئے۔ رہے حضرت زبیر ﷛ تو اُن کے ساتھ جمل کے روز سیدنا علی ﷛ نے بات چیت کی، اُن پر عیاں ہو گیا کہ سیدنا علی ﷛ حق پر ہیں، وہ اسی وقت ارادۂ جنگ سے باز آ گئے اور انہوں نے میدان چھوڑ کر مکہ مکرمہ کا رُخ کر لیا، لیکن عمر بن جرمُوز نے اُنہیں وادیٔ سباع میں جا لیا اور قتل کر دیا اور اُن کا سر سیدنا علی ﷛ کے پاس لے آیا، جس پر آپ نے اُسے دوزخ کی وعید سنائی۔ باقی رہے حضرت طلحہ ﷛ تو اُنہوں نے بھی جب فریقین کے درمیان جنگ کو دیکھا تو مکہ مکرمہ کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا، اس پر مروان بن الحکم نے اُنہیں تیر مار کر شہید کر دیا۔ پس یہ تینوں حضرات فسق سے بری ہیں اور ان کے باقی پیروکار جنہوں نے سیدنا علی ﷛ کے ساتھ جنگ کی وہ فاسق ہو گئے، اور رہے اصحابِ معاویہ تو اُنہوں نے بغاوت کی تھی، نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر ﷛ کو یہ فرماتے ہوئے ''**تقتلك الفئة الباغية**'' اُنہیں باغی قرار دے دیا تھا، مگر اس بغاوت سے وہ کافر نہیں ہوئے۔

فضائلِ معاویہ ﷛ میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے اُس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں

۱۔ ہمیں زاہر بن طاہر نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا: ہمیں احمد بن حسین بیہقی نے بیان کیا، اُنہیں ابو عبد اللہ الحاکم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن یعقوب بن یوسف کو بیان

يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيَّ، يَقُوْلُ: لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ.(١)

٢. أَنْبَأَنَا هِبَةُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ الْجَرِيْرِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْفَتْحِ، أَنْبَأَنَا الدَّارَقُطْنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُوالْحُسَيْنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَيَّارٍ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا أَبُوسَعِيْدِ بْنُ الْحَرَفِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي فَقُلْتُ: مَا تَقُوْلُ فِي عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ؟ فَأَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ: أَيْش أَقُوْلُ فِيْهِمَا؟ إِنَّ عَلِيًّا ﵇ كَانَ كَثِيْرَ الأَعْدَاءِ فَفَتَّشَ أَعْدَاؤُهُ لَهُ عَيْباً فَلَمْ يَجِدُوْا، فَجَاءُوْا إِلٰى رَجُلٍ قَدْ حَارَبَهُ وَقَاتَلَهُ فَأَطْرَوْهُ كِيَادًا مِّنْهُمْ لَهُ.(٢)

٣. قَالَ الْإِمَامُ عَبْدُ الْحَيِّ بْنُ الْعِمَادِ الْحَنْبَلِيُّ فِي تَرْجَمَةِ النَّسَائِيِّ مَا نَصُّهُ: قَالَ ابْنُ خَلِّكَانَ فِي "وَفَيَاتِ الْأَعْيَانِ": قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْأَصْبَهَانِيُّ: سَمِعْتُ مَشَايِخَنَا بِمِصْرَ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ (النَّسَائِيَّ) فَارَقَ مِصْرَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ وَخَرَجَ إِلٰى دِمَشْقَ، فَسُئِلَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَمَا رُوِيَ مِنْ فَضَائِلِهِ فَقَالَ: أَمَا يَرْضٰى مُعَاوِيَةُ أَنْ يَخْرُجَ رَأْسًا بِرَأْسٍ حَتّٰى يُفَضَّلَ، وَفِي رِوَايَةٍ: مَا أَعْرِفُ لَهُ فَضِيْلَةً إِلَّا: "لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ".(٣)

---

(١) ذكره ابن عساكر في تاريخ مدينه دمشق، ٥٩/١٠٦-

(٢) ذكره ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٧/١٠٤-

کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے امام اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کو کہتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ سے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں کوئی صحیح چیز منقول نہیں ہوئی ہے۔

۲۔ ہمیں ہبۃ اللہ بن احمد جریری نے بیان کیا، اُنہیں محمد بن علی الفتح نے بیان کیا، اُنہیں امام دارقطنی نے بیان کیا، اُنہیں ابو الحسین عبد اللہ بن ابراہیم بن جعفر بن نیار البزاز نے بیان کیا، اُنہیں ابو سعید بن الحرفی نے بیان کیا، اُنہیں عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم (امام احمد بن حنبل) سے عرض کیا: آپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ اس پر انہوں نے (سوچنے کے انداز میں) اپنا سر جھکا لیا، پھر سر اُٹھا کر فرمایا: میں اُن دونوں کے بارے میں کیا کہوں؟ سیدنا علی علیہ السلام کثیر الاعداء (بہت دشمنوں والے) تھے، ان کے دشمنوں نے اُن کے عیب تلاش کیے انہیں کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر وہ اُس شخص کی طرف متوجہ ہوئے جس نے اُن سے جنگ اور لڑائی کی تھی سو انہوں نے اپنی طرف سے سازش کے تحت ان کی تعریف میں مبالغہ آرائی شروع کر دی۔

۳۔ امام عبدالحي بن عماد حنبلی امام نسائی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ علامہ ابن خلکان نے ''وفیات الأعیان'' میں لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق اصبہانی نے بیان کیا ہے: میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابو عبد الرحمان نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر کو اپنی آخری عمر میں چھوڑا تھا اور دمشق چلے گئے تھے، اُن سے حضرت معاویہ اور جو کچھ اُن کے فضائل میں روایت کیا گیا ہے اُس کے متعلق سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی نہیں کہ وہ برابر برابر نکل جائیں چہ جائیکہ انہیں فضیلت دی جائے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: میں اُن کی کوئی فضیلت نہیں جانتا، سوائے اس حدیث کے کہ ''اللہ اُن کے پیٹ کو نہ بھرے۔''

(۳) ذكره ابن خلكان في وفيات الأعيان، ١/٧٧

رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ فِي كِتَابِ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالآدَابِ.[١]

فَمَا زَالُوْا يُدَافِعُوْنَهُ فِي خُصْيَتَيْهِ وَدَاسُوْهُ ثُمَّ حُمِلَ إِلٰى مَكَّةَ فَتُوَفِّيَ بِهَا وَهُوَ مَدْفُوْنٌ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ: لَمَّا دَاسُوْهُ بِدِمَشْق مَاتَ بِسَبَبِ ذٰلِكَ الدَّوْسِ وَكَانَ صَنَّفَ كِتَابَ الْخَصَائِصِ فِي فَضْلِ الإِمَامِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ وَأَهْلِ الْبَيْتِ، وَأَكْثَرَ رِوَايَتَهُ فِيْهِ عَنِ الإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ﷺ فَقِيْلَ لَهُ: أَلَّا صَنَّفْتَ فِي فَضْلِ الصَّحَابَةِ ﷺ كِتَابًا، فَقَالَ: دَخَلْتُ دِمَشْقَ وَالْمُنْحَرِفُ عَنْ عَلِيٍّ كَثِيْرٌ فَأَرَدْتُ أَنْ يَّهْدِيَهُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا الْكِتَابِ، وَكَانَ إِمَامًا فِي الْحَدِيْثِ ثِقَةً ثَبْتًا حَافِظًا".اِنْتَهٰى كَلامُ ابْنِ الْعِمَادِ.[٢]

٤. وَذَكَرَ الذَّهَبِيُّ فِي تَذْكِرَةِ الْحُفَّاظِ فِي تَرْجَمَةِ النَّسَائِيِّ أَنَّهُ قَالَ: "دَخَلْتُ دِمَشْقَ وَالْمُنْحَرِفُ عَنْ عَلِيٍّ بِهَا كَثِيْرٌ فَصَنَّفْتُ كِتَابَ الْخَصَائِصِ رَجَوْتُ أَنْ يَّهْدِيَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ إِنَّهُ صَنَّفَ بَعْدَ ذٰلِكَ "فَضَائِلَ الصَّحَابَةِ" فَقِيْلَ لَهُ: أَلَّا تُخَرِّجَ فَضَائِلَ مُعَاوِيَةَ؟ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أُخَرِّجُ، حَدِيْثُ: "اللّٰهُمَّ لَا

(١) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البروالصلة، باب من لعنه النبيﷺ أوسبه أو دعا عليه وليس هو أهلا لذلك كان له زكاة وأجرا ورحمة، ٤/٢٠١٠، الرقم/٢٦٠٤ـ

(٢) ذكره العكري في الشذرات الذهب، ٤/١٧-١٨، وابن خلكان في وفيات الأعيان، ١/٧٧-٧٨ـ

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح کی ''کتاب البر والصلۃ'' میں روایت کیا ہے۔

(امام نسائی چونکہ محبّ اہلِ بیت تھے اس لئے) وہ لوگ انہیں زدوکوب کرنے لگے، مسلسل اُن کے فوطوں پر ضربیں لگاتے اور بدن پر پاؤں سے ٹھوکریں مارتے رہے۔ پھر انہیں اسی حالت میں اٹھا کر مکہ مکرمہ لے جایا گیا جہاں ان کی شہادت ہوگئی، اور آپ صفا و مروہ کے درمیان مدفون ہیں۔ حافظ ابونعیم اصبہانی فرماتے ہیں: جب اُنہیں لاتوں سے مارا گیا تو وہ اسی مار سے شہید ہو گئے، اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُنہوں نے سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت کرام علیہم السلام کی شان میں ''کتاب الخصائص'' تصنیف فرمائی اور اُس میں اکثر روایات امام احمد بن حنبل سے نقل فرمائیں تو اُن سے پوچھا گیا: کیا آپ نے صحابہ کرام کی شان میں بھی کوئی کتاب لکھی ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: میں دمشق میں آیا تو بہت سے لوگوں کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منحرف پایا، سو میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس کتاب کے ذریعے ہدایت دے۔ وہ حدیث کے امام تھے، ثقہ تھے، مضبوط تھے اور حافظ تھے۔ ابن العماد کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

۴۔ امام ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام نسائی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: میں دمشق میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ سیدنا علی علیہ السلام سے بہت زیادہ منحرف تھے، پس میں نے اس امید سے ''کتاب الخصائص'' تصنیف کی کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے اُنہیں ہدایت عطا فرمائے۔ پھر اُنہوں نے ''فضائل الصحابة'' کتاب لکھی۔ پھر اُن سے پوچھا گیا کہ کیا آپ فضائل معاویہ میں کچھ روایت نہیں کریں گے؟ فرمایا: میں کیا چیز روایت کروں؟ کیا یہ حدیث ''اے اللہ! اس کے پیٹ کو نہ بھرنا؟ اس پر سائل خاموش ہوگیا۔ رہ گئی اُن پر شیعیت کا الزام تو وہ درست نہیں ہے، یہ تہمت لوگوں نے اُن پر اس لیے لگائی تھی کہ اُنہوں نے فرمایا تھا کہ حضرت معاویہ کے فضائل میں ''لا أشبع الله بطنه'' کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے، اور اس لیے کہ اُنہوں نے فضائل علی علیہ السلام میں کتاب تصنیف فرمائی تھی اور اُن کے علاوہ کسی اور کی شان

تُشْبِعُ بَطْنَهُ؟"فَسَكَتَ السَّائِلُ. وَأَمَّا اتِّهَامُهُمْ لَهُ بِالتَّشَيُّعِ فَلَيْسَ صَحِيْحًا إِذْ إِنَّهُمْ اتَّهَمُوْهُ بِذٰلِكَ لِقَوْلِهِ: لَمْ يَصِحَّ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ إِلَّا: "لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ"، وَلِأَنَّهُ أَلَّفَ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ وَلَمْ يُصَنِّفْ فِي مَنَاقِبِ غَيْرِهِ بِالتَّخْصِيْصِ.(١)

٥. قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي "سِيَرِ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ" مَا نَصُّهُ: "ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ دَاوُدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ ابْنِ عَمِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ، قَالَ: كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَأَذَّنَ يَوْمًا فَقَامَ خَطِيْبٌ يَمْدَحُ مُعَاوِيَةَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ، فَقَامَ عُبَادَةُ بِتُرَابٍ فِي يَدِهِ، فَحَثَاهُ فِي فَمِ الْخَطِيْبِ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ: إِنَّكَ لَمْ تَكُنْ مَعَنَا حِيْنَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَقَبَةِ، عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا ومَكْرَهِنَا ومَكْسَلِنَا، وأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَلَّا نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ، فَاحْثُوْا فِي أَفْوَاهِهِمُ التُّرَابَ".(٢)

٦. وَعَنْ بُحَيْرٍ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: "وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِيْنَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ:

---

(١) ذكره الذهبي في تذكرة الحفاظ، ٦٩٩/٢، والمزي في تهذيب الكمال، ٣٨/١۔

(٢) ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ٧/٢۔

میں کوئی مخصوص کتاب نہیں لکھی تھی۔

۵۔ امام ذہبی ''سیر اَعلام النبلاء'' میں لکھتے ہیں: ابن ابی اویس اپنے والد سے، انہوں نے ولید بن داود بن محمد بن عبادہ بن صامت سے، اُنہوں نے اپنے چچا زاد عبادہ بن ولید سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ایک دن اُنہوں نے اذان کہی تو ایک خطیب کھڑے ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تعریف کرنے لگا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور خاک کی ایک مٹھی بھر کر خطیب کے منہ میں ٹھونس دی۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے، جس پر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: تم (یعنی حضرت معاویہ) اس وقت نہیں تھے جب ہم نے عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی کہ ہم اپنی پسند اور نا پسند پر، سستی اور کاہلی میں بھی سمع و اطاعت بجا لانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اقدس کو ہر امر پر ترجیح دیں گے، اہل امر کے ساتھ ناحق تنازعہ نہیں کریں گے اور ہر حال میں حق کی خاطر کھڑے ہوں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: جب تم خوشامد کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کیمنہ میں مٹی بھر دینا۔

٦۔ حضرت بُحیر حضرت خالد سے روایت کرتے ہیں، اُنہوں نے فرمایا: ''حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، عمرو بن اسود اور اہل قنسرین سے بنو اسد کا ایک شخص حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا:

أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيّ تُوَفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيْبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لا أَرَاهَا مُصِيْبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيّ؟ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا، فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتّٰى أُغِيْظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ:

قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ يَنْهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ: فَوَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِئَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ عَلٰى أَصْحَابِهِ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ

کیا تم جانتے ہو کہ حضرت حسن بن علی ﷺ وفات پا گئے؟ اس پر حضرت مقدام ﷺ نے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہا، اس پر کسی شخص نے اُنہیں کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ اُنہوں نے اُس کو فرمایا: میں اس بات کو کیوں نہ مصیبت سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں اپنی گود میں بٹھا کر فرمایا تھا: ''یہ مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے''۔ اس پر اسدی نے کہا: وہ ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا۔ خالد کہتے ہیں: اس پر مقدام ﷺ نے حضرت معاویہ سے کہا: آج میں تم کو اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تمہیں غصہ نہ دلاؤں اور وہ کچھ نہ سناؤں جو تمہیں ناگوار ہو۔ پھر فرمایا: اے معاویہ! میں بات شروع کرتا ہوں، اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔ حضرت معاویہ نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔

حضرت مقدام ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سونا پہننے کی ممانعت سنی تھی؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔

حضرت مقدام ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔

حضرت مقدام ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی جلد کو پہننے اور اُن پر بیٹھنے سے منع فرمایا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔

اس پر حضرت مقدام ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! اے معاویہ! میں یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھتا ہوں۔ اس پر حضرت معاویہ ﷺ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم ہے، آج میں تم سے جان نہیں چھڑا سکتا۔ خالد کہتے ہیں: اس کے بعد حضرت معاویہ ﷺ نے حضرت مقدام ﷺ کے لیے اتنے مال و دولت کا حکم دیا کہ اتنا اُن کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہ دیا تھا، اور اُن کے بیٹے کا وظیفہ دو سو دینار کر دیا۔ پس حضرت مقدام ﷺ نے (خود قبول کرنے کے

فَرَجُلٌ كَرِيْمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ.(١)

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِي السُّنَنِ وَهٰذا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

٧. قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ بَعْدَ هٰذَا الْكَلامِ: فَأَشَارَ بِهٰذَا إِلٰى مَا اخْتَلَقُوْهُ لِمُعَاوِيَةَ مِنَ الْفَضَائِلِ مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ. وَقَدْ وَرَدَ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ لٰكِنْ لَيْسَ فِيْهَا مَا يَصِحُّ مِنْ طَرِيْقِ الْإِسْنَادِ، وَبِذٰلِكَ جَزَمَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.(٢)

٨. رَوَى الْبَلَاذُرِيُّ عَنِ الْإِمَامِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيّ بْنِ الْأَسَوَدَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: هَاهُنَا قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ عَنْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ، وَبِحَسْبِ مُعَاوِيَةَ أَنْ يُتْرَكَ كَفَافًا.(٣)

٩. وَقَالَ الْعَلَّامَةُ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ الْحَنَفِيُّ: فَإِنْ قُلْتَ: قَدْ وَرَدَ فِي فَضِيْلَتِهِ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ. قُلْتُ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ لَيْسَ فِيْهَا حَدِيْثٌ يَصِحُّ مِنْ طَرِيْقِ الإِسْنَادِ، نَصَّ عَلَيْهِ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْه وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا، فَلِذٰلِكَ

---

(١) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، ٤/٦٨، الرقم/٤١٣١۔

(٢) ابن حجر العسقلاني في فتح الباري، ٧/١٠٤۔

(٣) البلاذري في أنساب الأشراف، ٥/١٢٩۔

بجائے) وہ سب کچھ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ خالد کہتے ہیں: اسدی کو جو ملا تھا وہ اس نے کسی کو نہ دیا۔ یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اُنہوں نے کہا: مقدام ایک سخی شخص ہیں، اُنہوں نے اپنے ہاتھ کھول دیے۔ رہا اسَدی تو وہ اپنی چیز کو اچھے طریقے سے سنبھالنے والا ہے۔

اسے امام ابو داود نے 'السنن' میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس سے اُنہوں نے اُن بے اصل روایات کی طرف اشارہ کیا ہے جو لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں گھڑی تھیں۔ فضائلِ معاویہ میں بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں سے کوئی روایت ایسی نہیں ہے جس کی سند صحیح ہو، یہی امام اسحاق بن راھویہ، امام نسائی اور دوسرے علماءِ حدیث رحمہم اللہ کا قطعی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۔ علامہ بلاذری نے اپنی سند کے ساتھ امام عبد اللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے، کہا کہ مجھے حسین بن علی بن اسود نے بیان کیا، اُنہوں نے یحییٰ سے روایت کیا، اُنہوں نے امام عبد اللہ بن مبارک سے بیان کیا ہے کہ: کچھ لوگ فضائلِ معاویہ کے متعلق سوال کرتے ہیں، حالانکہ حضرت معاویہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اُنہیں چھوڑ دیا جائے (یعنی ان کے حوالے سے کوئی بات نہ کی جائے)۔

۹۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں: ''اگر تم نے یہ کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تو بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، تو میں جواب میں یہ کہوں گا: جی ہاں، لیکن اُن احادیث میں سے سند کے اعتبار سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے، اسی موقف کو امام اسحاق بن راھویہ، امام نسائی اور دیگر محدثین نے تصریح کی ہے۔ اسی لیے امام بخاری نے ذکر معاویہ کا باب، کہا فضیلت اور منقبت معاویہ کا باب نہیں کہا۔

قَالَ: بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ، وَلَمْ يَقُلْ فَضِيْلَةً وَلَا مَنْقَبَةً.(١)

١٠. وَقَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: وَمُعَاوِيَةُ لَيْسَتْ لَهُ بِخَصُوْصِهِ فَضِيْلَةٌ فِي الصَّحِيْحِ.(٢)

١١. وَقَالَ أَيْضًا: وَطَائِفَةٌ وَضَعُوْا لِمُعَاوِيَةَ فَضَائِلَ وَرَوَوْا أَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ ذَلِكَ كُلُّهَا كَذِبٌ.(٣)

١٢. وَقَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا وَضَعَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ. قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ: لَا يَصِحُّ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.(٤)

١٣. وَقَالَ الْإِمَامُ السُّيُوْطِيُّ: بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ: لَمْ يَقُلْ وَلَا مَنْقَبَةٌ، لِأَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ فِيْ فَضَائِلِهِ شَيْءٌ، كَمَا قَالَهُ ابْنُ رَاهَوَيْهِ.(٥)

١٤. وَقَالَ أَيْضًا فِي تَارِيْخِ الْخُلَفَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ: وَقَدْ وَرَدَ فِي فَضْلِهِ أَحَادِيْثُ قَلَّمَا تَثْبُتُ.(٦)

---

(١) العيني في عمدة القاري، ١٦/٣٤٣۔

(٢) ابن تيمية في منهاج السنة النبوية، ٧/٤٠۔

(٣) ابن تيمية في منهاج السنة النبوية، ٤/٤٠٠۔

(٤) ابن القيم في المنار المنيف في الصحيح والضعيف/١١٦۔

(٥) السيوطي في التوشيح شرح الجامع الصحيح، ٦/٢٣٧٩۔

۱۰۔ علامہ ابن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ خصوصاً حضرت معاویہ کی کوئی فضیلت کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوئی۔

۱۱۔ علامہ ابن تیمیہ ہی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ایک گروہ نے حضرت معاویہ کے لیے فضائل گھڑے ہیں اور اُنہوں نے اس سلسلے میں حضور نبی اکرم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں جو سب کی سب من گھڑت اور جھوٹی ہیں۔

۱۲۔ علامہ ابن قیم بیان کرتے ہیں کہ: اور انہی (موضوعات) میں سے وہ روایات بھی ہیں جو حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے فضائل میں اہل سنت کے بعض نادانوں نے وضع کیا تھا۔ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: فضیلتِ معاویہ بن ابی سفیان میں حضور نبی اکرم ﷺ سے کوئی صحیح چیز ثابت نہیں ہے۔

۱۳۔ امام سیوطی فرماتے ہیں: امام بخاری نے ذکرِ معاویہ کا باب قائم کیا ہے منقبت (فضیلتِ معاویہ) کا باب قائم نہیں کیا، کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کوئی چیز صحیح نہیں ہے، امام ابن راہویہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

۱۴۔ امام سیوطی نے ہی ''تاریخ الخلفاء'' میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں وارد شدہ احادیث میں سے بہت ہی کم (صحیح) ثابت ہوئی ہیں۔

---

(٦) السيوطي في تاريخ الخلفاء، ١/١٩٤۔

١٥. وَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ الدِّهْلَوِيُّ الْحَنَفِيُّ: وَاعْلَمْ أَنَّ الْمُحَدِّثِيْنَ قَالُوْا: لَمْ يَصِحَّ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيْثٌ، وَكَذَا قَالَ السُّيُوْطِيُّ.(١)

١٦. وَقَالَ الْعَجْلُوْنِيُّ: وَبَابُ فَضَائِلَ مُعَاوِيَةَ لَيْسَ فِيْهِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.(٢)

تَصْرِيْحَاتُ أَئِمَّةِ الْفِقْهِ فِي قَضِيَّةِ عَلِيٍّ عليه السلام وَمُعَاوِيَةَ رضي الله عنه

١. قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ الْمَرْغِيْنَانِيُّ فِي ''الْهِدَايَةِ'': ثُمَّ يَجُوْزُ التَّقَلُّدُ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ كَمَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَادِلِ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رضي الله عنهم تَقَلَّدُوْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ عليه السلام فِي نَوْبَتِهِ. وَالتَّابِعِيْنَ تَقَلَّدُوْهُ مِنَ الْحَجَّاجِ وَكَانَ جَائِرًا.(٣)

٢. قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ جَمَالُ الدِّيْنِ الرُّوْمِيُّ الْبَابَرْتِيُّ فِي الْعِنَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ تَحْتَ عِبَارَةِ الْمَرْغِيْنَانِيِّ: (قَوْلُهُ: ثُمَّ يَجُوزُ التَّقَلُّدُ) تَفْرِيعٌ عَلٰى مَسْأَلَةِ الْقُدُورِيِّ يَتَبَيَّنُ أَنَّهُ لَا فَرْقَ فِي جَوَازِ التَّقَلُّدِ لِأَهْلِهِ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ الْمُوَلِّي

(١) الشيخ عبد الحق في لمعات التنقيح شرح مشكاة المصابيح، ٧٧٥/٩۔

(٢) العجلوني في كشف الخفاء ومزيل الإلباس، ٥٦٥/٢۔

(٣) المرغيناني في الهداية شرح بداية المبتدي، ١٠٢/٣۔

۱۵۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بیان کرتے ہیں: ’’جان لیجئے کہ محدثین کرام نے فرمایا ہے: فضائل معاویہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اور ایسا ہی امام سیوطی نے کہا ہے‘‘۔

۱۶۔ علامہ عجلونی بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے فضائل کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں ائمہِ فقہ کی تصریحات﴾

۱۔ امام ابو الحسن المرغینانی اپنی کتاب ’’الهداية‘‘ میں لکھتے ہیں: (قاضی کے لیے) غیر عادل حکمران سے عہدہ و منصب لینا اُسی طرح جائز ہے جس طرح عادل حکمران سے یہ عہدہ لینا جائز ہے۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذمہ داری قبول کی تھی؛ حالاں کہ ان کی خلافت کے معاملے میں حق حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اسی طرح تابعین نے بھی حجاج کے دورِ حکومت میں قضاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں، حالاں کہ وہ ایک ظالم حکمران تھا۔ (غیر عادل حکمران سے قضاء وغیرہ کی ذمہ داری قبول کر لینے کا مقصد صرف مخلوقِ خدا کی خدمت اور انہیں اِنصاف کی فراہمی کے عمل کو جاری رکھنا ہوتا ہے۔)

۲۔ ابن الشیخ جمال الدین الرومی البابرتی ’الهداية‘ کی شرح ’العناية‘ میں امام مرغینانی کی عبارت کے تحت لکھتے ہیں: امام مرغینانی کا یہ کہنا کہ [عہدہ لینا جائز ہے] امام قدوری کے بیان کردہ مسئلہ پر تفریع ہے جو اس بات کو خوب واضح کرتی ہے کہ اَہل، مستحق اور قابل اَفراد کے عہدہ و منصب لینے کے جائز ہونے میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تقرری کرنے والا

عَادِلًا أَوْ جَائِرًا، فَكَمَا جَازَ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ جَازَ مِنَ الْجَائِرِ، وَهٰذَا؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﷺ تَقَلَّدُوا الْقَضَاءَ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ، دَلَّ عَلٰى ذٰلِکَ حَدِيثُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ﷺ[1]، ...... وَعُلَمَاءُ السَّلَفِ وَالتَّابِعِينَ تَقَلَّدُوهُ مِنَ الْحَجَّاجِ وَجَوْرُهُ مَشْهُورٌ فِي الْآفَاقِ.[2].

٣. قَالَ كَمَالُ الدِّيْنِ بْنُ الْهُمَامِ الْحَنَفِيُّ فِي شَرْحِ فَتْحِ الْقَدِيْرِ: (قَوْلُهُ: وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ) هٰذَا تَصْرِيحٌ بِجَوْرِ مُعَاوِيَةَ، وَالْمُرَادُ فِي خُرُوجِهِ لَا فِي أَقْضِيَتِهِ، ...... وَاسْتَقْضٰى مُعَاوِيَةُ أَبَا الدَّرْدَاءِ بِالشَّامِ وَبِهَا مَاتَ. ...... وَإِنَّمَا كَانَ الْحَقُّ مَعَهُ فِي تِلْکَ النَّوْبَةِ لِصِحَّةِ بَيْعَتِهِ وَانْعِقَادِهَا فَكَانَ عَلَى الْحَقِّ فِي قِتَالِ مُعَاوِيَةَ بِصِفِّينَ. وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، أبواب المساجد، ١/١٧٢، الرقم/٤٣٦، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار عن الناس في السبيل، ٣/١٠٣٥، الرقم/٢٦٥٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، ٤/٢٢٣٥-٢٢٣٦، الرقم/٢٩١٥-٢٩١٦۔

(٢) ابن الشيخ جمال الدين الرومي البابرتي في العناية شرح الهداية (على حاشية شرح فتح القدير)، ٧/٢٤٦۔

حکمران عادل ہے یا غیر عادل۔ لہٰذا جس طرح کسی نیک اور خود عادل حکمران سے ذمہ داری لینا درست ہے، اُسی طرح غیر عادل حکمران سے بھی کسی عہدے کی ذمہ داری قبول کرنا جائز ہے۔ اور یہ اس لیے روا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے (ان کے دورِ ملوکیت میں مفادِ عامہ کی غرض سے) قضاء کی ذمہ داریاں قبول کی تھیں، حالاں کہ خلافت کے اَصل حق دار اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم تھے۔ اس (خلافت کی حقانیت) پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِقتداء میں) علماء سلف صالحین اور تابعین نے بھی حجاج کے زمانہ میں اس سے ذمہ داریاں اور عہدے لیے حالاں کہ اس کا ظلم کل عالم میں مشہور تھا۔

٣۔ امام کمال الدین بن الہمام الحنفی اپنی کتاب 'شرح فتح القدیر' میں لکھتے ہیں: صاحبِ 'ہدایہ' کا یہ کہنا کہ [حق خلافت کے معاملے میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا] یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے غیر عادل حکمران ہونے پر تصریح ہے۔ یہاں جور سے مراد ان کا خلیفہ راشد (سیدنا علی علیہ السلام) کے خلاف خروج کرنا ہے نہ کہ ان کا تمام فیصلوں میں راہِ عدل سے منحرف ہونا۔ ...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے شام کا منصبِ قضاء (یعنی چیف جسٹس) کا عہدہ سنبھالنے کی درخواست کی تھی۔ (وہ ایک عادل قاضی تھے، ساری عمر منصبِ قضا پر فائز رہے) اور ان کا وصال ملک شام میں ہی ہوا۔ ...... سیدنا علی علیہ السلام کا حق پر ہونے کا معنی یہ ہے کہ خلافت کی (چوتھی) مدت میں سیدنا علی علیہ السلام کی بیعت درست ہونے کے اعتبار سے اِستحقاقِ خلافت سیدنا علی علیہ السلام ہی کا تھا۔ لہٰذا حضرت علی المرتضی علیہ السلام، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں صفین کے معرکہ میں حق پر تھے۔ نیز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمانا -

لِعَمَّارٍ: سَتَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ[١]. وَقَدْ قَتَلَهُ أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ يُصَرِّحُ بِأَنَّهُمْ بُغَاةٌ.

وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِي كِتَابِهِ فِي بَابِ الاسْتِسْقَاءِ: طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الَّذِي يُقَالُ لَهُ طَلْحَةُ النَّدَى ابْنُ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ تَقَلَّدَ الْقَضَاءَ مِنْ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَهُوَ تَابِعِيٌّ.[٢]

٤ . قَالَ بَدْرُ الدِّيْنِ الْعَيْنِيُّ فِي الْبِنَايَةِ شَرْحِ الْهِدَايَةِ: (قَوْلُهُ: وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ ﵁ فِي نَوْبَتِهِ): أَيْ فِي خِلافَتِهِ؛ لِأَنَّ الْخِلافَةَ كَانَتْ لَهُ بَعْدَ عُثْمَانَ ﵁ بِالنَّصِّ. ...... وَعِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ مُعَاوِيَةُ ﵁ كَانَ بَاغِيًا فِي نَوْبَةِ عَلِيٍّ ﵁. ...... (وَالتَّابِعِيْنَ): لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﵃ (تَقَلَّدُوْهُ) أَيِ القَضَاء (مِنَ الْحَجَّاجِ) ابْنِ يُوْسُفَ الثَّقَفِيِّ عَامِلِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ عَلَى الْعِرَاقِ وَخُرَاسَانَ، وَمَاتَ

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الصلاة، أبواب المساجد، ١/١٧٢، الرقم/٤٣٦، وأيضًا في كتاب الجهاد والسير، باب مسح الغبار عن الناس في السبيل، ٣/١٠٣٥، الرقم/٢٦٥٧، ومسلم في الصحيح، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، ٤/٢٢٣٥-٢٢٣٦، الرقم/٢٩١٥-٢٩١٦.

(٢) ابن الهمام في شرح فتح القدير، ٧/٢٤٥-٢٤٦.

'اے عمار! تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا' - اس معرکے میں حق و باطل کے تعین میں واضح دلیل ہے۔ کیوں کہ انہیں حضرت معاویہ ﷜ کے ساتھیوں نے ہی شہید کیا تھا۔ یہ فرمانِ رسول ﷺ اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ وہ لوگ باغی تھے۔

ابن قطان اپنی کتاب میں اِستسقاء کے باب کے تحت فرماتے ہیں: حضرت ابو محمد طلحہ بن عبد اللہ بن عوف، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے بھتیجے تھے۔ انہیں طلحۃ الندیٰ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے یزید بن معاویہ سے (اُس کے دورِ ملوکیت میں) مدینہ کے قاضی کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور وہ تابعی تھے۔ (اس طریقے کو سلف صالحین اس لئے جاری رکھتے تھے کہ عوام الناس کے معاملات میں داد رسی اور انصاف کی فراہمی کا عمل رکنے نہ پائے۔ اور معاشرتی زندگی میں لوگوں کے لئے انفرادی سطح پر مشکلات میں اضافہ نہ ہو۔)

۴۔ امام بدر الدین عینی 'الھدایۃ' کی شرح 'البنایۃ' میں فرماتے ہیں: اور ان کا یہ کہنا کہ [ان کی باری میں حق حضرت علی کے ساتھ تھا] یعنی ان کی خلافت کے مسئلے میں اِستحقاق حضرت علی ؑ ہی کا تھا کیوں کہ حضرت عثمان ﷜ کے بعد حضرت علی ﷜ کی خلافت نص سے ثابت ہے۔ ...... اور اَہلِ سنت کے نزدیک حضرت علی ؑ کی خلافت کو قبول نہ کرنے اور ان کے خلاف خروج کرنے کی وجہ سے حضرت معاویہ ﷜ بغاوت کرنے والے تھے۔ ...... [اور اِسی طرح تابعین نے] بھی صحابہ کرام ﷭ کی پیروی کرتے ہوئے حجاج بن یوسف ثقفی سے قضاء کی ذمہ داریاں قبول کیں۔ حجاج عراق اور خراسان پر عبد الملک بن مروان کا مقرر کردہ گورنر تھا اور

فِي رَمَضَانَ أَوْ شَوَّالٍ سَنَةَ خَمْسَةٍ وَتِسْعِيْنَ، وَعُمُرُهُ ثَلاثٌ أَو أَربَعٌ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً. وَلَمَّا سَمِعَ الْحَسَنُ الْبَصرِيُّ بِمَوْتِهِ سَجدَ، يَعْنِي شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَقَالَ: لَوْ جاءَتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِخَبِيْثِهَا، وَجِئْنَا بِهِ (حَجَّاجِ بْنِ يُوْسُف) لَغَلَبْنَاهُمْ، وَظُلْمُهُ مَشْهُوْرٌ.(١)

٥. قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ نُجَيْمٍ الْحَنَفِيُّ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ شَرْحِ كَنْزِ الدَّقَائِقِ: (قَوْلُهُ: وَيَجُوزُ تَقَلُّدُ الْقَضَاءِ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ وَالْجَائِرِ وَمِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ)؛ لِأَنَّ الصَّحابَةَ ﷺ تَقَلَّدُوهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ، وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ ﷺ فِي نَوْبَتِهِ وَالتَّابِعِينَ تَقَلَّدُوهُ مِن الْحَجَّاجِ وَكَانَ جَائِرًا أَفْسَقَ أَهْلِ زَمَانِهِ. هٰكَذَا قَالَ أَصْحَابُنَا. وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَهٰذَا تَصْرِيحٌ بِجَوْرِ مُعَاوِيَةَ، وَالْمُرَادُ فِي خُرُوجِهِ لا فِي أَقْضِيَتِهِ.(٢)

٦. قَالَ شِهَابُ الدِّيْنِ أَحْمَدُ الشَّلْبِيُّ فِي حَاشِيَةِ عَلٰى تَبْيِيْنِ الْحَقَائِقِ شَرْحِ كَنْزِ الدَّقَائِقِ: (قَوْلُهُ فِي الْمَتْنِ: وَيَجُوزُ تَقَلُّدُ الْقَضَاءِ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ وَالْجَائِرِ.) قَالَ الْأَتْقَانِيُّ: وَإِنْ كَانَ قَاضِي الْخَوَارِجِ مِنْ أَهْلِ الْجَمَاعَةِ وَالْعَدْلِ فَقَضٰى، ثُمَّ رَفَعَ إِلٰى قَاضِي الْعَدْلِ أَمْضَاهُ وَيَجُوزُ قَضَاؤُهُ بَيْنَ النَّاسِ؛

(١) بدر الدين العيني في البناية شرح الهداية، ٩/ ١٤ـ

(٢) ابن نجيم الحنفي في البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ٦/ ٤٦٠ـ

اُس نے ۹۵ ہجری کے ماہِ رمضان یا شوال میں ترپن (۵۳) یا چوّن (۵۴) سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور جب امام حسن بصری نے حجاج بن یوسف کی موت کی خبر سنی تو سجدہ شکر بجا لائے اور فرمایا: اگر ہر اُمت اپنے اپنے خبیث (شریر النفس) لوگوں کو لے آئے اور ہم ان کے مقابلے میں صرف ایک حجاج کو ہی پیش کر دیں تو ہم ان سب پر فوقیت لے جائیں گے۔ اس کا ظلم زبان زدِ خاص و عام ہے۔

۵۔ امام ابن نجیم الحنفی 'کنز الدقائق' کی شرح 'البحر الرائق' میں لکھتے ہیں: اور ان کا یہ کہنا کہ (اَہل لوگوں کے لیے عادل و غیر عادل یا باغی حکمرانوں سے منصبِ قضاء کی ذمہ داری قبول کر لینا یکساں طور پر جائز ہے)۔ یہ اس بنیاد پر ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے حضرت معاویہ ﷺ کے دورِ ملوکیت میں ان سے منصب کی ذمہ داریاں لیں حالاں کہ خلافت کے معاملے میں حق حضرت علی ﷺ کے ساتھ تھا۔ اسی طرح تابعین نے بھی حجاج بن یوسف کے دور میں منصبِ قضاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں حالاں کہ وہ ایک جابر اور سفاک حکمران تھا بلکہ وہ اپنے دور کا سب سے بڑھ کر فاسق و فاجر تھا۔ ہمارے اَصحابِ اَحناف نے اِسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اور 'فتح القدیر' میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ یہ قول حضرت معاویہ ﷺ کے غیر عادل حکمران ہونے پر تصریح ہے۔ اور (یہاں) ان کی مراد خلیفہ راشد کے خلاف خروج (یعنی بغاوت کرنے) میں ہے نہ کہ یہ کہ وہ تمام فیصلوں میں بھی (معاذ اللہ) غیر عادل ہی تھے۔

۶۔ امام شہاب الدین احمد الشلبی 'کنز الدقائق' کی شرح 'تبیین الحقائق' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: متن میں ان کے قول [اور منصبِ قضاء کی ذمہ داری قبول کرنا عادل اور غیر عادل حکمران سے جائز ہے] کے بارے میں علامہ اتقانی فرماتے ہیں: اگر خوارج کا مقرر کردہ کوئی قاضی عادل تھا اور اس نے کسی مسئلہ پر فیصلہ کیا، پھر وہ فیصلہ کسی عادل خلیفہ کے مقرر کردہ قاضی تک پہنچا تو وہ بھی اسی فیصلہ کو جاری رکھے گا (اور محض اس بنیاد پر منسوخ نہیں کرے گا کہ اس قاضی کو مقرر کرنے والا خوارج میں سے تھا)۔ ایسے عادل قاضی کی طرف سے لوگوں کے مابین

لِأَنَّ شُرَيْحًا كَانَ يَتَوَلَّى الْقَضَاءَ مِنْ جِهَةِ مُعَاوِيَةَ وَمَنْ بَعْدَهُ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَكَانُوا خَارِجِينَ عَلٰى إِمَامِ الْحَقِّ وَلَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ أَنَّهُ فَسَخَ قَضَاءَهُ.

وَكَذٰلِكَ غَيْرُ شُرَيْحٍ تَوَلَّوْا لَهُمْ وَلَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ نَقْضُ قَضَائِهِمْ فَدَلَّ عَلٰى أَنَّ الْقَاضِيَ إِذَا كَانَ عَادِلًا فِي نَفْسِهِ لَا يُعْتَبَرُ فِسْقُ مَنْ وَلَّاهُ. (قَوْلُهُ: وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ بِيَدِ عَلِيٍّ.) قَالَ فِي الْهِدَايَةِ: وَالْحَقُّ كَانَ بِيَدِ عَلِيٍّ فِي نَوْبَتِهِ.(١)

٧. قَالَ مُلَّا خُسْرُو الْحَنَفِيُّ فِي دُرَرِ الْحُكَّامِ شَرْحِ غُرَرِ الْأَحْكَامِ: وَيَجُوزُ تَقَلُّدُهُ مِنَ الْجَائِرِ كَمَا يَجُوزُ مِنَ الْعَادِلِ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ ﷺ تَقَلَّدُوا الْقَضَاءَ مِنْ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ أَنْ أَظْهَرَ الْخِلَافَ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ مَعَ أَنَّ الْحَقَّ كَانَ مَعَ عَلِيٍّ، وَتَقَلَّدُوا مِنْ يَزِيدَ مَعَ فِسْقِهِ وَجَوْرِهِ. وَالتَّابِعُونَ تَقَلَّدُوا مِنَ الْحَجَّاجِ مَعَ كَوْنِهِ أَظْلَمَ زَمَانِهِ (وَ) مِنْ (أَهْلِ الْبَغْيِ).(٢)

---

(١) شهاب الدين أحمد الشلبي في حاشية على تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ٤/١٧٧۔

(٢) ملا خسرو الحنفي في درر الحكام شرح غرر الأحكام، ٢/٤٠٥۔

جاری کردہ فیصلے جو مبنی بر عدل و انصاف ہوں جائز ہیں۔ کیوں کہ قاضی شریح، حضرت معاویہ ﷺ اور بنو اُمیہ میں سے جو حکمران ان کے بعد آیا کی طرف سے منصبِ قضاء پر فائز رہے ہیں باوجود اس کے کہ یہ لوگ امامِ برحق حضرت علی ﷺ کی خلافتِ حقہ کے خلاف خروج کرنے والے تھے۔ اَہلِ حق میں سے کسی سے یہ مروی نہیں کہ اس نے (غیر عادل سلطان کے مقرر کردہ عادل) قاضی شریح کے کیے گئے فیصلوں کو فسخ کیا ہو۔

اِسی طرح قاضی شریح کے علاوہ بھی کئی لوگ خارجیوں کے دورِ حکومت میں ان کی طرف سے مناصب کی ذمہ داریاں قبول کرتے رہے ہیں اور ائمہ میں سے کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ انہوں نے (محض اس سبب سے کہ وہ باغیوں اور خارجیوں کے مقرر کردہ قاضی ہیں) ان کے کیے گئے مبنی بر عدل فیصلوں کو رد کر دیا ہو۔ یہ سب باتیں اس اَمر پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر قاضی بذاتِ خود عادل ہو تو اس کو مقرر کرنے والے کے فسق کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کا یہ کہنا کہ [حضرت علی ﷺ حق پر تھے] صاحب 'الھدایۃ' نے کہا ہے: (اس سے مراد یہ ہے کہ) حضرت علی ﷺ خلافت کے معاملے میں اپنی باری میں حق پر تھے۔

۷۔ ملا خسرو الحنفی 'غرر الاحکام' کی شرح 'درر الحکام' میں لکھتے ہیں: جس طرح عادل حکمران سے منصبِ قضاء کی ذمہ داری لینا جائز ہے، اُسی طرح غیر عادل حکمران سے بھی (یہ ذمہ داری قبول کرلینا) جائز ہے، کیوں کہ صحابہ کرام ﷺ نے حضرت معاویہ ﷺ سے منصبِ قضاء کی ذمہ داریاں قبول کیں، باوجود اس کے کہ انہوں نے مسئلہ خلافت پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اپنا اختلاف ظاہر کر دیا تھا جبکہ حضرت علی ﷺ حق پر تھے۔ اِسی طرح یزید لعین کے فسق اور ظلم کے باوجود اس سے بھی قضاء کا عہدہ قبول کیا گیا۔ تابعین کرام نے بھی (مصلحتِ عامہ کے لیے) حجاج بن یوسف سے مسند قضاء کی ذمہ داریاں قبول کیں حالاں کہ وہ اپنے دور کا سب سے بڑا ظالم اور باغی تھا (اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ عامۃ الناس میں انصاف کی فراہمی کا عمل جاری رہ سکے، اور حکومتی معاملات کی خرابی کے باعث عام شہری کی زندگی روز مرّہ امور میں داد رسی سے محروم نہ رہے)۔

٨. قَالَ الْمُلَّا عَلِيٌّ الْقَارِي فِي مِرْقَاةِ الْمَفَاتِيحِ شَرْحِ مِشْكَاةِ الْمَصَابِيْحِ: (تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ) أَي: الْجَمَاعَةُ الْخَارِجَةُ عَلٰى إِمَامِ الْوَقْتِ وَخَلِيفَةِ الزَّمَانِ. قَالَ الطِّيبِيُّ: تَرَحَّمَ عَلَيْهِ بِسَبَبِ الشِّدَّةِ الَّتِي يَقَعُ فِيهَا عَمَّارٌ مِنْ قِبَلِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ يُرِيدُ بِهٖ مُعَاوِيَةَ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّينَ.

وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: اعْلَمْ أَنَّ عَمَّارًا قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ وَفِئَتُهُ، فَكَانُوا طَاغِينَ بَاغِينَ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ، لِأَنَّ عَمَّارًا كَانَ فِي عَسْكَرِ عَلِيٍّ، وَهُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْإِمَامَةِ، فَامْتَنَعُوا عَنْ بَيْعَتِهٖ.(١)

(١) ملا على القاري فى مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ١٧/١١-

٨۔ ملا علی القاری 'مشکاۃ المصابیح' کی شرح 'مرقاۃ المفاتیح' میں لکھتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان اقدس - 'تجھے باغی گروہ شہید کرے گا' - سے مراد ہے کہ ایسا گروہ جو امامِ وقت اور خلیفہ زمان کے خلاف بغاوت کرنے والا ہوگا۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لیے رحم کی دعا کی، اُس مشکل اور اذیت کے سبب جس کا انہیں باغی گروہ کی جانب سے سامنا کرنا تھا۔ یہاں باغی گروہ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں کیوں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ صفین کے روز شہید کیے گئے۔

ابن مالک کہتے ہیں: یہ بات جان لینی چاہیے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ نے شہید کیا ہے۔ لہٰذا اس حدیث مبارک کے تحت وہ لوگ سرکش اور باغی قرار پائے ہیں کیوں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے جو حقیقت میں خلافت کے صحیح حقدار تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت لینے سے انکار کر دیا تھا (یوں حدیث مبارک کی روشنی میں خلافتِ علی کا انکار کرنے والا گروہ باغی قرار پایا)۔

اَلْبَابُ الثَّامِنُ

وُجُوبُ التَّعْظِيمِ لِجَمِيعِ الصَّحَابَةِ رضی الله عنہم وَمَنْعُ اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ فِيهِمْ

باب نمبر 8

﴿جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے وجوبِ تعظیم اور اُنہیں لعن طعن کی سخت ممانعت﴾

١. قَالَ الْقَاضِي فِي "شَرْحِ الْمَوَاقِفِ" فِي الْمَقْصِدِ السَّابِعِ: تَعْظِيْمُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ:

إِنَّهُ يَجِبُ تَعْظِيْمُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَالْكَفِّ عَنِ الْقَدْحِ فِيْهِمْ لِأَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَظَّمَهُمْ وَأَثْنٰى عَلَيْهِمْ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهٖ كَقَوْلِهٖ: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ [التوبة، ٩/١٠٠]، وَقَوْلِهٖ: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِى اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾ [التحريم، ٦٦/٨]، وَقَوْلِهٖ: ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا ۫﴾ [الفتح، ٤٨/٢٩]، وَقَوْلِهٖ: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾، [الفتح، ٤٨/١٨]، إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى عِظَمِ قَدْرِهِمْ وَكَرَامَتِهِمْ عِنْدَ اللهِ. وَالرَّسُوْلُ ﷺ قَدْ أَحَبَّهُمْ وَأَثْنٰى عَلَيْهِمْ فِي أَحَادِيْثَ كَثِيْرَةٍ، مِنْهَا قَوْلُهُ ﷺ: خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ، وَمِنْهَا قَوْلُهُ: اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ

۱۔ قاضی شریف الجرجانی نے ''شرح المواقف'' کے ساتویں مقصد: **تعظیم الصحابة کلهم** (تمام صحابہ کی تعظیم) میں کہا ہے:

بے شک تمام صحابہ کرام کی تعظیم اور ان کے بارے میں طعن و تشنیع سے باز رہنا واجب ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر ان کی تعظیم اور ان کی تعریف بیان فرمائی ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے: ﴿جس دن اللہ (اپنے) نبی (ﷺ) کو اور اُن اہلِ ایمان کو جو اُن کی معیّت میں ہیں رسوا نہیں کرے گا، اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کے دائیں طرف (روشنی دیتا ہوا) تیزی سے چل رہا ہوگا﴾۔ اور اس کا فرمان ہے: ﴿اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں﴾۔ اور اس کا فرمان ہے: ﴿بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے﴾۔ اس کے علاوہ بہت سی آیات جو ان کی قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی عزت و عظمت پر دلالت کرتی ہیں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث میں ان کی تعریف بیان فرمائی ہے، ان میں سے آپ کا یہ فرمان ہے: 'سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر جو ان کے بعد ہوں گے'۔ اور یہ فرمان بھی ہے: 'میرے صحابہ کو گالی مت دو، پس اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا'۔ نیز یہ فرمان بھی ہے: 'میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اور میرے بعد ان کو اپنی تند و تیز گفتگو کا نشانہ مت بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے

يَأْخُذَهُ. إِلىٰ غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ فِي الْكُتُبِ الصِّحَاحِ.

ثُمَّ إِنَّ مَنْ تَأَمَّلَ سِيْرَتَهُمْ وَوَقَفَ عَلىٰ مَآثِرِهِمْ وَجِدِّهِمْ فِي الدِّيْنِ وَبَذْلِهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ فِي نُصْرَةِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ لَمْ يتخالَجْهُ شَكٌّ فِي عِظَمِ شَأْنِهِمْ وَبَرَاءَتِهِمْ عَمَّا يَنْسِبُ إِلَيْهِمُ الْمُبْطِلُوْنَ مِنَ الْمَطَاعِنِ، وَمَنَعُهُ ذَلِكَ أَيْ تَيَقُّنُهُ بِحَالِهِمْ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ فَرَأَى ذٰلِكَ مُجَانِبًا لِلْإِيْمَانِ، وَنَحْنُ لَا نُلَوِّثُ كِتَابَنَا بِأَمْثَالِ ذٰلِكَ وَهِيَ مَذْكُوْرَةٌ فِي الْمُطَوَّلَاتِ مَعَ التَّقَصِّي عَنْهَا، فَارْجِعْ إِلَيْهَا إِنْ أَرَدْتَ الْوُقُوْفَ عَلَيْهَا، وَأَمَّا الْفِتَنُ وَالْحُرُوْبُ الْوَاقِعَةُ بَيْنَ الصَّحَابَةِ. ...... وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ مِنَ الْأُمَّةِ هُوَ أَنَّ الْمُخْطِىءَ قَتَلَةُ عُثْمَانَ رضي الله عنه وَمُحَارِبُو عَلِيٍّ رضي الله عنه لِأَنَّهُمَا إِمَامَانِ فَيَحْرُمُ الْقَتْلُ وَالْمُخَالَفَةُ قَطْعًا، إِلَّا أَنَّ بَعْضَهُمْ كَالْقَاضِي أَبِي بَكْرٍ ذَهَبَ إِلىٰ أَنَّ هٰذِهِ التَّخْطِئَةَ لَا تَبْلُغُ إِلىٰ حَدِّ التَّفْسِيْقِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ذَهَبَ إِلَى التَّفْسِيْقِ كَالشِّيْعَةِ وَكَثِيْرٍ مِنْ أَصْحَابِنَا.(١)

٢. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي "شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيَّةِ": وَيُكَفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم إِلَّا بِخَيْرٍ لِمَا وَرَدَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ فِي مَنَاقِبِهِمْ

(١) الشريف الجرجاني في شرح المواقف/٦٤٤-٦٤٣.

ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی عنقریب اس کی گرفت ہوئی‘۔ اس کے علاوہ کتب صحاح میں کئی مشہور احادیث ہے (جو صحابہ کرام کے فضائل کو بیان کرتی ہیں)۔

پھر جو شخص ان کی سیرتوں پر غور کرتا ہے اور ان کے کارناموں اور دین میں ان کی محنت اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد و نصرت کی خاطر اپنی جان و مال کو لٹانے پر واقفیت حاصل کرتا ہے تو اس کے دل و دماغ میں ان کی بلندیِ شان کی نسبت کوئی شک باقی نہیں رہتا اور بعض مطاعن جو لوگ ان کی طرف نا جائز طور پر منسوب کرتے ہیں، وہ ان سے ان کی براء ت کرتا ہے اور ان کے احوال کا تعین اسے ان میں طعن و تشنیع سے باز رکھتا ہے، اور وہ ان کے حق میں طعن و تشنیع کو ایمان سے دوری کا باعث سمجھتا ہے، اور ہم اس طرح کی اشیاء سے اپنی کتاب کو آلودہ نہیں کرنا چاہتے اور یہ اشیاء پوری تحقیق کے ساتھ بڑی بڑی کتابوں میں موجود ہیں، لہٰذا اگر آپ ان سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کتب کی طرف رجوع کیجئے۔ اور رہیں صحابہ کے درمیان واقع ہونے والی جنگیں اور حوادث ......تو جس موقف پر جمہور امت ہمیشہ سے قائم ہے وہ یہ ہے کہ خطا کار حضرت عثمان ﷺ کے قاتل تھے، اور حضرت علی ﷺ سے جنگ کرنے والے تھے، کیونکہ دونوں امام برحق تھے۔ لہٰذا ان کو قتل کرنا اور ان کی مخالفت کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔ مگر یہ کہ علماء میں سے بعض جیسے قاضی ابوبکر اس طرف بھی گئے ہیں کہ ان کو خطا کا سزاوار ٹھہرانا انہیں فاسق کہنے کی حد میں داخل نہیں کرتا جبکہ بعض علماء ان کو فاسق قرار دینے کی طرف بھی گئے ہیں جیسا کہ شیعہ حضرات اور ہمارے بہت سے اصحاب (یعنی احناف و اہلِ سنت)۔

۲۔ امام سعد الدین تفتازانی اپنی کتاب ’شرح عقائد نسفی‘ میں لکھتے ہیں: اور روکا جائے گا صحابہ کرام ﷺ کا ذکر کرنے سے مگر بھلائی کے ساتھ۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اُن کے مناقب

وَوُجُوبِ الْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ.

ثُمَّ فِي مَنَاقِبِ كُلٍّ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ ﷺ أَحادِيثُ صَحِيحَةٌ وَمَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ فَلَهُ مَحامِلُ وَتَأْوِيلاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ إِنْ كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْأَدِلَةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ كَقَذْفِ عَائِشَةَ ﷺ وَإِلَّا فَبِدْعَةٌ وَفِسْقٌ وَبِالْجُمْلَةِ لَمْ يُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ جَوَازُ اللَّعْنِ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَأَحْزَابِهٖ لِأَنَّ غَايَةَ أَمْرِهِمُ الْبَغْيُ وَالْخُرُوْجُ عَلَى الْإِمَامِ وَهُوَ لا يُوْجِبُ اللَّعْنَ.(١)

٣. وَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الدِّهْلَوِيُّ: وَلِهٰذَا قُلْنَا: لاَ يَجُوْزُ اللَّعْنُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ لِأَنَّ حَسَنًا صَالَحَ مَعَهُ وَلَوْ كَانَ مُسْتَحِقًّا لِلَّعْنِ لَكَانَ لا يَجُوْزُ الصُّلْحُ مَعَهُ.(٢)

٤. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي ''شَرْحِ الْمَقَاصِدِ'': وَأَمَّا فِي حَرْبِ الْجَمَلِ وَحَرْبِ صِفِّيْنَ وَحَرْبِ الْخَوَارِجِ، فَالْمُصِيْبُ عَلِيٌّ ﷺ، لِمَا ثَبَتَ لَهُ مِنَ الْإِمَامَةِ وَظَهَرَ مِنَ التَّفَاوُتِ، لا كِلْتَا الطَّائِفَتَيْنِ عَلٰى مَا هُوَ رَأْيُ الْمُصَوِّبَةِ وَلا إِحْدَاهُمَا مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ عَلَى مَا هُوَ رَأْيُ بَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ. وَالْمُخَالِفُوْنَ بُغَاةٌ لِخُرُوْجِهِمْ عَلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ لِشُبْهَةٍ، لا فَسَقَةٌ أَوْ كَفَرَةٌ عَلٰى مَا يَزْعُمُ

(١) ذكره السعد التفتازاني في شرح العقائد النسفية/١٥٧-١٥٨۔

(٢) حاشية شرح العقائد النسفية/١٥٨۔

بیان ہوئے ہیں اور اُن کے متعلق اپنی (زبانوں کو) طعن و اعتراض سے روکنا واجب ہے۔

پھر سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین ﷺ ان تمام کے مناقب اور ان کے علاوہ اکابر صحابہ کرام ﷺ کے (مناقب) احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں اور جو لڑائیاں اور مشاجرات ان کے درمیان ہوئے ان کے لئے ایسے اسباب اور تاویلیں موجود ہیں جن پر انہیں محمول کیا جائے گا ان کی وجہ سے کسی صحابی کو سب وشتم اور طعن و تشنیع کا مورد بنانا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہے تو کفر ہے۔ جیسے قذفِ حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ، ورنہ بدعت اور فسق ہے۔ اور جملہ طور پر سلف وصالحین، مجتہدین اور علماء صالحین میں سے کسی سے بھی نقل نہیں کیا گیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ ﷺ اور ان کے لشکر پر لعنت بھیجنے کو جائز قرار دیا ہو۔ اس لیے کہ اس معاملے میں ان کا انتہائی اقدام سیدنا علی ﷺ کے خلاف بغاوت اور خروج تھا اور یہ معاملہ لعن کو واجب نہیں کرتا۔

۳۔ شیخ عبدالعزیز دہلوی بیان کرتے ہیں: اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ حضرت معاویہ ﷺ پر لعن کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ امام حسن ﷺ نے ان سے صلح کی تھی اور اگر وہ لعنت کے مستحق ہوتے تو ان کے ساتھ صلح ہرگز جائز نہ ہوتی۔

۴۔ امام سعد الدین تفتازانی نے 'شرح المقاصد' میں کہا ہے: بہر حال جنگ جَمل، جنگ صِفین اور جنگِ خوارج (جنگ نہروان) میں جو بندہ حق پر تھا وہ حضرت علی ﷺ تھے، کیونکہ آپ کی امامت ثابت شدہ تھی اور آپ کا دوسروں کی نسبت تفاوت بالکل واضح اور ظاہر تھا۔ اور دونوں گروہ حق پر نہیں تھے، جیسا کہ دونوں کو صحیح قرار دینے والوں کی رائے ہے، اور نہ ہی بغیر تعین کیے، یہ کہنا کہ ایک حق پر تھا جیسا کہ بعض معتزلہ کی رائے ہے۔ حق یہ ہے کہ حضرت علی ﷺ کے مخالفین باغی ہیں، امام حق کے خلاف شبہ کی بنا پر خروج کرنے کی وجہ سے وہ فاسق اور کافر نہیں ہیں۔ جیسا شیعہ گمان کرتے ہیں۔ مخالفت کرنے والوں اور تاویل اور بغیر تاویل کے

الشِّيْعَةُ جهْلًا بِالْفَرْقِ بَيْنَ الْمُخَالِفَةِ وَالْمُحَارِبَةِ بِالتَّأْوِيْلِ وَبِدُوْنِهٖ. وَلِهٰذَا نَهَى عَلِيٌّ ﷺ عَنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ، وَقَالَ: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا، وَقَدْ صَحَّ رُجُوْعُ أَصْحَابِ الْجَمَلِ عَلٰى أَنَّ مِنَّا مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ الْحَرْبَ لَمْ تَقَعْ عَنْ عَزِيْمَةٍ. وَإِنَّ قَصْدَ عَائِشَةَ ﷺ لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحَ ذَاتِ الْبَيْنِ.

قَاتَلَ عَلِيٌّ ﷺ ثَلَاثَ فِرَقٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّكَ تُقَاتِلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ.(١).

فَالنَّاكِثُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ نَكَثُوْا الْعَهْدَ وَالْبَيْعَةَ، وَخَرَجُوْا إِلَى الْبَصْرَةِ.

......

وَالْمَارِقُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ نَزَعُوْا الْيَدَ عَنْ طَاعَةِ عَلِيٍّ ﷺ بَعْدَمَا بَايَعُوْهُ وَتَابَعُوْهُ فِي حَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ زَعْمًا مِنْهُمْ أَنَّهٗ كَفَرَ حَيْثُ رَضِيَ بِالتَّحْكِيْمِ. وَذٰلِكَ أَنَّهٗ لَمَّا طَالَتْ مُحَارَبَةُ عَلِيٍّ ﷺ وَمُعَاوِيَةَ بِصِفِّيْنَ وَاسْتَمَرَّتْ، اتَّفَقَ الْفَرِيْقَانِ عَلٰى تَحْكِيْمِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ فِي أَمْرِ الْخِلَافَةِ، وَعَلَى الرِّضَا بِمَا يَرَيَانِهٖ، فَاجْتَمَعَ الْخَوَارِجُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ الرَّاسِبِيِّ وَسَارُوْا إِلَى النَّهْرَوَانِ، وَسَارَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ ﷺ بِعَسْكَرِهٖ وَكَسَرَهُمْ، وَقَتَلَ الْكَثِيْرَ مِنْهُمْ، وَذٰلِكَ حَرْبُ الْخَوَارِجِ وَحَرْبُ النَّهْرَوَانِ.

وَالْقَاسِطُوْنَ مُعَاوِيَةُ وَأَتْبَاعُهُ الَّذِيْنَ اجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ، وَعَدَلُوْا عَنْ طَرِيْقِ الْحَقِّ الَّذِي هُوَ بَيْعَةُ عَلِيٍّ ﷺ وَالدُّخُوْلُ تَحْتَ طَاعَتِهٖ، ذَهَابًا إِلَى أَنَّهٗ

(١) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٣/١٥٠، الرقم/٤٦٧٥۔

جنگ کرنے والوں کے درمیان فرق کو نہ جانتے ہوئے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی ہے، اور اصحاب جَمل کا رجوع کر لینا بھی ثابت ہے، اور ہم میں سے بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنگ جمل ارادۃً نہیں ہوئی، بلکہ غیر ارادی تھی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قصد صرف لوگوں کے درمیان صلح کا تھا۔

مزید یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے تین فرقوں کے ساتھ قتال کیا جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما رکھا تھا: (اے علی!) بے شک تو ناکثین، مارقین اور قاسطین سے قتال کرے گا۔

پس **ناکثین**: وہ لوگ ہیں جنہوں نے عہد و پیماں اور بیعت کو توڑ دیا تھا اور بصرہ کی طرف خروج کیا تھا۔

اور **مارقین**: وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے اور اہل شام کے ساتھ جنگ میں ان کی اتباع کرنے کے بعد ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ بزعم خویش کہ انہوں نے تحکیم پر راضی ہو کر (معاذ اللہ) کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ صفین میں طول پکڑ گئی اور کافی عرصہ جاری رہی تو دونوں فریق امرِ خلافت کے فیصلے کے لئے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی امر خلافت کے بارے میں تحکیم پر راضی ہو گئے تھے۔ (یہ صورت حال دیکھ کر) خوارج عبداللہ بن وہب راسبی کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے اور نہروان کی طرف چل دیے۔ (ادھر) حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان کی طرف نکلے اور ان کی جمعیت کو توڑ دیا اور ان میں سے بہت ساروں کا خاتمہ کر دیا۔ یہی جنگ خوارج اور جنگ نہروان ہے

اور **قاسطین**: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے وہ پیروکار ہیں، جو ان کی قیادت میں جمع ہو گئے تھے اور راہ حق جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور ان کی اطاعت میں داخل ہونے کا نام

مَالَأَ عَلٰى قَتْلِ عُثْمَانَ ﵁ حَيْثُ تَرَكَ مُعَاوَنَتَهُ وَجَعَلَ قَتَلَتَهُ خُوَّاصَهُ وَبِطَانَتَهُ، فَاجْتَمَعَ الْفَرِيْقَانِ بِصِفِّيْنَ، وَهِيَ قَرْيَةُ خَرَابٍ مِنْ قُرَى الرُّوْمِ عَلٰى غَلْوَةٍ مِنَ الْفُرَاتِ، وَدَامَتِ الْحَرْبُ بَيْنَهُمْ شُهُوْرًا، فَسُمِّي ذٰلِكَ حَرْبُ صِفِّيْنَ، وَالَّذِي اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ. وَظَهَرَ مِنْ تَفَاوُتٍ إِمَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُخَالِفِيْنَ سِيَّمَا مُعَاوِيَةُ وَأَحْزَابُهُ، وَتَكَاثَرَ مِنَ الْأَخْبَارِ فِي كَوْنِ الْحَقِّ مَعَهُ، وَمَا وَقَعَ عَلَيْهِ الْاِتِّفَاقُ حَتّٰى مِنَ الْأَعْدَاءِ إِلٰى أَنَّهُ أَفْضَلُ زَمَانِهِ. وَأَنَّهُ لَا أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ. وَالْمُخَالِفُوْنَ بُغَاةٌ لِخُرُوْجِهِمْ عَلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ بِشُبْهَةٍ هِيَ تَرْكُهُ الْقَصَاصَ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ ﵁ وَلِقَوْلِهِ ﷺ لِعَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. وَقَدْ قُتِلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ عَلٰى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ. وَلِقَوْلِ عَلِيٍّ ﵁: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا، وَلَيْسُوْا كُفَّارًا وَلَا فَسَقَةً وَلَا ظَلَمَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ التَّأْوِيْلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا. فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَأُوْا فِي الْاِجْتِهَادِ. وَذٰلِكَ لَا يُوْجِبُ التَّفْسِيْقَ، فَضْلًا عَنِ التَّكْفِيْرِ. وَلِهٰذَا مَنَعَ عَلِيٌّ ﵁ أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ، وَقَالَ: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا. كَيْفَ وَقَدْ صَحَّ نَدَمُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ ﵄ وَانْصِرَافُ الزُّبَيْرِ ﵁ عَنِ الْحَرْبِ. وَاشْتَهَرَ نَدَمُ عَائِشَةَ ﵂. وَالْمُحِقُّوْنَ مِنْ أَصْحَابِنَا عَلٰى أَنَّ حَرَبَ الْجَمَلِ كَانَتْ فَلْتَةً مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ، بَلْ كَانَتْ تَهْيِيْجًا مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ ﵁ حَيْثُ صَارُوْا فِرْقَتَيْنِ، وَاخْتَلَطُوْا بِالْعَسْكَرَيْنِ، وَأَقَامُوا الْحَرْبَ خَوْفًا مِنَ الْقِصَاصِ، وَقَصْدُ عَائِشَةَ ﵂ لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحَ الطَّائِفَتَيْنِ وَتَسْكِيْنَ الْفِتْنَةِ، فَوَقَعَتْ فِي الْحَرْبِ.(١)

---

(١) التفتازاني في شرح المقاصد، ٢/٣٠٥-٣٠٤ـ

تھا، سے ہٹ گئے تھے یہ موقف اختیار کرتے ہوئے کہ انہوں نے قتل عثمان میں (معاذ اللہ) قاتلوں کی مدد کی، بایں طور کہ حصولِ قصاص میں معاونت ترک کر دی اور ان کے قاتلوں کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کیا اور اپنا ہم راز بنایا۔ (یہ الزامات اہلِ شام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج و بغاوت کے جواز کے لئے گھڑے تھے) پس دونوں گروہ صفین کے مقام پر جمع ہوئے، اور صفین روم کی بستیوں میں سے ایک ویران بستی کا نام ہے جو دریائے فرات سے تین سے چار سو ہاتھ کے فاصلے پر واقع ہے، اور ان کے درمیان جنگ کئی ماہ تک جاری رہی، اور اس جنگ کو جنگ صفین کا نام دیا گیا۔ الغرض جس شے پر ارباب حل و عقد کا اتفاق ہوا تھا، اور آپ اور آپ کے مخالفین خاص طور پر حضرت معاویہ اور ان کی جماعت کے درمیان جو تفاوت ظاہر و باہر تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے میں کثرت سے روایات وارد ہوئیں تھیں، اور جس شے پر آپ کے دشمن تک متفق ہیں وہ یہ کہ آپ (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل و برتر تھے۔ اور یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امامت کا کوئی حقدار نہ تھا (ان سب امور کو مخالفوں اور باغیوں نے نظر انداز کر کے خروج و بغاوت کا راستہ اختیار کر لیا)۔ سو آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے والے باغی ہیں کیونکہ انہوں نے شبہ کی بناء پر امامِ برحق کے خلاف خروج کیا اور وہ شبہ یہ تھا کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص ترک کر دیا تھا اور وہ اس لئے بھی باغی ہیں کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور آپ صفین والے دن اہل شام کے ہاتھوں قتل ہوئے، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول ''ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کر دی'' کی بنا پر بھی باغی ٹھہرے۔ اور وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں ہیں اس لئے کہ انہوں نے یہ سب کچھ تاویل کی بنا پر کیا اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ تھی۔ انتہائی بات یہ ہے کہ انہوں نے اجتہادی خطا کا ارتکاب کیا۔ اور یہ ایسی شے ہے جو کسی کو فاسق قرار دینا واجب نہیں کرتی چہ جائیکہ اسے کافر قرار دیا جائے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو اہلِ شام پر لعنت بھیجنے سے روک دیا تھا اور کہا تھا: ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کر دی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی

٥. وَقَالَ السَّعْدُ التَّفْتَازَانِيُّ فِي "شَرْحِ الْمَقَاصِدِ" فِي وُجُوبِ تَعْظِيمِ الصَّحَابَةِ ﷺ: اتَّفَقَ أَهْلُ الْحَقِّ عَلٰى وُجُوبِ تَعْظِيمِ الصَّحَابَةِ، وَالْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ. اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي.[١]

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالرُّوْيَانِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيرِ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي. فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.[٢]

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

---

(١) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٨٧، الرقم/١٦٨٤٩، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النّبي ﷺ، ٥/٦٩٦، الرقم/٣٨٦٢، والروياني في المسند، ٢/٩٢، الرقم/٨٨٢، والبخاري في التاريخ الكبير، ٥/١٣١، الرقم/٣٨٩، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢٨٧۔

ندامت اور افسردگی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا (تائب ہو کر) جنگ سے واپس چلے جانا بھی ثابت ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افسردگی بھی مشہور ہے۔ اور ہمارے اصحاب میں سے درست رائے رکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ بے شک جنگ جمل اچانک پیش آئی، فریقین کے قصد کے بغیر، بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے اسے بھڑکایا، بایں طور کے وہ (سازشی منصوبہ بندی کے تحت) دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ اور دونوں لشکروں میں جا گھسے تھے، اور قصاص کے ڈر کی وجہ سے انہوں نے جنگ چھیڑ دی تھی، جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد صرف دونوں گروہوں میں مصالحت اور فتنے کو ٹھنڈا کرنا تھا مگر اچانک جنگ چھڑ گئی۔

۵۔ امام سعد الدین تفتازانی اپنی کتاب 'شرح المقاصد' میں تعظیم صحابہ کے وجوب کے ضمن میں لکھتے ہیں: اہلِ حق تعظیم صحابہ کے واجب ہونے اور ان پر طعن و تشنیع کرنے سے باز رہنے پر متفق ہیں۔ (جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:) میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! اور میرے بعد انہیں تنقید کا نشانہ مت بنانا۔

اسے امام احمد نے، ترمذی نے مذکورہ الفاظ سے، رویانی نے اور بخاری نے 'التاریخ الکبیر' میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب قرار دیا ہے۔

(اسی طرح ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:) میرے صحابہ کو سب و شتم مت کرو۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو پھر بھی وہ (اجر میں) ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اسے امام بخاری، ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

(٢) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ: لو كنت متخذا خليلا، ٣/١٣٤٣، الرقم/٣٤٧٠، وأبو داود في السنن، كتاب السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول الله ﷺ، ٤/٢١٤، الرقم/٤٦٥٨، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب: (٥٩)، ٥/٦٩٥، الرقم/٣٨٦١۔

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي.[١] رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ.

وَلَوْ كَانُوْا فَسَدُوْا بَعْدَهُ لَمَا قَالَ ذَلِكَ، بَلْ نَبَّهَ. وَكَثِيْرٌ مِمَّا حُكِيَ عَنْهُمْ افْتِرَاءَاتٌ، وَمَا صَحَّ فَلَهُ مَحَامِلُ وَتَأْوِيْلاتٌ.

يَجِبُ تَعْظِيْمُ الصَّحَابَةِ وَالْكَفُّ عَنْ مَطَاعِنِهِمْ، وَحَمْلُ مَا يُوجِبُ بِظَاهِرِهِ الطَّعْنَ فِيْهِمْ عَلٰى مَحَامِلِ وَتَأْوِيْلاتِ سِيَّمَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، وَمَنْ شَهِدَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَالْحُدَيْبِيَةَ فَقَالَ: انْعَقَدَ عَلٰى عُلُوِّ شَأْنِهِمُ الْإِجْمَاعُ وَشَهِدَ بِذٰلِكَ الآيَاتُ الصُّرَاحُ، وَالْأَخْبَارُ الصِّحَاحُ، وَتَفَاصِيْلُهَا فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالسَّيِّرِ وَالْمَنَاقِبِ. وَلَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَعْظِيْمِهِمْ وَكَفِّ اللِّسَانِ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ حَيْثُ قَالَ: أَكْرِمُوْا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ[٢].[٣].

---

(١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي ﷺ، ٣/١٣٣٥، الرقم/٣٤٥٠، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ٤/١٥١، والطيالسي في المسند، ١/١١٣، الرقم/ ٨٤١، وابن الجعد في المسند، ١/١٩٦ الرقم/ ١٢٨٩۔

(٢) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ١١/، ٣٤١، الرقم/٢٠٧١٠۔

(٣) التفتازاني في شرح المقاصد/٥٢٩-٥٣٠۔

میری امت کا سب سے بہتر زمانہ، میرا زمانہ ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

اور اگر ان صحابہ کرام نے حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد فساد ہی کرنا ہوتا تو یقیناً آپ ﷺ ایسا نہ فرماتے بلکہ تنبیہ فرماتے۔ اور بہت سی باتیں جو ان صحابہ کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں وہ من گھڑت ہیں اور اگر ان میں سے کوئی صحیح بھی ہے تو اس کے محامل اور تاویلات ہیں۔

الغرض صحابہ کرام کی تعظیم اور ان کے بارے میں سب وشتم اور طعن وتشنیع سے باز رہنا واجب ہے، اور جب شے کا ظاہر ان کے بارے میں طعن وتشنیع کو واجب قرار دیتا ہو اسے دیگر تاویلات پر محمول کیا جائے گا، خاص طور پر وہ بات اگر مہاجرین و انصار، اہل بیعتِ رضوان، اور ان صحابہ کرام سے متعلق ہو جو غزوہ بدر، احد اور صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے اور فرمایا: صحابہ کی بلندیِ شان پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس کی گواہی واضح آیات اور صحیح احادیث دے چکی ہیں جن کی تفاصیل کتب حدیث و سیر اور کتب مناقب میں ملتی ہیں۔ بلاشبہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی تعظیم اور ان کے بارے میں طعن وتشنیع سے زبان کو بند رکھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: ''میرے صحابہ کی عزت بجا لاؤ کیونکہ وہ تم سب سے بہترین ہیں۔''

اَلۡمَصَادِرِ وَالۡمَرَاجِع

١. **القرآن الكریم۔**

٢. **آجری،** ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ (م ٣٦٠ھ)۔ **الشریعة۔** ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ١٤٢٠ھ/١٩٩٩ء۔

٣. **آمدی،** سیف الدین ابی الحسن علی بن ابی علی بن محمد (٥٥١-٦٣١ھ/١١٥٦-١٢٣٣ء)۔ **الاحکام فی اصول الاحکام۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ١٤٠٠ھ/١٩٨٠ء۔

٤. **آمدی،** سیف الدین ابی الحسن علی بن ابی علی بن محمد (٥٥١-٦٣١ھ/١١٥٦-١٢٣٣ء)۔ **أبكار الأفكار في أصول الدين۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ١٤٢٤ھ/ ٢٠٠٤ء۔

٥. **آمدی،** سیف الدین ابی الحسن علی بن ابی علی بن محمد (٥٥١-٦٣١ھ/١١٥٦-١٢٣٣ء)۔ **أبكار الأفكار في أصول الدين۔** قاہرہ، مصر: دار الکتب والوثائق القومیہ، ١٤٢٣ھ۔

٦. **ابناسی،** برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب (م ٨٠٢ھ)۔ **الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح۔** ریاض، سعودی عرب: مکتبہ الرشید، ١٤١٨ھ/ ١٩٩٨ء۔

٧. **ابن اثیر،** ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (٥٥٥-٦٣٠ھ/ ١١٦٠-١٢٣٣ء)۔ **أسد الغابة في معرفة الصحابة۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

٨. **ابن اثیر،** مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری (م ٦٠٦ء)۔ **جامع الأصول في أحاديث الرسول۔** الکویت: مکتبہ دار

البیان۔

٩. **احمد بن حنبل**، ابو عبد الله بن محمد (١٦٤-٢٤١ھ/٧٨٠-٨٥٥ء)۔ **فضائل الصحابة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء۔

١٠. **احمد بن حنبل**، ابوعبد الله شیبانی (١٦٤-٢٤١ھ/٧٨٠-٨٥٥ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی للطباعة والنشر، ١٣٩٨ھ/١٩٨٧ء۔

١١. **اربلی**، شیخ ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح اربلی (٦٢٥-٦٩٢ھ)۔ **کشف الغمة في معرفة الأئمة**۔ ایران: انتشارات مکتبہ الحید ریہ، ١٤٢٧ھ/١٣٨٥ش۔

١٢. **اربلی**، شیخ ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح اربلی (٦٢٥-٦٩٢ھ)۔ **کشف الغمة في معرفة الأئمة**۔ بیروت، لبنان: دار الاضواء، ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء۔

١٣. **اربلی**، شیخ ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح اربلی (٦٢٥-٦٩٢ھ)۔ **کشف الغمة في معرفة الأئمة**۔ تبریز، ایران: مکتبہ بنی ہاشمی، ١٣٨١ھ۔

١٤. **ابن اسحاق**، محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی المدنی (٨٥-١٥١ھ)۔ **السیرة النبویة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٢٤ھ/٢٠٠٤ء۔

١٥. **البابرتی**، ابن الشیخ جمال الدین الرومی، اکمل الدین ابوعبد الله بن الشیخ شمس الدین (م٧٨٦ھ)۔ **العنایة شرح الهدایة (علی حاشیة شرح فتح القدیر)**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

١٦. **البابرتی**، ابن الشیخ جمال الدین الرومی، اکمل الدین ابوعبد الله بن الشیخ شمس الدین (م٧٨٦ھ)۔ **العنایة شرح الهدایة (علی حاشیة شرح فتح القدیر)**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ١٤٢٤ھ/٢٠٠٣ء۔

١٧. **باقلانی**، قاضی ابوبکر محمد بن طیب بن محمد بن جعفر بن قاسم (م٤٠٣ء)۔ **تمهید الأوائل وتلخیص الدلائل**۔ بیروت، لبنان: موسسہ الکتب الثقافیہ، ١٤٠٧ھ/١٩٨٧ء۔

۱۸. **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/ ۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۹. **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/ ۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۰. **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۵-۲۹۲ھ/ ۸۳۰-۹۰۵ء)۔ **المسند (البحر الزخار)**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ علوم القرآن، ۱۴۰۹ھ۔

۲۱. **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (م ۵۱۰ھ)۔ **معالم التنزيل في تفسير القرآن**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۲۲. **بلاذری**، احمد بن یحییٰ بلاذری۔ **انساب الاشراف**۔ مصر: دار المعارف، ۱۹۵۹ء۔

۲۳. **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۲۴. **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۲۵. **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **المدخل اِلی السنن الکبریٰ**۔ کویت: دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ۔

۲۶. **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **الاعتقاد**. بیروت، لبنان: دارالآفاق الجدیدۃ، ۱۴۰۱ھ۔

۲۷. **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک (۲۰۹-۲۷۹ھ/ ۸۲۵-۸۹۲ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

٢٨. **ترمذی،** ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک (٢٠٩-٢٧٩ھ/ ٨٢٥-٨٩٢ء)۔ **الشمائل المحمدیه۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ١٤١٢ھ۔

٢٩. **تستری،** قاضی سید نور اللہ حسینی مرعشی (١٠٤٢-١٦١٠ھ)۔ **إحقاق الحق وإزهاق الباطل۔** طہران، ایران: المکتبہ الاسلامیہ۔

٣٠. **تستری،** قاضی سید نور اللہ حسینی مرعشی (١٠٤٢-١٦١٠ھ)۔ **إحقاق الحق وإزهاق الباطل۔** نجف، ایران: کتابخانہ آیت اللہ مرعشی، ١٤٠٩ھ۔

٣١. **تفتازانی،** سعد الدین التفتازانی (٧٩٢ھ)۔ **شرح العقائد النسفية۔** قاہرہ، مصر: مکتبہ الکلیات الازہریہ، ١٤٠٨ھ/١٩٨٨ء۔

٣٢. **تفتازانی،** سعد الدین التفتازانی (٧٩٢ھ)۔ **شرح العقائد النسفية۔** کراچی، پاکستان: المکتبہ المدینہ، ٢٠٠٩ء۔

٣٣. **تفتازانی،** سعد الدین التفتازانی (٧٩٢ھ)۔ **شرح العقائد۔** لاہور، پاکستان: مکتبۃ الحسن۔

٣٤. **تفتازانی،** سعد الدین التفتازانی (٧٩٢ھ)۔ **شرح المقاصد في علم الكلام۔** قم، ایران: منشورات الشریف الرضی، ١٤٠٩ھ/١٩٨٩ء۔

٣٥. **تفتازانی،** سعد الدین التفتازانی (٧٩٢ھ)۔ **شرح المقاصد في علم الكلام۔** لاہور، پاکستان: دار المعارف النعمانیہ، ١٩٨١ء۔

٣٦. **تمام رازی،** ابو القاسم تمام بن محمد الرازی (٣٣٠-٤١٤ھ)۔ **کتاب الفوائد۔** ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ١٤١٢ھ۔

٣٧. **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (٦٦١-٧٢٨ھ/ ١٢٦٣-١٣٢٨ء) **منهاج السنة النبوية۔** مؤسسہ قرطبہ۔

٣٨. **جزری**، ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری الشافعی (م ٨٣٣ھ)۔ **أسنی المطالب في مناقب علي بن أبي طالب**۔ اصفہان، ایران: مکتبہ الامام امیر المومنین العامہ۔

٣٩. **جزری**، ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری الشافعی (م ٨٣٣ھ)۔ **أسنی المطالب في مناقب علي بن أبي طالب**۔ مطبعۃ دار القرآن۔

٤٠. **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (١٣٣-٢٣٠ھ/ ٧٥٠-٨٤٥ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ١٤١٠ھ/ ١٩٩٠ء۔

٤١. **جوینی**، ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف (٤١٩-٤٧٨ھ)۔ **الإرشاد إلی قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٩٩٥ء۔

٤٢. **جوینی**، ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف (٤١٩-٤٧٨ھ)۔ **الإرشاد إلی قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ الانجلو المصریہ، ١٤٠٧ھ/ ١٩٨٧ء۔

٤٣. **جوینی**، ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف (٤١٩-٤٧٨ھ)۔ **لمع الأدلة في قواعد عقائد أهل السنة والجماعة**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ١٤٠٧ھ/ ١٩٨٧ء۔

٤٤. **ابن ابی حاتم**، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس ابو محمد الرازی تمیمی (٢٤٠-٣٢٧ھ/ ٨٥٤-٩٣٨ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٩ء۔

٤٥. **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (٣٢١-٤٠٥ھ/ ٩٣٣-١٠١٤ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١١ھ/ ١٩٩٠ء۔

٤٦. **حاکم**، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (٣٢١-٤٠٥ھ/٩٣٣-١٠١٤ء)۔ **معرفة علوم الحديث**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٣٩٧ھ/١٩٧٧ء۔

٤٧. **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (٢٧٠-٣٥٤ھ/٨٨٤-٩٦٥ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٣٩٥ھ/١٩٧٥ء۔

٤٨. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣-٨٥٢ھ/١٣٧٢-١٤٤٩ء)۔ **الإصابة في تمييز الصحابة**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ١٤١٢ھ/ ١٩٩٢ء۔

٤٩. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣-٨٥٢ھ/١٣٧٢-١٤٤٩ء)۔ **الأمالی المطلقة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الإسلامی، ١٤١٦ھ/١٩٩٥ء۔

٥٠. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣-٨٥٢ھ/١٣٧٢-١٤٤٩ء)۔ **المطالب العالية**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفة، ١٤٠٧ھ/١٩٨٧ء۔

٥١. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣-٨٥٢ھ/١٣٧٢-١٤٤٩ء)۔ **تهذيب التهذيب**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤٠٤ھ/١٩٨٤ء۔

٥٢. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣-٨٥٢ھ/١٣٧٢-١٤٤٩ء)۔ **فتح الباري**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ١٤٠١ھ/ ١٩٨١ء۔

٥٣. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (٧٧٣-٨٥٢ھ/١٣٧٢-١٤٤٩ء)۔ **نزهة النظر بشرح نخبة الفكر فى مصطلح حديث أهل**

الأثر۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ التراث الاسلامی۔

۵۴. **ابن حزم**، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی الظاہری (۳۸۳-۴۵۶ھ/ ۹۹۳-۱۰۶۴ء)۔ **المحلی**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدہ۔

۵۵. **ابن حزم**، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی الظاہری (۳۸۳-۴۵۶ھ/ ۹۹۳-۱۰۶۴ء)۔ **أسماء الصحابۃ الرواۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۵۶. **ابن حزم**، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی الظاہری (۳۸۳-۴۵۶ھ/ ۹۹۳-۱۰۶۴ء)۔ **أسماء الصحابۃ الرواۃ**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ القرآن۔

۵۷. **حسام الدین ہندی**، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ **کنز العمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۵۸. **ابن ابی الحدید**، عز الدین عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن ابی الحدید (۵۸۶-۶۵۶ھ)۔ **شرح نہج البلاغۃ**۔ بغداد، عراق: دار الکتاب العربی، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء۔

۵۹. **ابن ابی الحدید**، عز الدین عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن ابی الحدید (۵۸۶-۶۵۶ھ)۔ **شرح نہج البلاغۃ**۔ قاہرہ، مصر: دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء۔

۶۰. **ابو حیان**، محمد بن یوسف بن علی بن حیان اندلسی غرناطی (م۷۵۴ھ)۔ **البحر المحیط**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۶۱. **ابو حیان**، محمد بن یوسف بن علی بن حیان اندلسی غرناطی (م۷۴۵ھ)۔ **البحر المحیط**۔ قاہرہ، مصر: ۱۳۲۹ھ۔

۶۲. **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ/ ۱۰۰۲-۱۰۷۱ء)۔ **الکفایۃ فی علم الروایۃ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیہ۔

٦٣. **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (٣٩٢-٤٦٣ھ/ ١٠٠٢-١٠٧١ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ ۔

٦٤. **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (٣٩٢-٤٦٣ھ/١٠٠٢-١٠٧١ء)۔ **الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع**۔ الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ: مکتبہ المعارف، ١٤٠٣ھ۔

٦٥. **ابن خلکان**، شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، (٦٨١ھ)۔ **وفیات الأعیان**۔ ایران، مکتبۃ منشورات ارضی۔

٦٦. **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (١٨١-٢٥٥ھ/٧٩٧-٨٦٩ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ١٤٠٧ھ۔

٦٧. **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (٢٠٢-٢٧٥ھ/٨١٧-٨٨٩ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤١٤ھ/ ١٩٩٤ء۔

٦٨. **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (٢٠٢-٢٧٥ھ/٨١٧-٨٨٩ء)۔ **سنن أبي داود بتحقيق الألباني**۔ اسکندریہ، مصر: مرکز نور الاسلام لابحاث القرآن والسنہ۔

٦٩. **دولابی**، ابو بشر محمد بن احمد بن حماد (٢٢٤-٣١٠ھ)۔ **الكنى والأسماء**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ١٤٢١ھ/ ٢٠٠٠ء۔

٧٠. **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی الھمذانی (٤٤٥-٥٠٩ھ/ ١٠٥٣-١١١٥ء)۔ **مسند الفردوس**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٦ھ/١٩٨٦ء۔

٧١. **ذہبی**، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (٦٧٣-٧٤٨ھ/١٢٧٤-١٣٤٨ء)۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤١٧ھ/١٩٩٧ء۔

۷۲. **ذہبی،** ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **تذکرۃ الحفاظ۔** دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن۔

۷۳. **ذہبی،** ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام۔** بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۷۴. **ابن راہویہ،** ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن إبراہیم بن عبداللہ (۱۶۱-۲۳۷ھ/ ۷۷۸-۸۵۱ء)۔ **المسند۔** مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۷۵. **رویانی،** ابو بکر محمد بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند۔** قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۷۶. **ابن الزاغونی،** ابو الحسن علی بن عبید اللہ (۵۲۷ھ)۔ **الإيضاح في أصول الدين۔** ریاض، سعودی عرب: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

۷۷. **زرقانی،** ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵-۱۱۲۲ھ/۱۶۴۵-۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۷۸. **زرکشی،** بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ (۷۴۵-۷۹۴ھ/ ۱۳۴۴-۱۳۹۲ء)۔ **البحر المحيط في أصول الفقه۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۷۹. **زمخشری،** جاراللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۲۷-۵۳۸ھ)۔ **مختصر كتاب الموافقة بين أل البيت والصحابة۔** بیروت، لبنان: دار الکتب الحکمیہ۔

٨٠. **زیلعی**، ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی (٧٦٢ھ)۔ **نصب الراية لأحاديث الهدايه**۔ مصر: دارالحدیث، ١٣٥٧ھ۔

٨١. **سخاوی**، ابوعبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد (٨٣١-٩٠٢ھ/ ١٤٢٨-١٤٩٧ء)۔ **كتاب الغاية فى شرح الهداية فى علم الرواية**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مكتبة العلوم والحكم، ١٤٢٢ھ/٢٠٠٢ء۔

٨٢. **سخاوی**، الشیخ شمس الدین محمد عبدالرحمٰن السخاوی (٩٠٢ھ)۔ **فتح المغيث شرح الفية الحديث**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء۔

٨٣. **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (١٦٨-٢٣٠ھ/٧٨٤-٨٤٥ء)۔ **الطبقات الكبرى**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ والنشر، ١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء۔

٨٤. **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (١٦٨-٢٣٠ھ/٧٨٤-٨٤٥ء)۔ **الطبقات الكبرى**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء۔

٨٥. **سیوطی**، ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩-٩١١ھ/١٤٤٥-١٥٠٥ء)۔ **كفاية الطالب اللبيب فى خصائص الحبيب (الخصائص الكبرىٰ)**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٩٨٥ء۔

٨٦. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩-٩١١ھ/١٤٤٥-١٥٠٥ء)۔ **التدريب الراوى**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ الریاض الحدیثہ۔

٨٧. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩-٩١١ھ/١٤٤٥-١٥٠٥ء)۔ **الخصائص الكبرىٰ**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

٨٨. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان

(۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **تاریخ الخلفاء**۔ بغداد، عراق: مکتبۃ الشرق الجدید۔

۸۹. **شاشی**، ابو سعید ہیثم بن کلیب بن شریح (م ۳۳۵ھ/۹۴۶ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ العلوم و الحکم، ۱۴۱۰ھ۔

۹۰. **شاہ ولی اللہ**، محدث دہلوی، (متوفی: ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۲ء)۔ **ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء**۔ قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔

۹۱. **الشریف الجرجانی**، علی بن محمد بن علی الحسینی (۷۴۰-۸۱۶ھ/۱۳۴۰-۱۴۱۳ء)۔ **شرح المواقف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۹۲. **شریف رضی**۔ **نہج البلاغہ**۔ بغداد، عراق۔ دار الکتب العلمیہ۔

۹۳. **الشلبی**، شہاب الدین احمد (م۹۴۷ھ)۔ **حاشیۃ علی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**۔ مصر: المطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۱۴ھ۔

۹۴. **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی (۱۵۹-۲۳۵ھ/۷۷۶-۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۹۵. **شیرازی**، ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی (م ۳۹۳-۴۷۶ھ)۔ **الإشارۃ إلی مذہب أہل الحق**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ۔

۹۶. **شیرازی**، ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی (م ۳۹۳-۴۷۶ھ)۔ **الإشارۃ إلی مذہب أہل الحق**۔ قاہرہ، مصر: المجلس الاعلیٰ للشؤن الاسلامیہ، مرکز السیرۃ والسنہ، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹۔

۹۷. **صدوق**، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی (م ۳۸۱ھ)۔ **عیون أخبار الرضا**۔ النجف، ایران: المطبعہ الحیدریہ، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

۹۸. **صدوق**، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی (م ۳۸۱ھ)۔ **عیون أخبار**

الرضا۔ بیروت، لبنان: موسسہ الاعلمی للمطبوعات، ١٤٠٤ھ/١٩٨٤ء۔

٩٩. **صدوق**، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی (م ٣٨١ھ)۔ **عیون أخبار الرضا**۔ تہران، ایران: نشر صدوق، ١٣٧٢ھ۔

١٠٠. **ابن الصلاح**، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن الشہر زوری (٥٧٧-٦٤٣ھ)۔ **المقدمة**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر المعاصر، ١٣٩٧ھ/١٩٧٧ء۔

١٠١. **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (٢٦٠-٣٦٠ھ/ ٨٧٣-٩٧١ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ قاہرہ، مصر: دار الحرمین، ١٤١٥ھ۔

١٠٢. **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (٢٦٠-٣٦٠ھ/ ٨٧٣-٩٧١ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

١٠٣. **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (٢٦٠-٣٦٠ھ/ ٨٧٣-٩٧١ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء۔

١٠٤. **طبرسی**، ابو منصور احمد بن علی بن ابی طال طبرسی۔ **الاحتجاج**۔ النجف، ایران: النعمان، ١٣٨٦ھ/١٩٦٦ء۔

١٠٥. **طبرسی**، ابو منصور احمد بن علی بن ابی طال طبرسی۔ **الاحتجاج**۔ تہران، ایران: دار الکتب الاسلامیہ، ١٣٨١ھ۔

١٠٦. **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (٢٢٩-٣٢١ھ/ ٨٥٣-٩٣٣ء)۔ **العقیدة الطحاویة**۔ بیروت، لبنان: مرکز الخدمات والأبحاث الثقافیہ، ١٤٠٧ھ/١٩٨٧ء۔

١٠٧. **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (٢٢٩-٣٢١ھ/ ٨٥٣-٩٣٣ء)۔ **العقیدة الطحاویة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٣٩٧ھ۔

١٠٨. **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ (٢٢٩-٣٢١ھ/٨٥٣-٩٣٣ء)۔

شرح معاني الآثار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۰۹. **طوسی**، ابوجعفر محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ھ/۹۹۵-۱۰۶۷ء)۔ **الامالی**۔قم، ایران: دار الثقافہ،۱۴۱۴ھ۔

۱۱۰. **طوسی**، ابوجعفر محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ھ/۹۹۵-۱۰۶۷ء)۔ **تلخیص الشافی**۔ قم: ایران: کتابخانہ ملی،۱۳۸۲ھ۔

۱۱۱. **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳-۲۰۴ھ/۷۵۱-۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۱۲. **ابن ابی عاصم**، ابو بکر عمرو بن ابی عاصم ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۱۱۳. **ابن ابی عاصم**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلدشیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **الآحاد والمثاني**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۱۴. **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ/۷۴۴- ۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۱۵. **عبد اللہ بن احمد بن حنبل** (۲۱۳-۲۹۰ھ)۔ **السنة**۔ دمام: دار ابن قیم، ۱۴۰۶ھ۔

۱۱۶. **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **الاستیعاب فی معرفة الأصحاب**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۱۱۷. **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **التمهيد**۔مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف و الشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۱۱۸. **عبد بن حمید**، ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/ ۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبة السنة، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۱۱۹. **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الهادی بن عبد الغنی جراحی (١٠٨٧-١١٦٢ھ/١٦٧٦-١٧٤٩ء)۔ **كشف الخفا ومزيل الألباس۔ بیروت، لبنان**: مؤسسۃ الرسالہ، ١٤٠٥ھ۔

۱۲۰. **عراقی**، ابو زرعہ احمد بن عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن ابی بکر الکردی الاصل (٧٦٢-٨٢٦ھ/١٣٦١-١٤٢٣ء)۔ **طرح التثريب في شرح التقريب۔ بیروت، لبنان**: دار احیاء التراث العربی۔

۱۲۱. **عراقی**، حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن حسین الکردی العراقی (٧٢٥-٨٠٦ھ/ ١٣٢٥-١٤٠٤ء)۔ **التبصرة والتذكرة۔ رياض، سعودی عرب**: مکتبہ دار المنہاج، ١٤٢٨ھ۔

۱۲۲. **عراقی**، حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن حسین الکردی العراقی (٧٢٥-٨٠٦ھ/١٣٢٥-١٤٠٤ء)۔ **التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح۔ بیروت، لبنان**: دار الآفاق الجدیدہ۔

۱۲۳. **عراقی**، حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن حسین الکردی العراقی (٧٢٥-٨٠٦ھ/١٣٢٥-١٤٠٤ء)۔ **شرح التبصرة والتذكرة۔ بیروت، لبنان**: دار الکتب العلمیہ، ١٤٢٣ھ/٢٠٠٢ء۔

۱۲٤. **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی الشافعی (٤٩٩-٥٧١ھ/١١٠٥-١١٧٦ء)۔ **تاريخ مدينة دمشق المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر۔ بیروت، لبنان**: دار الفکر، ١٩٩٥ء۔

۱۲۵. **عصامی**، عبد الملک بن حسین بن عبدالملک عصامی مکی (١٠٤٩-١١١١ھ/ ١٦٣٩-١٦٩٩ء)۔ **سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي۔ بیروت، لبنان**: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٨ء۔

١٢٦. **عظیم آبادی**، محمد شمس الحق عظیم آبادی اُبوطیب۔ **عون المعبود علی سنن ابی داؤد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٥ھ/١٩٩٥ء۔

١٢٧. **عکری**، عبد الحئ احمد العکری الدمشقی (١٠٨٩ھ)۔ **شذرات الذهب فی أخبار من ذهب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

١٢٨. **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (٧٦٢-٨٥٥ھ/١٣٦١-١٤٥١ء)۔ **البنایة شرح الهدایة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ١٤٢٠ھ/٢٠٠٠ء۔

١٢٩. **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (٧٦٢-٨٥٥ھ/١٣٦١-١٤٥١ء)۔ **عمدة القاری شرح صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٣٩٩ھ/١٩٧٩ء۔

١٣٠. **غزالی**، ابو حامد محمد بن محمد (٤٥٠-٥٠٥ھ)۔ **إحیاء علوم الدین**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفة۔

١٣١. **قاسمی**، محمد جمال الدین بن محمد سعید قاسم الحلاق (١٢٨٣-١٣٣٢ھ/ ١٨٦٦-١٩١٤ء)۔ **قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ١٣٩٩ھ/١٩٧٩ء۔

١٣٢. **قرطبی**، ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح (٦٧١ھ)۔ **التذكرة في أمور أحوال الموتى وأمور الآخرة**۔ قاہرہ، مصر: مکتبة الثقافة الدینیة، ١٤٢١ھ/٢٠٠١ء۔

١٣٣. **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (٢٨٤-٣٨٠ھ/ ٨٩٧-٩٩٠ء)۔ **الجامع لأحکام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

١٣٤. **قزوینی**، عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم الرافعی (م٦٢٣ھ)۔ **التدوین في أخبار**

قزوین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔

۱۳۵. **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱-۹۲۳ھ/۱۴۴۸-۱۵۱۷ء)۔ **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۳۶. **قمی**، شیخ عباس بن محمد رضا القمی (۱۲۹۴-۱۳۵۹ھ)۔ **منتهى الآمال في تواريخ النبي والآل**۔ ایران: سازمان انتشارات جاویدان۔

۱۳۷. **قمی**، شیخ عباس بن محمد رضا القمی (۱۲۹۴-۱۳۵۹ھ)۔ **منتهى الآمال في تواريخ النبي والآل**۔ بیروت، لبنان: الدر الاسلامیہ۔

۱۳۸. **قمی**، شیخ عباس بن محمد رضا القمی (۱۲۹۴-۱۳۵۹ھ)۔ **منتهى الآمال في تواريخ النبي والآل**۔ قم، ایران: دلیل ما، ۱۳۷۹ش۔

۱۳۹. **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **البداية والنهاية**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۱۴۰. **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **تفسير القرآن العظيم**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۱۴۱. **لالکائی**، ابو قاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور (م۴۱۸ھ)۔ **شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة من الكتاب والسنة وإجماع الصحابة**۔ الریاض، سعودی عرب، دار طیبہ، ۱۴۰۲ھ۔

۱۴۲. **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۷-۲۷۵ھ/۸۲۴-۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

١٤٣. **ابن مازة**، ابو المعالی برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر البخاری الحنفی (م ٦١٦ھ)۔ **المحيط البرهاني في الفقه النعماني**۔ بیروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٤ھ/٢٠٠٤ء۔

١٤٤. **مازن** بن محمد بن عیسیٰ الدکتور۔ **الإصابة في الذّبِّ عن الصحابة**۔

١٤٥. **مجلسی**، علامہ محمد باقر بن محمد تقی بن المقصود علی مجلسی (١٠٣٧-١١١٠ھ/ ١٦٢٧-١٦٩٩ء)۔ **بحار الأنوار**۔ بیروت، لبنان، موسسہ الوفا، ١٤٠٣ھ/ ١٩٨٣ء۔

١٤٦. **مجلسی**، علامہ محمد باقر بن محمد تقی بن المقصود علی مجلسی (١٠٣٧-١١١٠ھ/ ١٦٢٧-١٦٩٩ء)۔ **بحار الأنوار**۔ تہران، ایران، کتاب فروشی اسلامی، ١٣٦١ش۔

١٤٧. **محبّ الدین طبری**، ابوعباس احمد بن محمد، (م ٦٩٤ھ)۔ **الرياض النضرة في مناقب العشرة**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ١٩٩٦ء۔

١٤٨. **محمد تقی سپہر کاسانی**، بن محمد علی لسان الملک (١٢١٦-١٢٥٩ھ)۔ **ناسخ التواريخ**۔ تہران، ایران: اساطیر، ١٣٨٠ھ۔

١٤٩. **محمد تقی سپہر کاسانی**، بن محمد علی لسان الملک (١٢١٦-١٢٥٩ھ)۔ **ناسخ التواريخ**۔ تہران، ایران: کتاب فروشی اسلامیہ، ١٣٩٨ھ۔

١٥٠. **محی الدین الرحماوی**، محمد بن بہاء الدّین بن لطف اللہ الصوفی حنفی (م ٩٥٢ھ/١٠٤٥ء)۔ **القول الفصل فيشرح الفقه الأكبر ملتقطا**۔ استنبول، ترکی: مکتبہ الحقیقہ، ١٤٣٢ھ/٢٠١١ء۔

١٥١. **محی الدین الرحماوی**، محمد بن بہاء الدّین بن لطف اللہ الصوفی حنفی (م ٩٥٢ھ/١٠٤٥ء)۔ **القول الفصل فيشرح الفقه الأكبر ملتقطا**۔ بیروت، لبنان: ناشرون، ٢٠١٣ء۔

١٥٢. **محی الدین الرحماوی**، محمد بن بہاء الدین بن لطف اللہ الصوفی حنفی (م ٩٥٢ھ/١٠٤٥ء)۔ **القول الفصل في شرح الفقه الأكبر ملتقطا**۔ بیروت، لبنان: دار المنتخب العربی، ١٤١٨ھ/١٩٩٨ء۔

١٥٣. **مرغینانی**، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر (٥١١-٥٦٣)۔ **الهداية شرح بداية المبتدي**۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ١٩٩٩ء۔

١٥٤. **مرغینانی**، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ **الهدایہ**۔ کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ اسلامی کتب۔

١٥٥. **مروزی**، محمد بن نصر بن الحجاج، ابو عبد اللہ (٢٠٢-٢٩٤ھ)۔ **تعظیم قدر الصلاة**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبہ الدار، ١٤٠٦ھ۔

١٥٦. **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (٦٥٤-٧٤٢ھ/١٢٥٦-١٣٤١ء)۔ **تهذيب الكمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ١٤٠٠ھ/١٩٨٠ء۔

١٥٧. **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (٢٠٦-٢٦١ھ/٨٢١-٨٧٥ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

١٥٨. **معافری**، قاضی ابو بکر ابن العربی محمد بن عبد اللہ بن محمد (٤٦٨-٥٤٣ھ)۔ **عارضة الأحوذي بشرح صحيح الترمذي**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٨ھ/١٩٩٧ء۔

١٥٩. **مقدسی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد حنبلی (٥٦٩-٦٤٣ھ/١١٧٣-١٢٤٥ء)۔ **الأحاديث المختارة**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثۃ، ١٤١٠ھ/١٩٩٠ء۔

١٦٠. **ملا خسرو الحنفی**، قاضی محمد بن فراموز بن علی (م ٨٨٥ھ)۔ **درر الحكام شرح غرر**

الأحكام۔ کراچی، پاکستان: میر محمد کتب خانہ۔

۱۶۱. **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **شرح شرح نخبة الفكر**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۳۹۷ھ۔

۱۶۲. **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء۔

۱۶۳. **مناوی**، عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی (۹۵۲-۱۰۳۱ھ/۱۵۴۵-۱۶۲۱ء)۔ **فيض القدير شرح الجامع الصغير**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۶۴. **ابو منصور البغدادی**، عبد القاہر بن طاہر بن محمد بن عبد اللہ البغدادی تمیمی الاسفرایینی (م۴۲۹ھ)۔ **الفَرْق بين الفِرَق**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدہ، ۱۹۷۷ء۔

۱۶۵. **ابو منصور البغدادی**، عبد القاہر بن طاہر بن محمد بن عبد اللہ البغدادی تمیمی الاسفرایینی (م۴۲۹ھ)۔ **أصول الدين**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + استنبول، ترکی: دار الفنون الترکیہ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

۱۶۶. **ابن نجیم**، زین الدین بن ابرہیم بن محمد الحنفی المصری (م۹۷۰ھ)۔ **البحر الرائق شرح كنز الدقائق**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۱۶۷. **ابن نجیم**، زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی (۹۲۶-۹۷۰ھ)، **البحر الرائق شرح كنز الدقائق**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۶۸. **نسائی**، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی (۲۱۵-۳۰۳ھ/۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء+ حلب، شام: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۱۶۹. **نسائی**، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی (۲۱۵- ۳۰۳ھ/۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن**

الكبرى۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۷۰. **نسفی**، ابو معین عمر بن محمد نسفی (۵۳۷ھ)۔ **تبصرة الأدلة في أصول الدين**۔ انقرہ، ترکی: رئاسۃ الشؤن الدینیہ، ۱۹۹۳ء۔

۱۷۱. **نسفی**، ابو معین عمر بن محمد نسفی (۵۳۷ھ)۔ **تبصرة الأدلة في أصول الدين**۔ قاہرہ، مصر: المکتبہ الازہریہ للتراث، ۲۰۱۱ء۔

۱۷۲. **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **تاریخ أصبهان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۷۳. **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۷۴. **نمیری**، ابو زید عمر بن شیبہ بصری (م ۲۶۲ھ)۔ **أخبار المدينه**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۱۷۵. **نووی**، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ **تهذيب الاسماء واللغات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۷۶. **ابن ہمام حنفی**، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی (۸۶۱ھ)۔ **شرح فتح القدير**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

۱۷۷. **ہیتمی**، ابو العباس احمد بن محمد بن علی ابن حجر (۹۰۹-۹۷۳ھ)۔ **الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۷۸. **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۱۷۹. **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ **موارد الظمآن اِلی زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دارالثقافۃ العربیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۸۰. **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰-۳۰۷ھ/ ۸۲۵-۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔